از

جاوید احمد عنبر مصباحی

ناشر
برکاتی بکڈپو
گلبرگہ کرناٹک، ہند

تقسیم کار
مدنی بکڈپو
مٹیا محل دہلی

اِسلامی قوانین
بائبل اور دور جدید کے تناظر میں

مصنف

جاوید احمد عنبر مصباحی

بانی وسربراہ: علامہ فضل حق خیرآبادی چیرٹیبل فاؤنڈیشن، اَنڈمان۔ ہند

ناشر

برکاتی بکڈپو، خواجہ بازار، گلبرگہ۔

کرناٹک، ہند۔

نام کتاب	:	اسلامی قوانین بائبل اور دورِ جدید کے تناظر میں
مصنف	:	جاوید احمد عنبرؔ مصباحی
کمپوزنگ	:	نجم الثاقب عنبر / محمد جیلانی عنبر
پروف ریڈنگ	:	عالمہ عائشہ سلطانہ عنبر
اشاعت اول	:	جمادی الاولی ۱۴۳۶ھ / مارچ ۲۰۱۵ء
صفحات	:	۴۸۰
تعداد	:	۱۱۰۰
قیمت	:	۲۲۰/روپئے (ہندوستانی) بیرونِ ہند $20
ناشر	:	برکاتی بکڈپو، خواجہ بازار، گلبرگہ شریف، کرناٹک۔ ہند۔
موبائل (مصنف)	:	☏+91-9801077667/9679583583
ای میل	:	*ambermisbahi@gmail.com* *ambermisbahi@yahoo.com*

کتاب ملنے کے دیگر پتے مع رابطہ نمبرات

(۱) دہلی:	مدنی بکڈپو، مٹیا محل، دہلی۔۶	+91-9319557710
(۲) ممبئی:	اقرا بکڈپو، محمد علی روڈ، ممبئی۔۳	+91-22-23410140
(۳) بہار:	فیضی کتاب گھر، مہسول چوک، سیتامڑھی۔	+91-9835209155
(۴) اتر پردیش:	المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ۔	+91-9839387680
(۵) پنجاب:	مجلس فکر رضا، بستی جودھیوال، لدھیانہ۔	+91-9417049590
(۶) جموں وکشمیر:	شاہ ہمدان بکڈپو، کدلہ بل، پانپور، سرینگر۔	+91-9469122716
(۷) کرناٹک:	نوری کتاب گھر، درگاہ روڈ، گلبرگہ۔	+91-9035126496

مشمولات

انتساب

ہم اپنی اس کاوش کو درج ذیل علماے اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں، جن کی عظیم خدمات کے ابواب میں تقابلِ اَدیان، اِحقاقِ اسلام اور ردِّ نصاریٰ وملحدان بھی ہیں:۔

(۱) حجۃ الاسلام اِمام محمد غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان (۴۵۰ھ۔۵۰۵ھ) جنھوں نے صراطِ مستقیم پہ گامزن رہتے ہوئے تقابلِ اَدیان کے فن کو فروغ دیا اور اِسلامی عقائد واَحکام کو عقلی ونقلی دلائل کے ساتھ خوب واضح کیا۔

(۲) اِمام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی رحمہ الباری (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ) جنھوں نے دفاعِ اسلام ورد نصاریٰ کے مشن کو پھیلایا اور اسلام کی حقانیت کو خوب آشکارا کیا۔

(۳) پاسبانِ حرمین مجاہد آزادی علامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ (۱۸۱۸ء۔۱۸۹۱ء) جنھوں نے دورِ جدید میں غزالی ورازی کے مشن کو مزید جامعیت کے ساتھ نشر کیا اور عصر حاضر کے محققین کو یہ بتلا دیا کہ دوسرے مذاہب کی توہین کیے بغیر بھی ان کا تجزیاتی مطالعہ ممکن ہے۔

(۴) محافظ اسلام علامہ حافظ ولی اللہ کشمیری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۵۱ھ۔۱۲۹۶ھ) جنھوں نے برطانوی ہندوستان میں پادریوں کی ناطقہ بندی کا فریضہ ادا کیا اور ہمارے ایمان کی سلامتی کا ایک ذریعہ بنے۔

(۵) مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء۔۱۹۵۴ء) جن کی دعوت، طریقۂ دعوت اور تبلیغِ اِسلام کا ایک ایک باب ہماری تاریخ کا روشن مینار ہے، جنھوں نے دنیا کی سیاحت فرما کر کم وبیش ستر ہزار انسانوں کو اِسلام کی دولت سے مالا مال کیا اور انھیں ان کی حقیقی منزل 'جنت' کا راستہ دکھایا۔

جاوید احمد عنبرؔ مصباحی

دِلانی پور، پورٹ بلیئر، جزیرۂ اَنڈمان

۱۴/ جمادی الاُولیٰ ۱۴۳۶ھ/ ۶/ مارچ ۲۰۱۵ء

تقریظ جمیل

مفکر اسلام حضرت علامہ **محمد قمر الزماں اعظمی** دام ظلہ
سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، مانچسٹر، یوکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس وقت میرے زیر مطالعہ حضرت مولانا عنبر مصباحی کی نئی تصنیف ''اسلامی قوانین بائبل اور عصر جدید کے تناظر میں'' کا مسودہ ہے، اس کتاب میں مولانا موصوف نے اپنی دوسری مطبوعہ تصنیف ''بائبل میں نقوش محمدی'' کو دلائل اور حوالہ جات سے مزین فرما کر اسلامی قوانین کی عظمت اور کاملیت کو واضح فرمایا ہے۔

اسلام اور مسیحیت کے عہد نامۂ قدیم وجدید کا تقابلی مطالعہ تو نسبتاً آسان تھا مگر عصر جدید کے قوانین اور سیکولر نظام کے تحت تشکیل پانے والے ہر دور میں تغیر پذیر قوانین کا تقابل اسلام کے غیر متبدل اور دائمی قوانین کے ساتھ خاصا مشکل کام ہے مگر مصنف موصوف اپنے وسیع تر مطالعہ اور خداداد فکری صلاحیتوں کی بنا پر اس مشکل مرحلے سے بہت کامیابی کے ساتھ گذر گئے ہیں اور بغیر کسی غیر ضروری تشریح وتوضیح کے اسلامی قوانین کو ان کی اصل حیثیت سے پیش کر کے دلائل اور واقعات کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام ہی ہر دور میں معاشرتی ترقی، انصاف اور امن عالم کا ضامن ہے۔

یہ دراصل الجامعۃ الاشرفیہ کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہے کہ مولانا موصوف نے اس کتاب میں کہیں شریعت مطہرہ کے قوانین سے اِنحراف نہیں کیا ہے اور نہ ہی کسی مقام پر جدید ذہن میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کو رفع کرنے کے لئے معذرت خواہانہ انداز اختیار کیا ہے جیسا کہ بعض مستشرقین کے جواب میں لکھنے والوں کا طرز تحریر ہے۔ عصر حاضر کے قوانین کے مقابلے میں اسلامی قوانین کی برتری ثابت فرما کر مصنف نے ان تمام شکوک وشبہات کا اِزالہ فرمایا ہے جو یہود ونصاریٰ اور نام نہاد مستغربین (مستغربین میری اپنی ایجاد

کردہ اصطلاح ہے) کی طرف سے اسلام کے حوالے سے پیش کئے جا رہے ہیں۔

ابتدائی اَبواب میں مصنف موصوف نے اسلامی عقائد کے مقابلے میں توریت و انجیل کے عقائد کا جائزہ لیا ہے۔ عقیدۂ توحید و رسالت، بعث بعد الموت وغیرہ کے دلائل بائبل سے دیئے ہیں اور جہاں اسلامی عقائد سے اختلاف نظر آیا اس کی وضاحت کر دی ہے اور اس بات کی کامیاب کوشش کی ہے کہ توحید و رسالت کے باب میں بائبل اور دلائل سے عقیدۂ اہل سنت و جماعت کو ثابت کیا جائے، مثلاً عصمت انبیاء، اختیارات رُسل، ان کی تشریحی حیثیت اور ان کے علوم غیبیہ کی وضاحت وغیرہ۔

انھوں نے باب عقائد میں عقیدۂ توحید سے اِنحراف کرنے والے مرتدین کی سزا کو بائبل سے ثابت کیا ہے جبکہ اس طرح کی سزاؤں کو وحشیانہ سزاؤں سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

عقائد کے علاوہ انھوں نے اس کتاب میں اسلامی نظامِ حیات کے ان تمام گوشوں کا احاطہ کیا ہے جن کا تعلق عبادات، معاملات، سماجی حقوق، حقوق انسانی، معاشرتی انصاف، عائلی قوانین، جزاء و سزا، حلت و حرمت، اَخلاقی تعلیمات اور حدود و تعزیرات سے ہے۔

معاشرتی قوانین میں والدین کی نافرمانی، قتل عمد، قتل خطا، بے حجابی، مرد و زن کا آزادانہ اختلاط، بغیر شادی کے جنسی تعلقات، بیویوں کا تبادلہ، عصمت دری، ہم جنسی اور بردہ فروشی جیسے جرائم جو آج مغربی معاشرے میں عام ہیں بلکہ بعض جرائم کو قانون کا تحفظ فراہم کر دیا گیا ہے اور یہ جرائم مشرقی ممالک میں بھی بہت تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ ان جرائم کی اَخلاقی حیثیت اور ان کی اسلامی سزاؤں کو توریت و انجیل کے ساتھ عصر حاضر کے تناظر میں انتہائی خوبصورتی کے ساتھ مدلل طریقے سے پیش کیا ہے۔

مولانا عنبر مصباحی نے اسلامی حدود و تعزیرات کے حوالے سے قید و بند، کوڑوں کی سزا، موت، سنگساری، قطع ید، قصاص، عضو انسانی پر تیزاب پھینکنے اور اہانتِ رسول علیہ السلام کی سزاؤں کا تفصیلی جائزہ لے کر بائبل اور عصر حاضر کے تناظر میں اسلامی قوانین کی اہمیت کو اجاگر فرمایا ہے۔ آج کا المیہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی دینی تعلیم سے غفلت نے مسلم

دشمن قوتوں کو اس بات کا موقع دیا ہے کہ وہ اسلام کی انتہائی غلط تصویر کشی کریں، اسی طرح میڈیا کے ذریعے اِلحاد و اِرتداد کا ایک سیل رواں ہے جو مسلم آبادیوں کو بہا لے جانا چاہتا ہے۔ اگر امت مسلمہ نے علم وعقل اور دلائل و براہین کی روشنی میں اس سیلاب کے سامنے بند باندھنے کی کوشش نہ کی تو دشمنانِ اسلام اپنی سازشوں میں کامیاب ہو جائیں گے۔ دشمنانِ اسلام مسلمانوں کے نام نہاد تعلیم یافتہ طبقہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ پوری دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اسلام ایک غیر مہذب اور وحشت و بربریت کا مذہب ہے اور اس وجہ سے مسلمانوں کے خلاف جو بھی جارحانہ کاروائی کی جائے وہ اس کے مستحق ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت کو مسخ کر کے پیش کرنے کی کوشش کی جائے، غیر حقیقی کارٹون بنایا جائے یا قرآن پاک کو جلایا جائے تو یہ سب صحیح ہے۔

افسوس یہ ہے کہ مسلم دنیا ان تمام سازشوں سے بے خبر ہے جس کی وجہ سے اسلام دشمن قوتیں اپنی سازشوں میں کامیاب نظر آتی ہیں۔

خدائے قدیر مولانا عنبر مصباحی کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے اس کتاب کے ذریعے اسلام کا مثبت اور مؤثر دفاع کرنے کی کوشش کی ہے۔ فجزاه الله عنا و عن جميع المسلمين۔

خاکسار
محمد قمر الزماں اعظمی
سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن
مانچیسٹر۔ انگلینڈ
05/03/2015

کلماتِ خیر

داعیِ کبیر فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی **عبدالحلیم رضوی اشرفی** دام ظلہ
سرپرست عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اسکی تعلیمات نوع انساں کے لئے آب حیات ہے۔ دنیا کے مسائل کا حل اِسلامی تعلیمات میں ہے، جو اس کے دامن میں آیا دُنیا و آخرت کی کامرانی پا گیا۔ مگر دنیا کی تمام قومیں اسلام کے مد مقابل ہیں بالخصوص یہود و نصاری کے آسمانی کتب کے حامل ہونے کے باوجود ان میں سے ایک معتد بہ حصہ لاعلمی یا غلط فہمی کا شکار ہے تو بہت سے عناد میں اسلام کے سخت مخالف ہیں، انہیں ان کی معاندت کسی پہلو چین لینے نہیں دیتی، اسلام اور تعلیماتِ اسلام کے خلاف زہر افشانی بہتوں کا طرہ بن چکا ہے اور ایسے دانشوروں کا بہترین موضوع اسلام کا مذاق واِستہزا اور اس کی بیخ کنی کی کوشش ہے۔

لیکن ان تمام تر امور کے باوجود ان کی مقدس مذہبی کتابیں جنہیں وہ بائبل کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جو ارباب کلیسا کے ہاتھوں ہزاروں تحریفات و تبدیلات کے مرحلہ سے گذر چکی ہیں، اسلامی قوانین کی کھلے بند تصدیق کرتی ہیں۔ اسی کے ساتھ ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ بائبل کی قسمیں کھانے والے خود اس کی تعلیمات سے نا آشنا ہیں، تبدیلیِ بسیار کے باوجود اس کے صفحات بہت سے احکام و مسائل میں قرآن کے ہمنوا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے وہ مسائل جن کی بنیاد پر آزاد خیال، عقل محض کے پیروکار اور دانشوروں کا وہ طبقہ جو اسلام کے قوانین کو ظلم و جبر اور انسانیت کے خلاف بتاتے ہیں اگر وہ بائبل کا معالعہ کر لیں تو ہرگز ان کی ہرزہ سرائی کا رخ قوانین اسلام کی طرف نہ ہو، مثلاً حجاب، اختلاطِ مرد و زن، عورتوں کی گواہی اور جماعت نماز، زنا کی سزا سنگساری، چوری کی سزا قطع ید، قصاص وغیرہ، یہی احکام آج کی محرف بائبل کے صفحات میں ان کی نادانی پر تبسم

ریز ہیں۔ اس قسم کے اور مسائل ہیں جن کی تفصیل ''اِسلامی قوانین بائبل اور دورِ جدید کے تناظر میں'' میں موجود ہے۔

مذکورہ کتاب نوجوان قلم کار، تقابل ادیان کے بہترین محقق مولانا جاوید احمد عنبر مصباحی کی تصنیف ہے، مصنف ابھی علامہ فضل حق خیرآبادی کی مدفن سرزمین جزیرۂ انڈمان نکوبار میں خدمت دین میں مشغول ہیں۔ مذکورہ کتاب کا مسودہ مولانا اَفروز رضا مصباحی لے کر آئے، عناوین دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی، عقائد وعبادات، سماجی ومعاشرتی قوانین، غذائی ومعاشی احکام، اِزدِواجی، اَخلاقی اور تعزیراتی قوانین تک کا احاطہ کیا ہے۔ چند اَبواب دیکھے ہر باب قرآن وحدیث کے ساتھ بائبل کے حوالوں سے مزین ہے، عصری تجزیات اور یورپ وامریکہ کی سرکاری وغیر سرکاری سروے رپورٹوں سے اسلامی قوانین کی حقانیت اس پہ مستزاد ہے، مصنف کی یہ تیسری کاوش ہے، اس سے قبل دو کتابیں 'اسلام اور عیسائیت ایک تقابلی مطالعہ' اور 'بائبل میں نقوش محمدی ﷺ' اہل علم ودانش سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے جامع اور پیشکش کا حسین نذرانہ ہے۔ پڑھنے کے بعد قاری لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا وِرد نہ کرے تب بھی کم ازکم اسے یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں رہے گا کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے۔

مصنف نے جزیرہ میں ساحل سمندر پر بیٹھ کر اُردو دُنیا سے دور رہ کر بھی اہل علم بالخصوص تقابل اَدیان کا شوق رکھنے والوں کے لئے نایاب تحفہ نذر کیا ہے، کتاب میں بتایا گیا ہے کہ دورِ جدید کے مسائل کا حل تعلیمات اسلام میں موجود ہے اور بائبل کے صفحات اس کے مؤید وہمنوا ہیں جبکہ دنیا بھر کے حالات اس بات کے شاہد ہیں کہ اسلامی قوانین میں تمام پریشانیوں کا حل موجود ہے۔ کچھ یہود ونصاریٰ کو اسلام سے خار ہے، اگر وہ اپنی مذہبی کتابوں پر بھی عمل پیرا ہوتے تو دنیا آج ہزاروں لاینحل مسائل حل کرنے میں کامیاب ہوتی مگر انہیں ڈر ہے کہ اس سے اسلام کی حقانیت ثابت ہوگی، جن قوانین کو لے کر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں ان پر عمل ہو تو انہیں اَپنے آپ کو جھٹلانا ہوگا لہٰذا نہ قرآن کو

مانتے ہیں نہ بائبل ان کے کے لئے قابل اتباع ہے۔مسلمانوں کے لئے ہر حال میں سرخروئی ہے۔

یہ کتاب ہر مسلمان بلکہ غیر مسلم کے لیے بھی قابل مطالعہ ہے، بالخصوص تقابل اَدیان کا ذوق رکھنے والوں کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس کو مختلف زبانوں میں ڈھالا جائے اور ہر مسلم و غیر مسلم کی نظر اس طرح کی کتابوں پہ پڑے، یہ کتاب ان لوگوں کے لئے مینارہ نور ثابت ہوگی جو اسلام کی آفاقی تعلیمات اور قوانین کے انسانیت مخالف ہونے کا ذہن رکھتے ہیں، بہت سے سوالات۔ جو عموماً ذہنوں میں کلبلاتے رہتے ہیں۔ کے جوابات اس کتاب میں موجود ہیں۔

مولیٰ تعالی مصنف کو دین و دنیا کی برکات سے خوب خوب نوازے، اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کا جذبہ سدا بہار رکھے، علم و فضل عطا کرے۔ کتاب کو مقبول عام فرمائے، ریب و تشکیک' گمرہی و اندھیروں میں بھٹکنے والوں کے لئے رہنما' متلاشیِ حق کے لئے رہبری کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆......☆......☆

عبدالحلیم رضوی اَشرفی

شانتی نگر، ناگپور، مہاراشٹر (ہند)

۲۸ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ بمطابق ۱۸ فروری ۲۰۱۵ء

تقریظ جلیل

خیر الاذکیا صدر العلما حضرت علامہ **محمد احمد مصباحی** دام الظل
ناظم تعلیمات: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی۔ (ہند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداو مصلیا و مسلما

عزیز گرامی مولانا جاوید احمد عنبرؔ مصباحی کی یہ پہلی کتاب ہے جس کا بیش تر حصہ میری نظر سے گذر چکا ہے۔ اس سے قبل ''بائبل میں نقوش محمدی'' پر اپنے تاثرات صرف فہرست پڑھ کر اور کچھ ورق گردانی کر کے لکھ دیے تھے۔

ان کی جاں فشانی و عرق ریزی کا یہ تیسرا نقش جمیل ہے جو اسلامی قوانین پہ لاف زنی کرنے والوں کو سامنے رکھ کر ثبت ہوا ہے۔ اس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اسلام کے جن قوانین پر حرف گیری ہو رہی ہے وہ بائبل میں بھی موجود ہیں، مگر یہ عجیب بات ہے کہ بائبل پر تو ہاتھ رکھ کر اپنے عہدوں کا حلف لیا جاتا ہے اس کے تقدس کا اعلان کیا جاتا ہے اور قرآن کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں انصاف کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کی زبان و قلم سے انصاف کا خون اور مسلسل خون ہی خون۔ اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔

مولانا کی سعی جمیل اس وقت بارآور ہوگی جب بھٹکے ہوئے مسافروں کو راہ ملے اور چراغ ہدایت گل کر کے اندھیرا پھیلانے والے اپنی ظلمت فشانی سے باز آئیں یا اپنی سعی مذموم پر ندامت ہی کا احساس کریں یا کم از کم ان کی معاندانہ روش غلط ابلاغ کے شکار ناواقفوں اور حق طلب انصاف پسندوں کے سامنے طشت از بام ہو جائے۔ میں رب کریم کے فضل و کرم سے امید رکھتا ہوں کہ یہ سعی محمود ضرور بارآور ہوگی۔ خدا نے چاہا تو اس کے مثبت نتائج برآمد ہوں گے اور کتاب اردو کی طرح دوسری زبانوں میں بھی شائع ہو کر اپنا اثر دکھائے گی۔

رب تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبول سے نوازے، اس کی افادیت بیش از بیش بنائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس کے ذریعہ راہ حق وصداقت نصیب فرمائے۔ **وما ذلک علیه بعزیز ۞ وهو علی کل شیء قدیر**

۲۷/ صفر ۱۴۳۶ھ
۲۱/ دسمبر ۲۰۱۴ء یک شنبہ

محمد احمد مصباحی
رکن المجمع الاسلامی مبارک پور
وناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

تاثرات

شہزادۂ رئیس القلم مولانا ڈاکٹر غلام زرقانی قادری حفظہ
پروفیسر لون اسٹار کالیج، ہیوسٹن امریکہ

ہم یہ نہیں کہتے کہ بائبل میں جو کچھ ہے، وہ سب کا سب بے بنیاد ہے اور یہ بھی نہیں کہ سب کا سب وحی الٰہی ہے۔ ٹھیک اسی طرح دور جدید کے خود ساختہ قوانین، دفعات اور ضابطے نہ تو تمام تر انسانیت کے لیے بے کار ہیں اور نہ ہی سب کے سب مفید و کار آمد، اس لیے بائبل اور دور جدید کے مروجہ قوانین میں کچھ باتیں ایسی مل جائیں، جو اسلامی قوانین سے ہم آہنگ ہوں، تو یہ مقام حیرت و استعجاب نہیں، تاہم برسوں کی محنت شاقہ، ورق گردانی اور تفکرات و تدبرات کے نتیجے میں متذکرہ تینوں حوالے سے تقابلی مطالعہ کر کے دونوں پہلو ایک جگہ جمع کر دینا، قابل حیرت واستعجاب ضرور ہے۔ یہاں پہنچ کر کہنے دیا جائے کہ حضرت مولانا جاوید احمد عنبر مصباحی نے زیر نظر کتاب میں یہ فرض کفایہ بحسن و خوبی ادا کیا ہے۔

عنبر مصباحی نے عقائد سے لے کر معاشی، سماجی، معاشرتی، غذائی، ازدواجی، اخلاقی اور تعزیراتی قوانین کے پس منظر میں اسلام، بائبل اور دور جدید کے مروجہ ضوابط کے درمیان تقابلی مطالعہ کی ایک اجمالی تصویر قارئین کے سامنے رکھنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس درمیان وہ کہیں تو متصادم نظریات اور باہمی تضادات کی حیرت انگیز تصاویر پیش کرتے ہیں اور کہیں ہم آہنگی اور جزوی یکسانیت سے بھی پردہ اٹھاتے ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے بائبل کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ ان کے یہاں خدا کی وحدانیت کا تصور موجود ہے، تاہم دوسرے مقامات پر ایسے اقتباسات بھی پیش کیے ہیں، جن سے شرکاء الوہیت کے بے سروپا عقائد کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

موصوف نے کہیں کہیں بڑے دلچسپ پیرایۂ بیان میں گفتگو کی ہے۔ مثال کے طور پر وہ کہتے ہیں کہ بائبل میں جہاں کہیں بھی نگاہ پڑتی ہے، تو اللہ رب العزت کے حوالے

سے ہونے والی بات ضمیر مفرد کے ساتھ ہے، جب کہ قرآن مقدس میں اللہ رب العزت نے اپنے لیے ضمیر مفرد سے بھی کلام کیا ہے اور ضمیر جمع سے بھی۔ مولانا کے خیال میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ رب العزت کے علم میں ہے کہ قرآن پر ایمان رکھنے والے ضمیر جمع کے مستعمل ہونے کے باوجود کبھی بھی عقیدۂ توحید سے روگردانی نہیں کریں گے، اس لیے قرآن مقدس میں ضمیر مفرد کے ساتھ ساتھ ضمیر جمع کے استعمال سے بھی گریز نہیں کیا گیا، جب کہ بائبل پر یقین رکھنے والے شرکائے الوہیت کے قائل ہو جائیں گے، اسی لیے بائبل میں ہر جگہ ضمیر مفرد کا استعمال کیا گیا ہے، تا کہ یہ بات خود ان کے خلاف بھی حجت ہو جائے۔

بہر کیف، مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجھک نہیں کہ زیر نظر کتاب علمی دنیا میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ خیال تھا کہ امعان نظر سے پوری کتاب پڑھ کر ہی اظہار خیال کرتا، لیکن گونا گوں مصروفیات کی وجہ سے وقت نہ مل سکا۔ اب جب کہ یہ کتاب طباعت کے مرحلہ میں داخل ہونے والی ہے، تو وعدہ خلافی کے خوف سے بعجلت تمام یہ چند سطریں پیش نظر ہیں۔

☆......☆......☆

۹/جنوری ۲۰۱۵ء ہیوسٹن امریکہ

گفتنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب کی تالیف کے وقت راقم کا مرکزی منصوبہ یہی تھا کہ اِسلام اور مسیحیت کے علاوہ امریکہ و یورپ سے متعلق زیادہ سے زیادہ صفحات کو زیرِ مطالعہ لایا جائے اور وہاں کی سوسائٹی کا ایک تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تا کہ دورِ جدید میں اسلامی قوانین کی ضرورت و اِفادیت کے حوالے سے واضح پہلو اتنا روشن ہو کر سامنے آئے جسے دنیا کا بڑا سے بڑا محقق بھی جھٹلانے کی زحمت اٹھانے کی کوشش نہ کرے۔ ہم اپنے اس مقصد میں کس حد تک کامیاب ہیں یہ فیصلہ تو قارئین کو ہی کرنا ہے مگر ہمارا دل مطمئن ہے کہ ہماری محنت رائیگاں نہیں گئی۔ اس کتاب کی تصنیف کا کام جوں جوں آگے بڑھتا رہا نظامِ مصطفیٰ ﷺ اور آئینِ قرآنی پہ ایمان اسی طرح مضبوط ہوتا رہا، بہت سی ایسی چیزیں جن کا تصور بھی ہمارے لیے ناممکن تھا، ہماری مددگار بن کر کھڑی ہو گئیں۔ غیر مسلم بھائیوں کی طرف سے بہت سے ایسے الفاظ اور جملے سننے، پڑھنے اور نقل کرنے کو ملے جنہیں ہم کھُل کر نہیں لکھ سکتے تھے۔ یہ سب نصرتِ خداوندی رہی جو ہمارے لیے سایہ بن کر کھڑی رہی۔

شروع میں تو منصوبہ یہی تھا کہ صرف اسلام اور مسیحیت کا تقابلی جائزہ پیش کر دیں مگر پھر خیال آیا کہ اگر دورِ جدید کے ترقی یافتہ ممالک کا سروے اور تجزیہ بھی شامل کیا جائے تو مزید جامعیت پیدا ہوگی جو زیادہ اثر انداز ہوگی۔ پھر اس کے لیے مختلف اَخبارات و رسائل اور تجزیات نیز سروے رپورٹوں کا مطالعہ شروع کیا گیا، اس سلسلے میں اَنڈمان میں رہنے کے نقصان (اُردو اَخبارات کی غیر موجودگی) کا 'مثبت فائدہ' یہ ملا کہ انگریزی اَخبارات کا مطالعہ مجبوری بن کر رہ گیا جس نے اس کتاب کی معنویت میں بڑا اہم رول نبھایا ہے۔

ہم نے حتی المقدور یہ کوشش کی ہے کہ اردو الفاظ کو رسم الخط کے مطابق ہی تحریر کیا جائے، البتہ! بائبل کے اردو ترجموں میں بائبل سوسائٹی ہند بنگلور (ہند) والوں کے ذریعے

رائج رسم الخط کے خلاف نقل کیے گئے الفاظ (مثلاً کرونگا، جاؤنگا، سنونگا، جائیگا، سنئے، دیکھئے، کیلئے وغیرہ) کو ہم نے اسی طرح نقل کیا ہے، جیسے اردو بائبل میں ہیں۔

استاذ محترم علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ نے تقریباً پوری کتاب کا مطالعہ فرمایا ہے، اور جہاں تک ممکن ہوسکا انہوں نے تصحیح بھی فرمائی ہے، البتہ! بعض اِضافات اور کچھ ترمیمات ایسی ہیں جو اُن کی نظر ثانی کے بعد کی گئی ہیں۔ بلا مبالغہ عدیم الفرصتی کے حالات کے باوجود حضرت نے جس طرح وقت کی قربانی دی ہے، وہ ہماری توقعات سے بڑھ کر ہے، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ دراز فرمائے اور امت مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اخبارات / انٹرنیٹ کے جتنے بھی حوالے دیے گئے ہیں وہ سب ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ اخبارات کے اصلی و عکسی صفحات جبکہ انٹرنیٹ صفحات کی پی ڈی ایف فائلیں۔ انٹرنیٹ مواد کو محفوظ کرنے کے لیے گوگل کروم کے پرنٹ آپشن کا سہارا لے کر فائلوں کو اس طرح محفوظ کیا گیا ہے کہ مواد کے ساتھ مکمل انٹرنیٹ پتہ (URL) بھی محفوظ ہوگیا ہے، جس پر ایک کلک سے آپ متعلقہ صفحات تک پہنچ جائیں گے بشرطیکہ مالکوں نے انہیں حذف نہ کیا ہو۔ ویسے عام طور پر اقتباسات امریکہ و یورپ اور دیگر ترقی یافتہ و ترقی پذیر ملکوں کی سرکاری و غیر سرکاری ایجنسیوں کے سروے رپورٹوں اور اَخبارات سے لیے گئے ہیں، پھر ان میں مزید پختگی پیدا کرنے کے لیے حوالوں کی کثرت کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے، اکثر و بیشتر اقتباس تین یا زائد حوالوں سے مزین ہیں۔ عموماً دیے گئے حوالہ جات میں اقتباس کے نیچے دیے گئے اولین حوالوں سے ہی مطلوبہ پیراگراف نقل کیے گئے ہیں، بقیہ حوالوں میں الفاظ ہو بہو مل جائیں یہ ضروری نہیں ہے، اشتراکِ مواد کی وجہ سے تقویت کے لیے ان کا اضافہ کیا گیا ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم خوشی کے ان لمحات کو محسنوں کو فراموش کرنے کے لیے استعمال کریں اور اُن کا ذکر کیے بغیر گذر جائیں۔ یہ کتاب خاص کر اُن سرپرستوں، اساتذہ

اور دوستوں کی یاد دلاتی رہے گی جن سے ہم نے کسی بھی طرح کا علمی استفادہ کیا یا اُنھوں نے ہماری شخصیت کی تعمیر میں کسی بھی طرح حصہ لیا۔اللہ اُن سب کو تا دیر باقی رکھے اور ہمیں ان کے ساتھ جنت میں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین! بحق سید المرسلین ﷺ

ایک خاص نقطہ جو بار بار گردش کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کا بالواسطہ یا بلاواسطہ ۹۵ر فیصد کریڈٹ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کو جاتا ہے؛ اساتذہ، سرپرستوں اور حوصلہ افزا دوستوں میں اکثر کا جامعہ اشرفیہ سے علمی تعلق ہے۔اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ جامعہ اشرفیہ کی بے شمار خدمات میں ایک چھوٹا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے قوم کو دور جدید کے ہتھیار سے لیس ''اسلامی قوانین بائبل اور دور جدید کے تناظر میں'' عطا کیا ہے،اب یہ وقت کے سپہ سالاروں پہ منحصر ہے کہ وہ ''فکری جنگ'' کے میدان میں اس کا کس طرح استعمال کرتے، دنیا کی کتنی زبانوں میں اس کا ترجمہ کرواتے اور ارباب فکر و دانش کی محفلوں میں اسے پہونچانے کے لیے کون سے طریقے اختیار کرتے ہیں۔

اللہ جل شانہ سے اِلتجا ہے کہ تمام علماے حق کا سایہ دراز سے دراز تر فرمائے، اس کتاب کو امت مسلمہ کی دینوی و دینی خوشحالی اور اسلام کی سر بلندی کا ذریعہ بنائے اور ہم سب مسلمانوں کو ایک اَٹوٹ لڑی میں پرو دے۔آمین! بجاہ سید العالمین ﷺ!

☆......☆......☆

جاوید احمد عنبر مصباحی

حنفی دار الافتاء و القضاء

پورٹ بلیئر، اَنڈمان نکوبار۔ہند

۲۷ر ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ / ۲۳ر اکتوبر ۲۰۱۴ء

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہی مقصود فطرت ہے، یہی رمز مسلمانی — اخوت کی جہاں گیری، محبت کی فراوانی
ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو — اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا

امریکہ و یورپ کا معیارِ زندگی اور سامان تعیش بہت بلند ہے، وہ علم دوستی میں لائق تعریف ہیں، دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ کہلاتے ہیں اور چاند پہ کمندیں ڈال رہے ہیں، اور ان باتوں کے لیے ہم وہاں کے بھائیوں کو ضرور مبارک باد دینا چاہیں گے جس کے بجا طور پہ وہ مستحق بھی ہیں۔ مگر خوشحالی کے ساتھ امریکی و مغربی معاشرہ کی پریشانیاں بھی زیادہ ہیں اور غم کی پرچھائیاں بھی وہاں غریب ملکوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں۔ خاندانی خوشی کا تصور مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ بچوں میں جرائم کا گراف بڑھ رہا ہے، عصمت دری اور جنسی زیادتی تو اس قدر عام ہو چکی ہے کہ وہاں کے عوام یہ کہنے پہ مجبور ہیں کہ جو چیز بہت زیادہ رائج ہو جاتی ہے اس کی طرف دھیان نہیں دیا جاتا اسی لیے ہمارے معاشرہ میں جنسی زیادتی کا تصور ختم ہو چکا ہے۔ شریک حیات سے وفاداری کی شرح بھی کافی کم ہو چکی ہے بلکہ 'نہیں' کی حد تک پہونچنے والی ہے، جھنجھلاہٹ اور ذہنی دباؤ کا گراف کافی بڑھ رہا ہے، خودکشی کا فیصد بھی بہت زیادہ ہے۔ طلاق کا تناسب تو اتنا بڑھ گیا ہے کہ تاریخ کا ہر ریکارڈ ٹوٹ چکا ہے۔ المختصر پیسہ کے بہاؤ اور اسبابِ آسائش کی فراوانی کے باوجود خوشی اور بالخصوص خاندانی خوشی امریکہ و یورپ کی فضاؤں سے روٹھ چکی ہے۔ کیوں......؟؟؟ اس سوال کے تفصیلی جواب کے لیے آپ کو شروع سے اخیر تک اس کتاب کو پڑھنا ہوگا، انشاء اللہ مطالعہ کے بعد آپ بھی ہماری رائے اور ہمارے تجزیہ سے اتفاق کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ جبکہ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور مغربی سلطنتیں اسلامی قوانین سے دور ہیں۔

سائنسی میدان میں پیش قدمی نے انسانوں کو بہت سی آسانیاں فراہم کی ہیں، بہت سی چیزوں کا طریقہ بدل گیا ہے، سائنسی ایجادات نے مشکلات کی پشت پہ سوار ہو کر وسعتوں کا ایک بڑا دروازہ کھول دیا ہے، بلکہ یہ کہا جائے کہ نظام زندگی بدل کر رکھ دیا، یہ بہت خوش آئند بات ہے

جس کی ہر سو تعریف ہو رہی ہے۔ مگر ہر دور اور ہر زمانہ میں موقع پرستوں اور ابن الوقتوں کی جانب سے ابنائے زمانہ کی کامیابیوں کو غلط مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی ایک روایت رہی ہے، جس پہ چلتے ہوئے اس دور میں مٹھی بھر یہود و صلیب پرستوں نے اسلام مخالف ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی اور اس کے لیے جدید ذرائع ابلاغ کا ہر ممکن طریقہ سے ناجائز استعمال کیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں کے ذہن وفکر میں اسلام کے متعلق یہ شبہ بیٹھ گیا کہ اسلام ترقی، جدت پسندی، مساوات و برابری، تعظیم نسواں، احترام انسانیت، حقوق آزادی اور جدید علوم وفنون کا سخت مخالف ہے۔ اسلام ترقی کا دشمن، عورتوں کے حقوق کا غاصب اور سائنسی ایجادات سے متنفر ہے۔ اس طرح کی باتوں کو اتنی شدت سے پھیلایا گیا کہ لوگوں نے معمولی سا غبارہ جس کو پھوڑنے کے لیے ایک دوسالہ بچہ کی انگلیاں کافی ہیں، اسے لوگوں نے مضبوط فٹ بال گمان کر لیا اور پھر آہستہ آہستہ یہ موضوعات شہرت و دولت کمانے کا عظیم ذریعہ بن گئے۔ اسلام کو خوب تختۂ مشق بنایا گیا اور بنایا جا رہا ہے۔ یورپ و امریکہ میں سالانہ اسلام مخالف ہزاروں کتابیں لکھی اور بیچی جاتی ہیں اور یہ ایک بڑا کاروبار بن چکا ہے۔ لفظی مٹھاس اور جاذب نگاہ نعروں سے عام لوگوں خاص کر خواتین کو خوب بہلایا اور بہکایا گیا، سیپ کی حفاظت کے لیے بنے اسلامی قوانین کو عورتوں کو غلام بنانے کی تحریک کا نام دیدیا گیا، ہر وہ چیز جس کو اسلام منع کرتا ہے اسے شدت سے پھیلایا گیا، اور صرف اسلام دشمنی میں حوا کی بیٹیوں کو بے لباس کر دیا گیا۔ انہیں بے لباس گھومنے، ٹہلنے اور اسی حالت میں تنہا ساری دنیا کی سیر کرنے کا حوصلہ دیا گیا۔ پالیسی یہی تھی کہ جب برہنہ امریکی و مغربی خاتون دنیا کے حصوں میں گھومیں گی تو مقامی کلچر پر بھی منفی اثرات مرتب ہوں گے، ثقافتی پروگرام اور کھیلوں کے یونیفارم کے نام پہ عورتوں کے سر سے تاج عصمت اور چادر عزت کو چھین لیا گیا، انھیں احساس تھا کہ اسلام پسند ضرور اس طرح کے کاموں کے خلاف اپنی آواز بلند کریں گے جو انھیں یہ ثبوت فراہم کرے گا کہ اسلام عورتوں کو غلام بنانے کی تحریک کا نام ہے۔ ان کی امید کے مطابق وہی ہوا جو وہ سوچتے تھے۔ علما سے سوالات کیے گئے، انہوں نے فتویٰ دیا اور انسانی فطرت کے متعلق حقیقتوں کو واضح کیا جس کو منفی پروپیگنڈوں کے لیے جی بھر کر استعمال کیا گیا۔ حالانکہ اسلام کی یہ وہ باتیں ہیں جنہیں غلط ثابت کرنا خود اپنے وجود پہ سوالیہ نشان لگانا ہے۔

اسلام دشمنی میں ہر چیز کا معیار بدل کر رکھ دیا گیا، ہر وہ چیز جس کا انتساب اسلام اور مسلمانوں کی طرف ہے اُنہیں فرسودہ اور رجعت پسند بتایا جا رہا ہے، اور بڑی سے بڑی پریشانی کا حل اگر اسلامی اصولوں میں پایا گیا تو بھی اسے اسلامی ہونے کی بنیاد پہ ضد کا نشانہ بنایا گیا اور اس کا نفاذ نہ کر کے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو موت سے ہمکنار ہونے کا راستہ کھلا رکھ چھوڑ دیا گیا۔ مگر اس بے جا ضد اور ناہوش رباہٹ دھرمی کی عمر بہت کم رہ گئی ہے، عورتوں کی بے لباسی والے جس سسٹم پہ اسلام دشمنوں کو ناز ہے ان کے آقاؤں کی زبانیں اب اس طرح کے الفاظ نکالنے پہ مجبور ہیں:

"Crime against women can't be prevented" (www.ibnlive.com, June 05, 2014)
(http://ibnlive.in.com/news/tell-people-raising-questions-on-rapes-in-up-to-stay-in-delhi-mulayam/476889-3-242.html)

''خواتین کے خلاف جرائم کو نہیں روکا جا سکتا ہے۔''

یہ شبد بھارت کی انتہا پسند سیاسی جماعت بی جے پی کے لیڈر اور ریاست مدھیہ پردیش کے وزیر داخلہ بابولال گورکا ہے، یہ بیان انھوں نے اس وقت دیا جب مئی اور جون ۲۰۱۴ء کے مہینوں میں بھارت کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش کے مغربی حصہ میں جو قومی راجدھانی دہلی سے ملا ہوا ہے' عورتوں کی عصمت دری کے بعد درختوں سے لٹکا کر موت کے گھاٹ اتار دینے کا ایک سلسلہ چل پڑا۔ متاثرہ ریاست کے وزیر اعلیٰ اکھلیش یادو اور ان کے والد ملائم سنگھ یادو جھنجھلاہٹ کے شکار تھے تو ان کی کٹر سیاسی مخالف پارٹی بھارتی جنتا پارٹی کے لیڈر مدھیہ پردیشی وزیر داخلہ بھی یہ ماننے پہ مجبور تھے کہ حکومت کچھ نہیں کر سکتی ہے، ہاں! اگر وہ کچھ کر سکتے ہیں تو صرف یہ کہ وہ پولیس کو رپورٹ لکھنے کا حکم دے سکتے ہیں۔

جون ۲۰۱۴ء میں مہاراشٹر (ہند) کے وزیر داخلہ آر آر پاٹل نے حق بات صاف الفاظ میں کہنے کی جسارت دکھائی ہے:

"Maharashtra Home minister R R Patil blamed nudity in mass media for the rising sexual crimes against women and said even deploying policemen in every household will not help since a majority of rapes happen within the confines of home."
(www.indianexpress.com/article/india/maharashtra/even-a-cop-at-every-house-cant-prevent-rapes-rr-patil) (www.hindustantimes.com/india-news/even-cops-in-each-home-can-t-prevent-rapes-rr-patil/article1-1228442.aspx)

''مہاراشٹر کے وزیر داخلہ آر آر پاٹل نے ماس میڈیا (ٹی وی ریڈیو اور اخبارات و رسائل

وغیرہ) میں بڑھتی ہوئی عریانیت و ننگا پن کو عورتوں کے خلاف جرائم کے لیے ذمہ دار گردانتے ہوئے کہا کہ اگر ہر گھر میں ایک پولس تعینات کر دی جائے تو بھی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ زیادہ تر حادثات گھر کی چار دیواری کے اندر ہوتے ہیں۔''

گھر کی چار دیواری کے واقعات کی وضاحت کرتے ہوئے آر آر پاٹل نے مہاراشٹرا اسمبلی میں کہا:

"If a father doesn't behave like a father and a brother doesn't behave like a brother, then we are looking at making separate provisions in the laws to act against such people. In such a situation what can police do?,"
(www.indianexpress.com/article/india/maharashtra/even-a-cop-at-every-house-cant-prevent-rapes-rr-patil) (www.hindustantimes.com/india-news/even-cops-in-each-home-can-t-prevent-rapes-rr-patil/article1-1228442.aspx)

''اگر باپ اور بھائی کا رویہ باپ اور بھائی جیسا نہ ہو تو پولیس کیا کر سکتی ہے؟ اس طرح کے لوگوں سے نپٹنے کے لیے ہم قانون میں الگ شق کے اضافہ پہ غور کر رہے ہیں۔''

آج ساری دنیا کے حکمرانوں کے پاس صرف دو راستے رہ جاتے ہیں (۱) اسلامی قانون کو کلیۃً یا اکثریۃً عمل میں لائیں اور سلامتی پائیں یا پھر (۲) اپنی ضد پہ ڈٹے رہیں اور اپنی قوم کی اجتماعی خودکشی کے لیے راستہ ہموار کریں۔

امریکی چیف جسٹس جان رابرٹس کو یہ کہتے ہوئے کسی طرح کی خفت محسوس نہیں ہوئی:

"The Principles of America's "founding father" still apply in the 21st century" (The Hindu Daily, Kolkata, India, June 27, 2014, P. No.10)

''امریکہ کے تاسیسی باپو (جارج واشنگٹن ۱۷۳۲ء۔۱۷۹۹ء) کے اصول آج اکیسویں صدی میں بھی کارگر ہیں۔''

مگر خدا کے بنائے آئین کو فرسودہ قرار دینے والے جانبدار امریکیوں سے یہ سوال کرنے کی ہمت کسی مسلم حکمراں میں نہیں ہے کہ جب انسان کا بنایا ہوا ضابطہ تین صدی بعد بھی قابل انطباق ہے تو پھر خدا کے اصول کو کیسے ریٹائر قرار دیا جائے؟؟

جہاں تک ہمارا تجزیہ ہے، دورِ جدید میں ہم مسلمانوں نے دعوت و تبلیغ کا کام ہی نہیں کیا ہے، چند ایک تنظیموں کو چھوڑ کر جن کے وسائل بھی بہت محدود ہیں، اسلام پسندوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ جس جدید انداز اور عصری اسلوب میں ہمیں کام کرنا چاہئے اس طرح ہوتا ہی نہیں ہے، اور یہی وجہ ہے کہ دورِ جدید کے بہت سے غیر مسلم بھائیوں کا ذہن اسلام کے

متعلق منفی بن چکا ہے کیوں کہ انہوں نے اسلام کو جارج سیل، پطرس متعصب اور ولیم مور وغیرہ کی نگاہوں سے دیکھا ہے اور یہ تو آپ سبھی جانتے ہیں کہ نگاہ بدلتی ہے تو منظر بدل جاتا ہے۔ آج بھی جارج سیل کا ترجمہ قرآن واسلام پر تحقیق کرنے والوں کے لیے عظیم ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے جس کا نتیجہ سامنے ہے۔ دور جدید کے وہ اسکالرز جو اسلام کے درخت کو اپنے تیشہ کا نشانہ بناتے ہیں ان میں سے ۵۰ر فیصد سے زیادہ افراد کے پاس صرف وہ چشمہ پہونچا ہے جسے لگا کر یہ منظر نظر آتا ہے کہ اسلام وہ بے پھل پیڑ ہے جس کی شاخوں میں اب پتے بھی نہیں رہے، اور ظاہر ہے کہ اس طرح کے درختوں پہ کلہاڑی چلانے کے لیے اگر مزدوری زیادہ ملے تو انسانی جبلت بڑی آسانی سے راضی ہوسکتی ہے۔ زمانہ شناسی کا فن بھی ہم بھولتے جارہے ہیں، جدید وسائل کے استعمال سے ہم میں نہایت قلیل لوگ واقف ہیں اور جو واقف ہیں ان کے پاس بھی سرمایہ نہیں ہے۔ اسلام کے کسی گوشہ پہ ایک شبہ یا اعتراض ریڈیو، ٹیلی ویژن یا انٹرنیٹ پہ کیا جاتا ہے اور ہم اپنے احباب کے حلقوں میں اس کا جواب دیدیتے یا اسٹیج لگا کر دو چار تقریریں کر لیتے ہیں جس کے ۹۹ر فیصد سامعین مسلمان ہوتے ہیں یا اَور زیادہ کرلیا تو مقامی زبان اَور قدیم اسلوب میں دس صفحہ کا ایک مضمون لکھ کر ہزار دو ہزار کی تعداد میں شائع کر دیا۔ اگر آپ غور کریں تو اس میں وقت، اِنرجی اور پیسہ سبھی کا اچھا خاصا استعمال ہوا مگر نتیجہ برآمد نہیں ہوسکا۔ اگر اس کی جگہ ٹیلی ویژن چینل، ریڈیو اور انٹرنیٹ کا استعمال کرتے ہوئے جدید اسلوب میں جواب دیا جائے تو خرچہ ۹۰ر فیصد کم جبکہ فائدہ ۱۰۰۰ر گنا زیادہ ملے گا۔

بہت سے سلگتے ہوئے مسائل جن پر جدید ذہن میں مختلف طرح کے اشکال ڈالے جاتے ہیں، ہم نے انھیں بھی شامل کرنے اور ان کے تسلی بخش جوابات دینے کی بھرپور کوشش کی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح کے عناوین کا احاطہ ہوجائے تا کہ اس کتاب میں اسلام کی حقانیت پہ مشتمل دلائل مسلم اور مسیحیوں کے علاوہ ملحدوں اور دوسرے دھرم پہ ایمان رکھنے والوں کو بھی اس موڑ پہ لا کھڑا کریں جہاں ان کے پاس اسلام کی تصدیق کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ رہ جائے۔

ہمارے عقیدے کے مطابق توریت وانجیل اور زبور و دیگر صحائف انبیا علیہم السلام جن کے متعلق عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ بائبل میں شامل ہیں، وہ اللہ کی جانب سے مقدس و

معصوم انبیاے کرام علیہم السلام کی طرف نازل کیے گئے تھے۔ان میں توحید،نبوت و رسالت، عبادت و اطاعت، حسنِ معاشرت، نظام حکومت وغیرہ یعنی مکمل نظام زندگی کا بیان تھا مگر وقت کے ناترس انسانوں نے ان میں اپنے دست وقلم کا بے جا استعمال کیا۔کہیں سے کچھ گھٹایا تو کسی مقام پہ کچھ بڑھا دیا۔اپنی دنیوی حاجت اور ذہنی ضرورت کے حساب سے ان میں ترمیم و تنسیخ کا عمل جاری کیا۔کسی کتاب کے مختلف ایڈیشن (Different Versions) میں کمی بیشی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مصنف یا اس کے وارث یا حذف و اضافہ کا حق رکھنے والے اشخاص وقت اور حالات کے بدلتے تقاضوں کی بنیاد پر کمی بیشی کرتے رہتے ہیں تاکہ کتاب اور قلمی مواد زمانہ سے ہم آہنگ رہے' ایسے نسخہ کو انگریزی میں ''Contemporary Version'' کہا جا سکتا ہے۔یعنی موجودہ زمانہ کا ایڈیشن۔یہ ایک خوبی اور زندہ قوم کی نشانی ہے کہ وہ اپنے پیش رووں (Predecessors) کو ان کی قلمی خدمات کی روشنی میں ہمیشہ یاد رکھتی ہے اور ان کے خیالات و افکار کو زمانہ سے ہم آہنگ رکھتی اور Up-date کرتی رہتی ہے۔لیکن یہی انسانی خوبی ایک آسمانی کتاب کے لیے زہر ہلاہل ہے۔ایک انسان جب کوئی کام کرتا ہے تو وہ صرف چند سالوں کو پیش نظر رکھ کر اسے تیار کرتا ہے اور اس کا ذہن بمشکل سو دو سو سال کے حالات کا اندازہ کر پاتا ہے اور اس سے آگے جانے سے عاجز و بے بس رہتا ہے مگر خدا کا معاملہ بالکل جدا و نرالا اور روشن و اُجالا ہے۔مثلاً انسان کے بنائے ہوئے دماغ (Computer) میں اب تک ہزاروں تبدیلیاں آچکی ہیں اور ہزاروں آئیں گی مگر خدا کے بنائے ہوئے انسانی دماغ میں کسی طرح کی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔اللہ نے آدم علیہ السلام کو ایک مکمل دماغ دیا جس سے ان کی اولاد آج بھی استفادہ کر رہی ہے اور مستقبل میں بھی فائدہ اٹھاتی رہے گی۔خدا کو بناوٹ میں کسی طرح کا تغیر کرنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ خدا کی تخلیق ہر زمانہ سے ہم آہنگ ہوتی ہے اُسے Up-date کرنے کی حاجت نہیں پڑتی ہے۔

ہم بائبل کے درجنوں نسخے دیکھ کر حیرت زدہ ہیں کہ ایک آسمانی کتاب اور اس کے دسیوں Version؟ اور وہ بھی سب خدا کے نام پر۔آخر خدا کی کتاب کو بار بار ''Update'' کرنے

کی ضرورت کیوں پڑ رہی ہے؟؟ اسی خدا کی طرف سے اترنے والا قرآن مجید بھی ہے جو ایک نقطہ کی تبدیلی کے بغیر آج بھی زمانے سے ہم آہنگ "Contemporary" ہے اور سائنس وٹکنالوجی کی ترقی سے اس کی حقانیت وربّانیت مزید روشن ہوتی جارہی ہے۔ بائبل میں شامل کتابوں اور مضامین کی ایک کثیر تعداد وہ ہے جو ہمارے عقیدہ کے مطابق بھی آسمان سے نازل شدہ ہیں، یہ ایک دوسری بات ہے کہ وہ سو فیصد قابل اعتبار نہیں رہیں، قرآن اور بائبل میں بہت سی باتیں یکساں ہوں۔ قرآن نے تو اس بات کو کھول کر بیان کیا ہے کہ بہت سے معاملات بالخصوص بنیادی مسائل مثلاً توحید، نبوت و رسالت، عدل و انصاف، تصور آخرت، ازدواجی احکام، معاملات کے بنیادی اوامر ونواہی وغیرہ میں توریت وانجیل اور زبور قرآن کے موافق ہیں۔ اور چاروں آسمانی صحیفوں میں ان امور کے متعلق بہت حد تک یکساں احکام ملیں گے۔ اس نظر سے جب ہم نے بائبل کی تحقیق کی تو ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہا۔ سو سے بھی زیادہ جگہوں پر توحید الٰہی کا بیان، تقریباً چالیس مقامات پر رشوت کی مذمت و برائی، دسیوں مرتبہ شراب کی برائی ونقصانات کا تذکرہ، تقریباً سو مقامات پہ زنا وجسم فروشی کی حرمت وقباحت کا ذکر، یورپ کی جدید تہذیب Wife-Swapping اور Live in Relationship کی حرمت کا واضح انداز میں تذکرہ۔ دس سے زائد مرتبہ ختنہ کے لزوم کا بیان، دسیوں صفحات پہ شادی کے بغیر رشتوں کی قباحت وحرمت کا بیان، دس سے زائد مقامات پر سود کی برائی کا ذکر، کئی ایک مقام پہ حجاب کا حکم۔ یہ وہ اسلامی قوانین ہیں جو آج کے دور میں بائبل کے ماننے والے بعض عیسائیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نشانہ ہیں۔ وہی کہیں یہ نہیں بتاتے ہیں کہ اسلام نے جو بتایا ہے وہی بائبل میں بھی موجود ہے۔ مگر انشاء اللہ ہماری اس کتاب میں نقل کیے گئے اقتباسات ہر اس شخص کو خاموش کرنے کے لیے کافی سے زائد ہوں گے جو یہ یقین رکھتا ہے کہ دنیا کے بڑے سمندروں اور مہاساگروں کے پانی میں کھلے حقائق اور انسانی غیرت کو نہیں ڈبویا جاسکتا ہے۔

قرآن نے اہل کتاب یہود ونصاریٰ کی فکر کی طرف درج ذیل آیات کریمہ میں بہت پہلے اشارہ کردیا ہے:

"یٰاَهْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تُحَاجُّوْنَ فِیْ اِبْرٰهِیْمَ وَمَا اُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْ بَعْدِهٖ

أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ هَا أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّوْنَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ مَا كَانَ إِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ○.“

”اے کتاب والو! ابراہیم کے باب میں کیوں جھگڑتے ہو؟ توریت وانجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ سنتے ہو یہ جو تم ہو، اس میں جھگڑے جس کا تمہیں علم تھا تو اس میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے، ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے، بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے، اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔“ (سورة آل عمران: ٦٥-٦٨)

بائبل میں ایسے پیراگراف بھی ملتے ہیں جنہیں پڑھ کر ایک غیرت منداور شریف انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا واقعی خدا کی کتاب اس طرح کے جملوں پہ مشتمل ہو سکتی ہے۔ بلاتبصرہ آپ بھی پڑھیں:

"How beautiful are thy feet with shoes, O prince's daughter! the joints of thy thighs are like jewels, the work of the hands of a cunning workman. Thy navel is like a round goblet, which wanteth not liquor: thy belly is like an heap of wheat set about with lilies. Thy two breasts are like two young roes that are twins. Thy neck is as a tower of ivory; thine eyes like the fishpools in Heshbon, by the gate of Bath-rabbim: thy nose is as the tower of Lebanon which looketh toward Damascus. Thine head upon thee is like Carmel, and the hair of thine head like purple; the king is held in the galleries. How fair and how pleasant art thou, O love, for delights! This thy stature is like to a palm tree, and thy breasts to clusters of grapes. I said, I will go up to the palm tree, I will take hold of the boughs thereof: now also thy breasts shall be as clusters of the vine, and the smell of thy nose like apples; And the roof of thy mouth like the best wine for my beloved, that goeth down sweetly, causing the lips of those that are asleep to speak. I am my beloved's, and his desire is toward me. Come, my beloved, let us go forth into the field; let us lodge in the villages. Let us get up early to the vineyards; let us see if the vine flourish, whether the tender grape appear, and the pomegranates bud forth: there will I give thee my loves. The mandrakes give a smell, and at our gates are all manner of pleasant fruits, new and old, which I have laid up for thee, O my beloved." (Song of Solomon:

7/1-13, King James Version, Pub. by TBR, BSI, Bangalore, India, 2008)

''اے اُمیر زادی! تیرے پاؤں جوتیوں میں کیسے خوبصورت ہیں! تیری رانوں کی گولائی ان زیوروں کی مانند ہے جنکو کسی اُستاد کاریگر نے بنایا ہو۔ تیری ناف گول پیالہ ہے جس میں ملائی ہوئے مَے کی کمی نہیں۔ تیرا پیٹ گیہوں کا اَنبار ہے جسکے گرداگرد سوسن ہوں۔ تیری دونوں چھاتیاں دو آہو بچے ہیں۔ جو توام پیدا ہوئے ہیں۔ تیری گردن ہاتھی دانت کا بُرج ہے۔ تیری آنکھیں بیت ربّیم کے پھاٹک کے پاس حسبون کے چشمے ہیں۔ تیری ناک لُبنان کے بُرج کی مثال ہے جو دمشق کے رُخ بنا ہے۔ تیرا سر تجھ پر کرمِل کی مانند ہے اور تیرے سر کے بال ارغوانی ہیں۔ بادشاہ تیری زلفوں میں اَسیر ہے۔ اے محبوبہ! عیش وعشرت کے لئے تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے! یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے اور تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہیں۔ میں نے کہا میں اِس کھجور پہ چڑھونگا اور اسکی شاخوں کو پکڑونگا۔ تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہوں اور تیری سانس کی خوشبو سیب کی سی ہو اور تیرا منہ بہترین شراب کی مانند ہو جو میرے محبوب کی طرف سیدھی چلی جاتی ہے اور سونے والوں کے ہونٹوں پر سے آہستہ آہستہ بہ جاتی ہے۔ میں اپنے محبوب کی ہوں اور وہ میرا مشتاق ہے۔ اَے میرے محبوب! چل ہم کھیتوں میں سیر کریں اور گاؤں میں رات کاٹیں۔ پھر تڑکے انگورستانوں میں چلیں اور دیکھیں کہ آیا تاک شگفتہ ہے اور اس میں پھول نکلے ہیں اور اَنار کی کلیاں کھلی ہیں یا نہیں۔ وہاں میں تجھے اپنی شفقت دکھاؤنگی۔ مردم گیاہ کی خوشبو پھیل رہی ہے اور ہمارے دروازے پہ ہر قسم کے تر وخشک میوے ہیں جو میں نے تیرے لئے جمع کر رکھے ہیں اے میرے محبوب!'' (غزل الغزلات: ۷/۱-۱۳، ۸/۱-۱۴، بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

ہر غیرت مند باضمیر شخص یہی کہے گا کہ ایسے جملے خدا کی کتاب کے شایان شان نہیں۔ اَیسا محسوس ہوتا ہے کہ عرب کے مشہور جاہلی شاعر امرأالقیس کے اشعار کو نثر کا جامہ پہنا دیا گیا ہے۔

اسی طرح کے جملے غزل الغزلات ۸/۱-۱۴ میں بھی ہیں۔ جنہیں نقل کرتے ہوئے ہماری جبینِ قلم شرم سے عرق آلود ہو جاتی ہے۔ اگر وقت کی مجبوری اور کرم فرما مسیحیوں کی حرکتیں نہ ہوتیں تو ہم ہرگز دنیا کو ان کی کتاب کے اس اقتباس کے بارے میں نہیں بتاتے۔ چونکہ اسلام نے جواباً اور دفاع میں بھی غیر مہذب الفاظ کے استعمال سے منع کیا ہے، اس لیے یورپ وامریکہ کے مسیحی محققین اور اسکالرز کی طرح غیر مہذب زبان ہم استعمال نہیں کر سکتے ہیں مگر اُنہی کی کتاب سے پیراگراف نقل کر کے ہم نے اپنے قلم کو

آلودگی سے بچاتے ہوئے ایک خوبصورت جواب دیا ہے جسے انگریزی میں ''Noble Revenge'' کہا جاتا ہے۔اور ضرورت پڑنے پہ مزید دیا جا سکتا ہے۔

ایک کتاب کی متعدد تفسیر (Commentary) ہو تو زیادہ مضایقہ نہیں کیونکہ اصل متن تو ایک ہی ہے جہاں سے اختلاف کے وقت رجوع کیا جا سکتا ہے مگر مقام تعجب تو یہ ہے کہ بائبل کے اصل متن کا کوئی صحیح اَتا پتا نہیں ہے جس سے اس کتاب کی حقانیت کو ثابت کیا جا سکے۔ہم ذیل میں آپ کو بائبل کے چند ایسے نمونے دکھاتے ہیں جنھیں پڑھ کر آپ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ موجودہ بائبل سو فیصدی خالص نہیں ہے، یورپ و امریکہ کی مقدس ترین یہ کتاب آمیزش سے بھری ہوئی ہے۔

Laws concerning chastity

"If any man take a wife, and go in unto her, and hate her, And give occasions of speech against her, and bring up an evil name upon her, and say, I took this woman, and when I came to her, I found her not a maid: Then shall the father of the damsel, and her mother, take and bring forth the tokens of the damsel's virginity unto the elders of the city in the gate: And the damsel's father shall say unto the elders, I gave my daughter unto this man to wife, and he hateth her; And, lo, he hath given occasions of speech against her, saying, I found not thy daughter a maid; and yet these are the tokens of my daughter's virginity. And they shall spread the cloth before the elders of the city. And the elders of that city shall take that man and chastise him; And they shall amerce him in an hundred shekels of silver, and give them unto the father of the damsel, because he hath brought up an evil name upon a virgin of Israel: and she shall be his wife; he may not put her away all his days. But if this thing be true, and the tokens of virginity be not found for the damsel: Then they shall bring out the damsel to the door of her father's house, and the men of her city shall stone her with stones that she die: because she hath wrought folly in Israel, to play the whore in her father's house: so shalt thou put evil away from among you." (Deuteronomy: 22/13-21)

''اگر کوئی مرد کسی عورت کو بیاہے اور اُسکے پاس جائے اور بعد اُسکے اُس سے نفرت کرکے ؛ شرمناک باتیں اُسکے حق میں کہے اور اُسے بدنام کرنے کے لئے یہ دعویٰ کرے کہ میں نے اِس عورت سے بیاہ کیا اور جب مَیں اُسکے پاس گیا تو میں نے کنوارے پن کے نشان اُس میں نہیں پائے ؛ تب اُس لڑکی کا باپ اور اُسکی ماں اُس لڑکی کے کنوارے پن کے نشانوں کو اُس شہر کے پھاٹک پر بزرگوں کے پاس لے جائیں ؛ اور اُس لڑکی کا باپ بزرگوں سے کہے کہ مَیں نے اپنی

بیٹی اِس شخص کو بیاہ دی پَر یہ اُس سے نفرت رکھتا ہے۔ اَور شرمناک باتیں اُسکے حق میں کہتا اَور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے تیری بیٹی میں کُنوارے پن کے نشان نہیں پائے حالانکہ میری بیٹی کے کنوارے پن کے نشان یہ موجود ہیں۔ پھر وہ اُس چادر کو شہر کے بزرگوں کے آگے پھیلا دیں۔ تب شہر کے بزرگ اُس شخص کو پکڑ کر اُسے کوڑے لگائیں۔ اور اُس سے چاندی کی سو مثقال جرمانہ لیکر اُس لڑکی کے باپ کو دیں اِسلیئے کہ اُس نے ایک اِسرائیلی کُنواری کو بدنام کیا اور وہ اُسکی بیوی بنی رہے اور وہ زندگی بھر اُسکو طلاق نہ دینے پائے۔ پَر اگر یہ بات سچ ہو کہ لڑکی میں کُنوارے پن کے نشان نہیں پائے گئے۔ تو وہ اُس لڑکی کو اُسکے باپ کے گھر کے دروازہ پر نکال لائیں اور اُسکے شہر کے لوگ اُسکو سنگسار کریں کہ وہ مر جائے کیونکہ اُس نے اِسرائیل کے درمیان شرارت کی کہ اپنے باپ کے گھر میں فاحشہ پن کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا۔" (اِستثنا:۲۲/۱۳-۲۱)

ہمارا قلم درج بالا پیراگراف پہ تبصرہ کرنے سے قاصر ہے کیونکہ اس پر تبصرہ کے لیے جو "قابلیت" درکار ہے وہ ہم میں نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ عبارت حکمت اور میڈیکل سائنس کے بھی خلاف ہے۔ البتہ اس اقتباس سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ شادی کے بغیر مرد و عورت کے تعلق کو بائبل نے نا قابل معافی اور لائق سنگساری جرم قرار دیا ہے جو اسلام کے لیے باعث تقویت و راحت اور امریکی و مغربی اسکالرز کے لیے باعث آفت ہے۔ ذرا نیچے دیے گئے پیراگراف کو بھی ملاحظہ فرما لیں:

Sabbath years

"And the LORD spake unto Moses in mount Sinai, saying, Speak unto the children of Israel, and say unto them, When ye come into the land which I give you, then shall the land keep a sabbath unto the LORD. Six years thou shalt sow thy field, and six years thou shalt prune thy vineyard, and gather in the fruit thereof; But in the seventh year shall be a sabbath of rest unto the land, a sabbath for the LORD: thou shalt neither sow thy field, nor prune thy vineyard. That which groweth of its own accord of thy harvest thou shalt not reap, neither gather the grapes of thy vine undressed: for it is a year of rest unto the land."

(Leviticus: 25/1-5, Exodus: 23/10-12)

"اَور خُداوند نے کوہِ سینا پر موسیٰ سے کہا کہ۔ بنی اسرائیل سے کہہ کہ جب تم اُس مُلک میں جو میں تمکو دیتا ہوں داخل ہو جاؤ تو اُسکی زمین بھی خُداوند کے لئے سبت کو مانے۔ تو اپنے کھیت کو چھ برس بونا اور اپنے انگورستان کو چھ برس چھانٹنا اَور اُسکا پھل جمع کرنا۔ لیکن ساتویں سال زمین کے لئے

خاص آرام کا سبت ہو۔ یہ سب خُداوند کے لئے ہو۔ اِس میں تو نہ اپنے کھیت کو بونا اور نہ اپنے انگورستان کو چھانٹنا۔ اور نہ اپنی خودرَو فصل کو کاٹنا اور نہ اپنی بے چھٹی تاکوں کے انگوروں کو توڑنا۔ یہ زمین کے لئے خاص آرام کا سال ہو۔" (اَحبار:۲۵/۱۔۵،خروج:۲۳/۱۰۔۱۲)

اس اقتباس کے متعلق ہم اتنا ہی کہیں گے کہ اگر اِس پر عمل کیا جائے تو کم از کم تین چار اَرب انسان چند دِنوں میں دوسری دنیا پہونچ جائیں گے۔ سابق امریکی صدر مسٹر جارج ڈبلیو بش نے ۲۰۰۶ء۔۲۰۰۷ء میں عالمی غذائی بحران کے لیے ہندوستان کے متوسط طبقے کے زیادہ کھانے کی عادت کو ذمہ دار بتایا تھا مگر شاید اُن کی یہ رائے غلطی اور جلد بازی پہ مبنی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ اِس کے لیے بائبل کی اسی طرح کی 'آرام طلب' آیات ذمہ دار ہوں۔

ذرا درج ذیل اقتباس کو بھی غور سے پڑھیں:

"And the land shall yield her fruit, and he shall eat your fill, and dwell therein in safety. And if ye shall say, What shall we eat the seventh year? behold, we shall not sow, nor gather in our increase: Then I will command my blessing upon you in the sixth year, and it shall bring forth fruit for three years. And ye shall sow the eighth year, and eat yet of old fruit until the ninth year; until her fruits come in ye shall eat of the old store." (Leviticus: 25/19-22)

"اور اگر تمکو خیال ہو کہ ہم ساتویں برس کیا کھائینگے؟ کیونکہ دیکھو ہمکو نہ تو بونا ہے اور نہ اپنی پیداوار کو جمع کرنا ہے۔ تو میں چھٹے ہی برس ایسی برکت تم پر نازل کرونگا کہ تینوں سال کے لئے کافی غلّہ پیدا ہو جائیگا۔ اور آٹھویں برس پھر جوتنا بونا اور پچھلا غلّہ کھاتے رہنا بلکہ جب تک نویں سال کے بوئے ہوئے کی فصل نہ کاٹ لو اُس وقت تک وہی پچھلا غلّہ کھاتے رہو گے۔" (اَحبار:۲۵/۱۹۔۲۲)

ہم کاشتکاری کے فن سے آشنا تو نہیں ہیں مگر کسانوں کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ زمین کو آرام دینا اپنے لیے پریشانی پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ چھوڑی ہوئی زمین پر کئی مرتبہ ہل چلانے کے بعد ہی دوبارہ کاشتکاری ممکن ہو پاتی ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے یا کسی نے بھی یہ نہیں دیکھا/سنا ہے کہ بنی اسرائیل کے "ملک موعود" میں ہر چھٹے سال تین چار گنا زیادہ غلہ ہوتا ہے۔

یہ اقتباسات ہم نے اس لیے نقل کیے ہیں تاکہ قارئین جب بائبل میں عقل، سائنس اور تجربہ ومشاہدہ کے خلاف باتیں پڑھیں تو غور کریں کہ کیا خدا کا کلام ایسا ہوسکتا ہے جسے واقعات وحقائق کی دنیا سے دور کا بھی رشتہ نہ ہو، پھر قرآن کریم کی درج ذیل آیات پڑھیں جو یہ

پتہ دیتی ہیں کہ توریت وانجیل میں انسانی ہاتھوں نے کتنی ناروا حرکتوں کا ارتکاب کیا ہے:

''فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَناً قَلِيْلاً فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ؀''۔

''تو خرابی ہے ان کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں، تو خرابی ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کے لیے اس کمائی سے۔'' (سورة البقرة: ۷۹)

اور ایک مقام پہ توریت وانجیل کے متعلق کتابی ذمہ داروں کے رویے کو ان جملوں میں بیان کیا گیا ہے:

''يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ، قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُبِيْنٌ ؀''

''اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (ﷺ) تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں، اور بہت سی معاف فرماتے ہیں، بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔''
(سورة المائدة: ۱۵)

مزید فرمایا:

''يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظّاً مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيْلاً مِّنْهُمْ ؀''

''اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے اور بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان باتوں کا جو ان سے کہی گئیں اور تم ہمیشہ ان کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے سوا تھوڑوں کے۔'' (سورة المائدة: ۱۳)

اور فرمایا:

''وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ؀''

''اور وہ جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے عہد لیا، تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں، تو ہم نے اُن کے آپس میں قیامت کے دن تک بیر اور بغض ڈال دیا، اور عنقریب اللہ انہیں بتادے گا جو کچھ کرتے تھے۔'' (سورة المائدة: ۱۴)

توریت و انجیل پہ عمل سے متعلق ان کے طرزِ عمل کو یوں بیان کیا گیا:

”مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝“

”کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنیئے آپ سنائے نہ جائیں، اور رَاعِنَا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنہ کے لیے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری باتیں سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لیے بھلائی اور راستی میں زیادہ ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا۔“ (النساء: ٤٥)

نیز ارشاد فرمایا:

”يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۝“

”اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل کر کہتے ہیں کہ اگر یہ حکم ملے تو مانو اور اگر یہ نہ ملے تو دور رہو۔“ (سورۃ المائدۃ: ٤١)

ان کی تحریف کو مزید بیان فرمایا:

”وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝“

”اور ان میں کا ایک گروہ وہ ہے کہ اللہ کا کلام سنتے اور سمجھتے پھر اس کے بعد دانستہ بدل دیتے ہیں۔“ (سورۃ البقرۃ: ٧٥)

ہم نے توریت و انجیل سے متعلق یہود و نصاریٰ کے طرزِ عمل کے بارے میں قرآن حکیم کی اتنی آیات اس لیے نقل کی ہیں کہ مسلم قارئین اس کتاب کے مطالعہ سے قبل اپنے ذہن میں اس نکتے کو بٹھالیں کہ موجودہ بائبل جسے نصرانیوں کی طرف سے قرآن کے سوا توریت و انجیل سمیت تمام آسمانی کتابوں کا جامع کہا جاتا ہے وہ قرآن کی نظر میں پورے طور پر قابلِ اعتبار نہیں ہے اور عقل و شریعت کے نزدیک بھی بائبل کا حکم یہی ہے کہ جو بات قرآن و سنت کے معیار کے موافق ہو اُس کی تصدیق کی جائے اور جو اُن کے مخالف ہو اس کا اعتبار نہ کیا

جائے۔ کیونکہ عیسائی مشنریاں جب مسلم نوجوانوں کو دام تزویر میں پھانسنے کا آغاز کرتی ہیں تو ابتدا میں وہ ان کے سامنے بائبل کی انہی آیات کو پیش کرتی ہیں جو قرآن حکیم کے موافق ہیں تا کہ ان کے دلوں میں یہ بات راسخ ہو سکے کہ بائبل اور قرآن دونوں ایک ہی طرح کے احکام و قصص کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ وہ اپنا کام کرتی ہیں اور حسن و دولت کی شراب سے اپنے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہونچا کر مسلم نوجوانوں کو عیسائی بناتی ہیں۔

اس کتاب کو ہم نے نو بابوں میں تقسیم کیا ہے۔ **اول** میں ذات باری سے متعلق عقائد و احکام۔ **دوم** میں نبوت و رسالت کا بیان۔ **سوم** میں فرائض کا بیان۔ **چہارم** میں معاشی احکام۔ **پنجم** میں سماجی احکام۔ **ششم** میں غذائی قوانین۔ **ہفتم** میں ازدواجی احکام۔ **ہشتم** میں اخلاقی احکام اور **نہم** میں تعزیراتی احکام کو بیان کیا گیا ہے۔

ہم نے زیادہ تر اس بات کی کوشش کی ہے آج کے عیسائی محققین جن امور میں اسلام مخالف ہیں ان عناوین کو ضرور اس کتاب میں شامل کیا جائے اور پھر انھیں قرآن و سنت کے علاوہ بائبل کی آیات اور دور جدید کے حوالے سے بھی ثابت کیا جائے تا کہ ایک مسلمان اپنے اسلام پر اور ملت اِسلامیہ کا فرد ہونے پر فخر محسوس کرے اور یورپ و امریکہ کے اسکالرز سے مرعوب ہوئے بغیر ان کی ناطقہ بندی کا کام کر سکے۔

اس مقام پہ یہ واضح رہے کہ ہم مسلمان ضرورت مند عورتوں کی غیر مخلوط باعزت نوکری، ان کی جائز ترقی اور ان کی صحیح اور خوشی بھری زندگی کو صرف جائز ہی نہیں کہتے بلکہ اس کی حمایت کرتے ہیں، لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ گوارا نہیں کہ بادشاہ اور عام انسان کی بیٹیوں میں فرق کیا جائے، جس طرح رانی اور شہزادیوں کے لیے یہ عیب ہے کہ وہ ہر اَیرے غیرے سے ملاقات کریں، اسلام نے اسی طرح ہر خاتون کو رانی اور شہزادی کے مقام پہ رکھا ہے کہ وہ بھی ایرے غیرے سے نہ ملیں، ان سے دور رہیں کیونکہ اسلام کی نظر میں بادشاہ کی بیٹی ہونا کوئی ذاتی خوبی اور عام انسان کی بیٹی ہونا کوئی عیب نہیں ہے، اسلامی پیمانہ یہ ہے کہ بحیثیت انسان سب برابر ہیں، جو قانون ایک عام شہری پہ لاگو ہوتا ہے بحیثیت شہری وہی خلیفہ و امیر المومنین اور وزیر اعظم و صدر جمہوریہ اور ان کے اہل خانہ پہ بھی نافذ ہوگا۔

پیشِ نظر کتاب کے مطالعہ کے دوران بہت سے مقامات پہ آپ خلجان کا شکار ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کسی مقام پہ آپ کو حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت ہارون، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہم السلام کے متعلق ایسے جملے بھی نظر آئیں گے جو قرآن حکیم اور اسلام کی رو سے صحیح نہیں ہیں کیوں کہ قرآن وحدیث نے انھیں انبیاے کرام علیہم السلام میں شمار کیا ہے۔ ان کی شان میں کوئی بھی غیر محتاط جملہ خرمنِ ایمان کو خاکستر بنا سکتا ہے لیکن تقابلِ ادیان کے حوالے سے کوئی بھی تحریر پڑھتے وقت آپ ایک بات ذہن میں رکھیں تو پھر کسی طرح کی پریشانی نہیں ہوگی۔ قرآن حکیم نے خدا اور انبیاے کرام کا جو تصور ہمیں دیا ہے وہ بالکل پاکیزہ ہے مگر مسیحیوں کی کتاب مقدس بائبل کے صفحات میں کہیں خدا انسانوں سے کشتی لڑتے ہوئے نظر آتا ہے۔ (پیدائش: ۳۲/ ۲۲۔۳۲) تو کہیں انبیاے کرام کو معاذ اللہ زنا اور بت پرستی میں ملوث دکھایا گیا ہے۔ یہ اُن آمیزشوں کا کرشمہ ہے جو ناخدا ترس انسانوں کے ہاتھوں تورات وانجیل میں درآئی ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ جس خدا کا ذکر قرآن میں ہے وہ حقیقی خدا رب العالمین ہے جس نے کل کائنات کو پیدا کیا۔ اور جن انبیاے کرام کا تذکرہ قرآن وحدیث میں ہے وہ خدا کے فرستادہ اور ہر طرح کے گناہ سے پاک اور معصوم ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ جس لوط علیہ السلام کا ذکر قرآن اور حدیث کی کتابوں میں ہے، وہ اللہ کے رسول اور معصوم ہیں۔ ہر طرح کے گناہوں سے ان کی حفاظت خود خالق ہر جہاں اللہ رب العزت فرماتا رہا ہے۔ مگر جس لوط نامی انسان کو بائبل کے اوراق پہ شراب میں بدمست ہو کر اپنی ہی بیٹیوں سے زنا کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اس سے ہمارا خدا، ہمارے مقدس رسول ﷺ اور ہم بیزار ہیں۔ (پیدائش: ۱۹/ ۳۰۔۳۸)

جس ہارون علیہ السلام کا ذکر اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوب رسول محمد عربی ﷺ نے کیا ہے وہ یقیناً نبی برحق ہیں۔ ہم ان کی عظمت کے لیے اپنی جان نچھاور کر سکتے ہیں۔ ان کی عصمت تمام امت مسلمہ کے نزدیک مسلم ہے۔ لیکن ہم اس ہارون نامی فرد سے اپنی براءت کا اظہار کرتے ہیں جس کی تصویر کشی بائبل میں ایک بت پرست کے طور پہ کی گئی ہے۔ (خروج: ۳۲/ ۱۔۶)

جس موسیٰ علیہ السلام کے صبر کی مثال دے کر ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں صبر کی

تلقین کی ہے ہمارے ایمان کا دل ان کے نام سے بھی دھڑکتا ہے۔مگر جس موسیٰ نامی دہشت گرد اور جارج بش کے پیش رو کا تذکرہ بائبل نے کیا ہے،ہم اس کی معرفت وشناسائی سے انکار کرتے ہیں۔ (گنتی:۱۳/۳۱۔۱۸)

جس داؤد علیہ السلام کی عبادت وزبور خوانی اور ان کی لحن ملت اسلامیہ کے لیے باعث فخر ہے،ان کی عظمت وعصمت کو امت مسلمہ کا ہر فرد سلام عقیدت پیش کرتا ہے اور ان کے تقدس کے عقیدے کے بغیر ہم کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔لیکن ساتھ ہی اس داؤد سے ہم اپنی ناآشنائی اور بے تعلقی کا اعلان کرتے ہیں جسے بائبل نے پڑوسی کی بیوی سے زنا کا مرتکب دکھایا ہے اور پھر ایک مکروفریب کا سہارا لے کر اس کے شوہر کو قتل کرانے کے بعد اسے اپنی بیوی بنانے کا مجرم بنا کر پیش کیا ہے۔ (سموئیل دوم:۱/۱۱۔۲۷)

وہ سلیمان علیہ السلام جن کا تذکرہ ہماری مقدس کتابوں میں موجود ہے ان کی اطاعت الٰہی اور ان کا تفقہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے اور ہم ان کی محبت کے بغیر اپنے ایمان کا تصور بھی نہیں کر سکتے مگر ہمارا ایمان سلیمان نامی اس شخص سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتا ہے جسے بائبل نے زن پرستی کے نشے میں مدہوش ہو کر بت پرستی کرتے دکھایا ہے۔ (سلاطین اول:۱/۱۱۔۱۳)

وہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام جو کنواری اور پاک مریم علی ابنہا وعلیہا السلام کے بطن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے وہ ایک برگزیدہ ومقدس نبی ہیں اور ہم ان کی عظمت کی حفاظت کے لیے ہمیشہ قلمی جہاد کرتے آئے مگر ہم اس مریم اور اس کے بیٹے کو نہیں جانتے ہیں جسے بائبل نے کسی یوسف نامی بڑھئی کی منگیتر بنا کر پیش کیا ہے۔ (متی:۱۸/۱۔۱۹،لوقا:۲۶/۱۔۲۷)

ہم نے تبصرہ کے دوران بہت سے جملے نصرانیوں کے خلاف صرف بطور الزام تحریر کیے ہیں۔ورنہ مقدس ہستیوں کی جو مکروہ ومعیوب تصویر بائبل میں کھینچی گئی ہے وہ کسی طرح ہمیں تسلیم نہیں۔نہ اس پر ہمارا اعتقاد ہے نہ وہ ہمارے خلاف حجت بننے کے قابل۔

چونکہ اِس کتاب کے مخاطبین اَہل اِسلام سے زیادہ غیر مسلم بالخصوص مسیحی برادران ہیں اس لیے ہم نے قرآن وحدیث سے صرف ضرورت بھر حوالے دیے اور بائبل

اور عصری تجزیات کے حوالہ جات زیادہ پیش کیے ہیں۔ اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی بھی مسئلہ پہ قرآن وحدیث کا دامن تنگ ہے، نہیں! ہرگز نہیں!! کون ہے جو قرآن وحدیث کے دامن کی وسعت کا اندازہ لگا سکے۔

ہم نے عام طور پہ بائبل کے انگریزی اقتباسات کنگ جیمس ورژن مطبوعہ دی بُک روم زیرِ انتظام بائبل سوسائٹی ہند، ایم جی روڈ بنگلور (ہند) ۲۰۰۸ء سے لیے ہیں جبکہ اُردو ترجمہ اسی سوسائٹی کے زیرِ اہتمام شائع اردو بائبل بنام "کتاب مقدس" ۲۰۰۹ء سے لیا ہے، لہٰذا جن مقامات پہ ان کے پیراگراف نقل کیے جائیں گے وہاں صرف کتاب اور باب نمبر کی صراحت کی جائے گی، مطبع وسنہ کی وضاحت نہیں ہوگی۔ البتہ! جن موقعوں پہ ان کے علاوہ ورژن سے اخذ کیا جائے گا وہاں ناشر وسال اشاعت کا بھی ذکر ہوگا۔

ہم نے حتی المقدور یہ کوشش کی ہے کہ اردو الفاظ کو رسم الخط کے مطابق ہی تحریر کیا جائے، البتہ! بائبل کے اردو ترجموں میں بائبل سوسائٹی ہند بنگلور والوں کے ذریعے رائج رسم الخط کے خلاف نقل کیے گئے الفاظ (مثلاً کرونگا، جاؤنگا، سنونگا، جائیگا، سنئے، دیکھئے، کیلئے وغیرہ) کو ہم نے اسی طرح نقل کیا ہے، جیسے اردو بائبل میں ہیں۔

قارئین سے مودبانہ گذارش ہے کہ کتاب پوری پڑھے بغیر اپنی رائے قائم نہ کریں، کوشش کریں کہ الف تا یا مکمل مطالعہ کریں اور کسی بھی طرح کی خامی یا مشکل نظر آئے تو ہمیں ای میل، خط یا فون کے ذریعہ ضرور اطلاع دیں۔ کتاب کا معیار بلند کرنے اور خامیوں سے پاک بنانے نیز حق بات کو دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچانے کے لیے تمام طرح کی کوششوں اور مشوروں کا خیر مقدم ہے۔

جاوید احمد عنبر مصباحی

بانی وسربراہ: علامہ فضل حق خیرآبادی چیریٹیبل فاؤنڈیشن، جزیرۂ انڈمان۔ ہند

۱۸رذی الحجہ ۱۴۳۵ھ / ۱۴را کتوبر ۲۰۱۴ء

اِسلامی قوانین
بائبل اور دورِ جدید کے تناظر میں

(باب اول) الوھیت۔

اس باب میں ان عقائد کو بیان کیا گیا ہے جن کا تعلق خدا کی ذات سے ہے۔ یعنی خدا کے بارے میں کیسا عقیدہ رکھنا صحیح اور قابل قبول ہے۔کس طرح کے نظریات ایمان کے لیے زہر قاتل ہیں اور کون سے افکار لازمی ہیں۔

ناستھک اور دہریوں سے دو باتیں:۔ جو لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کا کوئی خالق و مالک نہیں ہے، دنیا خود بخود بن گئی ہے اور یہ اپنے آپ چل رہی ہے اسے کوئی چلانے والا نہیں ہے، ہم ان سے صرف اتنا پوچھنا چاہیں گے کہ کبھی آپ نے کوئی ایسا ہوائی جہاز دیکھا ہے جو اپنے آپ چلتا ہو؟؟ ہوائی جہاز دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ جس کا چلانے والا (Pilot) اسی میں بیٹھا نظر آتا ہے اور دوسرا ہوائی جہاز وہ ہے جس کا چلانے والا اس میں بیٹھا نظر نہیں آتا ہے' وہ اسے زمین پر بیٹھ کر کمپیوٹر سے کنٹرول کرتا ہے یعنی بظاہر بغیر پائلٹ کا ہوائی جہاز۔ دنیا اور اس کو چلانے والے کو اسی مثال سے سمجھئے۔ضروری نہیں ہے کہ چلانے والا آپ کو نظر آجائے، جیسے ڈرون ہوائی جہاز چلانے والے کا یہ کمال ہے کہ وہ عام نگاہوں سے پوشیدہ رہ کر کنٹرول کرتا ہے، اسی طرح یہ ذات الٰہی کا کمال اور انسانی آنکھوں کی بے بسی ہے کہ خدا دنیا والوں کو نظر نہیں آتا مگر پھر بھی سارا کنٹرول اسی کا ہے۔ جس طرح بغیر پائلٹ کے طیارہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اپنے آپ چل رہا ہے اپنے علم وعقل پہ لوگوں کو ہنسنے کا موقع دینا ہے۔ اسی طرح دنیا میں خدا کو نہ دیکھ کر یہ کہنا کہ دنیا اپنے آپ بن گئی اور ایسے ہی چل رہی ہے، اپنی دانشمندی کی سرٹیفکیٹ کو رد کرنا ہے۔

(۱) توحید۔

عام طور پہ دھرتی پہ جنم لینے والے ہر انسان کے دماغ میں کائنات بننے اور اس کے بنانے والے کے متعلق کئی طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔انسان سوچتا ہے کہ اتنی بڑی دنیا کو کس نے بنایا؟؟ جس نے انسانوں کو اور غیر محدود نظر آنے والی دنیا کو بنایا ہے وہ

کیسا ہوگا؟؟ وہ اکیلا ہے یا اس کے ساتھ اور بھی لوگ ہوں گے؟؟ اس نے کس چیز کی مدد سے لاکھوں کروڑوں چیزوں کو پیدا کیا؟؟ اس طرح کے سوالات پہ جب ایک عقلمند انسان غور کرتا ہے تو اس کے سامنے اس طرح کے جوابات آتے ہیں:۔

''زمین وآسمان اور ان کی چیزوں کا بنانے والا ضرور کوئی ایسی ذات ہے جو سب سے پہلے ہے، اس سے پہلے کوئی چیز نہیں کیونکہ ساری چیزوں کو اسی نے بنایا ہے، وہ خود سے ہے اور سب اُس سے ہیں، وہ یقیناً بہت طاقت وقدرت رکھتا ہے کیونکہ اتنی بڑی بڑی چیزوں کو اپنے حکم کے نیچے رکھنے اور ان کو چلانے کے لیے ان سے بڑی طاقت وقوت ہونا ضروری ہے، وہ سب سے بلند اور سب پر حاکم ہے کیونکہ وہی انہیں بناتا اور بگاڑتا ہے، وہی موت دیتا اور زندگی بخشتا ہے۔لیکن کیا وہ اکیلے یہ سب کام کرتا ہے؟ یا بہت سے اعلیٰ قوت والے باہم مل کر یہ نظام چلا رہے ہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا کہ چند اعلیٰ قوت والے بغیر کسی ادنیٰ اختلاف کے باہم تعاون واتحاد کے ساتھ اتنا بڑا نظام چلائیں۔دنیا کا تجربہ ومشاہدہ گواہ ہے کہ ایک شہر میں برابر رتبہ واختیار والے دو حاکم ہوں تو ہر بات میں ان کا اتحاد نہیں رہتا بلکہ بات بات میں اختلاف ہوتا رہتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ساری دنیا کا اتنا بڑا نظام یکساں رتبے اور قوت والے دو یا زیادہ افراد باہمی اتفاق کے ساتھ چلاتے رہیں، کبھی کوئی اختلاف رونما نہ ہو۔ ہزاروں اور لاکھوں سال تک کسی بات پہ اختلاف نہ ہو، جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی روزمرہ زندگی ہمیشہ اپنے معمول پہ رہتی ہے۔سورج ہر دن پورب سے نکلتا اور پچھّم میں ڈوبتا ہے، کبھی بھی تاریخ نے وہ لمحہ نہیں دیکھا جب سورج پچھّم سے نکل کر پورب کی طرف ڈوبنے کے لیے گیا ہو۔دن ہمیشہ سورج سے ہوتا ہے، کبھی کسی نے چاند کی روشنی سے دن کا اجالا پھیلتے نہیں دیکھا، نر و مادہ شیر کے ملنے سے شیر ہی پیدا ہوتا ہے انسان نہیں پیدا ہوتا، جیسے مرد وزن کے ملنے سے انسان ہی پیدا ہوتا ہے شیر نہیں پیدا ہوتا۔آم کے پیڑ سے سیب اور سیب کے پیڑ سے اخروٹ بھی کسی کو نہیں ملا۔یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ دنیا کے نظام میں کبھی اختلاف نہیں ہوا، اس کا مطلب ہے کہ نظام چلانے والا صرف ایک ہے کیونکہ اگر وہ کئی ہوتے تو ضرور دنیا کا نظام اور

سسٹم تہس نہس ہو کر رہ جاتا۔ واقعی وہ ایک عظیم ہستی ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔

انسانی عقل کے اسی جواب کو قرآن حکیم نے دو لفظوں میں سمیٹ کر بیان کیا ہے:

''لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥''

''اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور بھی خدا ہوتے تو نظام عالم درہم برہم ہو جاتا، عرش کا مالک اللہ پاک ہے اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں''۔ (سورۃ الأنبیاء: ۲۲)

اسی لیے خدا کے ایک اور صرف ایک ہونے کا عقیدہ ایک ایسا دائمی اور غیر مبدل عقیدہ ہے جو ہر آسمانی کتاب میں لکھا ہوا ہے اور خدا کی توحید کو قرآن سمیت دیگر آسمانی کتابیں مثلاً توریت و انجیل وغیرہ میں اتنی مرتبہ ذکر کیا گیا ہے کہ یوں ان سب کا احاطہ دشوار ہے۔ مختلف عبارات، متعدد انداز بیان اور رنگ برنگ کے طرز استدلال کے ساتھ قرآن و بائبل میں سینکڑوں مقامات پہ خالق جہاں کے ایک ہونے کا عقیدہ تحریر ہے۔ آج کی بائبل اگرچہ تین خداؤں کا نظریہ رکھنے والی قوم نصرانیوں کی مقدس کتاب سمجھی جاتی ہے اور اہل اسلام اسے مکمل طور پہ نہیں مانتے ہیں مگر پھر بھی ہمیں بائبل میں سینکڑوں مقامات پر توحید باری کا ذکر محمود ملا۔ جن میں سے تقریباً سو مقامات کو زیر نظر کتاب میں ہم نے کتاب، باب اور آیت نمبر کی تعیین کے ساتھ شمار کرایا ہے۔ یہ حوالہ جات ثابت کرتے ہیں کہ توحید حق ہے اور تثلیث کا نظریہ باطل ہے۔ اتنی تحریفات کے باوجود بائبل میں ان آیات کی موجودگی کو ہم اللہ ﷻ کی قدرت کا کرشمہ اور دین حق کا معجزہ سمجھتے ہیں۔ ورق پلٹئے اور قدرت ربانی کا بے حجاب مشاہدہ کیجئے۔

پہلی دلیل

"Thus saith the LORD the King of Israel, and his redeemer the LORD of hosts; <u>I am the first, and I am the last</u>; <u>and beside me there is no God</u>." (Isaiah. 44/6)

''خُداوند اِسرائیل کا بادشاہ اَور اُس کا فدیہ دینے والا رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ <u>میں ہی اَول اَور میں ہی آخر ہوں اَور میرے سوا کوئی خُدا نہیں</u>۔'' (یسعیاہ: ۶/۴۴)

اور قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

''هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمٌ''۔

''وہی اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔'' (سورۃالحدید: ۳۔٤)

اور فرماتا ہے:

''اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ''۔

''بے شک میں ہی خدا ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں تو میری ہی پرستش کرو۔'' (سورۃطه: ١٤)

کیا بائبل کے مذکورہ بالا اقتباس اور قرآن حکیم کی مذکورہ آیتوں میں در بارۂ توحید کچھ اختلاف ہے؟؟

بائبل کی اس آیت سے یہ ماخوذ ہوتا ہے کہ خدا صرف ایک ہے۔ نہ اس سے پہلے کوئی ہے، نہ اس کے بعد کوئی ہے۔ یعنی اولیت، آخریت اور خدائی اسی کے لیے ہے۔ اِس اقتباس کے خط کشیدہ جملوں میں غور کریں اور پھر عیسائیت کے اس دعویٰ کا تجزیہ کریں کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں کے مجموعہ کا نام خدا ہے۔ ظاہر سی بات ہے کہ باپ پہلے اور بیٹا بعد میں ہوتا ہے۔ اس طرح عیسائی عقیدے کے مطابق خدائی میں اولیت و ثانویت پیدا ہو جاتی ہے جو عقل اور بائبل کی درج بالا آیت کے خلاف ہے۔ اور تو اور ''عقیدۂ تثلیث'' کے ''امام اول'' تسلیم کیے جانے والے پولس کے قول سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔ ذرا ان کے الفاظ بھی دیکھ لیں:

"The God and Father of our Lord Jesus Christ, which is blessed for evermore, knoweth that I lie not." (2Corinthians: 11/31)

''خُداوند یسوعؔ کا خُدا اور باپ جس کی اَبد تک حمد ہو جانتا ہے کہ مَیں جھوٹ نہیں کہتا۔''

(کرنتھیوں دوم: ۳۱/۱۱)

اس اقتباس کا مفہوم یہ ہے کہ معزز یسوع کے خدا یعنی حقیقی خدا جس کے لیے دائمی حمد ہے وہ جانتا ہے کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ یعنی خدا اور مسیح دونوں الگ الگ ذات ہیں اور یہ تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ اس اول و آخر کے سوا کوئی خدا نہیں، جس کا صریح مطلب ہے کہ مسیح خدا نہیں۔ ہم نے اس مقام پہ ''Lord'' اور ''خُداوند'' کا ترجمہ معزز کیا ہے کیونکہ آکسفورڈ ڈکشنری میں یہی درج ہے۔ اس کے علاوہ بھی اِسکی دو مضبوط وجہیں ہیں:۔

اول:۔ آپ انگریزی عبارت پہ غور کریں مسیح کے لیے ''Lord'' جبکہ خالق ارض و سما کے لیے لفظ ''God'' استعمال کیا گیا ہے اور ان دونوں الفاظ کے درمیان وہی فرق ہے جو عربی زبان

میں ''عبد'' (بندہ، غلام) اور ''عابد'' (پوجنے والا) کے درمیان ہے کہ ''عبد'' کی اضافت خدا ﷻ کے علاوہ نبی ﷺ، بلکہ عام انسانوں کی طرف بھی کردی جاتی ہے اور معنی میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے مگر ''عابد'' کی اضافت صرف اور صرف خدا کی جانب مطابق اسلام اور دیگر کی طرف کفر وشرک ہے۔ اسی طرح انگریزی زبان میں لفظ ''Lord'' خدا اور کسی بھی معزز ہستی دونوں کے لیے مستعمل ہے، مثلاً جج کو ''Lord'' کہہ دیا جاتا ہے، اسی طرح گھر کے مالک کو ''Landlord'' اور برطانیہ میں پارلیمنٹ کے ایوان دار الامرا کو ''House of Lords'' کہا جاتا ہے جبکہ لفظ ''God'' حقیقۃً صرف خدا کے لیے خاص ہے۔

دوم:۔ بائبل میں بھی لفظ ''Lord'' اور ''خُداوند'' مسیح کے علاوہ کے لیے بھی مستعمل ہیں۔ تقویت کے لیے درج ذیل پیراگراف ملاحظہ فرمائیں:

Two angels visit Lot

"And there came two angels to Sodom at even; and Lot sat in the gate of Sodom: and Lot seeing them rose up to meet them; and he bowed himself with his face toward the ground; And he said, Behold now, my *lords*, turn in, I pray you, into your servant's house, and tarry all night, and wash your feet, and ye shall rise up early, and go on your ways. And they said, Nay; but we will abide in the street all night."

(Genesis: 19/1-2)

''اور وہ دونوں فرشتے شام کو سدوم میں آئے اور لوط سدوم کے پھاٹک پر بیٹھا تھا اور لوط اُن کو دیکھ کر اُن کے استقبال کے لئے اُٹھا اور زمین تک جھکا۔ اور کہا اے میرے خداوند اپنے خادم کے گھر تشریف لے چلئے اور رات بھر آرام کیجئے اور پاؤں ہاتھ دھوئیے اور صبح اُٹھ کر اپنی راہ لیجئے اور اُنہوں نے کہا نہیں ہم چوک ہی میں رات کاٹ لیں گے۔'' (پیدائش:۱۹/۱۔۲)

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ لفظ ''Lord'' یا خُداوند بائبل میں اُس کے لیے بھی استعمال ہوا جسے مسیحی بھی خُدا نہیں مانتے ہیں، تو پھر اسی لفظ ''Lord'' یا خُداوند کے کمزور سہارے کی بنیاد پر مسیح کی خدائی کا عقیدہ کیسے درست ہوسکتا ہے......؟؟؟

دوسری دلیل

Salvation will come only by the Lord

"For thus saith the LORD that created the heavens; God himself that formed the earth and made it; he hath established it, he created it not in vain, he formed it to be inhabited: I am the LORD; and there is

none else." (Isaiah: 45/18)

''کیونکہ خُداوند جس نے آسمان پیدا کئے وہی خُدا ہے اُسی نے زمین بنائی اَور تیار کی اُسی نے اُسے قائم کیا اُس نے اُسے عبث پیدا نہیں کیا وہ یوں فرماتا ہے کہ میں خُداوند ہوں اَور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔'' (یسعیاہ:۱۸/۴۵)

بائبل کی اس عبارت اور قرآن حکیم کی درج ذیل آیت کے مفہوم میں کتنی مطابقت ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

''اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَاءَ بِنَاءً ......فَلاَ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا''.

''وہی یکتا رب ہے جس نے (زمین وآسمان کو عبث پیدا نہیں کیا بلکہ) تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا تو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔'' (سورۃ البقرۃ: ۲۲)

اور فرمایا:

''اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ o فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ o''

''تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں،تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ،کوئی معبود نہیں سوا اس کے،عزت والے عرش کا مالک۔'' (المؤمنون: ۱۱۵-۱۱٦)

تیسری دلیل

"A just God and a Saviour there is none beside me, look unto me and be ye saved all the ends of earth for I am God and there is none else." (Isaiah: 45/21-22)

''صادق القول اَور نجات دینے والا خُدا میرے سوا کوئی نہیں اَے اِنتہائی زمین کے رہنے والو! تم میری طرف متوجہ ہو جاؤ اَور نجات پاؤ کیونکہ میں خُدا ہوں اَور میرے سوا کوئی نہیں۔'' (یسعیاہ:۲۱/۴۵-۲۲)

اوپر ذکر کیے گئے تیسرے اقتباس اور قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ:

''وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ''.

''تمہارا خدا صرف ایک ہے،اس رحمٰن ورحیم کے سوا کوئی خدا نہیں۔'' (سورۃ البقرۃ: ۱٦۳)

میں مندرج مفہوم توحید میں سو فیصدی موافقت ہے یا نہیں............؟؟

قسم اللہ جل شانہ کی......! بائبل کی ان جیسی آیات ہی قرآن حکیم کی درج ذیل

آیت کی تصدیق کرتی ہیں:

" فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ".

''تو اس لیے کہ قرآن کو جبرئیل نے آپ کے قلب پہ نازل کیا جو اپنی اگلی کتابوں {توریت وانجیل وغیرہ} کی تصدیق کرتا اور مسلمانوں کے لیے ہدایت وبشارت ہے۔'' (البقرة: ۹۷)

چوتھی دلیل

اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف دعوت وتبلیغ کے لیے جانے کا حکم دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زبان کی لکنت کا عذر پیش کیا۔آگے بائبل کی زبانی:

"And the LORD said unto him, Who hath made man's mouth? or who maketh the dumb, or deaf, or the seeing, or the blind? have not I the LORD? Now therefore go, and I will be with thy mouth, and teach thee what thou shalt say." (Exodus: 4/10-12)

''تب خُداوند نے اُس سے کہا آدمی کا منہ کس نے بنایا ہے؟ اَور کون گونگا یا بہرا یا بینا یا اَندھا کرتا ہے؟ کیا میں ہی خُداوند یہ نہیں کرتا سوتو اَب جا اَور میں تیری زبان کا ذمہ لیتا ہوں۔ اَور تجھے سکھاتا رہونگا کہ تو کیا کیا کہے۔'' (خروج:۴/۱۰۔۱۲)

اس اقتباس میں بھی ''کیا میں ہی خداوند یہ نہیں کرتا؟'' حصر کے ساتھ ہے کہ وہی ایک خالق اور رب ہے جس نے تمام جنّ وانس، چرند وپرند اور ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور انھیں دیکھنے سننے بولنے کی قوتوں سے نوازا ہے یا ان سے محروم کیا ہے۔اسی مفہوم کو قرآن حکیم نے یوں بیان فرمایا ہے:

''يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِن قَبْلِكُمْ''.

''اے لوگوں! صرف اسی یکتا رب (غیر اقانیم ثلثہ) کی پوجا کرو جس نے تمھیں اور تمہارے تمام اگلوں کو پیدا کیا۔'' (سوورة البقرة: ۲۱)

اور دوسری جگہ فرمایا:

''اَلَّذِىْ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ''.

''اسی کے لیے زمین وآسمان کی بادشاہی ہے، اس نے کسی لڑکے کو جنا نہ ہی بادشاہت میں

اس کا کوئی شریک ہے، اسی ذاتِ یکتا نے ہر موجود کو پیدا کیا۔'' (سورة الفرقان: ٢)

پانچویں دلیل

مسیحیوں کے نبی و بادشاہ اور ان کے خدا کے چہیتے حضرت داؤد علیہ السلام کا سچا عقیدہ بائبل میں درج ذیل الفاظ میں مذکور ہے:

"Truly my soul waiteth upon God: from him cometh my salvation. He only is my rock and my salvation; he is my defence; I shall not be greatly moved." (Psalms: 62/1-2)

''میری جان کو خُدا ہی کی آس ہے۔ میری نجات اُسی سے ہے۔ وہی اَکیلا میری چٹان اَور میری نجات ہے۔ وہی میرا اُونچا بُرج ہے۔ مجھے زیادہ جُنبش نہیں ہوگی۔'' (زبور: ۶۲/۱-۲)

داؤد علیہ السلام کے اسی عقیدے کو قرآن مقدس نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ٥''۔

''پھر اگر وہ پلٹ جائیں تو تم کہہ دو: میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔'' (سورة التوبة: ١٢٩)

بائبل کے درج بالا انگریزی اور اردو اقتباسات کے خط کشیدہ الفاظ خاص توجہ کے طالب ہیں۔ وہ سب کے سب واحد کے صیغے (Singular) ہیں۔ ان میں سے ہر ضمیر ''اَحد، اَحد'' کے نعرے میں قُل ھُوَ اللہ احد کی حمایت کرتی ہے۔ اور خاص کر اس جملے میں ''He only is my rock and my salvation'' (وہی اکیلا میری چٹان اور میری نجات ہے) میں ضمیر واحد اور حصر نے مل کر توحید باری کا جو واضح اور غیر مبہم پیغام دیا ہے وہ ہر اس شخص کے لیے چشم کشا (Eye-opener) ہے جو قبول حق کے لیے اپنے دل کے دریچے کو کھلا رکھتا ہے۔ مسیحی بھائیوں کو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ اس پیراگراف کو بار بار پڑھیں اور پھر ہماری طرف داری اور اپنے ماں باپ اور دوستوں کی حمایت دونوں طرف سے نظریں ہٹا کر اپنے ضمیر کی آواز پہ لبیک کہیں۔

چھٹی دلیل

مزید ایک اور شہادت ملاحظہ فرمائیں، اس میں تو خدا کے ساتھ اس کی سب سے

اہم صفت واحد ہونے کو بھی ذکر کیا گیا:

"To the only wise God our Saviour, be glory and majesty, dominion and power, both now and ever. Amen." (Jude: 25)

''اُسی خدائے واحد کا جو ہمارا منجی ہے جلال اور عظمت اور سلطنت اور اختیار ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے جیسا ازل سے ہے اب بھی ہو اور اَبدالآباد رہے۔ آمین!'' (یہوداہ:۲۵)

کچھ مسیحی کہتے ہیں کہ خدا صرف ایک ہی ہے اور وہی مریم عذرا کے بطن سے بشکل انسان اور ابن اللہ پیدا ہوا جسے ہم یسوع مسیح کہتے ہیں۔ مگر ساتویں دلیل میں جو اقتباس نقل کیا جائے گا وہ مسیحیوں کو اپنے موقف سے ایک بار پھر ہجرت کرنے پر مجبور کر دے گا۔

ساتویں دلیل

کیا خدا کسی کے بطن، گھر یا زمین و آسمان میں سما سکتا ہے؟؟ یہ سوال اگر کسی مسلمان سے کیا جائے تو وہ یہی کہے گا: لَیْسَ لَہٗ حَدٌّ'' (خدا کی کوئی حد نہیں) لیکن چونکہ ہمارے عنوان کا تعلق بائبل کے درسِ توحید سے ہے لہٰذا ہم یہ سوال مسلمانوں سے نہ کر کے بائبل سے پوچھتے ہیں۔ بائبل کا اس مسئلہ پر واضح اور غیر مبہم جواب یہ ہے:

"But will God indeed dwell on the earth? behold, the heaven and heaven of heavens cannot contain thee; how much less this house that I have builded?" (1Kings: 8/27)

''لیکن کیا خُدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کریگا؟ دیکھ آسمان بلکہ آسمانوں کے آسمان میں بھی تو سما نہیں سکتا تو یہ گھر تو کچھ بھی نہیں ہے جسے میں نے بنایا۔'' (سلاطین اول:۸/۲۷)

بائبل کی اس آیت نے تو جلوۂ حق کو ہر اس شخص کے لیے بے حجاب کر دیا ہے جو یہ یقین رکھتا ہے کہ بائبل خدا کی جانب سے نازل کی گئی کتابوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ مسیحی جواب دیں کیا اُنہیں حق کو جاننے اور پہچاننے کے لیے مزید کسی نشانی کی ضرورت ہے؟؟؟

جب خدا تعالیٰ زمین و آسمان سے برتر ہے اور کوئی بھی چیز اُسے اپنے اندر نہیں سمو سکتی تو پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ (معاذ اللہ) خدا حضرت مریم کے بطن میں سما گیا پھر پیدا ہوا اور پھر جہنم سے انسانوں کی نجات کے لیے صلیب پر چڑھ کر اپنی جان نچھاور کر دی۔ کہاں وہ خدا کی بے نہایت ہستی اور کہاں انسانی شکم اور زمین و صلیب کی حیثیت؟؟؟

یہ نکتہ بھی ذہن میں محفوظ رکھنے کے قابل ہے کہ بائبل کے عہد نامۂ جدید (New Testament) میں ''God of Gods'' یعنی خُداؤں کا خُدا'' کا لفظ ایک مرتبہ بھی نہیں آیا ہے۔ اسی طرح لفظ ''Jesus'' یعنی لفظ ''یسوع'' کنگ جیمس ورشن بائبل میں تقریباً پانچ سو مرتبہ ذکر کیا گیا ہے لیکن ان میں سے کسی بھی مقام پہ ان کے ساتھ ''God'' یعنی ''خُدا'' کا لاحقہ نہیں لگایا گیا ہے۔ کسی کسی جگہ پہ لفظ ''Lord'' یعنی ''خُداوند'' (مالک) کا لفظ تحریر ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ذہن کی ڈائری میں محفوظ رہے کہ ہماری تحقیق کے مطابق پوری بائبل میں کہیں بھی حقیقی خدا کے لیے جمع کا صیغہ یا جمع کی ضمیر (Plural) کا استعمال نہیں ہوا ہے۔

بائبل کے ان اقتباسات نے واشگاف کر دیا ہے کہ خدا کے متعلق وہی عقیدہ درست اور صحیح ہے جو قرآن وحدیث اور ان پر ایمان رکھنے والوں کا ہے۔ اگر اتنے حوالوں سے بھی کسی کا دل مطمئن نہ ہو تو وہ بائبل کے درج ذیل مقامات کا حق پسندی کے جذبے کے ساتھ کھلی آنکھوں سے مطالعہ کر لے: خروج: ۸/۲۲، ۹/۲۹، ۱۰/۲، ۱۱/۱۵، ۱۸/۱۱، ۱۹/۵، ۲۰/۳۔۶، ۲۲/۲۰، ۲۳/۱۳، ۲۳/۳۲۔۳۳، ۳۲/۸، اَحبار: ۱۹/۳۶، اِستثنا: ۴/۲۳۔۲۸، ۴/۳۵، ۴/۳۹، ۵/۷۔۱۰، ۳۲/۳۹، سموئیل اول: ۲/۱۔۱۰، سلاطین اول: ۸/۶۰، ۱۸/۳۷۔۳۹، تواریخ: ۲۰/۵۔۷، زبور: ۲۸/۱، ۶۲/۵۔۶، ۶۵/۱۔۱۳، ۶۶/۱۔۲۰، ۶۷/۱۔۷، ۶۸/۱۹، ۹۳/۱۔۵، یسعیاہ: ۴۳/۱۱، ۴۳/۲۵، ۴۴/۱۔۶، ۴۴/۸، ۴۵/۱۔۷، ۴۵/۱۴۔۱۷، ۴۵/۱۸، ۴۵/۲۱۔۲۲، ۴۶/۹، ۴۹/۵۔۷، ۵۱/۹، ۵۱/۱۲، ۵۱/۱۵، ۵۴/۵، ۶۳/۱۱۔۱۷، ۶۶/۲۔۵، یرمیاہ: ۱۰/۱۲، ۱۴/۲۲، یوایل: ۲/۲۷، ہوسیع: ۲/۸، ۴/۱۳، ۱۴/۸، عاموس: ۲/۱۰۔۱۶، ۴/۱۳، ۵/۷۔۹، حبقوق: ۱/۱۲، زکریا: ۱۲/۱، یہوداہ: ۲۵، مرقس: ۱۲/۲۹، یوحنا: ۸/۴۱۔۴۲۔ عنبر مصباحی

خداؤں کا خدا:۔

ہماری تحقیق کے مطابق پورے کنگ جیمس ورشن بائبل میں صرف پانچ مقامات ایسے ہیں جہاں ایسے جملوں کا استعمال ہوا ہے جن سے بظاہر یہ شبہ ہوتا ہے کہ خدا ایک سے زائد ہے اور خالق ارض وسما ان سب کا سردار اور حاکم ہے۔ لیکن جب ان اقتباسات

میں غور کیا جائے اور عقل و دانش کا صحیح استعمال کیا جائے تو یہ حقیقت مزید تاباں ہو جاتی ہے کہ صرف ایک خدا حقیقی خدا ہے۔ اس کے سوا سبھی نقلی اور جعلی ہیں، کسی پر یقین نہیں رکھنا چاہیئے۔ ہم احقاق حق کے لیے ان پانچوں اقتباسات کو نقل کر کے ان میں موجود ان نکات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن سے توحید باری کا پیغام اچھی طرح واضح ہوتا ہے۔

پہلا اقتباس

"For the LORD your God is God of gods, and Lord of lords, a great God, a mighty, and a terrible, which regardeth not persons, nor taketh reward: He doth execute the judgment of the fatherless and widow, and loveth the stranger, in giving him food and raiment."
(Deuteronomy: 10/17-18)

''کیونکہ خُداوند تمہارا خُدا الٰہوں کا اِلٰہ خُداوندوں کا خُدا ہے۔ وہ بزرگوار اَور قادر اَور مُہیب خُدا ہے جو رُو رعایت نہیں کرتا اَور نہ رِشوت لیتا ہے۔ وہ یتیموں اَور بیواؤں کا اِنصاف کرتا ہے اَور پردیسی سے اَیسی محبت رکھتا ہے کہ اُسے کپڑا اَور کھانا دیتا ہے۔'' (اِستثنا:۱۰/۱۷۔۱۸)

اس اقتباس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے تو لوگوں نے اپنے اپنے معبود بہت سے بنا لیے ہیں جن کی وہ اپنے اپنے طریقے سے پوجا کرتے ہیں مگر وہ خدا جو غالب ہے اور حقیقی الہ ہے جس کے حکم پہ یہ دنیا اپنا نظام بدل سکتی ہے وہ صرف تمہارا خدا ہے۔ اس کے علاوہ بقیہ خدا صرف کہنے کی حد تک خدا ہیں، وہ حقیقی خدا نہیں ہیں۔ کیونکہ خدا ہونے کے لیے ضروری ہے اس کے اندر کوئی ایسی صفت نہ ہو جو کمتری اور نیچا دِکھنے کا باعث ہو۔ اور ظاہری بات ہے کہ جو مغلوب ہوگا وہ محکوم ہوگا اور محکوم جب گھر کا کارجین نہیں ہو سکتا تو خدا کیسے ہو سکتا ہے۔

دوسرا اقتباس

دوسرا مقام جہاں ''خُداؤں کے خُدا'' کا لفظ استعمال ہوا وہ یہ ہے:

"The LORD God of gods, the LORD God of gods, he knoweth, and Israel he shall know; if it be in rebellion, or if in transgression against the LORD, (save us not this day,)" (Joshua: 22/22)

''خُداوند خُداؤں کا خُدا خُداوند خُداؤں کا خُدا جانتا ہے اور اِسرائیلی بھی جان لینگے۔ اگر اِس میں بغاوت یا خُداوند کی مخالفت ہے (تو ہمکو آج جیتا نہ چھوڑ)۔'' (یشوع:۲۲/۲۲)

اس اقتباس میں بھی وہی نکتہ ہے کہ ماتحت ہونا بادشاہ کی صفت نہیں بن سکتی ہے تو

پھر خدا کیونکر کسی کی ماتحتی میں مجبور ہو سکتا ہے؟؟

تیسرا اقتباس

اس طرح کا تیسرا اقتباس زبور میں ہے:

"O give thanks unto the LORD; for he is good: for his mercy endureth for ever. O give thanks unto the God of gods: for his mercy endureth for ever. O give thanks to the Lord of lords: for his mercy endureth for ever. To him who alone doeth great wonders: for his mercy endureth for ever. To him that by wisdom made the heavens: for his mercy endureth for ever. To him that stretched out the earth above the waters: for his mercy endureth for ever. To him that made great lights: for his mercy endureth for ever: The sun to rule by day: for his mercy endureth for ever: The moon and stars to rule by night: for his mercy endureth for ever." **(Psalms: 136/1-9)**

''خُداوند کا شکر کرو کیونکہ وہ بھلا ہے کہ اُسکی شفقت اَبدی ہے۔ اِلٰہوں کے خُدا کا شکر کرو کہ اُسکی شفقت اَبدی ہے۔ مالکوں کے مالک کا شکر کرو کہ اُسکی شفقت اَبدی ہے۔ اُسی کا جو اَکیلا بڑے بڑے عجیب کام کرتا ہے کہ اُسکی شفقت اَبدی ہے۔ اُسی کا جس نے دانائی سے آسمان بنایا کہ اُسکی شفقت اَبدی ہے۔ اُسی کا جس نے زمین کو پانی پر پھیلایا کہ اُسکی شفقت اَبدی ہے۔ اُسی کا جس نے بڑے بڑے نیّر بنائے کہ اُسکی شفقت اَبدی ہے۔ دن کو حکومت کرنے کے لئے آفتاب کہ اُسکی شفقت اَبدی ہے۔ رات کو حکومت کرنے کے لئے ماہتاب اور ستارے کہ اُسکی شفقت اَبدی ہے۔'' (زبور:۱۳۶/۱۔۹)

اور کچھ آیتوں بعد اسی باب کے اخیر میں کہا گیا:

"And who gives food to every creature. His love endures forever."
(Psalms: 136/25, NIV, IBS, New Jersey, America, 1973, 1978, 1984)

''جو سب بشر کو روزی دیتا ہے کہ اس کی شفقت اَبدی ہے۔'' (زبور:۱۳۶/۲۵)

بائبل کی کتاب زبور کے اس اقتباس نے تو اوپر کے دونوں پیراگرافوں (اِستثنا: ۱۰/۱۷۔۱۸ اور یشوع: ۲۲/۲۲) کے ضمن میں ہمارے ذریعہ کہی گئی باتوں کی کھلی حمایت کر دی ہے۔ خط کشیدہ (Underlined) الفاظ کو معمولی توجہ سے پڑھنے والا شخص بھی یہی پکار اٹھے گا کہ خدا صرف وہ یکتا ذات ہے ''جو اَکیلا بڑے بڑے عجیب کام کرتا ہے''۔ جب سارے امور یہی یکتا خدا کرتا ہے تو دیگر افراد یا اشیا کو صرف اس لیے خدا کہا گیا کہ ان کے ماننے والے انہیں مانتے ہیں جو کہ حقیقت کے خلاف ہے۔ بائبل کے اس پیراگراف نے تو

اسلام کے نظریۂ توحید کو اور زیادہ واشگاف کر کے بیان کیا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔"

چوتھا اقتباس

چوتھا مقام جہاں "معبودوں کا معبود" کا لفظ مذکور ہے، وہ کتاب دانیال ہے:

"The king answered unto Daniel, and said, Of a truth it is, that your God is a God of gods, and a Lord of kings, and a revealer of secrets, seeing thou couldest reveal this secret." (Daniel: 2/47)

"بادشاہ نے دانی ایل سے کہا فی الحقیقت تیرا خُدا معبودوں کا معبود اور بادشاہوں کا خُداوند اور بھیدوں کا کھولنے والا ہے کیونکہ تو اِس راز کو کھول سکا۔" (دانیال: ۲/۴۷)

اس پیراگراف کے جملوں اور اندازِ بیان پر غور کرنے کے بعد ساری حقیقت سمجھ میں آجاتی ہے۔ اس میں دانیال کے خُدا یعنی رب العالمین کو معبودوں کا معبود اس بنیاد پہ کہا گیا کہ دانیال ہی بھید اور رازوں سے پردہ اٹھا سکا، جس بات کو بادشاہ نے اس کے مذہب اور معبود کے سچے اور حقیقی ہونے کی علامت ونشانی کے طور پر بیان کیا اور بقیہ کو رسمی معبود قرار دیا جن کی صرف پوجا ہوتی ہے مگر وہ کام کے نہیں ہیں۔

پانچواں اقتباس

آخری اقتباس بھی اسی کتاب میں ہے:

"And the king shall do according to his will; and he shall exalt himself, and magnify himself above every god, and shall speak marvellous things against the God of gods, and shall prosper till the indignation be accomplished: for that that is determined shall be done." (Daniel: 11/36)

"اور اپنی مرضی کے مطابق چلیگا اور تکبر کریگا اور سب معبودوں سے بڑا بنے گا اور اِلٰہوں کے اِلٰہ کے خلاف بہت سی حیرت انگیز بات کریگا اور اِقبالمند ہوگا یہاں تک کہ قہر کی تسکین ہو جائیگی کیونکہ جو کچھ مقرر ہو چکا ہے واقع ہوگا۔" (دانیال: ۱۱/۳۶)

اتنی وضاحتوں کے بعد شاید اب قارئین کو مزید کھول کر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہاں بھی باطل معبودوں کو صرف اس بنیاد پہ معبود اور الٰہ کیا گیا ہے کہ ان کی قومیں ایسا سمجھتی ہیں، ورنہ حقیقت میں صرف وہی ایک رب سچا خدا ہے جسے کچھ صفحات پیشتر زبور کے اوپر نقل کیے گئے پیراگراف میں زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے بنانے

والا اور ساری مخلوق کو روزی دینا والا بتایا گیا ہے، جب سارے کام یہ خدا کرتا ہے تو بقیہ کس بنیاد پہ خدا کہے جانے کے مستحق ٹھہریں گے......؟؟؟

لیکن اگر کوئی اس بات پہ اصرار کرے کہ ان پانچوں اقتباسات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا ایک سے زائد ہے تو ہم اس کے دعویٰ کو "Made in Church" کا نام دیں گے کیونکہ بائبل کے سو سے زائد اقتباسات کے مطابق سچا اور نجات دینے والا خدا صرف ایک ہے، اس ایک کے علاوہ جتنے ہیں سب جھوٹے ہیں اور جھوٹا خدا نہیں ہوسکتا۔ ذرا ذیل کے پیراگراف کو غور سے پڑھیں:

"A just God and a Saviour there is none beside me, look unto me and be ye saved all the ends of earth for I am God and there is none else."
(Isaiah: 45/21-22)

"صادق القول اور نجات دینے والا خدا میرے سوا کوئی نہیں اے انتہائی زمین کے رہنے والو! تم میری طرف متوجہ ہو جاؤ اور نجات پاؤ کیونکہ میں خدا ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں۔" (یسعیاہ: ۴۵/۲۱-۲۲)

بائبل کے منقولہ اقتباسات ہر شخص بالخصوص ہر اس مسیحی کے لیے کافی سے زائد ہیں جو حق کا جویاں ہے۔ اس پوری بحث کو پڑھنے کے بعد متصلب و متشدد مسیحی بھی توحید کو جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ فلله الحمد علىٰ ذلك، اللهم اجعل لنا هذا فدية من النار و لأهلي و جيلي و لآبائنا وأمهاتنا و لاخوتنا و أخواتنا، و لعامة المسلمين، آمين بجاه من جعلت الدنيا له ﷺ۔

(۲) عدم شرک۔

جب عقل و دانش کے نزدیک یہ بات متحقق ہوگئی کہ حقیقی خدا صرف ایک ہے، اس کے علاوہ کوئی سچا خدا نہیں تو یہ بھی واضح ہوگیا کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور کسی کو اس کا ہمسر یا اس کی طرح یا خدا کہنا درست نہیں، بلکہ انسان کی یہ بغاوت اس ہستی کے خلاف ہے جس نے اسے پیدا کیا۔ دو ہاتھ، دو پاؤں، دو آنکھ، دو کان اور بے مثال خوبصورت پیکر عطا کیا، سر پہ نیلگوں آسمان کا شامیانہ لگایا اور قدموں کے نیچے کشادہ زمین بچھا کر دیا۔

توریت، انجیل، زبور اور قرآن سمیت تمام آسمانی صحیفوں کے نزول کے اہم اور

بنیادی مقاصد میں سب سے اہم مقصد یہی ہے کہ نوع انسانی کو ایک خدا اور اس جہانِ رنگ و بو کے خالق حقیقی کی وحدانیت کا راستہ دکھایا جائے اور انہیں صراط مستقیم کا پتہ بتا کر اس پہ چلنے کی تلقین کی جائے۔ ایک سے زائد خدا کی پرستش اور شرک کی غلاظتوں میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو وحدانیت باری کی خوشبو سے معطر کیا جائے اور انہیں ان کے حقیقی مقصد تخلیق:

''وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ اِلَّالِيَعْبُدُوْنِo''۔

''میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔'' (سورة الذاريات: ٥٦)

کے بارے میں بتایا جائے۔ اور انہیں ہزاروں معبودان باطل کے در سے ہٹ کر صرف ایک رب کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا پیغام الٰہی سنایا جائے۔ آسمانی کتابوں کا یہ حکم ناقابل تنسیخ ہے اور یہ حکم تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے، اسی پہ ہمارا ایمان ہے۔ پہلے ہم قرآنی آیات کو نقل کرتے ہیں پھر بائبل کے اقتباسات تحریر کیے جائیں گے۔

اللہ جل شانہ اہل کتاب مسیحیوں کو مخاطب بنا کر ارشاد فرماتا ہے:

''يَـا أَهْـلَ الْـكِتَـابِ لا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيسٰى ابْـنُ مَـرْيَـمَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ وَكَـلِـمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُـلِـهِ وَلا تَـقُوْلُوْا ثَلاثَةٌ انْتَهُوْا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللّٰهُ إِلٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِيْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِيْ الأَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ''o۔

''اے اہل کتاب! دین کے معاملہ میں حد سے نہ بڑھو، اللہ کے بارے میں صرف صحیح بات کہو۔ یقیناً مریم کا بیٹا عیسی اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جسے اس نے مریم میں رکھا اور اپنی طرف سے جان عطا کی۔ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ، تین خدا کی باتیں نہ بناؤ، اپنے اس (نئے) عقیدے سے باز آجاؤ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اللہ ایک ہی معبود ہے، وہ اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو، زمین وآسمان کی تمام چیزیں اسی کی ہیں اور اللہ کافی کارساز۔'' (سورة النساء: ١٧١)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:۔

اوپر نقل کی گئی آیت مقدسہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لیے ایک لفظ ''رُوْحٌ مِنْهُ ''(اللہ کی جانب سے ایک روح) کو بنیاد بنا کر مسیحی یہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے یہ ثابت

ہوتا ہے کہ مسیح کے اندر خدا نے حلول کر رکھا تھا اور ان کے اندر خدا کی روح ہے۔ہم مسیحیوں کو ان ہی کے انداز میں جواب دیتے ہوئے بائبل کا ایک پیراگراف نقل کر کے چھوڑتے ہیں:

"Then Moses said to the Israelites, "See, the Lord has chosen Bezalel son of Uri, the son of Hur, of the tribe of Judah, and he has filled him with the Spirit of God, with skill, ability and knowledge in all kinds of crafts." (Exodus: 35/30-31, 31/3, NIV, IBS, NJ, USA, 1973, 1978, 1984)

''اور موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا دیکھو خُداوند نے بضلی ایل بن اوری بن حور کو جو یہوداہ کے قبیلہ میں سے ہے نام لیکر بُلایا ہے۔ اور اُس نے اُسے حکمت اور فہم اور دانش اور ہر طرح کی صنعت کے لئے روح اللہ سے معمور کیا ہے۔'' (خروج:۳۵/۳۰۔۳۱،۳۱/۳)

مسیحی قرآن کے جس لفظ سے عیسیٰ علیہ السلام کے اندر خدا کے حلول کا عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں اس سے زیادہ صراحت کے ساتھ بائبل کا یہ اقتباس بضلی ایل کو روح اللہ سے معمور قرار دے رہا۔اب مسیحیوں سے انصاف پسندوں کے دو ہی مطالبہ ہیں جن میں سے ایک کو مانے بغیر نصاریٰ کو راہ نہیں مل سکے گی، پہلا یہ کہ وہ قرآن کی آیت سے اس طرح کا مفہوم نکالنا بند کریں ورنہ ان کے لیے مشکلات کی جھڑی لگ سکتی ہے۔دوسرا یہ کہ اگر وہ قرآن کے مذکورہ الفاظ سے اپنا مطلب نکالنے پر مُصر ہیں تو بائبل کے مذکورہ الفاظ سے بضلی ایل کو بھی مسیح کی طرح خدا کے حلول کی جگہ مان لیں ورنہ بتائیں کہ دونوں عبارتوں میں فرق کیا ہے؟؟ مسیحی سوچ سمجھ کر جواب دیں کہ ان میں سے کس صورت کو وہ اختیار کریں گے؟؟؟

اگر ایک جام سے جی نہیں بھرا تو ہم مسیحیوں کے لیے پورا میکدہ حاضر کر دیتے ہیں۔بائبل میں درج ذیل مواقع پہ بھی مسیح کے علاوہ کسی انسان یا بے جان پہ خدا کی روح نازل ہونے کا تذکرہ موجود ہے:۔

(۳) زمین وآسمان کی پیدائش کے بعد خدا کی روح پانی کی سطح پہ جنبش کرتی تھی۔ (پیدائش:۱/۱)

(۴) شاہ مصر نے یوسف علیہ السلام کے لیے یہ جملہ استعمال کیا کہ اس کے اندر خدا کی روح ہے، نہ یوسف نے اس کا انکار کیا اور نہ بائبل نے یہ ذکر کیا ہے کہ اس کا یہ جملہ غلط تھا۔(پیدائش:۴۱/۳۸۔۴۰)

(۵) بلعام پہ خدا کی روح نازل ہوئی۔ (گنتی:۲۴/۲)

(۶) غتنی ایل بھی خدا کی روح کے نزول سے مالا مال ہوئے۔ (قضاۃ:۳/۱۰)

(۷) سمسون پہ بھی خدا کی روح زور سے نازل ہوئی۔ اور اس طرح نازل ہوئی کہ وہ اسقلون کو گئے اور تیس لوگوں کو قتل کر کے ان کا مال لوٹ لیا۔ (قضاۃ:۱۴/۱۹)

(۸) ایک بار پھر سمسون پہ خدا کی روح نازل ہوئی اور اب کی مرتبہ تو اس کا اثر اتنا تیز ہوا کہ گدھے کے جبڑے کی ہڈی سے ایک ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ (قضاۃ:۱۵/ ۱۴۔۱۵)

(۹) ساؤل جیسے بھی خدا کی روح کے نازل ہونے سے محروم نہیں رہے۔ (سموئیل اول:۱۰/ ۶۔۱۰)

(۱۰) کچھ مدت بعد پھر ساؤل پہ خدا کی روح نازل ہوئی۔ (سموئیل اول:۱۱/ ۶)

(۱۱) داؤد جیسے 'نیک لوگوں' پہ بھی خدا کی روح نازل ہوتی رہی ہے۔ (سموئیل اول:۱۶/ ۱۳)

(۱۲) ساؤل کے قاصدوں پہ بھی خدا کی روح نازل ہوئی۔ (سموئیل اول:۱۹/ ۲۰)

(۱۳) ساؤل سے خدا کی روح رخصت ہوگئی اور اُسے خدا کی طرف سے ایک بدروح ستانے لگی۔ (سموئیل اول:۱۶/ ۱۴۔۱۵)

(۱۴) محترم ساؤل پہ ایک بار پھر خدا کی روح نازل ہوئی اور اس بار ایسے نازل ہوئی کہ انہوں نے اپنے کپڑے اتار لیے اور ننگے ہو کر چلنے لگے۔ (سموئیل اول:۱۹/ ۲۳۔۲۴)

(۱۵) عزریاہ بن عود پر بھی بنی اسرائیل کے خدا کی روح نازل ہوئی۔ (تواریخ دوم:۱۵/ ۱)

(۱۶) یحزی ایل صاحب پہ بھی خدا کی روح نازل ہوئی۔ (تواریخ دوم:۲۰/ ۱۴)

(۱۷) یہویدع کاہن کے بیٹے زکریا پہ بھی خدا کی روح نازل ہوئی۔ (تواریخ دوم:۲۴/ ۲۰)

(۱۸) جناب ایوب کے نتھنوں میں خدا کی روح تھی۔ (ایوب:۲۷/ ۳۔۵)

(۱۹) یسعیاہ نے یہ پیشین گوئی تحریر کی ہے کہ یسّی (داؤد کے باپ) کے تنے سے ایک کونپل نکلے گی اور اس کی جڑوں سے ایک بار آور شاخ پیدا ہوگی اور خُداوند کی روح اس پر ٹھہرے گی۔ (یسعیاہ:۱۱/ ۱۔۲)

(۲۰) یسعیاہ کہتے ہیں کہ خداوند خدا کی روح ان پر ہے کیونکہ خدا نے انہیں مسح کیا۔ (یسعیاہ:۶۱/ ۱۔۲)

(۲۱) محترم ایوب کہتے ہیں کہ خدا کی روح نے مجھے بنایا ہے اور قادر مطلق کا دم مجھے زندگی بخشتا ہے۔ (ایوب:۳۳/ ۴)

امید ہے کہ مسیحی حضرات قرآن وحدیث سے اپنا غلط مطلب نکالنے سے پہلے

بائبل کو ہزار مرتبہ بغور دیکھ لینے کی کوشش کریں گے۔

قرآن میں مسیح کی خدائی کے عقیدے کو کفر قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ٥ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٥"۔

"یقیناً وہ کافر ہوئے جنہوں نے مریم کے بیٹے مسیح کو خدا کہا، مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو، جو میرا اور تمہارا معبود ہے۔ بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اُس پر اللہ نے جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے، حد سے گذرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں۔ بلاریب انہوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تین خداؤں کا تیسرا ہے، حالانکہ ایک کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر انہوں نے اپنی بات نہیں پلٹی تو کافروں کو ضرور دردناک عذاب پکڑے گا۔" (سورۃالمائدۃ: ۷۲۔۷۳)

انہیں توبہ کی رغبت دلاتے ہوئے قرآن فرماتا ہے:

"اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥"۔

"کیا وہ اللہ کی طرف توبہ و استغفار نہیں لائیں گے، اللہ بخشش اور رحم والا ہے۔" (المائدۃ: ۷٤)

مسیح سے متعلق حقیقی عقیدے کو واضح کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

"مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ، اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ٥"۔

"مسیح بن مریم نہیں مگر ایک رسول، اس سے پہلے بہت رسول ہو گزرے، اور اس کی ماں صدیقہ ہے دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو تو ہم کیسی صاف نشانیاں ان کے لیے بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ کیسے اوندھے جاتے ہیں۔" (سورۃ المائدۃ: ۷۵)

ایک خدا کے علاوہ کی پرستش کو دین بے حق کا نام دیتے ہوئے صاحب قرآن ﷺ سے فرمایا گیا:

"قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا، وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٥ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ

قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ o''۔

''تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو تمہارے نقصان کا مالک نہ نفع کا، اور اللہ ہی سنتا جانتا ہے۔ تم فرماؤ اے کتاب والو! اپنے دین میں ناحق زیادتی نہ کرو، اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ بہک گئے۔'' (سورة المائدة: ۷۶۔۷۷)

اور مسیح کی عبدیت و رسالت کو بیان کیا گیا:

''اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلاً لِّبَنِىْ اِسْرَائِيْلَ o''۔

''مسیح ایک بندے ہیں جن پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کے لیے نشانی بنایا۔'' (الزخرف: ۵۹)

خدائی کے دعویٰ سے عیسیٰ علیہ السلام کی براءت کو مسیح کی زبانی قرآن نے اس طرح ذکر کیا ہے:

''وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِىْ وَ اُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِىْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِىْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِىْ نَفْسِىْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِىْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ o مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِىْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ o

اور جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنالو اللہ کے سوا؟ عرض کرے گا پاکی ہے تجھے، مجھے روا نہیں کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہونچتی، اگر میں نے ایسا کہا ہو تو ضرور تجھے معلوم ہوگا، تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے، بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا۔ میں نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی جو مجھے تو نے حکم دیا تھا کہ اللہ کو پوجو، جو میرا بھی رب اور تمہارا بھی رب، اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے۔'' (سورة المائدة: ۱۱۶۔۱۱۷)

خدا نے اپنے لیے بیٹا ہونے کو خارج از امکان قرار دیتے ہوئے بیان فرمایا:

'بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صٰحِبَةٌ وَ خَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ o''۔

''وہ زمین و آسمان کو بے مثل بنانے والا ہے، اس کے لیے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کوئی اس کی بیوی نہیں، اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔'' (سورة الأنعام: ١٠١)

مزید فرمایا گیا:

''وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا o لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا o تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا o أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا o وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا o إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ إِلَّا اٰتِيْ الرَّحْمٰنِ عَبْدًا o لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا o وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا o''۔

''اور کافر بولے رحمٰن نے اولاد اختیار کی، بیشک تم حد کی بھاری بات لائے، قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھ کر، اس پر کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے اولاد بتائی، اور رحمٰن کے لیے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔ آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔ بیشک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور ان کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے اور ان میں ہر ایک روز قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا۔'' (سورة مريم: ٨٨-٩٥)

ابنیت الٰہی کے قضیہ کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا:

''وَقَالُوْا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُوْنَ o لا يَسْبِقُوْنَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُوْنَ o يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلا يَشْفَعُوْنَ إِلا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُوْنَ o وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّيْ إِلٰهٌ مِنْ دُوْنِهِ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ الظَّالِمِيْنَ o''۔

''بولے رحمٰن نے بیٹا بنایا، پاکی ہے اس کے لیے بلکہ وہ تو اس کے عزت والے بندے ہیں۔ وہ بات میں اس پر سبقت نہیں کرتے اور اس کے حکم پر کار بند رہتے ہیں۔ وہ ان کے آگے پیچھے کی چیزوں کو جانتا ہے، وہ اسی کی شفاعت کرتے ہیں جسے اللہ پسند فرماتا ہے اور وہ اس کے خوف سے بھرے ہیں۔ ان میں سے جو کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم بطور بدلہ دیں گے، حد سے گذرنے والوں کو ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں۔'' (سورةالأنبياء: ٢٦-٢٩)

مسیح اور فرشتوں کی عبادت و عبودیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ أَنْ يَكُوْنَ عَبْدًا لِلّٰهِ وَلَا الْمَلٰئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيْعًا ○ فَأَمَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ أُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِنْ فَضْلِهٖ وَأَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيْرًا○''۔

''ہرگز مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا اور نہ مقرب فرشتے، اور جو اللہ کی بندگی سے نفرت اور تکبر کرے تو کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان سب کو اپنی طرف ہانکے گا، تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اُن کی مزدوری انہیں بھرپور دے کر اپنے فضل سے اُنہیں اور زیادہ دے گا اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا انہیں دردناک سزا دے گا اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔'' (سورة النساء: ۱۷۲۔۱۷۳)

شرک کو ناقابل معافی گناہ قرار دیتے ہوئے اللہ جل شانہ نے اعلان فرمایا:

''إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ○''۔

''بے شک اللہ شرک کی مغفرت نہیں کرتا، اس کے علاوہ کو بخش دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔'' (سورة النساء: ٤٨، ١١٦)

شرک سے بےزاری کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا:

''قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَأُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ أَنَّ مَعَ اللّٰهِ آلِهَةً أُخْرٰى قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِيْ بَرِيْءٌ مِمَّا تُشْرِكُوْنَ ○''۔

''تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی؟ تم فرماؤ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے، میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی تا کہ میں اس کے ذریعے تمہیں ڈر سناؤں، اور جس کو پہنچے تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور خدا ہیں؟ تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بےزار ہوں۔'' (سورةالأنعام: ۱۹)

دعوت وتبلیغ کے اہم مقاصد میں سب سے اہم توحید کو قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"هٰذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْا أَنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُوْ الْأَلْبَابِ ○"۔

''یہ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور اس لیے کہ وہ اس سے جان لیں کہ صرف وہی ایک معبود ہے اور تا کہ عقل والے نصیحت پکڑیں۔'' (سورة ابراهيم: ٥٢)

شرک کے متوالوں سے ارشاد ہوا:

"اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ o"۔

''تمہارا معبود ایک معبود ہے، تو جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ مغرور ہیں۔'' (سورۃ النحل: ۲۲)

صرف قرآن ہی نہیں بلکہ موجودہ بائبل جو سینکڑوں مرتبہ تحریفی مراحل سے گذر چکی ہے اس میں بھی شرک کے خلاف جا بجا آیات موجود ہیں۔ آنکھیں وا کر کے کرشمۂ خداوندی کا نظارہ کیجیے کہ کس طرح اسلام کے ہر حکم کو بائبل سے مٹانے کی کوششوں کے باوجود اسلام کا بنیادی عقیدہ ''عدم اشراک'' آج بھی اپنی تابانی کے ساتھ موجود ہے:

The Ten Commandments

"And God spake all these words, saying, I am the LORD thy God, which have brought thee out of the land of Egypt, out of the house of bondage. Thou shalt have no other gods before me. Thou shalt not make unto thee any graven image, or any likeness of any thing that is in heaven above, or that is in the earth beneath, or that is in the water under the earth: Thou shalt not bow down thyself to them, nor serve them: for I the LORD thy God am a jealous God, visiting the iniquity of the fathers upon the children unto the third and fourth generation of them that hate me; And shewing mercy unto thousands of them that love me, and keep my commandments." (Exodus: 20/1-6)

''اور خُدا نے یہ سب باتیں فرمائیں کہ: خُداوند تیرا خُدا جو تجھے ملکِ مصر سے اور غُلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں: میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا: تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے: تو اُنکے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ اُنکی عبادت کرنا کیونکہ میں خُداوند تیرا خُدا غیور خُدا ہوں اور جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں اُنکی اولاد کو تیسری اور چوتھی پُشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں: اور ہزاروں پر جو مجھ سے محبت رکھتے اور میرے حکموں کو مانتے ہیں رحم کرتا ہوں:''

(خروج: ۲۰/۱۔۶)

اُنگریزی اور اردو اقتباسات کے خط کشیدہ جملوں پہ غور کریں۔ دونوں میں خدا کے لیے صرف اور صرف واحد کا صیغہ (Singular) استعمال ہوا ہے اور پھر اس کے بعد ہی اپنے علاوہ کی خدائی کا رد بھی کر دیا۔ اور پھر اس کے بعد معبودانِ باطل کی فہرست شمار کرائی ہے کہ اس طرح کے جھوٹے خداؤں کی پوجا ہوتی ہے تم ان سے دور رہنا ورنہ سزا

کے لیے تیار رہو۔ سزا صرف تمہیں ہی نہیں ملے گی بلکہ تمہاری نسل کو بھی تین چار پشتوں تک تمہارے کیے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

کیا عدم شرک کے حکم میں بائبل کی درج بالا آیات قرآن حکیم کی درج ذیل آیت کے مفہوم سے ہم آہنگ نہیں ہے:

"وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ٥"۔

"اور اللہ نے کہا دو معبود نہ بناؤ، وہ تو صرف ایک معبود ہے تو مجھ سے ہی ڈرو۔" (سورة النحل: ٥١)

بائبل کے متعلق ایک خاص نکتہ نوٹ کرنے کے قابل ہے۔ جہاں تک ہمیں یاد ہے اور ہماری تحقیق ہے بائبل کے وہ سینکڑوں مقامات جہاں خدا نے اپنی خدائی کا اعلان کیا ہے، ان میں سے کسی میں بھی جمع کا صیغہ "Plural" نہیں۔ ہر جگہ واحد کا صیغہ ہی موجود ہے۔ کم از کم ہم اپنی حد تک تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے جمع کا صیغہ نہیں پایا۔ اس کے باوجود مسیحی حضرات ایک سے زائد خدا کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ چونکہ ذات باری کو یہ بات ہمیشہ سے معلوم ہے کہ توریت و انجیل والی قوم ہی توحید شکن عقیدہ کو سب سے زیادہ پھیلائے گی لہٰذا ان کے سامنے کوئی بھی ایسا صیغہ یا ضمیر استعمال نہ کی جائے جس سے دو تین کا شبہ پیدا ہو تاکہ پیغمبر اسلام ﷺ اور ان کے ماننے والوں کے سامنے اور کل بروز قیامت انہیں کٹ حجتی کا کوئی موقع نہ مل سکے۔ اس کے برخلاف امت مسلمہ میں سے کوئی بھی ایک سے زائد خدا کا دعویٰ نہیں کرتا باوجودیکہ قرآن حکیم میں پچاسوں مواقع پر خدا نے اپنے لیے جمع کا صیغہ ذکر کیا ہے کیونکہ واجب الوجود کے نزدیک یہ مکتوب ہے کہ امت مسلمہ توحید کے عقیدے سے کبھی انحراف نہیں کرے گی بلکہ وہ جمع کے صیغوں کو "جمع تکریمی" (Royal Plural) کا نام دے گی۔

بائبل کی کتاب خروج میں رد شرک کے لیے جو لب ولہجہ استعمال کیا گیا وہ ہمارے لیے باعث فرحت و حیرت ہے۔ اس میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ دوسرے معبودوں کی پرستش تو دور تم ان کا نام لینے اور اپنی زبان پر لانے سے بھی پرہیز کرنا۔ یقیناً یہ پیغمبر اسلام ﷺ کا کھلا ہوا معجزہ ہے کہ بائبل میں ابھی تک یہ آیت موجود ہے جو ان کے موقف کی پُر زور

تائید کرتی ہے۔اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

"And in all things that I have said unto you be circumspect: and make no mention of the name of other gods, neither let it be heard out of thy mouth." (Exodus: 23/13)

''اور تم سب باتوں میں جو میں نے تم سے کہی ہیں ہوشیار رہنا اور دوسرے معبودوں کا نام تک نہ لینا بلکہ وہ تیرے منہ سے سنائی بھی نہ دے۔'' (خروج:۲۳/۱۳)

اس مقام پہ عنوان کی مناسبت سے بعض غیر مسلم بھائیوں کی جانب سے ''وندے ماترم'' سے متعلق بعض شبہ کا جواب بھی نقل کردیں۔ اسلامی قانون کے مطابق پوجا، عبادت اور Worship اور اس کے ہم معنی الفاظ صرف خدا کی ذات کے لیے خاص ہیں۔اس کا استعمال صرف خدا کے لیے جائز ہے، غیر خدا کے لیے ناجائز، بلکہ کفر وشرک ہے۔پیغمبر اسلام ﷺ سے مسلمان کتنی محبت کرتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کے لیے بھی اس طرح کے لفظ کا استعمال اسلام سے انحراف مانا جائے گا۔لہٰذا مسلمان اللہ کے علاوہ کے لیے چاہے وہ کتنا ہی محبوب کیوں نہ ہو،اس قسم کے الفاظ کو استعمال نہیں کرسکتے ہیں۔

ہر چیز کی ایک نہ ایک حد ہوتی ہے۔مثلاً ہر شخص کو اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں سے محبت ہوتی ہے مگر اس محبت کی کوئی نہ کوئی حد ہے۔والدین یا اہل وعیال کی محبت میں کسی انسان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ وہ ان کی محبت میں کچھ بھی کرسکتا ہے، محبت جتانے کے تمام اِقدامات اس شرط کے ساتھ مشروط ہیں کہ وہ آئینِ ہند کے خلاف نہ ہوں۔کسی بھی مجرم کے اس عذر کو عدالت تسلیم نہیں کرسکتی ہے کہ ''اس نے والدین کی محبت میں یہ جرم کیا ہے اور عدالت کو کوئی حق نہیں پہنچتا ہے کہ جنم دینے والی ماتا کو خوش کرنے کے لیے کیے جانے والے کسی بھی اِقدام (غیر اضطراری جرم) سے اُسے روک سکے'' کیا دنیا کی کوئی بھی کورٹ اس کی اس دلیل کو مان کر اس کی رہائی کا فیصلہ سنا سکے گی؟؟ اسی طرح سجدہ، عبادت، پوجا اور وَرشِپ وغیرہ شکریہ ادا کرنے کے سب سے اعلیٰ الفاظ واعمال صرف اسی کے لیے خاص ہیں جس کا اِحسان سب سے بڑا ہے اور وہ ذات وہی ہے جس نے اس کو پیدا کیا، آنکھ کان ناک اور فیصلہ کرنے والی عقل سلیم عطا فرمائی، اس کے لیے سارے سنسار کو مسخر کیا اور اس کی مادرِ وطن کو قابل رہائش وراحت رساں بنایا۔وطن کو پیدا کرنے والے کا حق وطن سے زیادہ ہے، لہٰذا اس کی پوجا میں کسی کو بھی شریک نہیں بنایا جاسکتا ہے چاہے وہ ماں باپ، محبوب وطن، مقرب نبی ورسول اور پیغمبر اسلام ﷺ کی مبارک ہستی ہی کیوں نہ ہو۔اس طرح کے الفاظ کا خدا کے سوا کے لیے استعمال حرام، کفر اور خدا سے بغاوت ہے۔

بہت سے ہٹ دھرم اور بعض بھولے بھالے غیر مسلموں کی طرف سے کبھی کبھی اس طرح کے الفاظ بھی سننے کو ملتے ہیں کہ مسلمان وطن سے زیادہ دھرم سے محبت کرتے ہیں۔اس شبہ کا جواب ہماری آنے والی سطروں میں تلاش کریں:۔

(۱) اس طرح کا سوال کرنے والے بھائیوں کو جان کا خطرہ ہوگا تو وہ ملک سے ہجرت کریں گے یا نہیں......؟؟؟ اس کا جواب آپ لاکھ جتن کر کے بھی 'نہ' میں نہیں دے سکتے ہیں کیونکہ ہزاروں ہندوستانی ایسے ہیں جو کسی وجہ سے ملک سے گئے / بھاگے ہوئے ہیں مگر آپ یا کسی بھی دانشمند نے اپنے ملک سے جا کر دوسرے ملک میں بسے اِن ہندوستانیوں کے خلاف غداری کا مقدمہ چلانے کی وکالت نہیں کی، اور یہی نہیں بلکہ پردھان منتری جی نے تو ہندوستانی نژاد امریکیوں کو لائف ٹائم ویزا کی سہولت کا اعلان کیا ہے۔آخر کیوں؟؟؟ انہوں نے 'دیس پریم' سے زیادہ اپنی معاشی مضبوطی کو اہمیت دی اور حب الوطنی پہ مال و دولت کو ترجیح دی، پھر انہیں غدار کیوں نہیں کہتے؟؟؟

(۲) جن غیر کرمنل بھائیوں نے شریر دشمنوں سے اپنی جان بچانے کے لیے ملک سے فرار ہو کر دوسرے دیس میں پناہ اختیار کر لی ہے، کیا وہ اپنے ملک کے وفادار نہیں ہیں......؟؟؟

(۳) جو غیر مسلم بھائی اپنے دھرم کو درپیش خطروں کو دیکھتے ہوئے اپنے ملک سے ہجرت کر کے ہندوستان میں بسنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں یا حکومت نے انہیں بسایا ہے، آپ انہیں غدار وطن کہیں گے؟؟؟ 'ہاں' تو آپ کا جواب نہیں ہوسکتا ہے، لیکن اگر 'نہیں' تو کیوں نہیں......؟؟؟

(۴) ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہندوستانی کروڑ پتی ملک کو خیر باد کہہ کر بیرونِ ہند بس گئے۔ان میں ایک کثیر تعداد تو ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہند کی بھینی مٹی پہ جنم لیا، تعلیم حاصل کی اور ان کی ذہانت و صلاحیت کو دیکھتے ہوئے ہندوستانی عوام کے پیسہ سے انہیں سرکاری اسکالرشپ ملی، وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ و امریکہ گئے اور پھر وہیں کے باسی ہوگئے۔کیا کبھی آپ لوگوں نے ہمارے ٹیکس کے پیسوں سے تعلیم حاصل کر کے یورپ و امریکہ میں مقیم ہونے والوں پہ بھی غداری یا وطن سے کم محبت کرنے کا الزام عائد کیا ہے......؟؟؟

(۵) یورپ و امریکہ میں مقیم بہت سے اَرب پتی وہ ہندوستانی ہیں جو یہیں پیدا ہوئے، یہیں کی سہانی مٹی سے ترقی کی سیڑھی بنائی، پھر جب دولت میں خوب اضافہ ہوا تو دوسرے دیس میں مقیم ہوگئے اور وہاں کی شہریت اختیار کر لی۔کسی ہندوستانی نے ایسوں کے 'دیس پریم' پہ بھی سوال اُٹھایا ہے......؟؟؟

(۶) ۲۰۱۳ء کے اخیر میں ہندوستان کی جنوبی ریاست تامل ناڈو میں کمل ہاسن نامی کسی ڈائرکٹر/اداکار کی کسی فلم کے 'فرقہ وارانہ یکجہتی' مخالف ہونے کی وجہ سے حکومت نے اس کے نشر پہ پابندی لگادی اور ہائی کورٹ نے بھی اس کی تصدیق کردی۔ اس موقع پہ شکستہ دل کمل نے بار بار یہ دھمکی دی کہ اگر پابندی نہیں اُٹھائی گئی تو وہ ملک چھوڑ دیں گے۔ دولت کے عوض ملک چھوڑنے کی دھمکی دے کر جس طرح انہوں نے آپ کے 'دیش پریم' نظریہ کا مذاق اُڑایا اس کے خلاف آپ یا کسی نے بھی منہ نہیں کھولا، کیوں......؟؟؟ جواب دیجیے اس کی 'حب الوطنی' پہ سوالیہ نشان کیوں نہیں لگایا......؟؟

یہ سوالات ہم نے آپ کے ذہن وفکر کے دریچوں کو کھولنے کے لیے کیے ہیں، کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں، اور نہ ہی ہماری تحریر کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جائے۔ اب تحقیقی جواب ملاحظہ ہو:۔

موازنہ اس وقت درست ہوتا ہے جب حالات بالکل یکساں ہوں، مگر یہاں معاملہ ایسا نہیں ہے۔ جس طرح مسلمان ملک کے لیے جان دیتے ہیں اسی طرح اسلام کے لیے بھی تیار کھڑے ہیں۔ بات آگئی ہے تو ذکر کردیں کہ آزاد ہندوستان کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا جب کسی دوسرے ملک کے لیے جاسوسی کرنے کے الزام میں کسی مسلم کو گرفتار کیا گیا ہو۔ خفیہ ایجنسی آئی بی، سفارت خانوں، قونصلیٹ اور سرکاری دفتروں سے جتنے ملک فروشوں کو 'جاسوی' اور 'غداری' کے لیے پکڑا گیا وہ سب کے سب غیر مسلم ہیں۔ روزنامہ راشٹریہ سہارا دہلی (ہند) نے ۲۰۱۰ء کے ایک شمارے میں ان تمام غداروں کا نام شائع کیا ہے۔

ہم بحیثیت مسلمان اسلام کے قوانین کو عمل میں لاتے ہیں اور بحیثیت ہندوستانی بھارتی آئین کو۔ ہم نے کبھی بھی ہندوستانی کورٹ سے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ بدکاری کے مجرم کو اسلامی آئین کے مطابق 'سنگسار' کی سزا دی جائے، یہ اور بات ہے کہ یہ مطالبہ اب خود ہمارے غیر مسلم بھائیوں کی طرف سے سامنے آنے لگا ہے (تفصیل آخری باب میں) اسی طرح یہ بھارتی حکمرانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اِسلامی اصول کا احترام کریں جو قانون اِسلام مخالف ہوں انہیں ان پر نہ تھوپیں، مسلمانوں کے لیے قانون اس خوبصورتی سے بنائیں کہ آئین اِسلام کی رعایت بھی ہوجائے۔ ہم نے صدیوں تک ہندوستان پہ بلا شرکت غیر حکومت کی ہے، کوئی ہمیں اس دور کے مآخذ کا کوئی معتبر واقعہ دکھادے کہ ہم نے کبھی غیر مسلموں کو ان کے دھرم کے خلاف جانے کے لیے مجبور کیا ہو؟؟ ہم نے کبھی بھی غیر مسلم شہریوں کو خنزیر کھانے سے منع نہیں کیا۔ اگر مسلمان بزور زبردستی تھوپنے کا نظریہ رکھتے تو پہلی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں غیر مسلم بھائیوں کی طرف سے بے دست و پا مغل بادشاہ

بہادر شاہ ظفر کو بحیثیت قومی راجا اور آبروئے ہند نہیں پیش کیا جاتا اور نہ ہی مسلم حکومت کو ہندوا کثریتی بھائیوں کی طرف سے چھ صدیوں تک سہارا ملتا۔ جس طرح انگریزوں کو مولی کی طرح اکھاڑ کر پھینک دیا گیا، مسلم حکمرانوں کو بھی در بدر کر دیا جاتا اگر وہ بھی انگریزوں کی طرح ہوتے۔ کسی کے بہکاوے میں آنے سے قبل تنہائی میں بیٹھ کر ہماری باتوں پہ غور کریں انشاءاللہ تعالیٰ آپ یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ ایک مسلمان جہاں اسلام کے لیے گردن کٹانے کو تیار رہتا ہے وہیں وہ دیش کے لیے ’سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے‘ کہنے کو بھی بے قرار رہتا ہے۔

(۳) توحید سے پھرنے والے کی سزا۔

جب عقل سلیم نے اس بات کی طرف رہنمائی کر دی کہ اس ساری کائنات کو بنانے اور چلانے والا صرف اور صرف ایک ہے، اس کے سوا کوئی نہیں، تو ایک صحیح الحواس انسان کو یہ زیبا نہیں کہ وہ اس در کے علاوہ کہیں اور اپنی پیشانی جھکا کر کسی اور کو سجدۂ بندگی پیش کرے یا کسی انداز سے کسی غیر کی عبادت کا کام کرے۔ عقل کے نزدیک یہ سجدہ وعبادت احسان فراموشی اور اپنے مالک سے بغاوت سمجھی جائے گی جو ہرگز لائق تعریف نہیں ہے اور مالک سے بھاگنے والے کی جو سزا ہوتی ہے وہ ایسے شخص کو ملے گی۔ وہ مالک (اور کمپنی) جو چند سکوں کے عوض کسی کو اپناتا ہے اس سے بغاوت کو ایک جرم تصور کیا جاتا ہے تو پھر اُس مالک سے بغاوت کی سزا کیا ہوگی جس کی بخشش کے سمندر میں انسان کا عضو عضو ڈوبا ہوا ہے۔ اسی کے کرم سے انسان کی سانس چلتی ہے۔ وہ اگر نہ چاہے تو اس کی سانس رک جائے گی۔ یقیناً عقل و دانش کا فیصلہ یہی ہوگا کہ جو شخص کسی کی دی ہوئی چیز کو اس کی بغاوت میں استعمال کرے یا اس کی مرضی کے خلاف طریقے سے برتے تو مالک کو وہ چیز واپس لینے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو پیشانی اور جو روح، اللہ کے علاوہ کے در پہ عبادت کی غرض سے جھکے اس سے زندگی کا عطیہ واپس لینے پہ عقل وفہم کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہی حکم ہر آسمانی کتاب کا ہے۔

بات صرف یہیں تک محدود نہیں کہ بائبل نے حکم توحید کو بیان کیا، شرکیہ عقیدے کا رد کیا اور اسے نا قابل قبول قرار دیا بلکہ راہ توحید میں آج بھی بائبل اسلام وقرآن کے ساتھ نظر آتی ہے۔ بائبل نے شرکیہ عقیدہ اختیار کرنے والوں کے لیے سنگسار کی سزا سنا کر یہ

اعلان کر دیا ہے کہ عقیدۂ توحید کے خلاف کسی بھی طرح کا سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا اور یہ فیصلہ نظر ثانی کے قابل نہیں۔ پہلے ہم توحید سے پلٹنے والوں کے متعلق اسلامی حکم قلم بند کرتے ہیں اس کے بعد بائبل کے اقتباسات نقل کریں گے۔

واضح رہے کہ شریعت اسلامیہ کسی کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کرتی۔ اللہ جل وعلا کا واضح ارشاد ہے:

"لا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطّٰغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى، لا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ٥"۔

"دین میں کوئی زبردستی نہیں، نیک راہ گمراہی سے خوب جدا ہو گئی، تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط گرہ تھامی ہے جسے کبھی نہیں کھلنا ہے، اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔" (سورة البقرة: ٢٥٦)

لیکن اسلام لانے کے بعد مذہب سے کھلواڑ کی اجازت ہرگز نہیں۔ حکم توحید کو توڑ کر کفر و شرک کی راہ پکڑنے والوں سے اپنے خالق و مالک سے بغاوت کے جرم میں سختی سے نپٹا جائے گا۔ عقل سلیم کی رہنمائی میں اپنے خالق و مالک کا حقیقی سراغ پا لینے اور اسے ماننے کے بعد اس سے پلٹنا ملک سے بغاوت کرنے سے کہیں بڑا جرم ہے اسی لیے اس کے لیے وہی سزا متعین کی گئی ہے جو ایک باغی کی ہوتی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَايَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوْ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْساً فَيُقْتَلُ بِهَا۔"

"تین سبب کے بغیر کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں (۱) اسلام کے بعد کفر کرے (۲) شادی کے بعد زنا کرے (۳) کسی کو ناحق قتل کر دے۔"

(مسند أحمد: الحديث ٤٤٥، ٤٧٨، ٥١٩، سنن النسائي: الحديث ٤٠٣١، ٤٠٦٣، مشكل الآثار للطحاوي: الحديث ١٥٥٦، ١٥٥٧، ١٥٥٨، جمع الجوامع: الحديث ١٦٢٥، سنن البيهقي: الحديث ١٦٢٦١، ١٧٢٦٦، ١٧٣٤١، مسند الطيالسي: الحديث ٧١، ١٦٣٦)

ضابطہ یہ ہے کہ اسلام سے پھرنے والے شخص کو اپنے نظریات پہ نظر ثانی کا موقع

دیا جائے اور اس کے ذہن میں اٹھنے والے شبہات کو دور کیا جائے۔ شاید اس کی عقل پھر حق کی طرف رہنمائی کرے اور حقیقی مالک اللہ ﷻ کی بغاوت سے روکے۔ اگر مہلت اور شبہات دور کیے جانے کے باوجود وہ توحید کی طرف پلٹنے سے انکار کرے تو اس کی گردن اڑا دی جائے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے عمل سے ظاہر ہے:

"قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ أَبِي مُوسٰى الْأَشْعَرِيِّ فَسَأَلَهُ عَنِ النَّاسِ فَأَخْبَرَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ هَلْ كَانَ فِيكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، قَالَ فَمَا فَعَلْتُمْ بِهِ؟ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ، فَقَالَ عُمَرُ أَفَلَا حَبَسْتُمُوهُ ثَلَاثًا وَأَطْعَمْتُمُوهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيفًا وَاسْتَتَبْتُمُوهُ لَعَلَّهُ يَتُوبُ وَيُرَاجِعُ أَمْرَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي لَمْ أَحْضُرْ وَلَمْ آمُرْ وَلَمْ أَرْضَ إِذْ بَلَغَنِي۔"

"ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک فرستادہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے احوال دریافت کرنے کے بعد پوچھا: کوئی نئی بات؟ قاصد نے کہا: ہاں! ایک شخص نے اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کر لیا، آپ رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: تم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ بولے: ہم نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہ تم نے اسے تین روز قید کر کے رکھا، اسے روٹی کھلاتے اور توبہ کے لیے کہتے، شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آتا؟ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! میں اس کے قتل کے وقت نہ موجود تھا، نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی میں اس فعل سے راضی ہوں۔"

(مؤطاء مالك: الحديث ١٤١٤، ٢٧٢٨، مشكل الآثار للطحاوي: الحديث ٤٧٢٢، مسند الشافعي: الحديث ١٤٠٣، ١٥٠٠، مصنف ابن أبي شيبة: الحديث ٢٨٩٨٥، ٣٣٨٢٩، المؤطاء للامام محمد: الحديث ٨٦٨)

بائبل نے دوٹوک الفاظ میں بیان کیا ہے کہ خدائے واحد کے علاوہ کسی بھی فرد یا چیز کی پرستش لائق سنگسار ہے۔ عقیدۂ توحید سے انحراف کرنے والے کی سزا صرف اور صرف رجم ہے:

"Suppose you hear that in one of your towns some man or woman has sinned against the Lord & broken his covenant by worshiping & serving other gods or the sun or the moon or the stars, contrary to the Lord's commond. If you hear such a report, then investigate it thoroughly. if it is true that this evil thing has happened in Israel, Then take the person outside the town & stone him to death. However, he may be put to death only if two or more witnesses testify against him; he is not to be put to death if there is only one

witness. The witnesses are to throw the first stones, and then the rest of the people are to stone that person; in this way you will get rid of this evel." (Deuteronomy: 17/2-7, GNB, Pub. by BSI, Bangalore, 2008-9)

''اور اگر تیرے درمیان تیری بستیوں میں جن کو خداوند تیرا خدا تجھ کو دے کہیں کوئی مرد یا عورت ملے جس نے خداوند تیرے خدا کے نزدیک یہ بدکاری کی ہو کہ اس کے عہد کو توڑا ہوء اور جا کر اور معبودوں کی یا سورج یا چاند یا اَجرامِ فلک میں سے کسی کی پرستش کی ہوء اور یہ بات تجھ کو بتائی جائے اور تیرے سننے میں آئے تو تو جانفشانی سے تحقیق کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اِسرائیل میں اَیسا مکروہ کام ہوا، تو تو اُس مرد یا عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر پھاٹکوں پر لے جانا اور اُن کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مر جائیں۔ جو واجب القتل ٹھہرے دو یا تین آدمی کی گواہی سے مارا جائے۔ فقط ایک ہی آدمی کی گواہی سے وہ مارا نہ جائے۔ اُسکو قتل کرتے وقت گواہوں کے ہاتھ پہلے اُس پر اُٹھیں اُسکے بعد باقی سب لوگوں کے ہاتھ۔ یوں تو اپنے درمیان سے شرارت کو دور کیا کرنا۔''
(اِستثنا: ۱۷/۲۔۷)

آفریں بر تو!!

بائبل کے اس اقتباس کے پیمانہ پر اگر ہم اسلام اور عیسائیت کے عقیدۂ اِلٰہ کو تولیں تو یہاں بھی خدا کے متعلق اسلام کا عقیدہ تاباں و منور نظر آتا ہے۔ بائبل کے اس پیراگراف نے یہ بیان کیا ہے کہ صرف ایک خدا ہی عبادت کے لائق ہے اور اس کے سوا کوئی اس قابل نہیں ہے۔ اس اقتباس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو کوئی اس عقیدے سے اِنحراف کرے اُسے قتل کر دیا جائے اور اس معاملے میں کسی طرح کی نرمی نہ برتی جائے۔ بائبل کا یہی عقیدہ اسلامی عقیدہ ہے اور اسی کو قرآن نے ملت حنیفہ اور دین ابراہیمی سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے برخلاف مسیحیوں کے تین خدا کا عقیدہ ایک جدید فصل ہے جس کی کھیتی صرف اٹھارہ انیس سو سالوں سے ہو رہی ہے۔ عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ بائبل میں وہ تمام کتابیں اور صحائف شامل ہیں جو انبیاے سابقین بالخصوص انبیاے بنی اسرائیل کی طرف اتارے گئے تھے۔ اس کے علاوہ بائبل میں دنیا کی ابتدا سے لے کر مسیح تک کے حالات تحریر ہیں مگر عہد نامۂ قدیم جو کل بائبل کا تین چوتھائی ۳/۴ حصہ ہے، ہمیں اس میں مسیحی حضرات صرف ایک جگہ یہ دکھا دیں کہ باپ بیٹا اور روح القدس کے مثلّث کا نام خدا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ آج تک چھپی کسی بھی بائبل کے عہد نامۂ قدیم میں تثلیث کے متعلق صریح آیت تو

دور ایک اشارہ بھی ثابت نہیں کر سکتے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا یہ جدید عقیدہ وہی ہے جس کے متعلق درج بالا پیراگراف میں سنگسار کی سزا درج ہے۔اس طرح اگر بائبل کو عالمی عدالت کا چیف جسٹس تسلیم کریں تو مسیحیوں کے لیے سنگسار کے سوا کوئی فیصلہ نہیں آئے گا۔

بائبل میں ایک اور مقام پہ توحید توڑنے والوں کی سزا ان الفاظ میں بیان ہوئی:

"If thy brother, the son of thy mother, or thy son, or thy daughter, or the wife of thy bosom, or thy friend, which is as thine own soul, entice thee secretly, saying, Let us go and serve other gods, which thou hast not known, thou, nor thy fathers; Namely, of the gods of the people which are round about you, nigh unto thee, or far off from thee, from the one end of the earth even unto the other end of the earth; Thou shalt not consent unto him, nor hearken unto him; neither shall thine eye pity him, neither shalt thou spare, neither shalt thou conceal him: But thou shalt surely kill him; thine hand shall be first upon him to put him to death, and afterwards the hand of all the people. And thou shalt stone him with stones, that he die; because he hath sought to thrust thee away from the LORD thy God, which brought thee out of the land of Egypt, from the house of bondage. And all Israel shall hear, and fear, and shall do no more any such wickedness as this is among you." (Deuteronomy: 13/6-11)

''اگر تیرا بھائی یا تیری ماں کا بیٹا یا تیرا بیٹا یا بیٹی یا تیری ہم آغوش بیوی یا تیرا دوست جسکو تو اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہے تجھکو چپکے چپکے پھسلا کر کہے کہ چلو ہم اور دیوتاؤں کی پوجا کریں جن سے تو اور تیرے باپ دادا واقف بھی نہیں۔ یعنی اُن لوگوں کے دیوتا جو تمہارے گرداگرد تیرے نزدیک رہتے ہیں یا تجھ سے دُور زمین کے اِس سرے سے اُس سرے تک بسے ہوئے ہیں۔ تو تو اِس پر اُسکے ساتھ رَضامند نہ ہونا اور اُسکی بات نہ سننا۔ تو اُس پر ترس بھی نہ کھانا اور نہ اُسکی رعایت کرنا اور نہ اُسے چھپانا۔ بلکہ تو اُسکو ضرور قتل کرنا اور اُسکو قتل کرتے وقت پہلے تیرا ہاتھ اُس پر پڑے۔ اُسکے بعد سب قوم کا ہاتھ۔ اور تو اُسکو سنگسار کرنا تا کہ وہ مر جائے کیونکہ اُس نے تجھکو خُداوند تیرے خُدا سے جو تجھکو ملک مصر یعنی غُلامی کے گھر سے نکال لایا برگشتہ کرنا چاہا۔ تب سب اسرائیل سنکر ڈرینگے اور تیرے درمیان ایسی شرارت نہیں کرینگے۔'' (استثنا:۱۳/۶-۱۱)

خط کشیدہ (Underlined) جملوں کو خصوصی توجہ سے پڑھیں، بائبل کے اس پیراگراف سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مرتدین کے لیے بنایا گیا اسلامی قانون سو فیصدی حق اور بائبل کے مطابق ہے۔اس کے علاوہ جو ایک خاص نکتہ یہاں نوٹ کرنے کے قابل ہے وہ

یہ کہ جنگ بدر کے قیدیوں کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ کہ ہر مومن شخص اپنے سرکش رشتہ دار کی گردن خود اڑائے' غلط اور ظالمانہ نہیں تھا، بلکہ بائبل کی ان آیات کے عین مطابق تھا۔

اب تک تو صرف اَفراد کے لیے سنگسار کی سزا سنائی گئی ہے اب ان شہروں کے متعلق بھی بائبل کا حکم سن لیں جہاں کئی لوگ مل کر عقیدۂ توحید کے خلاف اپنی راہ نکالیں اور غیرتِ الٰہی وغضبِ باری کو دعوت قہر دینے کی احمقانہ جرأت دکھائیں۔ نیچے کے پیراگراف کے ایک ایک لفظ پہ زور دیکر پڑھیں۔ اس کے ایک ایک نقطہ سے آپ کو دفاعِ اسلام کے لیے رسد اور کمک ملنے کا حوصلہ افزا احساس ہوگا:

Idolatrous cities to be destroyed

"If thou shalt hear say in one of thy cities, which the LORD thy God hath given thee to dwell there, saying, Certain men, the children of Belial, are gone out from among you, and have withdrawn the inhabitants of their city, saying, Let us go and serve other gods, which ye have not known; Then shalt thou enquire, and make search, and ask diligently; and, behold, if it be truth, and the thing certain, that such abomination is wrought among you; Thou shalt surely smite the inhabitants of that city with the edge of the sword, destroying it utterly, and all that is therein, and the cattle thereof, with the edge of the sword. And thou shalt gather all the spoil of it into the midst of the street thereof, and shalt burn with fire the city, and all the spoil thereof every whit, for the LORD thy God: and it shall be an heap for ever; it shall not be built again. And there shall cleave nought of the cursed thing to thine hand: that the LORD may turn from the fierceness of his anger, and shew thee mercy, and have compassion upon thee, and multiply thee, as he hath sworn unto thy fathers;" (Deuteronomy: 13/12-17)

''اور جو شہر خُداوند تیرے خُدا نے تجھ کو رہنے کو دئے ہیں اگر اُن میں سے کسی کے بارے میں تو یہ اَفواہ سنے کہ۔ چند خبیث آدمیوں نے تیرے ہی بیچ میں سے نکلکر اپنے شہر کے لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کر دیا کہ چلو! ہم اَور معبودوں کی جن سے تم واقف نہیں پوجا کریں۔ تو تو دَریافت اَور خوب تفتیش کر کے پتا لگانا اَور اگر یہ سچ ہو اَور قطعی یہی بات نکلے کہ ایسا مکروہ کام تیرے درمیان کیا گیا۔ تو تو اُس شہر کے باشندوں کو تلوار سے ضرور قتل کر ڈالنا اور وہاں کا سب کچھ اور چوپائے وغیرہ تلوار ہی سے نیست و نابود کر دینا۔ اَور وہاں کی ساری لُوٹ کو چوک کے بیچ جمع کر کے اُس شہر کو اَور وہاں کی لُوٹ کو تنکا تنکا خُداوند اپنے خُدا کے حضور آگ سے جلا دینا اَور وہ ہمیشہ کو ایک ڈھیر سا پڑا

رہے اور پھر کبھی بنایا نہ جائے۔ اور اُن مخصوص کی ہوئی چیزوں میں سے کچھ بھی تیرے ہاتھ میں نہ رہے تاکہ خُداوند اپنے قہر شدید سے باز آجائے اور جیسا اُس نے تیرے باپ دادا سے قسم کھائی ہے اُسکے مطابق تجھ پر رحم کرے اور ترس کھائے اور تجھ کو بڑھائے۔'' (اِستثنا:۱۳/۱۲۔۱۷)

مسیحیوں کا عقیدۂ تثلیث بائبل کی آیات کے نزول کے بہت بعد کی پیداوار ہے۔ دین موسوی میں تثلیث کا کوئی تصور نہیں تھا، یہ مسیحیوں کے ہاں بھی مسلم ہے اور بائبل کی درج بالا آیات توریت کی پانچویں اور آخری کتاب اِستثنا کی ہیں، جن کے مطابق اس عقیدے سے انحراف کرنے والے شہر کو دنیا کے نقشے پہ رہنے اور ایسے اشخاص کو کائنات کے اندر سانس لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ دوسروں لفظوں میں یوں کہئے کہ بائبل کا یہ اقتباس مسیحیوں کے لیے تلوار اور ان کے شہروں کے لیے آگ کی بے رحم سزا سنا رہا ہے۔ بائبل کی یہی ایک آیت مسیحیوں کے عقیدۂ تثلیث کے شیش محل کو چور چور کرنے کے لیے کافی ہے۔ رہی بات جانور سمیت شہر کو آگ کے حوالے کرنے کی تو اسلام اس سے متفق نہیں کہ کسی انسان اور بستی و شہر کو کوئی انسان آگ لگائے، البتہ بائبل کی آگ والی یہ آیت اسلام کے متعلق مسیحیوں کے بہت سارے بے جا سوالات کے جواب کے لیے کافی ہے۔

اب ہم مسیحیوں کے جدید عقیدۂ تثلیث کے متعلق ایک اور حکم بائبل کی زبانی سناتے ہیں:

Idolators to be put to death

"If there arise among you a prophet, or a dreamer of dreams, and giveth thee a sign or a wonder, And the sign or the wonder come to pass, whereof he spake unto thee, saying, Let us go after other gods, which thou hast not known, and let us serve them; Thou shalt not hearken unto the words of that prophet, or that dreamer of dreams: for the LORD your God proveth you, to know whether ye love the LORD your God with all your heart and with all your soul. Ye shall walk after the LORD your God, and fear him, and keep his commandments, and obey his voice, and ye shall serve him, and cleave unto him. And that prophet, or that dreamer of dreams, shall be put to death; because he hath spoken to turn you away from the LORD your God, which brought you out of the land of Egypt, and redeemed you out of the house of bondage, to thrust thee out of the way which the LORD thy God commanded thee to walk in. So shalt thou put the evil away from the midst of thee." (Deuteronomy: 13/1-5)

''اگر تیرے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو اور تجھ کو کسی نشان یا عجیب بات کی خبر دے۔ اور وہ نشان یا عجیب بات جس کی اُس نے تجھ کو خبر دی وقوع میں آئے اور وہ تجھ سے کہے کہ آ ہم اور معبودوں کی جن سے تو واقف نہیں پیروی کر کے اُنکی پوجا کریں۔ تو تو اُس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات کو نہ سننا کیونکہ خُداوند تمہارا خُدا تمکو آزمائیگا تاکہ جان لے کہ تم خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے محبت رکھتے ہو یا نہیں۔ تم خُداوند اپنے خُدا کی پیروی کرنا اور اُسکا خوف ماننا اور اُسکے حکموں پہ چلنا اور اُسکی بات سننا۔ تم اُسی کی بندگی کرنا اور اُسی سے لپٹے رہنا۔ وہ نبی یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے کیونکہ اُس نے تم کو خُداوند تمہارے خُدا سے (جس نے تمکو مُلک مصر سے نکالا اور تجھ کو غُلامی کے گھر سے رہائی بخشی) بغاوت کرنے کی ترغیب دی تاکہ تجھ کو اُس راہ سے جس پر خُداوند تیرے خُدا نے تجھ کو چلنے کا حکم دیا ہے بہکائے۔ یوں تو اپنے بیچ میں سے ایسی بدی کو دور کر دینا۔'' (استثنا:۱۳/۱-۵)

بائبل کی ان آیات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ توحید سے متعلق دین موسوی کے عقیدے کے خلاف کوئی عقیدہ قابل قبول نہیں اور نئی راہ اختیار کرنے والے کے لیے موت سے کم کوئی سزا نہیں ہے۔ ہم نے بار بار ذکر کیا ہے اور ایک بار پھر بیان کرتے ہیں کہ تین خداؤں کا عقیدہ یا ایک خدا میں تین خداؤں کی تشریح ہر صورت بائبل کے عہد نامۂ قدیم و جدید سے متصادم ہے۔

اس اقتباس سے صاف ہو گیا کہ عقیدۂ تثلیث (Trinity) کا پرچار کرنے والوں کے ذریعے اللہ نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے جس میں بنی اسرائیل کی ایک عظیم تعداد راہِ حق سے بھٹک کر بہت دور پہونچ گئی۔ عیسائیت کے متعلق ایک نکتہ خاص توجہ کا طالب ہے کہ موجودہ اناجیل کے مصنفین میں سے کثیر وہ ہیں جنہوں نے مسیح کو نہیں دیکھا، اسی طرح بائبل کے عہد نامۂ جدید کی زیادہ تر کتابیں پُولس شمشاطی کے تحریر کردہ خطوط ہیں جبکہ حیاتِ مسیح میں پولس شمشاطی کا عیسیٰ مسیح کے ساتھ وہ رشتہ نہیں تھا کہ مسیح اور مسیحیت سے متعلق اس کے بیان کو درجۂ ثقاہت پہ رکھا جائے، خاص کر اس وقت جبکہ خود بائبل (اَعمال:۲۲/۱-۲۰) یہ بیان کرتی ہے کہ پولس شمشاطی مسیح کے وفاداروں کا سخت دشمن رہا، اور بہت سے سچے عیسائیوں کے خون کے

چھینٹوں سے اس کا دامن داغدار ہے، پھر اچانک ایک خواب نما کیفیت کے منظر نے اس کو مسیحیت کا پرچارک اور رسول بنادیا۔ کیا سچے مسیحیوں کے قاتل شخص اور اس کے ایسے خواب پہ اعتبار کیا جاسکتا ہے جبکہ اس کی تعلیمات بائبل کے عہد نامۂ قدیم اور سب سے اہم عقیدۂ توحید کے صریح مخالف ہیں۔ بالخصوص بائبل کے درج بالا اقتباس کو سامنے رکھ کر تو یہی کہا جائے گا کہ اللہ جل شانہ نے عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو پولُس اور اس کے ہمنواؤں کے ذریعے آزمائش میں ڈالا جس میں ایک کثیر تعداد کا ایمان وعقیدہ پولُس کے مذبح پر دم توڑ ہو گیا۔

ہم نے ماقبل میں تحریر کیا ہے اور ذہن کے نہاں خانہ میں نقاشی کی غرض سے ایک بار پھر بیان کرتے ہیں کہ خدا کا کسی کے بطن میں سمانا بلکہ زمین وآسمان میں اترنا بائبل کی رو سے ناممکن اور امر محال ہے۔ جیسا کہ عہد نامۂ قدیم کی کتاب سلاطین اول میں ہے:

"But will God indeed dwell on the earth? behold, the heaven and heaven of heavens cannot contain thee; how much less this house that I have builded?" (1Kings: 8/27)

''لیکن کیا خُدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کریگا؟ دیکھ آسمان بلکہ آسمانوں کے آسمان میں بھی تو سما نہیں سکتا تو یہ گھر تو کچھ بھی نہیں ہے جسے میں نے بنایا۔'' (سلاطین اول: ۸/۲۷)

کتاب سلاطین دوم میں سامری مشرکوں کا حال بیان کیا گیا:

"And the statutes, and the ordinances, and the law, and the commandment, which he wrote for you, ye shall observe to do for evermore; and ye shall not fear other gods. And the covenant that I have made with you ye shall not forget; neither shall ye fear other gods. But the LORD your God ye shall fear; and he shall deliver you out of the hand of all your enemies. Howbeit they did not hearken, but they did after their former manner. So these nations feared the LORD, and served their graven images, both their children, and their children's children: as did their fathers, so do they unto this day." (2Kings: 17/37-41)

''اور جو جو آئین اور رسم اور جو شریعت اُس نے تمہارے لئے قلمبند کئے اُسکو سدا ماننے کے لئے احتیاط رکھنا اور تم غیر معبودوں سے نہ ڈرنا۔ اور اُس عہد کو جو میں نے تم سے کیا ہے تم بھول نہ جانا اور نہ تم غیر معبودوں کا خوف ماننا۔ بلکہ تم خُداوند اپنے خُدا کا خوف ماننا اور وہ تمکو تمہارے سب دُشمنوں کے ہاتھ سے چھڑائے گا۔ لیکن اُنہوں نے نہ مانا بلکہ اپنے پہلے دستور کے مطابق کرتے رہے۔ سو یہ قومیں خُداوند سے بھی ڈرتی رہیں اور اپنی کھودی ہوئی مورتوں کو بھی پوجتی

رہیں۔ اِسی طرح اُنکی اولاد اور اُنکی اولاد کی نسل بھی جیسا اُنکے باپ دادا کرتے تھے ویسا ہی وہ بھی آج کے دن تک کرتی ہیں۔" (سلاطین دوم: ۱۷/۳۷۔۴۱)

اس اقتباس سے یہ حکم واضح ہوتا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا کرنا یا خدا کو ملا کر اور معبودوں کی عبادت کرنا دونوں خدا کی نظر میں یکساں جرم ہے، اور جیسا کہ ماقبل میں بائبل کا پیرا گراف نقل کیا گیا، اس کی سزا سنگسار ہے۔

مسیحیوں کو مزید اطمینان قلب دینے کے لیے ہم بائبل کے عہد نامۂ جدید سے توحید باری پہ ایک اقتباس پیش کر دیتے ہیں:

"As concerning therefore the eating of those things that are offered in sacrifice unto idols, we know that an idol is nothing in the world, and that there is none other God but one. For though there be that are called gods, whether in heaven or in earth, (as there be gods many, and lords many,) But to us there is but one God, the Father, of whom are all things, and we in him; and one Lord Jesus Christ, by whom are all things, and we by him." (1Corinthians: 8/4-6)

"پس بُتوں کی قربانیوں کے گوشت کھانے کی نسبت ہم جانتے ہیں کہ بُت دنیا میں کوئی چیز نہیں اور سوا ایک کے اور کوئی خُدا نہیں۔ اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے خُدا کہلاتے ہیں (چنانچہ بہتیرے خُدا اور بہتیرے خُداوند ہیں)۔ لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خُدا ہے یعنی باپ جسکی طرف سے سب چیزیں ہیں اور ہم اُسی کے لئے ہیں اور ایک ہی خُداوند ہے یعنی یسُوع مسیح جس کے وسیلہ سے سب چیزیں موجود ہوئیں اور ہم بھی اُسی کے وسیلہ سے ہیں۔" (کرنتھیوں اول: ۸/۴۔۶)

اس اقتباس میں بھی خدا کی وحدانیت اور پیغمبر اسلام ﷺ کے کلمہ 'لا الٰہ الا اللہ' کا نغمہ سنایا گیا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں بھی اللہ کے لیے "خدا" اور "God" جبکہ مسیح کے لیے "خداوند" اور "Lord" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور ان دونوں الفاظ کے درمیان وہی فرق ہے جو عربی زبان میں "مَولیٰ" (مالک، آقا) اور "اِلٰہٌ" (خدا، معبود، عبادت کا مستحق) کے درمیان ہے کہ "مَولیٰ" کو خدا کے علاوہ نبی ﷺ، بلکہ عام انسانوں کے لیے بھی استعمال کر دیتے ہیں مگر "اِلٰہٌ" کا لفظ صرف اور صرف خدا کے لیے درست ہے جبکہ دوسرے کے لیے کفر و شرک ہے۔ اسی طرح انگریزی زبان میں لفظ "Lord" خدا اور کسی بھی معزز ہستی دونوں کے لیے مستعمل ہے جبکہ لفظ "God" حقیقۃً صرف خدا کے لیے خاص ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مسیح ایک عظیم ہستی تو ہے مگر

خدا نہیں، خدا تو صرف وہ واحد و یکتا ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

الحاصل! بائبل کی روشنی میں یہی کہنا حق اور بجا ہے کہ خدا صرف اور صرف ایک ہے جو تقسیم کے قابل نہیں۔ زمین و آسمان میں سمانے والی کسی بھی چیز یا انسان کی خدائی کا دعویٰ ایک جدید عقیدہ اور نا قابل قبول نظریہ ہے جس کو کسی بھی حالت میں حق نہیں گردانا جا سکتا ہے۔

بائبل میں ان اقتباسات کے علاوہ مزید ساٹھ سے زائد مقامات پہ شرک کی مذمت اور اس کی سزا کا بیان ہے۔ تفصیل کے لیے درج ذیل مواقع دیکھیں:

خروج: ۲۰/۳، ۲۳/۱۳، ۳۴/۱۴، (تین مرتبہ)۔ استثنا: ۵/۷، ۶/۱۴، ۷/۴، ۸/۱۹، ۱۱/۱۶، ۱۱/۲۸، ۱۳/۱۳، ۱۷/۳، ۱۸/۲۰، ۲۸/۱۴، ۲۸/۳۶، ۲۸/۶۴، ۲۹/۲۶، ۳۰/۱۷، ۳۰/۲۰، (پندرہ مرتبہ)۔ یشوع: ۲۴/۲-۳، ۲۴/۱۶-۱۷، (دو مرتبہ)۔ قضاۃ: ۲/۱۲، ۲/۱۷، ۲/۱۹-۲۳، ۱۰/۱۳-۱۴، (چار مرتبہ)۔ سموئیل اول: ۸/۸، ۲۶/۱۹، (دو مرتبہ)۔ سلاطین اول: ۹/۶-۷، ۹/۸-۹، ۱۱/۴، ۱۱/۱۰، ۱۴/۹، (پانچ مرتبہ)۔ سلاطین دوم: ۱۷/۵، ۱۷/۷، ۱۷/۱۶، ۱۷/۳۵، ۱۷/۳۶، ۱۷/۳۷، ۱۷/۳۸-۴۰، ۲/۱۷، (آٹھ مرتبہ)۔ تواریخ دوم: ۷/۱۹، ۷/۲۲، ۲۸/۲۵، ۳۴/۲۵، (چار مرتبہ)۔ زبور: ۱۶/۴، (ایک مرتبہ)۔ یرمیاہ: ۱/۱۶، ۷/۶، ۷/۹-۱۵، ۷/۱۸، ۱۱/۱۰، ۱۳/۱۰، ۱۶/۱۱-۱۳، ۱۹/۴، ۱۹/۱۳، ۲۲/۹، ۲۵/۶، ۳۲/۲۹، ۳۵/۱۵، ۴۴/۳-۶، ۴۴/۸-۱۱، ۴۴/۱۵، (سولہ مرتبہ)۔ دانی ایل: ۳/۲۸، ۳/۲۹، (دو مرتبہ) ہوسیع: ۳/۱ (ایک مرتبہ)۔ مکاشفہ: ۲۰/۴، (ایک مرتبہ)۔"

حق کے شیدائیوں کے لیے ہمارے ذریعہ دیے گئے اقتباسات اور حوالے کافی سے بہت زائد ہیں۔ بس ضرورت ہے کہ جانبداری سے کنارہ کش ہو کر ایک منصف جج کی طرح دلیلوں اور پیراگرافوں کا مطالعہ اور تجزیہ (Analyse) کیا جائے۔

(۴) اللہ کا دیدار۔

کوئی انسان خدا کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں اسلام کا موقف یہ ہے کہ اس کا دیکھنا ممکن ہے مگر حیات دنیا میں رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی بھی انسان کے لیے اللہ ﷻ کو دیکھنا ثابت و واقع نہیں ہے، البتہ قیامت کے دن اہل ایمان اللہ تعالیٰ کا دیدار

کریں گے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا:

"يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم! أَنَرٰى رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: هَلْ تَرَوْنَ الشَّمْسَ بِنِصْفِ النَّهَارِ لَيْسَ فِي السَّمَاءِ سَحَابَةٌ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِي السَّمَاءِ سَحَابَةٌ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَرَوُنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهِ كَمَا لَا تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهِمَا."

''یارسول اللہ ﷺ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ فرمایا: دوپہر میں جب آسمان میں بادل نہیں ہوتا ہے تو تم سورج کو دیکھتے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہاں، فرمایا: رات میں جب آسمان میں بادل نہیں ہوتا ہے تو تم چاند کو دیکھتے ہو؟ عرض کیا: جی، فرمایا: قسم اس کی جس کی قدرت میں میری جان ہے! بے شک تم اللہ تعالیٰ کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح چاند وسورج کو دیکھنے میں تمہیں مکمل یقین ہے۔''

(مسند أحمد: الحديث ٩٢٩٦، ٩٠٤٦، مصنف ابن أبي شيبة: الحديث ٨٠٤٠، المعجم الكبير للطبراني: الحديث ٤٢٨، المعجم الأوسط للطبراني: الحديث ١٧٥٩)

اس سلسلے میں بائبل کا کوئی واضح موقف نہیں ہے۔ اس میں نہ اور ہاں دونوں طرح کی روایات ہیں جنہیں تعارض (Contradiction) کہا جاتا ہے۔

بائبل کی دوسری کتاب ''خروج'' یہ کہتی ہے کہ انسان کے لیے خدا کو دیکھنا محال ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے ''أَرِنِيْ'' (مجھے اپنا دیدار کرادے) کی درخواست کی تو خدا نے جواب دیا:

"And he said, Thou canst not see my face: for there shall no man see me, and live." (Exodus: 33/20)

''اور یہ بھی کہا تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا کیونکہ انسان مجھے دیکھ کر زندہ نہیں رہ سکتا۔'' (خروج:۳۳/۲۰)

دوسری بحث یہ ہے کہ حیات دنیا میں رویت باری کسی کے لیے ثابت ہے یا نہیں؟ اس بارے میں یوحنا کی انجیل میں ہے کہ خدا کو کسی نے نہیں دیکھا۔ یوحنا کے الفاظ یہ ہیں:

"No man hath seen God at any time; the only begotten Son, which is in the bosom of the Father, he hath declared him." (John: 1/18)

''خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے ظاہر کیا۔'' (یوحنا:۱/۱۸)

عیسائیوں کے مقدس رہنما یوحنا کے پہلے خط (جو بائبل میں شامل ہے) میں بھی

یہی درج ہے کہ آج تک کسی نے خدا کو نہیں دیکھا:

"No man hath seen God at any time. If we love one another, God dwelleth in us, and his love is perfected in us." (1John: 4/12)

''خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اگر ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو خُدا ہم میں رہتا ہے اور اُسکی محبت ہمارے دل میں کامل ہوگئی ہے۔'' (یوحنا1: ۴/۱۲)

بائبل کے مذکورہ تینوں پیراگرفوں کے یکسر خلاف بائبل کا یہ پیراگراف پڑھیں:

"Then went up Moses, and Aaron, Nadab, and Abihu, and seventy of the elders of Israel: And they saw the God of Israel: and there was under his feet as it were a paved work of a sapphire stone, and as it were the body of heaven in his clearness. And upon the nobles of the children of Israel he laid not his hand: also they saw God, and did eat and drink." (Exodus: 24/9-11)

''تب موسیٰ اور ہارون اور ندب اور ابیہود اور بنی اسرائیل کے ستر بزرگ اوپر گئے۔ اور انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا اور اس کے پاؤں کے نیچے نیلم کے پتھر کا چبوترا سا تھا جو آسمان کی مانند شفاف تھا۔ اور اُس نے بنی اسرائیل کے شرفا پر اپنا ہاتھ نہ بڑھایا۔ سو انہوں نے خدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا۔'' (خروج: ۲۴/۹۔۱۱)

اور درج ذیل پیراگراف بھی دیکھیں:

Jacob wrestles with the Lord

"And Jacob was left alone; and there wrestled a man with him until the breaking of the day. And when he saw that he prevailed not against him, he touched the hollow of his thigh; and the hollow of Jacob's thigh was out of joint, as he wrestled with him. And he said, Let me go, for the day breaketh. And he said, I will not let thee go, except thou bless me. And he said unto him, What is thy name? And he said, Jacob. And he said, Thy name shall be called no more Jacob, but Israel: for as a prince hast thou power with God and with men, and hast prevailed. And Jacob asked him, and said, Tell me, I pray thee, thy name. And he said, Wherefore is it that thou dost ask after my name? And he blessed him there. And Jacob called the name of the place Peniel: for I have seen God face to face, and my life is preserved." (Genesis: 32/24-30)

''اور یعقوب اکیلا رہ گیا اور پَو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص وہاں اُس سے کشتی لڑتا رہا۔ جب اُس نے دیکھا کہ وہ اس پر غالب نہیں ہوتا تو اسکی ران کو اندر کی طرف سے چھوا اور یعقوب کی ران کی نس اس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی۔ اور اس نے کہا مجھے جانے دے کیونکہ پَو پھٹ چلی۔ یعقوب نے کہا کہ جب تک تو مجھے برکت نہ دے میں تجھے جانے نہیں دونگا۔ تب اُس نے اُس

سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا یعقوبؔ۔ اُس نے کہا تیرا نام آگے کو یعقوبؔ نہیں بلکہ اسرائیلؔ ہوگا کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا۔ تب یعقوبؔ نے اُس سے کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں تو مجھے اپنا نام بتادے۔ اُس نے کہا تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اور اُس نے اُسے وہاں برکت دی۔ اور یعقوبؔ نے اُس جگہ کا نام فنی ایلؔ رکھا اور کہا کہ میں نے خدا کو رُو برو دیکھا تو بھی میری جان بچی رہی۔'' (پیدائش:۳۲/۲۴۔۳۰)

یعنی بندہ غالب رہا اور خدا مغلوب ہوگیا، یہ عقیدہ مسیحیوں کو ہی مبارک ہو!!!۔ شاید مسیحی واحد ایسی قوم ہوگی جو اپنے معبود کو اتنا بے بس اور معذور سمجھتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بنی اسرائیل کے دادا جان یعقوب نے خود کو خدا بتانے والے ''کسی شخص'' سے کشتی لڑی ہو جو یقیناً ''رحمت'' کا حقدار نہیں ہے۔ کیونکہ بائبل کے گذشتہ اقتباسات بتاتے ہیں کہ خدا کو دیکھنا انسان کے لیے ناممکن ہے اور خدا کو دیکھ کر کوئی آدم زاد زندہ نہیں رہ سکتا۔

(۵) مکمل تابعداری۔

عقل کا ایک مسلمہ ضابطہ ہے کہ انسان جس دائرے میں رہے اس کی تمام حدود کی پاسداری کرے۔ جس چیز سے منسلک ہو اس کے تمام قوانین کو مانے اور اس پرعمل کرے۔ ایک ایسا شخص جو اپنے ملک کے تمام قوانین کو مانتا اور ان پرعمل کرتا ہے مگر صرف ایک یا چند پہ وہ عمل نہیں کرتا مثلاً وہ چوری یا ڈکیتی کرتا ہے یا اسے غلط نہیں کہتا ہے، ایسے شخص کو کوئی بھی ملک اپنا باوقار اور قابل اعتبار شہری قرار نہ دے گا، نہ ہی اس کے حق میں پُرامن شہری ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کرے گا۔

اسی طرح اسلام کا ایک بنیادی اور اہم قانون یہ ہے کہ جو بندہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہو یا خود کو مسلم کہتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے ہر بنیادی مسئلہ اور عقیدے پہ کما حقہ ایمان رکھتا ہو۔ خدا ﷻ پہ ایمان اس کی تمام واجبی صفات کے ساتھ اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر ایمان ان کی تمام لازمی خصوصیات کے ساتھ ضروری ہے۔ اسی طرح دیگر امور میں عقائد و اعمال درست ہوں۔ اگر کوئی شخص ہر کام اسلام کے مطابق کرتا ہو مگر کسی ایک بنیادی مسئلہ کو ماننے سے انکار کرتا ہو تو ایسا شخص اسلام کے قانون کی رو سے خارج از اسلام اور کافر ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی تمام صفات پہ ایمان رکھتا ہو

مگر اللہ کو معاذ اللہ جھوٹا کہتا ہو تو ایسا شخص مسلم نہیں ہے۔ اسی طرح خدا نے جن اعمال کی بجا آوری کا حکم دیا ہے انھیں عمل میں لانا اور جن کاموں سے منع فرمایا ہے اُن سے باز رہنا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ خلاف ورزی کرے تو مجرم اور قابل سزا ہوگا۔

اللہ جل شانہ نے اپنے قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو اپنی جانوں پہ ظلم کرنے والا گردان کر انہیں سخت عذاب کی وارنگ جاری کر دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

''وَمَن يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ o''۔

''جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔'' (سورة البقرة: ۲۲۹)

یہ مضمون بائبل میں بھی مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو:

"For whosoever shall keep the whole law, and yet offend in one point, he is guilty of all. For he that said, Do not commit adultery, said also, Do not kill. Now if thou commit no adultery, yet if thou kill, thou art become a transgressor of the law." (James: 2/10-11)

''کیونکہ جس نے ساری شریعت پر عمل کیا اور ایک ہی بات میں خطا کی وہ سب باتوں میں قصور وار ٹھہرا۔ اِسلئے کہ جس نے یہ فرمایا کہ زنا نہ کر اُسی نے یہ بھی فرمایا کہ خون نہ کر۔ پس اگر تو نے زنا تو نہ کیا مگر خون کیا تو بھی تو شریعت کا عدول کرنے والا ٹھہریگا۔'' (یعقوب:۲/۱۰۔۱۱)

ہمیں افسوس تو ان پڑھے لکھوں پہ ہوتا ہے جو انسان کے بنائے ہوئے قوانین کو مکمل طور پہ اپنانے کی بات کرتے ہیں مگر خدائی احکام سے متعلق ان کا رویہ اس سے جدا ہے۔

(۶) اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔

دنیا کا کوئی بھی قانون اپنے شہریوں کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ ماں باپ، دوست، بیوی، مالک یا کسی بڑے سے بڑے یہاں تک کہ وزیر اعظم اور صدر جمہوریہ کی اس بات کو عمل میں لائے جو اس ملک کے بنیادی دستور کے خلاف ہو، ہر ملک میں وہاں کے آئین کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، اس کے خلاف حکم دینے والا چاہے کتنا ہی بلند مرتبہ کیوں نہ ہو اس کا حکم ردی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے لائق ہے، اور عدالت اس کے خلاف سنوائی کرتے ہوئے اس طرح کی کسی بھی دلیل کو قبول نہیں کرے گی، اگر چہ وزیر اعظم کے کہنے پہ اس نے غلط کام کیا ہو مگر اسے بہر حال سزا ضرور ملے گی۔ اسی طرح اسلام کا ایک اصل الاصول قانون

یہ ہے کہ خدا کے مقابلے میں کسی کی بھی اطاعت جائز نہیں، چاہے ماں باپ ہوں یا شہنشاہ اعظم۔ کسی بھی مخلوق کی بات پہ عمل اسی وقت تک جائز ہے جب تک وہ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق ہے۔ جب اللہ کے قانون اور انسان کے بیچ کوئی حائل ہو جائے تو اللہ کے حکم کو برتری دیتے ہوئے خدا کی اطاعت لازم ہے اور جو اِس کے خلاف کرے وہ کم از کم فاسق و فاجر ہے اور اس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ۔"

''اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں۔''

(مسند أحمد بن حنبل: مسند علی بن أبي طالب، مسند ابن مسعود، مسند عمران بن حصین)

اسلام نے اللہ کے رسول کے حکم کو بھی امتی کے لیے لازم قرار دیا ہے کیونکہ ان کا حکم خود اللہ جل شانہ کا حکم ہے۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰىo عَلَّمَهُ شَدِيْدُ الْقُوٰىo"۔ (النجم: ٢-٤)

''وہ (رسول ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، بلکہ وہ جو کچھ کہتے ہیں (سب کا سب) خدا کی جانب سے وحی کردہ ہوتا ہے۔ انہیں مضبوط قوت والے (اللہ) نے سکھایا ہے۔''

مزید فرمایا گیا:

"وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ، إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِo"۔

''اور رسول (ﷺ) تمہیں جو دیں اُسے لے لو اور جس سے منع فرما دیں اس سے باز آ جاؤ اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت پکڑ والا ہے''۔ (سورة الحشر: ٧)

اور ایک آیت میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے اور حکم کو حکم خداوندی قرار دے کر اس سے انحراف کرنے والے کو جادۂ حق سے منحرف قرار دیا گیا:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًاo"۔

''جب اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کسی معاملے میں فیصلہ صادر فرما دیں تو پھر کسی مسلمان مرد و عورت کو اپنے معاملے میں (بھی) کسی طرح کی تبدیلی کرنے کا اختیار نہیں اور جو اللہ اور اس

کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے تو یقیناً وہ کھلا گمراہ ہے۔" (سورۃ الأحزاب: ۳۷)

ایک دوسری آیت مبارکہ میں اطاعت رسول ﷺ کو عین اطاعت الٰہی قرار دیا گیا ہے:

"مَّنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَن تَوَلّٰى فَمَا أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًاo".

"جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو (آپ ﷺ کی اطاعت سے) روگردانی کریں تو (وہ یاد رکھیں کہ) آپ اُن پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں۔" (النساء: ۸۰)

اسلام کے اس حکم کی موافقت بائبل میں بھی ہے۔ بائبل نے عورتوں کو مکمل طور پہ شوہر کے تابع رہنے کا حکم دیا ہے مگر اس میں یہ قید لگائی ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے موافق ہو:

"Wives, submit yourselves unto your own husbands, as it is fit in the Lord. Husbands, love your wives, and be not bitter against them."
(Colossians: 3/18-19)

"اے بیویو! جیسا خُداوند میں مُناسب ہے اَپنے شوہروں کے تابع رہو۔ اَے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو اور اُن سے تلخ مزاجی نہ کرو۔" (کُلسّیوں: ۳/۱۸-۱۹)

(۷) خدا کی جھوٹی قسم۔

ہر ملک یا مذہب میں کسی کتاب یا ہستی کو اس قدر محترم و مقدس سمجھا جاتا ہے کہ کسی بات کا یقین دلانے کے لیے اس کی قسم کھائی جاتی اور اس کا وسیلہ پیش کیا جاتا ہے۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بات بات پہ خدا کی قسم کھا بیٹھتے ہیں۔ جھوٹ سچ ہر موقع پر خدا کے نام کو اپنے لیے آڑ بنا لیتے ہیں۔ خدا نے کسی خاص اور پسندیدہ حالت کے سوا اپنی قسم کھانے کو بھی ممنوع اور اسمائے باری سے کھلواڑ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے:

"وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِأَيْمٰنِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ o".

"اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ کہ احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی قسم کر لو اور اللہ سنتا جانتا ہے۔" (سورۃ البقرۃ: ۲۲۴)

اور جھوٹی قسمیں کھانے والوں کے لیے مختلف قسم کی سزاؤں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

"إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ o".

''بے شک جولوگ اللہ کے وعدوں اور اس کی قسموں کے عوض تھوڑی پونجی حاصل کرتے ہیں، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں، قیامت کے دن اللہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں ستھرا بنائے گا، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' (آل عمران: ۷۷)

بائبل نے اس نکتہ پر بھی قرآن سے اتفاق کیا ہے اور جھوٹی قسمیں کھانے والوں کو کھری کھری سنائی ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"And ye shall not swear by my name falsely, neither shalt thou profane the name of thy God: I am the LORD." (Leviticus: 19/12)

''اور تم میرا نام لیکر جھوٹی قسم نہ کھانا جس سے تو اَپنے خدا کے نام کو ناپاک ٹھہرائے۔ میں خُداوند ہوں۔'' (اَحبار: ۱۹/۱۲)

دوسرے مقام پہ ایسے شخص کو مجرم گردانتے ہوئے وعید وسزا کی آہٹ سنائی گئی ہے:

"Thou shalt not take the name of the LORD thy God in vain; for the LORD will not hold him guiltless that taketh his name in vain." (Exodus: 20/7)

''تو خُداوند اپنے خُدا کا نام بے فائدہ نہ لینا کیونکہ جو اُسکا نام بے فائدہ لیتا ہے خُداوند اُسے بے گناہ نہ ٹھہرائیگا۔'' (خروج: ۲۰/۷)

(۸) قیامت۔

آپ دنیا کے کسی بھی ملک کا آئین اٹھا کر دیکھیں تو اس طرح کے جملے ملیں گے کہ اگر کوئی جرم کرتے ہوئے پکڑا گیا تو اس کے لیے یہ سزا ہے۔ اس طرح کا قانون سرعام اور تنہا جرم کرنے سے تو روک سکتا ہے مگر کئی لوگوں سے سانٹھ گانٹھ کر کے یا پھر تنہائی میں اِرتکابِ جرم سے نہیں روک سکتا ہے، جیسا کہ آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ روزانہ مشترکہ چوری و بدعنوانی اور تنہائی کے جرم کی روداد میڈیا کی زینت بنتی رہتی ہے۔ اسلام کا موقف اس سلسلے میں سب سے نرالا اور جدا ہے۔ اسلام دنیوی سزا کے ساتھ آخرت میں ملنے والی سزا کا احساس دلاتا ہے۔ قرآن میں زیادہ تر اسی بات پر زور دیا گیا ہے کہ انسان کو اصل حساب قبر اور قیامت میں دینا ہے۔ دنیا میں حکمرانوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی آنکھوں میں دھول جھونکی جاسکتی ہے مگر کاندھوں پہ موجود اعمال لکھنے والے فرشتوں اور خدا کو فریب نہیں دیا جاسکتا۔ جس دن سارے لوگ مر جائیں گے اور پھر دوبارہ جلائے جائیں گے تو خدا کے سامنے ان کا حساب و کتاب ہوگا اور پھر ان کے اعمال کے

مطابق انہیں جہنم یا جنت میں جگہ دی جائے گی۔ چنانچہ یہ عقیدہ سچے مسلمانوں کو ارتکاب جرم سے روکتا ہے اور ایک پرامن معاشرہ کی تشکیل میں سب سے اہم اور بنیادی رول ادا کرتا ہے۔

قرآن حکیم قیامت کی آہٹ سناتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

''وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ.''

''یقیناً قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں، اور اللہ ان لوگوں جلائے گا جو قبروں میں ہیں۔'' (سورة الحج: ٧)

قیامت کے دن کے حساب وکتاب کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

''اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوٰهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ٥''.

''اس دن ہم اُن کے مونھوں پہ مہر لگادیں گے اور ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں بتائیں گے جو انہوں نے کیا۔'' (سورة يس: ٦٥)

مذکورہ ایک آیت میں قرآن نے سب کچھ بیان کر دیا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ بائبل نے بھی قیامت کا ذکر کیا ہے اور اس دن ہونے والے حساب وکتاب کی خبر دی ہے۔ انجیل لوقا میں ہے:

"Then said he also to him that bade him, When thou makest a dinner or a supper, call not thy friends, nor thy brethren, neither thy kinsmen, nor thy rich neighbours; lest they also bid thee again, and a recompence be made thee. But when thou makest a feast, call the poor, the maimed, the lame, the blind: And thou shalt be blessed; for they cannot recompense thee: for thou shalt be recompensed at the resurrection of the just." (Luke: 14/12-14)

''پھر اُس نے اپنے بُلانے والے سے یہ بھی کہا کہ جب تو دِن کا یا رات کا کھانا تیار کرے تو اپنے دوستوں یا بھائیوں یا رشتہ داروں یا دولتمند پڑوسیوں کو نہ بُلا تا کہ اَیسا نہ ہو کہ وہ بھی تجھے بُلائیں اور تیرا بدلہ ہو جائے۔ بلکہ جب تو ضیافت کرے تو غریبوں لُنجوں لنگڑوں اَندھوں کو بلا۔ اور تجھ پر برکت ہوگی کیونکہ اُنکے پاس تجھے بدلہ دینے کو کچھ نہیں اور تجھے راستبازوں کی قیامت میں بدلہ ملیگا۔''
(لوقا: ۱۴/۱۲-۱۴)

اسی طرح کتاب اَعمال میں ہے:

"And have hope toward God, which they themselves also allow, that there shall be a resurrection of the dead, both of the just and unjust." (Acts: 24/15)

''اور خُدا سے اِسی بات کی امید رکھتا ہوں جسکے وہ خود بھی منتظر ہیں کہ راستبازوں اور ناراستوں دونوں کی قیامت ہوگی۔'' (اَعمال:۱۵/۲۴)

بائبل میں ان کے علاوہ درج ذیل مقامات پہ بھی قیامت/حساب وکتاب کا تذکرہ ہے:
متی: ۲۲/ ۲۳، ۲۲/۲۸، ۲۲/۳۰، مرقس: ۱۲/۱۸، ۱۲/ ۲۳، لوقا: ۲۰/ ۲۷، ۲۰/ ۳۳، ۲۰/۳۵، ۲۰ /۳۶، یوحنا: ۱۱ /۲۴، ۱۱ /۲۵، اعمال: ۱۷ /۱۸، ۱۷/ ۳۱-۳۲، ۲۳ /۶، ۲۳ /۸، ۲۴/۲۱، کرنتھیوں اول: ۱۵/ ۱۲-۱۳، ۱۵/۲۱-۲۳، ۱۵/ ۴۲، تمتھیُس دوم: ۲/۱۸، عبرانیوں: ۱۱/۳۵، مکاشفہ: ۲۰/ ۵، ۲۰/۶، ۲۰/۱۱-۱۵، ۲۱/۸''۔

مگر بائبل کے اس طرح کے تمام پیراگراف کو پولس نے بہ یک قلم تباہ کرتے ہوئے کہا:

"Is any man called being circumcised? let him not become uncircumcised. Is any called in uncircumcision? let him not be circumcised. Circumcision is nothing, and uncircumcision is nothing, but the keeping of the commandments of God. Let every man abide in the same calling wherein he was called."
(1Corinthians: 7/18-20, Romans: 4/18-13, Galatians: 2/1-4)

''جو مختون بلایا گیا وہ نامختون نہ ہو جائے۔ جو نامختونی کی حالت میں بلایا گیا وہ مختون نہ ہو جائے۔ نہ ختنہ کوئی چیز ہے نہ نامختونی بلکہ خُدا کے حکموں پر چلنا ہی سب کچھ ہے۔ ہر شخص جس حالت میں بلایا گیا ہو اُسی میں رہے۔'' (کرنتھیوں اول:۷/۱۸-۲۰، رومیوں:۴/۸-۱۳، گلتیوں:۲/۱-۴)

بڑا میٹھا زہر ہے، جب کسی قوم نے عہد و پیان کی نشانی کو ہی مٹا دیا تو وہ کتنے دنوں تک وعدہ نبھا پائے گی؟؟ پہلے کسی قوم و مذہب کی نشانی مٹتی ہے، پھر قوم و مذہب۔

مذہب بیزاری اور قانون شکنی کی عام اجازت بھی پڑھیں:

"I know, and am persuaded by the Lord Jesus, that there is nothing unclean of itself: but to him that esteemeth any thing to be unclean, to him it is unclean." (Romans:14/14)

''مجھے معلوم ہے بلکہ خُداوند یسوعؔ میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہٖ حرام نہیں لیکن جو اُسکو حرام سمجھتا ہے اُسکے لئے حرام ہے۔'' (رومیوں:۱۴/۱۴)

بڑا عجیب وغریب نظریہ ہے، شاید امریکی سپریم کورٹ بھی اس کی تصدیق نہ کرے۔

(۹) بعث بعد الموت اور اخروی جزا و سزا۔

عام طور پہ انسان کو یہ تصور کہ CCTV (Closed-Circuit Television)

کے ذریعہ اس کے کام کی نگہبانی ہو رہی ہے، کام کرنے کی جگہ پہ لگایا گیا کیمرہ اس کی حرکتوں کو محفوظ کر رہا ہے جس کے ریکارڈ کی بنیاد پہ اس کے مستقبل کا فیصلہ ہوگا' جرم کا ارتکاب کرنے سے روکتا ہے۔ یہ صورت حال آج پیدا ہوئی ہے مگر اسلام نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے اپنے ماننے والوں کو یہ تصور دیا تھا۔ قرآن نے سینکڑوں مقامات پہ اس چیز کو کھول کر بیان کیا ہے کہ اللہ انسانوں کے اعمال دیکھ رہا ہے، وہ ہر ایک کی نگہبانی فرما رہا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ الگ سے ان کے دونوں کاندھوں پہ ایک ایک فرشتہ تعینات کیا گیا ہے جو ان کی چھوٹی بڑی ہر حرکت کو اس کی ریکارڈ فائل (نامۂ اعمال) میں تحریر کر رہا ہے۔ اسلام کا یہی وہ تصور ہے جو مسلمانوں کو گناہ سے روکتا ہے، تنہائی میں کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو کیا ہوا مگر خدا تو دیکھ رہا ہے یہی نظریہ مسلمانوں کی ایک بڑی خوبی ہے اور یہی وجہ ہے کہ دین سے تعلق رکھنے والا مسلمان (جن کا صرف نام اسلامی ہے ان کی بات الگ ہے) جرم کرنے سے دور رہتا ہے۔ اور جس کا ایمان جس قدر کامل ہے اور جس کا یقین جتنا مضبوط ہے اتنا ہی وہ قانون کا پابند اور نافرمانی سے دور ہے۔ اور جس کا یقین ناپختہ اور ایمان کمزور ہے اس سے قانون کی نافرمانی اور جرائم کا ارتکاب کچھ عجیب اور بعید نہیں۔

جرم سے پاک معاشرہ (Crime Free Society) کی تشکیل کے لیے اس طرح کا نظریہ اشد ضروری ہے۔ کیمرہ کی نگہبانی سے زیادہ تیز اور کارگر یہ نگرانی ہے کیونکہ کیمرہ خراب ہوسکتا ہے یا جرم سے پہلے یا اس کے بعد اسے توڑ پھینکا جاسکتا یا خراب کیا جاسکتا ہے (جیسا کہ ہند میں ۲۰ رفروری ۲۰۱۵ء کو یہ انکشاف ہوا کہ پٹرولیم، دفاع اور مالیات کی وزارتوں میں ہونے والی جاسوسیوں میں مجرمین پہلے خفیہ کیمروں کو خراب کرتے پھر نقلی چابیوں سے اپنے مشن کو مکمل کرتے) مگر خدا کے نامزد کردہ کیمروں کو انسان خود سے الگ نہیں کرسکتا۔ واضح رہے کہ اس طرح کی فکر صرف قرآن ہی نے پیش نہیں کی ہے بلکہ ہر آسمانی کتاب میں ''اخروی جزا'' کا تذکرہ بار بار آیا ہے۔ بائبل نے بھی اس سلسلہ میں قرآن کے موقف کی حمایت کی ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

''إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥''۔

''بے شک اللہ جانتا ہے زمین اور آسمانوں کی چھپی باتوں کو، اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے دیکھتا ہے۔''

(سورة الحجرات: ۱۸)

اور بندے کے حق میں نگہبانی کے فوائد ونقصانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ فَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ فِیْ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ o وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِآیَاتِنَا فَأُوْلٰئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ o''

''اس دن بادشاہت اللہ کے لیے ہوگی، اللہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، تو جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں وہ خوشی کے باغات میں ہوں گے، اور جو انکار کریں اور ہماری نشانیوں کو جھٹلائیں ان کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔'' (سورة الحج: ۵۶-۵۷)

بائبل نے سزا و جزا کا نظریہ پیش کرتے ہوئے کہا:

"Also unto thee, O Lord, belongeth mercy: for thou renderest to every man according to his work." (Psalms: 62/12)

''شفقت بھی اَے خُداوند تیری ہی ہے کیونکہ تو ہر شخص کو اُسکے عمل کے مطابق بدلہ دیتا ہے۔'' (زبور: ۶۲/۱۲)

مزید کہا گیا:

"A man shall be satisfied with good by the fruit of his mouth: and the recompence of a man's hands shall be rendered unto him." (Proverbs: 12/14)

''آدمی کے کلام کا پھل اُسکو نیکی سے آسودہ کریگا اور اُسکے ہاتھوں کے کِئے کی جزا اُسکو ملے گی۔'' (اَمثال: ۱۲/۱۴)

ایمان والوں کے لیے اجر اور بے ایمانوں کے لیے ہلاکت کو ذکر کیا گیا:

"Whoso despiseth the word shall be destroyed: but he that feareth the commandment shall be rewarded." (Proverbs: 13/13, 24/12)

''جو کلام کی تحقیر کرتا ہے اپنے آپ پر ہلاکت لاتا ہے پر جو فرمان سے ڈرتا ہے اجر پائیگا۔'' (اَمثال: ۱۳/۱۳، ۲۴/۱۲)

درج ذیل پیراگراف میں خواب کی حالت میں میدان محشر کو دیکھنے کا بیان ہے:

The great white throne judgement

"And I saw a great white throne, and him that sat on it, from whose face the earth and the heaven fled away; and there was found no place for them. And I saw the dead, small and great, stand before God; and the books were opened: and another book was opened, which is the book of life: and the dead were judged out of those things which were written in the books, according to their works. And the sea gave up the dead which were in it; and death and hell delivered up the dead which were in them: and they were judged every man according to their works. And death and hell were cast into the lake of fire. This is the second death. And whosoever was not found written in the

book of life was cast into the lake of fire." (Revelation: 20/11-15)

''پھر میں نے ایک بڑا سفید تخت اور اُسکو جو اُس پر بیٹھا ہوا تھا دیکھا جسکے سامنے سے زمین اور آسمان بھاگ گئے اور اُنہیں کہیں جگہ نہ ملی۔ پھر میں نے چھوٹے بڑے سب مُردوں کو اُس تخت کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا اور کتابیں کھولی گئیں۔ پھر ایک اور کتاب کھولی گئی یعنی کتابِ حیات اور جس طرح اُن کتابوں میں لکھا ہوا تھا اُنکے اَعمال کے مطابق مُردوں کا اِنصاف کیا گیا۔ اور سمندر نے اپنے اندر کے مُردوں کو دے دیا اور موت اور عالم اَرواح نے اپنے مُردوں کو دے دیا اور اُن میں سے ہر ایک کے اعمال کے موافق اُسکا اِنصاف کیا گیا۔ پھر موت اور عالمِ اَرواح آگ کی جھیل میں ڈالے گئے۔ یہ آگ کی جھیل دوسری موت ہے۔ اور جس کسی کا نام کتاب حیات میں نہ ملا وہ آگ کی جھیل میں ڈالا گیا۔'' (مکاشفہ:۲۰/۱۱۔۱۵)

اس میں بداعمالوں کے متعلق کہا گیا:

"But the fearful, and unbelieving, and the abominable, and murderers, and whoremongers, and sorcerers, and idolaters, and all liars, shall have their part in the lake which burneth with fire and brimstone: which is the second death." (Revelation: 21/8)

''مگر بُزدلوں اور بے ایمانوں اور گھنونے لوگوں اور خونیوں اور حرامکاروں اور جادوگروں اور بُت پرستوں اور سب جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا۔ یہ دوسری موت ہے۔'' (مکاشفہ:۲۱/۸)

(۱۰) جنت۔

جب بات پابندی اور نافرمانی کی ہو تو اس کے تحت ملنے والے فائدے اور نقصان کا تذکرہ از حد ضروری اور تقاضائے فطرت کے مطابق ہے۔ کیونکہ انسانی دل ودماغ ایسا ہے کہ جو بہ آسانی ہاتھ آنے والی ذاتی منفعت یا لذت کو چھوڑنے کے لیے رضامند نہیں ہوتا ہے، اگر اس کے سامنے قانون کا خوف اور دل میں اللہ کا ڈر نہ ہو تو وہ خطرناک کام بہ آسانی کر گذرتا ہے۔ اور عام طور پہ جب تک کہ اسے کسی بڑے فائدہ کا یقین نہ دلایا جائے وہ خسیس عادات اور ناجائز کمائی سے ہاتھ روکنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے زمانوں میں جرم کا گراف اتنا نہیں تھا جتنا آج ہے۔ کیونکہ ان کا ایمان پختہ اور یقین مضبوط ہوتا تھا اس لیے وہ یہ سوچتے تھے کہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو کیا ہوا جس نے ہم سب کو پیدا کیا وہ تو دیکھ رہا ہے۔

قرآن اور بائبل دونوں نے نیکوں کے لیے جنت اور بروں کے لیے جہنم کا تذکرہ کیا ہے۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

''وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ أَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيْهَا أَزْوٰجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝''۔

''جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کیے انہیں ایسے باغوں کی خوشخبری دیدو جن کے نیچے نہریں رواں ہیں، جب بھی وہاں انہیں پھل دیا جائے گا وہ بولیں گے: یہی تو ہمیں پہلے بھی ملا تھا، انہیں اسی طرح یکسانیت والا دیا جائے گا۔ ان کے لیے وہاں پاک بیویاں ہوں گی اور وہ وہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔'' (سورۃ البقرۃ: ۲۵)

بائبل میں بتایا گیا:

"He that hath an ear, let him hear what the Spirit saith unto the churches; To him that overcometh will I give to eat of the tree of life, which is in the midst of the paradise of God."

(Revelation: 2/7, Luke: 23/43, Corinthians: 12/4)

''جس کے کان ہوں وہ سنے کہ روح کلیساؤں سے کیا فرماتا ہے۔ جو غالب آئے میں اُسے اُس زندگی کے درخت میں سے جو خُدا کے فردوس میں ہے پھل کھانے کو دونگا۔''

(مکاشفہ: ۲/۷، لوقا: ۲۳/۴۳، کرنتھیوں دوم: ۱۲/۴)

اسی فطرت انسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے تقریباً تمام ملکوں اور قبیلوں میں اچھا اور نمایاں کارنامہ دِکھانے والے شہریوں کو اعزاز سے نوازنے کی روایت پائی جاتی ہے۔

(۱۱) **جہنم۔**

لالچ انسان کی گھٹی میں رچی بسی ہے جس کی وجہ سے عام طور پر انسانوں سے غلطی ہونے کا امکان بہت زیادہ رہتا ہے۔ اگر کسی ملک میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ ایک دن کے لیے ہر ایک کو مکمل آزادی ہے جسے جو کرنا ہے کرے، کسی بھی جرم پہ کوئی پکڑ نہیں ہوگی تو شاید اس ملک کو دوبارہ سنوارنے کے لیے ایک صدی بھی کم ہوگی۔ اسی لیے ضروری ہے کہ برائیوں سے دور رکھنے کے لیے ان کی سزاؤں کا بھی حال سنا دیا جائے۔ کسی بھی ملک کے تعزیراتی قوانین کسی کو تنہائی میں جرم کرنے سے روکنے پہ قادر نہیں، مگر دین کی عطا کردہ یہ فکر کہ انہیں پیدا کرنے

والے نے ان کے اوپر سخت نگرانی قائم کر رکھی ہے جو کسی بھی وقت کے لیے جدا نہیں ہوتی، اور انہیں اپنے کیے کی سزا میں ہزار ہا سال آگ میں رہنا ہوگا، یہ تصور جرائم سے روکنے میں بہت کارگر ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ جس طبقہ کے لوگ گناہوں سے دور ہیں یہ وہی ہیں جن کا ایمان کامل ہے اور جزا و سزا سے متعلق جن کے اعتقاد میں کوئی تذبذب نہیں ہے۔

قرآن مولیٰ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی خوشی کے خلاف جانے والوں کے متعلق اعلان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا۔"

''اور جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کریں، ان کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔'' (سورۃالجن: ۲۳)

بائبل نے بھی برے اعمال کرنے والوں کو جہنم کی وعید سناتے ہوئے کہا:

"But the fearful, and unbelieving, and the abominable, and murderers, and whoremongers, and sorcerers, and idolaters, and all liars, shall have their part in the lake which burneth with fire and brimstone: which is the second death." (Revelation: 21/8)

''مگر بزدلوں اور بے ایمانوں اور گھنونے لوگوں اور خونیوں اور حرامکاروں اور جادوگروں اور بت پرستوں اور سب جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا۔ یہ دوسری موت ہے۔'' (مکاشفہ: ۲۱/۸)

بائبل میں ان کے علاوہ درج ذیل مواقع پہ جہنم کا تذکرہ ہے:

''اَیوب: ۱۱/۸، ۲۶/۶، زبور: ۹/۱۷، ۱۶/۱۰، ۱۸/۵، ۵۵/۱۵، ۸۶/۱۳، ۱۱۶/۳، ۱۳۹/۸، اَمثال: ۵/۵، ۷/۲۷، ۹/۱۸، ۱۵/۱۱، ۱۵/۲۴، ۲۳/۱۴، ۲۷/۲۰، یسعیاہ: ۵/۱۴، ۱۴/۹، ۱۴/۱۵، ۲۸/۱۵، ۲۸/۱۸، ۵۷/۹، حزقیال: ۳۱/۱۶ـ۱۷، ۳۲/۲۱، ۳۲/۲۷، عاموس: ۹/۲، یوناہ: ۲/۲، حبقوق: ۲/۵، متی: ۵/۲۲، ۵/۲۹ـ۳۰، ۱۰/۲۸، ۱۱/۲۳، ۱۶/۱۸، ۱۸/۹، ۲۳/۱۵، ۲۳/۳۳، مرقس: ۹/۴۳، ۹/۴۵، ۹/۴۷، لوقا: ۱۰/۱۵، ۱۲/۵، ۱۶/۲۳، اعمال: ۲/۲۷، اعمال: ۲/۳۱، یعقوب: ۳/۶، پطرس اول: ۲/۴، مکاشفہ: ۱/۱۸، ۶/۸، ۲۰/۱۳ـ۱۴''

انسان کی اسی ذہنیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ملک و قبیلہ نے اپنے آئین و دستور

میں تعزیراتی قوانین (Penal Code) کو ایک خاص مقام دیا ہے تا کہ سزا کا خوف شہریوں کو پُر امن رہنے اور تشدد سے دور بھاگنے پہ اُکساتا رہے۔

(باب دوم) نبوت و رسالت۔

اس باب میں نبی و رسول سے متعلق چند بنیادی عقائد ذکر کیے جائیں گے۔

(۱)انسانوں کے لیے نبی و رسول انسان ہو۔

خدا نے دنیا اور اس کی ہر چیز کو انسان کے فائدے کے لیے پیدا کیا ہے تو ضروری ہے کہ ان چیزوں کے خالق کے متعلق صحیح علم حاصل کیا جائے اور اس کے احسان کے بدلے میں اپنی خوشی کو اس کی مرضی کے تابع کر دیا جائے، یہ احسان مندی اور عقل و انصاف کا تقاضا ہے۔ ایک انسان کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ خود پہ احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کرتا ہے اور محسن کی ناشکری یا احسان فراموشی کو جرم تصور کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ سے بڑا محسن کون ہے؟ اس نے ساری کائنات کو وجود دے کر اور طرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال کر کے خِلقت کو اپنا ممنون بنا دیا ہے۔ جس انسان کی عقل سلیم نے اسے اس بات کی طرف راہ دکھائی کہ ہمارا سب سے بڑا محسن اللہ ہے وہ ضرور اس کے احکام بجالانے اور اس کا شکرانہ ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان خدا سے کس طرح تعلق بنائے۔ چونکہ اللہ جل شانہ نے عام انسانوں کی آنکھوں اور ان کے کانوں میں وہ قدرت نہیں رکھی کہ وہ اسے دیکھ سکیں اور اس کی باتوں کو سن سکیں لہٰذا اب ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے کہ خدا اور بندے کے درمیان کوئی ایسی شخصیت ہو جس میں یہ صلاحیت ہو کہ خدا کا فرمان سن سکے اور بندوں تک بے کم و کاست پہنچا سکے، چنانچہ اللہ جل شانہ نے ان کے درمیان خاص انسانوں کو ہی اپنے سفیر کے طور پر نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا تا کہ ان کے ذریعہ خدا کے بندوں کو اس کا پیغام اور اس کا شکر بجالانے کا طریقہ معلوم ہو۔ خدا نے انسانوں ہی میں سے رسول کیوں بھیجے؟ فرشتوں میں سے کیوں نہیں بھیجا؟ اس کی کئی وجہیں ہیں:۔

(ا) عام انسانوں میں فرشتوں کو دیکھنے اور ان کی باتیں سننے کی قدرت نہیں اس لیے فرشتوں کا رسول ہو کر آنا عام انسانوں کے لیے کارآمد نہیں۔ جب دیکھنا، سننا ہی نہ ہو سکے گا

تو قبول و عمل کا مرحلہ تو بعد کی چیز ہے۔

(۲) بالفرض فرشتہ بشکل انسان آئے تو بھی فرشتہ کا عمل انسانوں کے درمیان نمونہ نہیں بن سکے گا۔ کیونکہ دو الگ الگ نوعوں کے درمیان مقابلہ اور موازنہ درست نہیں۔

نبی و رسول کو جبکہ امت کے لیے آئیڈیل اور نمونہ بنانا اہم مقصد ہوتا ہے، اگر فرشتہ کو نبی و رسول بنا کر بھیجا جائے اور وہ اَحکامِ الٰہی کی پابندی کرتے ہوئے انسانوں کو اپنی پیروی کی دعوت دے تو اس کے عمل کو بہت سے انسان اپنے لیے ناممکن کہہ کر پلہ جھاڑ سکتے ہیں۔ اسی لیے بائبل میں تقریبا ہر بادشاہ کو اس معیار پہ پرکھا گیا ہے کہ وہ داؤد کی طرح خدا کا فرماں بردار تھا یا نہیں۔ اور اسی طرح کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں کہ اس نے ٹھیک کام کیے جیسے داؤد نے کیا اور فلاں خدا کی نظر میں بد تھا، جیسا داؤد تھا ویسا نہیں تھا۔

بائبل نے بھی جتنی باتوں کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے ان سب کو کسی نہ کسی آدم زاد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

(۲) **عیب اور گناہ سے پاک ہونا۔**

انسانوں کی طرف خدا کے سفیر یعنی انبیا اور رسولوں کا بے عیب اور غلطیوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ:

(۱) اسے جن لوگوں کا ہادی بنا کر بھیجا گیا ہے وہ غلطی اور عیب کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

(۲) انسانی فطرت ہے کہ وہ ایسے شخص کی اتباع پسند نہیں کرتا جس کے اندر کسی طرح کا کوئی عیب ہو، اگر رسول کو عیب دار یا گنہگار بنا کر بھیجا گیا تو کوئی بھی اس کی پیروی نہیں کرے گا اور اس کو بھیجنے کا مقصد لاحاصل ہو جائے گا۔

(۳) اگر نبی و رسول کے متعلق گناہ کو ممکن تسلیم کر لیا جائے تو پھر ان کی عظمت انسانوں کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوگی اور ان کی زندگی آئیڈیل یا نمونہ نہیں بن سکے گی جس سے براہ راست خدا جل جلالہ کا پیغام اور مشن متاثر ہوگا۔

(۴) انسانوں کو ایک در سے ہٹا کر دوسرے در تک پہنچانا بہت مشکل ہے، خاص کر باپ

دادا کے عقیدے سے الگ کر کے کسی ایسے راستہ کی دعوت دینا جو اُن کے مزاج کے لیے نیا ہو، بہت مشکل کام ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت وتبلیغ کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں ہٹ دھرم اور فتنہ پروروں نے ان کے اندر عیب نکالنے اور ان پر عیب لگانے کے لیے ہر طرح کا زور لگایا مگر قادر نہ ہو سکے۔ اگر انبیا میں عیب یا خطا ہو تو پھر ان کے مخالفین کا کام آسان ہو جائے گا جو سیدھی راہ پہ چلنے والوں کے لیے راستے کا کانٹا بن جائے گا۔

(۵) انسان اپنے اہم کام کے لیے جس مشین کو سیٹ کرتا ہے اسے اپنی حد تک ہر خرابی سے محفوظ بنانے کی کوشش کرتا ہے اور جب ممکن حد تک قابو پا لیتا ہے تو اسے استعمال میں لاتا ہے تا کہ شکایت کا موقع نہ ملے، جیسے آج کے دور میں ATM مشین سے پیسہ نکالا جاتا ہے، حکومتوں نے اس کی کارکردگی پہ اطمینان حاصل کرنے کے بعد ہی اس کی اجازت دی ہے اور بینکوں نے اس سے کام شروع کیا۔ اسی طرح یہ سمجھیں کہ لوگوں کو غلط راہ سے نکال کر صحیح راہ پر لانا ایک خدائی مشن ہے جس کی تکمیل کے لیے وہ انبیا و رُسل کو بھیجتا ہے، ان کے اندر اگر عیب و گناہ ہو تو اصل مشن کی تکمیل میں زبردست رُکاوٹ ہوگی۔ اس لیے رب تعالیٰ انھیں عیوب سے پاک رکھتا ہے اور انھیں ہر طرح کی غلطیوں سے بچنے کی ایک ایسی قوت دے کر بھیجتا ہے جو ایسے مواقع پہ اس کی حفاظت کا فریضہ انجام دیتی ہے اور چونکہ یہ خدا کا بنایا ہوا سسٹم ہے اس لیے اس میں انسانی بناوٹ کی طرح کسی خرابی کا امکان باقی ہی نہیں رہتا ہے۔ قرآن کی درج ذیل آیت سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے:

”وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ، كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَآءَ، إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ o“۔

”عورت (زلیخا) نے اس (یوسف) کا قصد کیا اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے، ہم نے یوں ہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں، بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں ہے۔“ (سورۃ یوسف: ۲۴)

اس میں یوسف علیہ السلام پہ زلیخا کی فدائی کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ خدا کی حفاظت تھی اسی لیے محفوظ رہے۔

اس معاملہ میں بائبل کا نظریہ نا قابل قبول حد تک پہونچا ہوا ہے۔ جیسا کہ ہم نے مقدمہ کے آخری دو صفحات میں ذکر کیا ہے۔ بائبل نے انبیا کو ان انسانی رذائل وخسائس کا مرتکب بنا کر پیش کیا ہے جو ایک عام شریف آدمی بھی اپنے لیے گوارا نہیں کرتا ہے، اور امریکی عوام اپنے نمائندوں کے لیے اچھا خیال نہیں کرتے ہیں چہ جائیکہ خدا کے خاص بندوں کے لیے انہیں ممکن مانا جائے۔

(۳) ما فوق الفطرة طاقت رکھنا۔

نبی ورسول کے لیے عام انسانوں سے زیادہ قدرت رکھنا کیوں ضروری ہے اسے بیسویں۔اکیسویں صدی عیسوی کے ایک دردمند مفکر رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ (۱۹۲۵ء۔۲۰۰۲ء) کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:۔

پہلی وجہ: پہلی وجہ یہ ہے کہ اصول فطرت کے مطابق کوئی انسان اپنے برابر اور ہمسر کی اطاعت نہیں کرتا، اطاعت اسی کی کرتا ہے جس میں برتری اور بڑائی کی کوئی وجہ ہوتی ہے یا جسے وہ اپنا بڑا سمجھتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ رسول پاک کو ایسے کمالات اور قدرت واختیار سے مسلح کر کے بھیجا جائے کہ کوئی انسان اس کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر سکے اور اس کے آگے جھک کر اس کی اطاعت کرنے میں اسے کوئی عار محسوس نہ ہو۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ خدا شناسی کی راہ میں سب سے بڑا حجاب مادی طاقتوں سے مرعوبیت کا ہے۔ کیوں کہ دنیا میں پہلے پہل انسان کی نظر انہی طاقتوں سے روشناس ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر آنکھ کھولتے ہی انسان نے سورج کو دیکھا، چاند کو دیکھا، دریاؤں کی قیامت خیز لہروں کو دیکھا، پہاڑوں کی ہیبت ناک چوٹیوں کو دیکھا، پتھروں کی سخت چٹانوں کو دیکھا، قدآور اور گھنے درختوں کو دیکھا، آگ کے ہولناک شعلوں کو دیکھا، بادشاہوں کے جلال وجبروت کو دیکھا اور ہیبت سے مرعوب ہوگیا۔ احساس کمتری میں انہی طاقتوں کو کائنات کی اصل سمجھ بیٹھا۔ اور بالآخر انہی کے آگے اپنا ماتھا ٹیک دیا۔

حالاں کہ یہ تمام طاقتیں جس طاقت کا کرشمہ تھیں۔ وہ حجابات کے پیچھے تھی۔ لیکن چونکہ وہ پیکر محسوس میں نہ تھی۔ اسلئے انسان کی نظر اسے نہیں دیکھ سکی۔ ان حالات میں خدا کا رسول آتا ہے۔ آمد کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو ان مادی طاقتوں کی پرستش سے روک دے اور اس کا سر اس طاقت کے

آگے جھکائے جو پس پردہ ان تمام طاقتوں کی خالق و پروردگار ہے۔ عقل کہتی ہے کہ جب تک ذہن کی غیر واقعی ہیبت اور دلوں کی غلط گرویدگی کا طلسم نہیں ٹوٹ جاتا، پیشانیوں کو کسی مانوس آستانۂ عقیدت سے ہٹانا آسان کام نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک رسول اپنے ساتھ ایسی کائنات گیر قدرت لے کر آئے جس کے ذریعہ وہ ان مصنوعی خداؤں کی طاقت کا بھانڈا پھوڑ دے۔ جب چاہے ان کا طبعی نظام بدل دے، ان کی قوت تاثیر سلب کر لے۔ اور انہیں اپنی مرضی کا غلام بنا کر رکھے۔ پرستار بھی اپنے خداؤں کی بے چارگی، بے بسی و بے طاقتی اور گھٹنا ٹیک فرماں برداری کا تماشا دیکھ کر یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ جب رسول کی قدرت وطاقت کا یہ حال ہے تو اس کے بھیجنے والے کی کیا شان ہوگی؟ اس لئے دراصل پرستش کے قابل وہی طاقت ہے جس کی نمائندگی رسول کر رہا ہے۔ مغلوب طاقت پوجنے کے قابل نہیں ہوسکتی۔'' اھ۔ (رسالت محمدی کا عقلی ثبوت)

جیسے آج کے انسان نے ترقی کر کے ایسے ہوائی جہاز بھی بنا لیے ہیں جو بغیر پائلٹ کے ہوا میں پرواز کرتے ہیں، اب جس مقام کے لوگوں کو اس بات کا علم نہیں مثلاً انڈمان کے وہ بہت سے جنگلی انسان جن کی رسائی کپڑوں تک بھی نہیں ہے، وہ تو اسے بلکہ کسی بھی ہوائی جہاز کو بھوت پریت یا دیوی دیوتا کی سواری سمجھ بیٹھیں گے اور اس کے سامنے اپنے ماتھے بھی ٹیک دیں گے۔ اب ایسے انسانوں کو اس کی حقیقت سمجھانے کا راستہ یہی رہ جاتا ہے کہ یا تو آپ اس کے سامنے ہوائی جہاز کو کنٹرول کر کے دکھا دیں یا پھر اس کی مثل یا اس سے بھی اچھا پیش کر دیں۔

اس سلسلے میں بائبل کا موقف بھی بہت حد تک ایسا ہی ہے، اس نے بھی انبیاے کرام علیہم السلام کے بہت سے معجزات کو ذکو کیا ہے۔ خاص کر بائبل کی دوسری کتاب خروج (باب نمبر ۷ تا ۱۲) تو معجزات سے بھری ہوئی ہے۔

(۴) مختار اور قانون ساز ہونا۔

نبی و رسول کا صاحب اختیار اور قانون ساز ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ وہ روئے زمین پہ خدا کا خلیفہ اور دین حق کا امین و پاسدار ہوتا ہے، اور اسے اللہ تعالیٰ لوگوں میں حَکَم وفیصل اور مُطاع و مرشد بنا کر بھیجتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پہ حج فرض کیا گیا، اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے

عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہر سال؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب نہ دیا، بعد میں ارشاد فرمایا:

"لَوْ قُلْتُهَا لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوا بِهَا أَوْ لَمْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْمَلُوا بِهَا، اَلْحَجُّ مَرَّةً فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ."

''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا، جو تم سے نہ ہو پاتا۔ حج ایک مرتبہ فرض ہے اور جو زیادہ کرے تو وہ نفل ہے۔'' (مسند أحمد: مسند ابن عباس ٢٣٤٥، ٢٦٩٤، سنن النسائي: باب وجوب الحج، باب وجوب الحج مرة واحدة)

اور چونکہ خدا کی جانب سے انہیں ایک مخصوص قسم کی حفاظت (Security) دی جاتی ہے جو انہیں ہر طرح کی غلطیوں سے معصوم رکھتی ہے اس لیے ان کے فیصلوں میں غلطی کا امکان بھی نہیں ہوتا۔ جیسے آدمی کے بنائے ہوئے کمپیوٹر پروگرام MSWord کی ڈکشنری (جو غلط اسپیلنگ لکھتے ہی اس لفظ کے نیچے لال لکیر کھینچ کر تنبیہ کر دیتی ہے)، MSExcel اور Calculator کی بناوٹ اس طرح ہے کہ انسان کی کاریگری کی کامیابی کی حد تک یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان نے ان پروگراموں کو اس طرح تیار کیا ہے کہ ان میں شاذ و نادر ہی کسی سبب سے خطا در آتی ہو، اور چونکہ خدا اور عام انسانوں کی کاریگری میں بے انتہا فرق ہے اس لیے خدا کے حفاظتی نظام میں اس طرح کے نقص کا امکان بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ٥".

''وہ اپنی خواہش سے نہیں کہتے، جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے۔'' (سورۃ النجم: ٣۔٤)

جیسے ہی زبان مبارک نے حرکت کرنے کا ارادہ کیا حفاظتی نظام نے غلطیوں سے معصوم رکھنے کا کام شروع کر دیا۔ کم از کم اکیسویں صدی کے انسانوں کو اسے سمجھنا زیادہ مشکل نہیں ہے۔ ATM مشین اور اپنے ATMCard کے عمل پہ غور کریں بقیہ باتیں سمجھ میں آ جائیں گی۔ جیسے ہی کارڈ اندر گیا صرف چند سیکنڈ کی مدت میں مشین نے اس کی ہر جانکاری حاصل کر لی۔ اس کے لیے دوسری مثال موبائل کا ٹیرف ریچارج بھی ہے۔ جیسے ہی آپ نے اپنے لیے کسی خاص آفر کا ریچارج کرایا اُس نے اسی وقت کام کرنا شروع کر دیا۔ اور جیسے ہی آپ نے کہیں بات کی یا

کوئی میسج بھیجا کہ خود بخود آپ کے موبائل کھاتے سے پیسہ کٹ جاتا ہے۔ یا اسی طرح کوئی آفر رات بارہ بجے ختم ہو رہا ہے اور آپ اس آفر کو استعمال کرتے ہوئے بارہ بج کر ایک منٹ ایک سکینڈ پہ اپنا کام مکمل کرتے ہیں تو خود بخود آپ کے کھاتہ سے اس ایک زائد منٹ اور سکنڈ کا پیسہ کٹ جاتا ہے۔ یہ تمام چیزیں سسٹم سے ہوتی ہیں جنہیں انٹرنیٹ کے ذریعہ کنٹرول کیا جاتا ہے۔

اور چونکہ پیغمبر اسلام ﷺ سے غلطی کا امکان نہیں ہے اسی لیے آپ کے ہر حکم اور ہر فیصلہ کو لازم قرار دیا گیا:

"وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ o"۔

"اور رسول (ﷺ) تمہیں جو دیں اُسے لے لو اور جس سے منع فرما دیں اس سے باز آ جاؤ اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت پکڑ والا ہے۔" (سورۃ الحشر: ۷)

اور حقیقتاً آپ کا حکم وقانون اللہ ہی کا حکم ہے۔

(۵) امت کے احوال سے با خبر رھنا۔

نبی و رسول کا اپنی امت کے احوال سے باخبر رہنا ضروری ہے کیونکہ:

(۱) نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے اور ذمہ دار باپ اپنی اولاد کی خبر رکھنے کی -اگر ناممکن نہ ہو تو- ضروری کوشش کرتا ہے چاہے وہ تعداد میں کتنے ہی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں کہا گیا:

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ"

"تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آ گیا، جن پر تمہاری پریشانی دشوار ہے، تم پہ حریص ہیں، مسلمانوں کے لیے بڑے نرم دل اور رحم والے ہیں۔" (سورۃ التوبۃ: ۱۲۸)

اور ایسا نہیں ہے کہ صرف ظاہری زندگی میں یہ معاملہ تھا بلکہ بہ ظاہر دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ اپنی امت کے حالات کی خبر رکھتے ہیں۔ اس طرف رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے رہنمائی ملتی ہے:

"حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَنُحَدِّثُ لَكُمْ، وَوَفَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ، فَمَا رَأَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللّٰهَ عَلَيْهِ، وَمَا رَأَيْتُ مِنْ شَرٍّ اسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ لَكُمْ۔"

''میری (ظاہری) زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم مجھ سے شرف ہم کلامی حاصل کرتے ہو اور میں تمہیں ہدایات دیتا ہوں اور میرا اس دنیا سے پردہ کرنا بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ میرے پاس تمہارے اعمال پیش کیے جائیں گے۔ میں تمہارے اچھے اعمال کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کروں گا اور تمہارے گناہ دیکھ کر تمہارے لیے خدا سے مغفرت طلب کروں گا۔''

(مسند البزاز: الحديث ١٩٢٥ عن ابن مسعود، تفسير الحقي: سورة الأنبيا ١٠٧، مجمع الزوائد: الحديث ١٤٢٥٠، باب ما يحصل لامته ﷺ من استغفاره بعد وفاته، كنز العمال: الحديث ٣١٩٠٣، السيرة النبوية لابن كثير: ٤/٥٤٧، فيض القدير: الحديث ٣٧٧١، جامع الأحاديث: الحديث ١١٦٦٦)

سائنسی تحقیقات نے بھی اس بات کی تصدیق کردی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ اپنی امت کے احوال سے باخبر رہتے، انہیں دیکھتے، ان کی آوازیں سنتے اور اللہ کی اجازت سے ان کی مدد فرماتے ہیں۔ اس کی مکمل تفصیل ہماری آنے والی کتاب ''استعانت اسلام اور سائنس کے تناظر میں'' میں دیکھیں۔ یہاں پہ عنوان کی مناسبت سے مختصراً چند باتیں ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) موبائل، ٹی وی اور اس کا لائیو مباحثہ، انٹرنیٹ اور بہت سے ویڈیو کالنگ سافٹ ویئرز نے اس بات کو ثابت کردیا ہے کہ دور سے دیکھنا، سننا یا سامنے بیٹھے آدمی کی طرح دیکھ کر باتیں کرنا یا دنیا کے الگ الگ حصوں میں رہنے والوں کو ایک ساتھ دیکھنا اور سننا ہر کس و ناکس کے بس میں آچکا ہے، اس طرح کی کوئی چیز ان کے لیے محال نہیں رہ گئی ہے۔ پھر اسے اللہ کے رسول ﷺ جیسی ہستی کے لیے ناممکن یا شرک کیسے قرار دیا جاسکتا ہے......؟؟؟ جب کہ ان کے ہمہ گیر ذرائع اور وسائل خدا کے عطا کردہ اور مقرر فرمودہ ہیں جن کی کارکردگی انسانی وسائل و ذرائع سے بدرجہا اعلیٰ و افضل ہیں۔

(۲) اے ٹی ایم کارڈ اور اے ٹی ایم مشین کی ایجاد نے اس نظریہ کو بھی باطل کردیا ہے کہ پڑھنے اور جاننے کی طاقت صرف جان دار چیزوں میں ہوتی ہے اور صرف یہی چیزیں کسی کی مدد کرسکتی ہیں، غیر ذی روح چیز نہ جان سکتی ہے، نہ ہی فائدہ پہونچا سکتی ہے، کیونکہ اے ٹی ایم مشین ہمارے اے ٹی ایم کارڈ کو پڑھتی اور ہمیں زندوں کی طرح اتنا ہی پیسہ بڑھاتی ہے جتنا ہم مانگتے ہیں، ساتھ ہی بینک کے نوٹوں کی پہچان بھی خوب رکھتی ہے۔ اور پھر اس

کی قوت یہیں لاجواب نہیں ہوتی بلکہ اگر آپ الہٰ آباد بینک کے ہندوستان سے جاری کردہ اے ٹی ایم کارڈ کو امریکہ میں کسی معاون بینک کے اے ٹی ایم مشین میں استعمال کریں تو بھی فاصلہ، کمپنی، رنگ، نسل، بو اور لکھاوٹ کے ہزار ہا اِختلافات کے باوجود مشین آپ کے کارڈ کو پڑھ لے گی اور آپ کی مدد کرے گی۔ اور یہیں پر بس نہیں، بلکہ اگر آپ چالاک بن کر مشین کو دھوکا دینا اور جمع سے زیادہ نکالنا چاہیں تو مشین اسے بھی پڑھ لے گی اور آپ کو خالی ہاتھ لوٹا دے گی۔ یہ ایک غیر ذی روح چیز کا علم اور اس کی قدرت ہے تو پھر مصطفیٰ ﷺ کی قدرت اور ان کے علم کی وسعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

(۳) تیز رفتار زمانہ میں ایسے سافٹ ویئرز بنا لیے گئے ہیں جن کے ذریعہ کوئی بھی انسان بہ آسانی یہ جان سکتا ہے کہ ابھی فلاں آدمی کہاں ہے، ایسے ہی سافٹ ویئر کے ذریعہ پولیس مجرموں کو پکڑتی اور دورجدید کے جرائم کا سراغ لگاتی ہے۔

(۴) آپ غور کریں کہ جیسے ہی آپ اپنی ریاست سے نکل کر دوسرے راجیہ کی سرحد میں داخل ہوتے ہیں خود بخود آپ کا موبائل رومنگ چارج ایبل بن جاتا ہے اور آپ ایک سیکنڈ کے لیے بھی بیرون ریاست رہ کر موبائل آپریٹر کمپنی کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے جبکہ آپ کی طرح اس کے کروڑوں صارفین ہیں، اسی طرح اگر آپ کے موبائل کا کوئی خاص آفر رات گیارہ بج کر انسٹھ منٹ انسٹھ سیکنڈ پہ ختم ہو رہا ہو اور آپ صرف ایک سیکنڈ کے لیے اسے استعمال میں لانا چاہیں تو آپ کے لیے عام طور پہ یہ ممکن نہیں ہوتا ہے، ذرا سوچیں آخر وہ کونسی چیز ہے جو اتنی سختی کے ساتھ آپ کی نگرانی کرتی ہے؟ جب آپ کے موبائل میں لگے ایک آدھ انچ کے سم کارڈ کی صلاحیت اتنی ہے تو کیا آپ سردار کائنات محمد ﷺ کی قدرت کا اندازہ لگا سکتے ہیں......؟؟؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ بس اتنا کہہ سکتے ہیں ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا — خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

(۵) اسی طرح ہم آپ ریلوے ٹکٹ بک کرتے ہیں، مگر شاید ہی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی

سیٹ دو آدمیوں کے نام ہو جائے، بالخصوص ہندوستان میں تتکال کوٹے میں اکثر دو ڈھائی سو سیٹیں ریزرو ہوتی ہیں جو ٹرین کی روانگی سے ایک دن پہلے صبح دس بجے سے فروخت ہوتی ہیں، مگر افسوس بعض ٹرینیں ایسی بھی ہیں جن کا تتکال ٹِکٹ دس بج کر ایک منٹ پہ بھی دستیاب نہیں ہوتا ہے، مطلب ساٹھ سکنڈ میں ۲۵۰/ یعنی ایک سکنڈ میں ۴/ سے زائد ٹکٹ بُک ہوتے ہیں مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک ہی سیٹ دو مختلف آدمیوں کے لیے مختص ہو گئی ہو، اس سے سسٹم اور انٹرنیٹ کے بارے میں غیر معمولی اِدراک وقوت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ تو خدا کی قدرت کی ایک جھلک ہے جس سے ہم اور آپ اس کی بے انتہا قدرت اور علم نیز اس کے محبوب انبیا و اولیا کی طاقت اور علم کے ا/ فیصد کا بھی اندازہ نہیں کر سکتے ہیں۔ تتکال ٹِکٹ کے اس قضیہ سے آنِ واحد میں موت کے فرشتہ کے یورپ و ایشیا دونوں جگہوں پہ تصرف کرنے کے مسئلہ کو سمجھنا بھی آسان ہو گیا، اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ واضح ہوتا ہے جس کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

(سوم) اھم عبادتی احکام۔

اس باب میں اسلام کے اہم عبادتی احکام بیان کیے جائیں گے۔

(ا) نماز۔

کسی کے احسان کا شکریہ ادا کرنے کی سب سے اعلیٰ قسم یہ ہے کہ اس کے سامنے آدمی اپنے سر کو جھکا دے، مگر چونکہ سب سے بڑا احسان خدا کا ہے جس نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کیں لہٰذا انسانیت کا سب سے بڑا سپاس نامہ بھی صرف اسی کے لیے مخصوص ہونا چاہئے۔ دوسرے کو اس میں شریک و سہیم ٹھہرانے کا کوئی جواز نہیں۔ سجدۂ بندگی اور نیاز عبودیت صرف اور صرف اسی کے لیے خاص ہے۔ اسلام میں الوہیت و نبوت سے متعلق عقائد کی درستی کے بعد اعمال میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے۔ اللہ رب العزت نے قبل ہجرت' مکہ میں ہی مسلمانوں پہ نماز کو فرض قرار دیا تھا۔ قیامت میں عقائد کے بعد سب سے پہلے نماز کا مواخذہ ہوگا۔

مقام تعجب یہ ہے کہ ہمیں بائبل میں کہیں نماز کا ذکر نہیں ملا جب کہ نماز ہر آسمانی شریعت میں تھی۔ قرآن مقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب کی جانے والی پہلی

وحی کے ذکر میں بھی نماز کا تذکرہ موجود ہے:

"فَلَمَّا أَتٰهَا نُودِیَ یٰمُوسٰی ٥ إِنِّیۡ أَنَا رَبُّکَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ إِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی ٥ وَأَنَا اخۡتَرۡتُکَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا یُوحٰی ٥ إِنَّنِیۡ أَنَا اللّٰہُ لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ وَأَقِمِ الصَّلَاۃَ لِذِکۡرِیۡ" ٥.

"پھر جب آگ کے پاس آیا ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ! بے شک میں تمہارا رب ہوں، تم ابھی وادیٔ قدس طُویٰ میں ہو، اپنے نعلین کو اتار دو۔ میں نے تمہیں چن لیا ہے، اپنی جانب کی جانے والی وحی کو غور سے سنو، بے شک میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی معبود نہیں، میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔" (سورۃ طٰہٰ ۲۰: ۱۱۔۱۴)

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعلان نبوت والے جملہ میں بھی نماز کا تذکرہ ہے:

"قَالَ إِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ آتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَجَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ٥ وَجَعَلَنِیۡ مُبَارَکًا أَیۡنَ مَا کُنۡتُ وَأَوۡصَانِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا ٥ وَبَرًّا بِوٰلِدَتِیۡ وَلَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا ٥ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَیَوۡمَ أَمُوۡتُ وَیَوۡمَ أُبۡعَثُ حَیًّا" ٥.

"(عیسیٰ نے) کہا: یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ مجھے بابرکت بنایا میں جہاں بھی رہوں اور تادم آخری مجھے نماز وزکوۃ اور والدہ کی اطاعت کا حکم دیا۔ مجھے اس نے زبردست بدنصیب نہیں بنایا۔ سلامتی ہوا اُس دن پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں دنیا سے چلا جاؤں گا اور جس دن میں زندہ اُٹھایا جاؤں گا۔" (سورۃ مریم: ۲۹۔۳۳)

اور قرآن میں اللہ جل شانہ نے جس مقام پہ بنی اسرائیل کے میثاق کا تذکرہ فرمایا ہے، وہاں بھی نماز کا ذکر ہے۔ (سورۃ البقرۃ: ۸۳، سورۃ المائدۃ: ۱۲۔۱۳)

نماز کا جسمانی، طبی، معاشرتی اور معاشی فائدہ بھی ہے۔ یہ وہ عبادت ہے جہاں بڑے بڑے متکبروں کا غرور خاک میں مل جاتا ہے، کبھی غریب آگے ہوتا ہے اور اَرب پتی پیچھے، یہ بھی پُر حکمت حکم ہے کہ جو شخص غریبوں کو اپنی پھینکی ہوئی کرسی کے لائق بھی نہیں سمجھتا نماز میں اس کا سر کسی غریب کے قدم سے کافی قریب ہوتا ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں حُکّام، وُزرا اور سلاطین سب کو اپنی دولت وحکومت کے دنیاوی جلال کو اتار کر یہ اعلان کرنا پڑتا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اس سے یہ فائدہ ملتا ہے کہ امیر غریب کی اونچ نیچ والی کھائی ختم ہوجاتی ہے اور انسان دوسرے بھائیوں کے لیے نرم دل اور ہمدرد بن جاتا ہے۔ علاوہ ازیں نماز ذہن وفکر میں پاکیزگی لاتی ہے جو جرم سے پاک معاشرہ کی خشت اول ہے۔

نماز کے طبی فوائد بھی از حد ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں کہ نماز پاگل پن، کولیسٹرول، شوگر اور کینسر جیسی بیماریوں کو دور رکھتی اور صحت وتندرستی نیز دل و دماغ اور آنکھوں میں تیزی لاتی ہے۔

(۲) روزہ۔

احسان کرنے والے کو خوش کرنے کے لیے اس کی باتوں کو ماننا ضروری ہے۔ وہ رب کئی وجہوں سے روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہے، جن میں سے کچھ وجہوں کو بندہ بھی سمجھ سکتا ہے اور کچھ کو نہیں سمجھ پاتا ہے۔ ان میں سب سے نمایاں یہ ہے کہ مالداروں کو غریبوں کی غربت اور بھوکے انسانوں کی بھوک کا احساس ہو جس کے نتیجہ میں تنگدستوں پہ خرچ کرنے میں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔

روزہ نام ہے خود کو کھانے، پینے اور مباشرت سے دور رکھنے کا۔ روزہ کا حکم تمام آسمانی شریعتوں میں نازل ہوا۔ قرآن اور بائبل نے بھی روزہ کو بیان کیا ہے۔ ہم پہلے روزہ کے تعلق سے اسلام کے قانون کو تحریر کریں گے پھر بائبل کے اقتباسات نقل کریں گے۔ اسلام نے اہل ایمان کو رمضان کے ایام میں روزہ رکھنے کا واجبی حکم دیا:

"یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ" ○

''اے ایمان والو! اگلوں کی طرح تم پر بھی روزہ فرض کیا گیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔''

(سورۃ البقرۃ: ۱۸۳)

روزہ کا وقت بیان کرتے ہوئے اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو طلوع فجر سے غروب شمس تک روزہ رکھنے یعنی کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرنے کا حکم دیا:

"أُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ إِلٰی نِسَائِکُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْأَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ

الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عٰكِفُونَ فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ o"۔

''تمہارے لیے (رمضان کی) راتوں میں اپنی بیویوں سے قربت کو حلال کیا گیا، وہ تمہارے لیے اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ جانتا ہے کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے، اللہ نے تمہاری توبہ قبول کرلی اور تمہیں بخش دیا، تو اب تم ان سے مباشرت کرو اور اللہ نے تمہارے لیے جو مقدر کیا اسے طلب کرو۔ کھاؤ پیو یہاں تک کہ کالی دھاری سے فجر کی سفید دھاری الگ ہو جائے۔ مسجد سے اعتکاف کی حالت میں تم بیویوں کے پاس نہ جاؤ۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں تم ان کے قریب مت پہنچو، اللہ اسی طرح اپنی نشانیوں کو لوگوں کے لیے ظاہر فرماتا ہے تاکہ وہ تقوی اختیار کریں۔'' (سورۃ البقرۃ: ۱۸۷)

نماز کے برخلاف روزہ کا ذکر بائبل میں باقی ہے۔ تقریباً پچاس جگہوں پہ روزہ کا تذکرہ آیا ہے۔ قرآن حکیم اور حدیث مبارک نے بھی اس امر کو بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل پر روزہ فرض تھا۔ ارشاد الٰہی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" o

''اے ایمان والو! تم سے اگلوں کی طرح تم پر بھی روزہ فرض کیا گیا ہے تاکہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔'' (سورۃ البقرۃ: ۱۸۳)

آج بھی بائبل میں روزہ کا ذکر موجود ہے، مگر ہمیں کوئی ایسی آیت نظر نہ آئی جس سے روزہ کی فرضیت یا وجوب کا حکم ثابت ہوتا ہو۔ داؤد علیہ السلام کے روزہ کا بیان ان الفاظ میں وارد ہے:

"Then David took hold on his clothes, and rent them; and likewise all the men that were with him: And they mourned, and wept, and fasted until even, for Saul, and for Jonathan his son, and for the people of the LORD, and for the house of Israel; because they were fallen by the sword." (2Samuel: 1/11-12)

''تب داؔود نے اپنے کپڑوں کو پکڑ کر پھاڑ ڈالا اور اُسکے ساتھ کے سب آدمیوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور وہ ساؤل اور اُسکے بیٹے یونتن اور خُداوند کے لوگوں اور اسرائیل کے گھرانے کے لئے نوحہ کرنے اور رونے لگے اور شام تک روزہ رکھا اسلئے کہ وہ تلوار سے مارے گئے۔'' (سموئیل دوم: ۱/۱۱۔۱۲)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے لیے جو روزہ تھا وہ بھی غروب آفتاب تک مکمل ہوجاتا تھا۔ایک اور مقام پہ ہے:

"And Benjamin went forth against them out of Gibeah the second day, and destroyed down to the ground of the children of Israel again eighteen thousand men; all these drew the sword. Then all the children of Israel, and all the people, went up, and came unto the house of God, and wept, and sat there before the LORD, and fasted that day until even, and offered burnt offerings and peace offerings before the LORD." (Judges: 20/25-26)

”اور اُس دوسرے دن بنی بنیمین اُنکے مقابل جِبعہ سے نکلے اور اٹھارہ ہزار اسرائیلیوں کو قتل کر کے خاک میں ملا دیا۔ یہ سب شمشیر زن تھے۔ تب سب بنی اسرائیل اور سب لوگ اُٹھے اور بیت ایل میں آئے اور وہاں خُداوند کے حضور بیٹھے روتے رہے اور اُس دن شام تک روزہ رکھا اور سوختنی قربانیاں اور سلامتی کی قربانیاں خُداوند کے حضور گذرانیں۔“ (قضاۃ: ۲۰/ ۲۵۔۲۶)

بائبل میں ان کے علاوہ درج ذیل مواقع پہ روزہ کا ذکر ہے۔

سموئیل اول: ۷/۶، ۳۱/ ۱۲۔۱۳، سموئیل دوم: ۱۲/ ۱۵۔۲۳، سلاطین اول: ۲۱/ ۹۔۱۲، ۲۱/ ۲۶۔۲۷، تواریخ اول: ۱۰/ ۱۲، تواریخ دوم: ۲۰/ ۱۔۴، عزرا: ۸/ ۲۱۔۲۳، نحمیاہ: ۱/ ۱۔۴، ۹/ ۱، آستر: ۳/ ۹۔۴/ ۳، ۴/ ۱۶، ۹/ ۳۱، زبور: ۳۵/ ۱۳، ۶۹/ ۱۰، یسعیاہ: ۵۸/ ۳۔۱۱، یرمیاہ: ۱۴/ ۱۰۔۱۳، ۳۶/ ۶، ۳۶/ ۹، دانی ایل: ۹/ ۳، یوایل: ۱/ ۱۴، ۲/ ۱۲، ۲/ ۱۵، یوناہ: ۳/ ۴۔۵، زکریا: ۷/ ۵، متی: ۴/ ۲، ۶/ ۱۶۔۱۸، ۹/ ۱۴۔۱۵، مرقس: ۲/ ۱۸۔۲۰، ۹/ ۲۹، لوقا: ۲/ ۳۷، لوقا: ۵/ ۳۔۳۵، لوقا: ۱۸/ ۱۲، اعمال: ۱۱/ ۲۷، ۱۳/ ۲۔۳، ۱۴/ ۲۳، ۲۷/ ۹، ۲۷/ ۳۳، کرنتھیوں اول: ۷/ ۵، کرنتھیوں دوم: ۶/ ۵۔“

(۳) حج۔

وہ مقام جہاں بڑے بڑے حکمرانوں کو بھی اپنی حیثیت کا اندازہ ہوجاتا ہے، جہاں سے انسانی یک جہتی اور مساوات کا ایک ایسا عملی نمونہ دکھایا جاتا ہے جس میں غرور، علاقائی تعصب، فکری بلندی، دولت کا نشہ، نسلی برتری، قبائلی تفاخر اور اس طرح کے ہزاروں غیر مستحسن خیالات کو جلا کر بھسم کر دیا جاتا ہے۔ حج کے مقامات میں غریب و امیر، مالک و ملازم، اعلیٰ و ادنیٰ، عربی و عجمی اور امریکی و ایشیائی کی تمیز مٹا دی جاتی ہے۔ ہر حاجی بحیثیت انسان و مسلمان خدا کی

بارگاہ میں خود کو ذرہ حقیر کی طرح پیش کرتا اور بخشش کا طالب ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں آدھی (تین چوتھائی) دنیا پہ حکومت کرنے والے یورپ و ایشیا کے شہنشاہ اعظم خلیفۃ المسلمین کو بھی اپنی عاجزی کے اظہار کے لیے آنا پڑا اور جن لوگوں کو دنیا کی کوئی آسائش میسر نہیں اُن کے کندھوں سے کندھا ملا کر لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کی آواز لگاتے ہوئے دوڑنا پڑا۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جس کا سب سے زیادہ نمایاں پہلو یہ ہے کہ یہ مبارک فریضہ برابری (Equality) اور انصاف کا سرچشمہ فراہم کرتا ہے۔ بڑا سے بڑا حاکم اور شہنشاہ بھی ایک عام آدمی کی طرح بے سلا لباس اِحرام پہننے کا پابند ہے اور کسی کے لیے کوئی رعایت نہیں، قانون سبھی کے لیے برابر رکھا گیا ہے، کسی غریب کی غربت کا یہاں مذاق نہیں اڑایا جائے گا اور نہ ہی کسی ارب پتی شخص کو اس عبادت میں اپنی برتری دکھانے کا موقع ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ہر طرح کے امتیازات کو مٹاتے ہوئے یہ اعلان کیا گیا کہ برتری کی بنیاد صرف تقویٰ ہے، دولت یا خاندان وقبیلہ اور ملک وقوم یہ برتری اور فضلیت کی بنیاد نہیں ہیں۔ وہ صاحب تقویٰ غریب جسے نان شبینہ تک میسر نہیں وہ اس کھرب پتی شخص سے بہتر ہے جو اعلیٰ اخلاق اور پرہیز گاری سے عاری ہے۔

بائبل میں ہمیں باضابطہ حج کا کوئی پہلو نہیں ملا۔ اور صرف عیسائیت ہی نہیں بلکہ دنیا کا ہر دھرم اسلام کے حج کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

(۴) زکوۃ اور صدقات۔

خدا نے اس دھرتی پہ بسے انسانوں کو جدا جدا بنایا ہے۔ کسی کو امیر اور کسی کو غریب کیونکہ اس سے کم از کم دو چیزیں حاصل ہوں گی پہلی یہ کہ کسی نعمت کی اہمیت اس کے مقابل کی موجودگی میں ہوتی ہے اور جب نعمت کی قدر معلوم ہوتی ہے تو بندہ اس نعمت پر رب کا شکر بجالاتا ہے۔ مثلاً دن کی روشنی کی اہمیت کا ہمیں اس لیے احساس ہے کہ ہم رات کی تاریکی کو بھی دیکھتے ہیں، اسی طرح مالدار غریب کو دیکھ کر اپنے اوپر خدا کے ایک اضافی احسان کا احساس کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس احسان پر رب کا شکر ادا کرے اور غریب یہ سوچ کر صبر کرے کہ خدا نے اسے زیادہ پوچھ گچھ سے مامون بناتے ہوئے دنیا کی فانی دولت سے محفوظ رکھا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ

مال کے ذریعہ اس کی آزمائش ہوگی کہ وہ سچ مچ خدا سے محبت کرتے ہوئے اس کی خوشنودی کے لیے مال و دولت خرچ کرتا ہے جس کے احسانوں کا بوجھ اسے اوروں سے زیادہ دبا رہا ہے یا اس کی محبت صرف زبانی ہے؟ اس طرح غریب کو یہ فائدہ ہے کہ وہ سخت اور مشکل آزمائش سے دور ہوکر اپنی عاقبت و آخرت کو ایک مالدار کی بہ نسبت زیادہ اچھی طرح سنوار سکتا ہے۔

ایک مقررہ مال سے ایک متعینہ مقدار خدا کے واجبی حکم کی وجہ سے غربا و مساکین وغیرہ کو دینے کا نام زکوۃ ہے۔

اسلام نے زکوۃ کو بھی ایک اہم اور ضروری فرض قرار دیا ہے جس کا منکر کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ پہلے خلیفۂ راشد اور رسول اللہ ﷺ کے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے جن سے مقابلہ کیا یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام لاکر رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد زکوۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات میں مومن کے جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں ان میں بن دیکھے اللہ جل جلالہ اور اس کی قدرت پہ ایمان، نماز اور انفاق مال کو خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے:

”ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ o الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ o وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ o اُولٰٓئِکَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o“۔

”شک سے بالاتر یہ کتاب (مقدس قرآن) کج روی سے پرہیز کرنے والوں کے لیے باعث ہدایت ہے، جو ان دیکھی چیزوں پہ ایمان لاتے، نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں آپ کی جانب اتاری گئی کتاب اور آپ سے پہلے نازل کی گئی کتابوں پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت اور کامیابی والے ہیں۔“ (سورۃ البقرۃ: ۲۔۵)

ایک جگہ اور ارشاد ہوا:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ o“۔

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔“ (سورۃ البقرۃ: ۴۳)

مزید فرمایا:

”وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ o“۔

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔“ (سورة البقرة: ۱۱۰)

قرآن میں نماز و زکوۃ کے لزوم کا تذکرہ بار بار کیا گیا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ اللہ جل شانہ نے زکوۃ کو لازم وضروری قرار دیا بلکہ اسلام میں اس کی مقدار اور شرائط کو بھی نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ."

”جس فصل کی سینچائی بارش یا چشمے، نالے وغیرہ سے ہوئی ہو، ان میں دس فیصد (10%) اور جس فصل کی سینچائی لائے ہوئے پانی سے ہو ان میں پانچ فیصد (5%) زکوۃ واجب ہے۔“

(صحيح البخاري: الحديث ١٤١٢، ١٤٨٣، صحيح ابن خزيمة: الحديث ٢١١٩، مسند أحمد: الحديث ١٤٧٠٧، جامع الترمذي: الحديث ٦٣٩، ٦٤٠، ٦٤١، المؤطاء للامام مالك: الحديث ٩٢٨، سنن ابن ماجة: ١٨١٦، المعجم الكبير للطبراني: الحديث ١٠٢٨)

غلہ کی طرح مال کی زکوۃ کو بھی بہت وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید المرسلین محمد عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ، يَعْنِي فِي الذَّهَبِ، حَتّٰى يَكُوْنَ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا فَإِذَا كَانَ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ دِيْنَارٍ فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ."

”جب تمہارے پاس دوسو درہم جمع ہو جائیں اور اس پر سال گذر جائے تو اس میں ڈھائی فیصد (2.5%) زکوۃ واجب ہے۔ اسی طرح سونا جب بیس دینار کی مقدار کو پہنچ جائے اور اس پر سال گذر جائے تو اس میں بھی ڈھائی فیصد (2.5%) زکوۃ فرض ہے۔“

(سنن أبي داؤد: الحديث ١٥٧٥، ١٥٧٦، مسند أحمد: الحديث ٧٢٢، ١٢٤٦، ١١٦١٤، سنن الدارمي: الحديث ١٦٨١، ١٦٨٨، سنن الدارقطني: الحديث ١٩٢١، ١٩٣٢، ١٩٨٦، مجمع الزوائد: الحديث ٣٤٨٤)

اسلام نے صاحب نصاب پر زکوۃ دینا فرض قرار دیا ہے، مالدار اپنے مال کی زکوۃ نکال کر مستحقین تک خود پہنچائے یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ اور اس کے دل میں یہ خیال وعقیدہ جاگزیں ہو کہ یہ مال دے کر میں کسی غریب پر احسان نہیں کر رہا ہوں، بلکہ یہ ان فقرا کا کرم ہے کہ وہ ہماری زکوۃ قبول کر کے ہمیں قبر اور محشر وجہنم کے عذاب سے بچا رہے ہیں۔

صرف یہی نہیں کہ اسلام نے زکوۃ کو فرض قرار دیا بلکہ ادائیگی سے کترانے والوں کو ہولناک عذاب کی خبر بھی دیدی گئی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّ كَثِيْرًا مِنَ الأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبٰطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ٥يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لأَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ٥"۔

"اے مومنو! بے شک بہت سے پادری و ربی غلط طریقے سے لوگوں کا مال کھاتے اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں، جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے اور اسے (اسکی زکوۃ) اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ جس دن جہنم کی آگ میں اسے تپا کر ان کی پیشانیوں، کروٹوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) اسے تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا تو اب مزہ چکھو اپنے جوڑنے کا۔" (سورة التوبة: ٣٤۔٣٥)

قرآن کی طرح بائبل میں بھی زکوۃ کا حکم وارد ہے۔ توریت میں ہے:

"And six years thou shalt sow thy land, and shalt gather in the fruits thereof: But the seventh year thou shalt let it rest and lie still; that the poor of thy people may eat: and what they leave the beasts of the field shall eat. In like manner thou shalt deal with thy vineyard, and with thy oliveyard." (Exodus: 23/10-11)

"اور چھ برس تک تو اپنی زمین میں بونا اور اُسکا غلّہ جمع کرنا۔ پر ساتویں برس اُسے یوں ہی چھوڑ دینا کہ پڑتی رہے تاکہ تیری قوم کے مسکین اُسے کھائیں اور جو اُن سے بچے اُسے جنگل کے جانور چر لیں۔ اپنے انگور اور زیتون کے باغ سے بھی ایسا ہی کرنا۔" (خروج: ۲۳/۱۰۔۱۱)

اس اقتباس کے علاوہ بھی ہمیں بائبل میں اسلام کی طرح زکوۃ نکالنے کی کوئی خاص متعین مقدار بہت زیادہ تلاش کے باوجود نہیں مل سکی۔ بلکہ اسی طرح غیر معین طور پر زکوۃ دینے کی

فضیلت ذکر کی گئی ہے۔بائبل کا یہ حکم وہ نہ ہوگا جو آسمان سے نازل کیا گیا تھا کیونکہ چھ سالوں بعد زکوۃ لینے سے قبل مسکینوں کا گذارہ کیسے ہوگا......؟؟علاوہ ازیں اس میں زکوۃ کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں کی گئی ہے جس میں غربا ومساکین کا سراسر نقصان ہے کیونکہ ساتویں سال جوتنے اور بونے کا کام نہیں ہوگا جس سے یقینی طور پر فصل ہونے کی امید موہوم ہے،کوئی امر یقینی نہیں ہے کہ بے جوتے فصل حاصل ہوجائے یا ہوگی بھی تو بہت کم مقدار میں،اور چونکہ ساتویں سال کی فصل کو غربا ومساکین کے لیے خاص کردیا گیا ہے اس لیے کسانوں سے اس بات کی امید بھی کم ہی ہے کہ وہ چھ سالوں کی آمدنی میں سے کچھ ان بے چاروں کو بھی دیں گے۔

اسلام کے حکم زکوۃ کے تقدس وطہارت کو ذہن میں رکھ کر بائبل کی درج ذیل آیات کو بھی پڑھ لیں:

"And when ye reap the harvest of your land, thou shalt not wholly reap the corners of thy field, neither shalt thou gather the gleanings of thy harvest. And thou shalt not glean thy vineyard, neither shalt thou gather every grape of thy vineyard; thou shalt leave them for the poor and stranger: I am the LORD your God." (Leviticus: 19/9-10)

''اور جب تم اپنی زمین کی پیداوار کی فصل کاٹو تو تو اپنے کھیت کے کونے کونے تک پورا پورا نہ کاٹنا اور نہ کٹائی کی پوری پوری بالوں کو چُن لینا۔ اور تو اپنے انگورستان کا دانہ دانہ نہ توڑ لینا اور نہ اپنے انگورستان کے گرے ہوئے دانہ کو جمع کرنا۔اُنکو غریبوں اور مسافروں کے لئے چھوڑ دینا۔میں خُداوند تمہارا خُدا ہوں۔'' (اَحبار:۱۹/۹۔۱۰)

اس اقتباس سے ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' کی مصداق غریبوں کو تھوڑی راحت محسوس ہوگی مگر کیا مستحقین کے ذریعے گری ہوئی چیز کو اٹھانے اور مالک کو خود مستحقین تک پہونچانے میں احساس برتری وذلت میں زیادہ فرق نہیں ہوگا؟؟؟

بائبل کے برخلاف اسلام کا حکم زکوۃ وصدقات زیادہ دل نشیں اور خوبصورت ہے۔ذرا قرآن کے انداز تخاطب پہ غور کریں:

''مَنْ ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِیْرَةً وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَإِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ''o

''کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لیے دونا دون بڑھا دے۔اور اللہ ہی تنگی و

کشادگی دیتا ہے اور تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔'' (سورة البقرة: ٢٤٥)

اور صدقۂ نافلہ یعنی زکوۃ کے علاوہ دوسری رقم بخوشی غریب کو دینے کے لیے کس انداز بیان میں ابھارا گیا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

''مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝''۔

''اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے مال کی مثال اس دانہ سی ہے جس نے سات بالیاں اُگائیں اور اس کی ہر بالی میں سو دانے نکل آئے اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ بڑھاتا ہے۔'' (سورة البقرة: ٢٦١)

بائبل بھی اسی طرح صدقات پہ ابھارتے ہوئے بنی اسرائیل کو حکم دیتی ہے:

Lending to the poor

"If there be among you a poor man of one of thy brethren within any of thy gates in thy land which the LORD thy God giveth thee, thou shalt not harden thine heart, nor shut thine hand from thy poor brother: But thou shalt open thine hand wide unto him, and shalt surely lend him sufficient for his need, in that which he wanteth. Beware that there be not a thought in thy wicked heart, saying, The seventh year, the year of release, is at hand; and thine eye be evil against thy poor brother, and thou givest him nought; and he cry unto the LORD against thee, and it be sin unto thee. Thou shalt surely give him, and thine heart shall not be grieved when thou givest unto him: because that for this thing the LORD thy God shall bless thee in all thy works, and in all that thou puttest thine hand unto. For the poor shall never cease out of the land: therefore I command thee, saying, Thou shalt open thine hand wide unto thy brother, to thy poor, and to thy needy, in thy land." (Deuteronomy: 15/7-11)

''جو ملک خُداوند تیرا خُدا تجھ کو دیتا ہے اگر اُس میں کہیں تیرے پھاٹکوں کے اندر تیرے بھائیوں میں سے کوئی مفلس ہو تو تو اپنے اُس مفلس بھائی کی طرف سے نہ اپنا دل سخت کرنا اور نہ اپنی مٹھی بند کر لینا۔ بلکہ اُسکی احتیاج رفع کرنے کو جو چیز اُسے درکار ہو اُسکے لئے تو ضرور فراخ دستی سے اُسے قرض دینا۔ خبردار رہنا کہ تیرے دل میں یہ برا خیال نہ گذرنے پائے کہ ساتواں سال جو چھٹکارے کا سال ہے نزدیک ہے اور تیرے مفلس بھائی کی طرف سے تیری نظر بد ہو جائے اور تو اُسے کچھ نہ دے اور وہ تیرے خلاف خُداوند سے فریاد کرے اور یہ تیرے لئے گناہ ٹھہرے۔ بلکہ تجھ کو اُسکو ضرور دینا ہوگا اور اُسکو دیتے وقت تیرے دل کو برا بھی نہ لگے اِسلئے کہ ایسی بات کے

سب سے خُداوند تیرا خُدا تیرے سب کاموں میں اور سب معاملوں میں جنکو تو اپنے ہاتھ میں لیگا تجھ کو برکت بخشیگا۔ اور چونکہ ملک میں کنگال سدا پائے جائینگے اِسلئے میں تجھ کو حکم کرتا ہوں کہ تو اپنے ملک میں اپنے بھائی یعنی کنگالوں اور محتاجوں کے لئے اپنی مٹھی کھلی رکھنا۔'' (استثنا:۱۵/۷۔۱۱)

اس پیراگراف میں قرض کا بیان ہے اور شاید اِمداد کا بھی۔ الحاصل! بائبل میں زکوۃ وصدقات کا حکم اسلام کی طرح نہیں ہے مگر پھر بھی بہت کچھ ہے۔

تمام ملکوں کی حکومتوں نے اپنے اپنے شہریوں پہ ٹیکس لاگو کر رکھا ہے۔ ان ملکوں کی حکومتوں کو اپنے بہت شہریوں سے یہ شکایت ہے کہ وہ قانون کے مطابق ٹیکس ادا نہیں کرتے، اس کی وجہ صاف ہے جنہیں حکمراں بھی جانتے ہیں، وہ یہ کہ شہریوں پہ ان کی گاڑھی کمائی پہ دس فیصد سے لے کر تیس فیصد یا اس سے بھی زیادہ ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں صرف تین فیصد کے قریب لوگ ٹیکس بھرتے ہیں، بقیہ ٹیکس چور بننا پسند کرتے ہیں۔ اس کے باوجود اتنا پیسہ جمع ہوجاتا ہے کہ (روزنامہ The Echo of India پورٹ بلیئر، جزیرۂ انڈمان، ہند کے ۱۷/دسمبر ۲۰۱۳ء کے اداریہ کے مطابق) ہر سال تقریبا دولاکھ دس ہزار کروڑ (۲,۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) روپیہ یعنی ۳۵۰۰۰ ہزار ملین امریکی ڈالر کی دولت کالا دھن کے طور پہ غیر ملکی بینکوں میں پہنچادی جاتی ہے۔ اگر اسلامی قانون کے مطابق ٹیکس عائد کیا جائے تو آسان ہونے کی وجہ سے اکثر و بیشتر لوگ ٹیکس دیں گے، قانون شکنی کا نظریہ ختم ہوگا اور قومی دولت اور ایمانداروں کی تعداد میں اضافہ ہوگا جو ملک وقوم کے لیے بے مثال تحفہ ہے۔

ایک اور فرق جو اسلام کے قانون زکوۃ اور عام ملکوں کے انکم ٹیکس ایکٹ میں ہے وہ یہ ہے کہ اِسلامی قانون مال پہ سال گذرنے کے بعد %۲,۵ فیصد زکوۃ کو واجب قرار دیتا ہے اور جب تک وہ مال مقدارِ نصاب تک رہے گا اس پر ڈھائی فیصد زکوۃ ہر سال لازم ہوتی رہے گی، اس کے برخلاف اِنکم ٹیکس اَیکٹ کا عمومی رجحان یہ ہے کہ ۱۰/فیصد سے ۳۰/فیصد انکم ٹیکس ایک مرتبہ لاگو ہوگیا اور بندہ نے اس کے بقیہ کو ذخیرہ بنالیا تو اب اس پر دوبارہ ٹیکس لاگو نہیں ہوگا، اس پہلو کا منفی اثر جس سے ملک وسلطنت کو سخت نقصان ہوتا ہے اس کی صحیح جانکاری آپ کو بینکوں کے منیجر صاحبان دیں گے اگر آپ کے بہت قریبی ہوئے تو۔ اِسلامی قانون زکوۃ میں فرد اور مملکت دونوں

کا فائدہ ہے۔ فرد کا اس لیے کہ اس کے لیے ڈھائی فیصد سالانہ بھی معمولی اور آسان ہے اور مملکت کا فائدہ یہ ہے کہ نہ جانے کتنے سالوں تک اس سے اسی طرح ڈھائی فیصد زکوۃ ملتی رہے گی، اگر اس نے ذخیرہ اندوزی کر لی تو۔ ورنہ توقع یہی ہے کہ وہ پیسہ کا جماؤ نہیں بنائے گا بلکہ اسے مارکیٹ میں اتار کر رکھے گا جس سے روزگار اور قومی دولت دونوں میں اضافہ ہوگا۔

(۵) ختنہ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ تمام انبیا ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ (تفسیر حقی: سورۂ بقرہ ۱۲۴، مرقاۃ المفاتیح: ۱۳/ ۱۵۳، باب الترجل) اور صرف ایک نبی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا ختنہ دنیا میں ہوا جو انہوں نے خود کیا، اس طرح یہ ختنہ سنت ابراہیمی کہلاتا ہے۔ (تفسیر طبری: سورۂ بقرہ ۱۲۴، تفسیر ابن کثیر: سورۂ بقرہ ۱۲۴، تفسیر نسفی: سورۂ بقرہ ۱۲۴، مصنف ابن أبی شیبۃ: حدیث ۳۱۸۲۸)

رسول اللہ ﷺ نے ختنہ کو فطرت انسانی کی پسند قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ، اَلْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ۔"

"پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں، ختنہ کرنا، موئے زیر ناف صاف کرنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال کاٹنا اور مونچھوں کو پست کرنا۔"

(صحيح المسلم: الحديث ٦٢٠، الأدب المفرد للبخاري: الحديث ١٣٣٤، مصنف ابن أبي شيبة: الحديث ٢٠٤٧، المستدرك للحاكم: الحديث ٣٠٥٥، معجم ابن عساكر: الحديث ٦٣٤، ١٦١٣)

اسلام تنہا وہ آسمانی مذہب نہیں ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ختنہ کا تذکرہ کیا اور اسے اچھا قرار دیا ہے۔ موجودہ زمانے کی محرّف توریت جو شامل بائبل ہے اس نے بھی ختنہ کا تذکرہ کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس نے دو قدم آگے بڑھ کر اس شخص کو ملت ابراہیمی سے خارج قرار دیا ہے جو اس پر عمل نہیں کرتا۔ نیچے دیے گئے پیراگراف کے ایک ایک لفظ کو بغور پڑھیں:

"And God said unto Abraham, Thou shalt keep my covenant therefore, thou, and thy seed after thee in their generations. This is my covenant, which ye shall keep, between me and you and thy seed after thee; Every man child among you shall be circumcised. And ye

shall circumcise the flesh of your foreskin; and it shall be a token of the covenant betwixt me and you. And he that is eight days old shall be circumcised among you, every man child in your generations, he that is born in the house, or bought with money of any stranger, which is not of thy seed. He that is born in thy house, and he that is bought with thy money, must needs be circumcised: and my covenant shall be in your flesh for an everlasting covenant. And the uncircumcised man child whose flesh of his foreskin is not circumcised, that soul shall be cut off from his people; he hath broken my covenant." (Genesis: 17/9-14)

''پھر خُداوند نے ابرہام سے کہا کہ تو میرے عہد کو ماننا اور تیرے بعد تیری نسل پُشت در پُشت اُسے مانے۔ اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے۔ اور تم اپنی بدن کی کھلڑی کا ختنہ کیا کرنا۔ اور یہ اُس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہارے ہاں پُشت در پُشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے۔ خواہ وہ گھر میں پیدا ہو خواہ اُسے کسی پردیسی سے خرید ا ہو جو تیری نسل سے نہیں۔ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زَر خرید کا ختنہ کیا جائے اور میرا عہد تمہارے جسم میں ابدی عہد ہوگا۔ اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہؤا ہو اَپنے لوگوں سے کاٹ ڈالا جائے کیونکہ اُس نے میرا عہد توڑا۔'' (پیدائش:۱۷/۹۔۱۴)

اس کے علاوہ درج ذیل مقامات پر بھی ختنہ کی ضرورت وفضیلت کا بیان موجود ہے:
پیدائش: ۱۷/ ۲۳۔۲۷، ۲۱/ ۴، خروج: ۶/ ۱۳، ۶/ ۳۰، ۱۲/ ۴۳۔۴۸، احبار:۱۲/۱۔۳، یشوع: ۱۷/ ۲۳۔۲۷، قضاۃ:۱۴/۱۔۳، ۱/۱۸، یرمیاہ:۹/ ۲۵۔۲۶، حزقیال:۴۴/ ۷، ۴۴/ ۹۔''

ختنہ کے معاملہ میں بائبل کے عہد قدیم کا موقف اتنا سخت ہے کہ ان مذکورہ بالا حوالوں میں سے بعض مواضع پہ نامختونی کو بطور گالی استعمال کیا گیا ہے۔

موجودہ عیسائیوں نے ختنہ کے حکم کو از خود منسوخ کر کے اس عہد کو توڑا ہے جو بائبل کے مطابق خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل سے کیا ہے۔ ان کے بر خلاف ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے پیغمبر اسلام محمد ﷺ نے ختنہ کو سنت وفطرت قرار دے کر اس عہد کو باقی رکھا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ جل مجدہ نے کیا تھا۔ صرف یہی ایک پہلو اس بات کے ثبوت کے لیے کافی ہے کہ اسلام وہ مقدس مذہب ہے جس کا ہر صحیح

آسمانی مذہب سے ایک قریبی اور ناقابل انکار تعلق ہے، اسلام کے برعکس عیسائیت ایک ایسا مذہب ہے جو ماقبل کے آسمانی مذہب سے دور ہے اور یہ اپنا رشتہ انبیاے سابقین اور صحائف سابقہ سے قائم رکھنے میں ناکام ہے۔

عیسائی یہ کہہ سکتے ہیں کہ سینٹ پال یعنی پولس نے ختنہ والی آیت کی دوسری تفسیر بیان کی ہے۔ یعنی نیکی کرنے کا نام مختونی اور بدی کا نام نامختونی ہے جیسا کہ پولس نے کرنتھیوں کے نام اپنے پہلے خط میں تحریر کیا ہے:

"Is any man called being circumcised? let him not become uncircumcised. Is any called in uncircumcision? let him not be circumcised. Circumcision is nothing, and uncircumcision is nothing, but the keeping of the commandments of God." (1Chorinthians: 7/18-19)

''جو مختون بلایا گیا نامختون نہ ہوجائے۔ جو نامختونی کی حالت میں بلایا گیا وہ مختون نہ ہوجائے۔ نہ ختنہ کوئی چیز ہے نہ نامختونی بلکہ خُدا کے حکموں پر چلنا ہی سب کچھ ہے۔'' (کرنتھیوں اول: ۷/۱۸۔۱۹)

اس کے جواب میں ہم صرف اتنا ہی عرض کریں گے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد والے پیراگراف کو غور سے پڑھیں وہاں ذکر کیا گیا ایک ایک لفظ پولس کو احکام الٰہی کا محرّف اور قرآن کریم کی درج ذیل آیت مبارکہ کا مصداق ٹھہرا رہا ہے:

''فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَناً قَلِيْلاً فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ o''۔

''ان کے لیے ''ویل'' (جہنم) ہے جو کتاب (توریت وانجیل میں) اپنی جانب سے لکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے تاکہ اس کے بدلے تھوڑی دولت حاصل کریں، تو ویل ہے ان کے لیے ہاتھوں سے لکھنے کے سبب اور ان کے لیے ویل ہے ان کے (غلط) کاموں کے سبب۔'' (سورة البقرة: ۷۹)

مزید برآں! جب پولس شمشاطی صاحب نے ختنہ کو ہی کالعدم قرار دیا تو پھر خدا کے حکم پہ چلنا کہاں پایا گیا......؟؟ خدا کو ماننے کی دعوت کی شروعات اس کے دائمی نشان کو توڑنے سے کی جارہی ہے۔ مطلب جج صاحب کی بات سر آنکھوں پہ مگر ہم پرنالہ تو پڑوسی کے گھر میں ہی گرائیں گے۔

الحاصل! ختنہ کا حکم ایک آسمانی حکم ہے اور جو شخص نامختون ہے اس کا دین ابراہیمی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسا شخص بائبل کی نظر میں بھی دین حنیف یعنی ملت ابراہیمی سے بیگانہ اور بائبل کی سرپرستی سے محروم ہے۔

دور جدید میں میڈیکل سائنس کی ترقی نے اسلام کے اس نظریہ میں بھی کچھ خوبصورت نگینوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ فن طبابت نے ختنہ کو بہت سی بیماریوں کے لیے ایک مناسب علاج قرار دیا ہے۔

(٦) حیض و نفاس والی خواتین اور جنبی کی نماز۔

حیض و نفاس کے دن ناپاکی کی حالت میں گذرتے ہیں اور عبادت طہارت و پاکیزگی کا طالب ہوتا ہے اسی لیے حیض و نفاس کی حالت میں خواتین کو نماز، روزہ، تلاوت قرآن اور طواف جیسی اہم عبادات سے منع کر دیا گیا ہے، یہی حکم جنبی کا بھی ہے کہ ایسے مرد نماز، تلاوت قرآن اور مسجد میں حاضری سے غسل تک دور رہیں۔ حیض و نفاس والی خواتین اور جنبی کے لیے بائبل اور اسلام دونوں میں عبادت سے دوری کا حکم ہے۔

اسلام کا قانون یہ ہے کہ جو عورت حالت حیض و نفاس میں ہو وہ نماز روزہ سے دور رہے۔ ماہواری کے ایام میں نماز و روزہ کی ادائیگی اس سے درست نہیں ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"كُنَّا نَحِيْضُ عَلىٰ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَطْهُرُ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصِّيَامِ وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ۔"

''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم حائضہ ہوتیں تو طہارت کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمیں روزہ کی قضا کا حکم دیتے، نماز کی قضا کا نہیں۔'' (جامع الترمذی: باب ما جآء فی قضاء الحائض الصیام دون الصلوۃ، صحیح البخاری: باب الحائض تترک الصوم والصلوۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

"أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَسَوَّى النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ، فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلّٰى بِهِمْ۔"

''نماز کی اقامت کہی گئی اور لوگوں نے صفیں درست کرلیں تو رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ سے تشریف لائے جبکہ آپ جنابت کی حالت میں تھے، ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنی جگہ ٹھہرے رہو، پھر تشریف لے گئے اور غسل کر کے واپس تشریف لائے تو آپ کے ﷺ سرِ اقدس سے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔''

(صحیح البخاری: باب اذا قال الامام مکانکم، حتی رجع انتظروہ، مسند أحمد: مسند أبی ھریرۃ ۸۶۹۰)

اسلام کی طرح بائبل نے بھی حالت حیض ونفاس اور جنابت و ناپاکی کو عبادت کے لیے ناموافق قرار دیا ہے اور اُس وقت حیض و نفاس والی خواتین اور ناپاک شخص کو عبادت کرنے اور مَقدِس میں داخل ہونے سے روک دیا ہے:

The holiness of the offerings

"And the LORD spake unto Moses, saying, Speak unto Aaron and to his sons, that they separate themselves from the holy things of the children of Israel, and that they profane not my holy name in those things which they hallow unto me: I am the LORD. Say unto them, Whosoever he be of all your seed among your generations, that goeth unto the holy things, which the children of Israel hallow unto the LORD, having his uncleanness upon him, that soul shall be cut off from my presence: I am the LORD." (Leviticus: 22/1-3)

''اور خُداوند نے موسیٰ سے کہا: ہارون اور اُسکے بیٹوں سے کہہ کہ وہ بنی اسرائیل کی پاک چیزوں سے جنکو وہ میرے لئے مقدس کرتے ہیں اپنے آپ کو بچائیں رکھیں اور اور میرے پاک نام کو بے حرمت نہ کریں۔ میں خُداوند ہوں: اُنکو کہہ دے کہ تمہاری پُشت در پُشت جو کوئی تمہاری نسل میں سے اپنی ناپاکی کی حالت میں اُن پاک چیزوں کے پاس جائے جنکو بنی اسرائیل خُداوند کے لئے مقدس کرتے ہیں وہ شخص میرے حضور سے کاٹ ڈالا جائیگا۔'' (اَحبار:۲۲/۱-۳)

ایک دوسرے اقتباس میں حیض ونفاس کی حالت کو خاص طور پر ذکر کر کے بیان کیا گیا کہ ان دونوں حالتوں میں خواتین مَقدِس سے دور رہیں:

The purification of women

"And the LORD spake unto Moses, saying, Speak unto the children of Israel, saying, If a woman have conceived seed, and born a man child: then she shall be unclean seven days; according to the days of the separation for her infirmity shall she be unclean. And in the eighth day the flesh of his foreskin shall be circumcised. And she shall then continue in the blood of her purifying three and thirty days; she shall touch no hallowed thing, nor come into the sanctuary, until the days of her purifying be fulfilled." (Leviticus: 12/1-4)

''اور خُداوند نے موسیٰ سے کہا: بنی اسرائیل سے کہہ کہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور اُسکے لڑکا ہو تو وہ سات دن تک ناپاک رہیگی جیسے حیض کے ایام میں رہتی ہے۔ اور آٹھویں دن لڑکے کا ختنہ کیا جائے۔ اُسکے بعد تینتیس دن تک وہ طہارت کے خون میں رہے اور جب تک اُسکی طہارت کے ایام پورے نہ ہوں تب تک نہ تو کسی مقدس چیز کو چھوئے اور نہ مقدِس میں داخل ہو۔'' (اَحبار:۱۲/۱-۴)

جنبی مردو عورت کے متعلق کہا گیا:

"The woman also with whom man shall lie with seed of copulation, they shall both bathe themselves in water, and be unclean until the even." (Leviticus: 15/18)

''اور وہ عورت بھی جس کے ساتھ مرد صحبت کرے اور مُنزل ہو تو وہ دونوں پانی سے غسل کریں اور شام تک ناپاک رہیں۔'' (اَحبار:۱۵/۱۸)

غسل کرلیا تو پاکی حاصل ہوگئی مگر بائبل شام تک ناپاک قرار دے رہی ہے، نہ جانے کیوں......؟؟؟

(۷) عورت اور مسجد۔

رسول اللہ ﷺ کے مقدس دور میں عورتوں کو بشرط امن مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت تھی مگر ان کے دوسرے خلیفہ جن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے (جامع الترمذی: باب فی مناقب عمر بن الخطاب، مسند احمد: عن عقبہ بن عامر جُہنی) انہوں نے حالات اور زمانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا، جس کو تمام صحابہ کی مکمل حمایت حاصل تھی، کسی نے بھی اس کو غلط نہیں کہا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سب سے رازدار اہلیہ اور فقیہہ و محدثہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کہہ کر اس کی تصدیق کردی کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ کے مزاج کے مطابق ہے:

لَوْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِىْ إِسْرَائِيْلَ.

''اگر رسول اللہ ﷺ آج کی عورتوں کا حال دیکھتے تو ضرور انہیں مسجدوں سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔''

(صحیح المسلم: ۱۰۲۷، باب خروج النساء الیٰ المساجد اذا لم یترتب علیه فتنة و انها لا تخرج مطیبة، صحیح البخاری: ۸۶۹، سنن أبی داؤد: ۵۶۹، باب انتظار الناس قیام الامام

العالم، باب التشديد على خروج النساء الىٰ المساجد، موطاء مالك: ٤٧٢، باب ما جآء فى خروج النساء الىٰ المسٰجد، مسند أحمد: حديث السيدة عائشة ٢٦٣٥٧، ٢٦٧٣٥)

بائبل میں اگر چہ ہمیں یہ حکم نہیں ملا کہ عورتوں کو عبادت خانوں میں جانے سے روکا جائے مگر چرچ اور کلیساؤں کی حالت زار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس قول کی ۱۰۰ ر فیصد تصدیق کرتی ہے۔ کلیساؤں اور چرچ کی حالت کا اندازہ اس خبر سے لگایا جا سکتا ہے:

"The Vatican reports cited countless cases of nuns forced to have sex with priests. Some were obliged to take the pill, others became pregnant and were encouraged to have abortions. In one case in which an African sister was forced to have an abortion, she died during the operation and her aggressor led the funeral mass. Another case involved 29 sisters from the same congregation who all became pregnant to priests in the diocese."

(www.sodahead.com/united-states/vatican-admits-priests-are-raping-nuns-around-the-world/question-3382051) (http://www.lastfm.ru/forum/23/_/672857) (http://www.hissheep.org/catholic/the_harlotry_of_rome.html)

''ویٹی کن (جہاں کلیسائے روم یعنی کیتھولک چرچ کا سربراہ پوپ رہتا ہے) کو پادریوں کے ذریعہ عصمت دری کی شکار راہبات کے بے شمار مقدمات موصول ہوئے، بعض کو گولی کھانے پہ مجبور کیا گیا اور بہت سی حاملہ ہوگئیں جنہیں اِسقاطِ حمل پہ اُبھارا گیا، ایک افریقی راہبہ کو اسقاط کے لیے مجبور کیا گیا جس کی آپریشن کے دوران موت ہوگئی، اسی کے مجرم نے اس کی آخری رسومات میں قیادت کی۔ ایک دوسرے معاملہ میں اسی علاقہ کے پادریوں کے ذریعہ ۲۹ ر راہبات کے حاملہ ہونے کا معاملہ روشنی میں آیا۔''

امریکہ میں رہنے والی کل ۴۰ ر فیصد راہبات (Nuns) اندرون چرچ جنسی استحصال کی شکار ہیں۔ ولیم ایچ کینڈی کی کتاب ''Lucifer's Lodge'' یعنی 'کاشانۂ ابلیس' کے حوالے سے نیچے دی گئی رپورٹ کو غور سے پڑھیں:

"According to the 1996 survey of nuns in the United States (which was intentionally never published by the [Ed.: Roman Catholic] Church but was leaked by some Vatican insider), it is reported that a minimum of 34,000 Catholic nuns (about 40% of all American nuns) claim to have been sexually abused. Three of every four of these nuns claimed they were sexually victimized by a priest, nun, or other religious person. Two out of five nuns who stated they were sexually abused claimed that their exploitation included some form of genital contact. All nuns who claimed repeated sexual exploitation reported that they were pressured by religious superiors for sexual favors." – "Boston Globe" (1-8-2002) [Ed.: This quote is on p. 179 of the book, "Lucifer's Lodge", by William H. Kennedy.]

(www.vaticancrimes.us/2013/05/sexual-abuse-in-roman-catholic-church.html)
(http://www.toughissues.org/handoutsnew/Sexual%20Abuse.htm)
http://www.gaire.com/E/F/view.asp?parent=2007463&nav=4)
(http://www.topix.com/forum/world/philippines/TSAV3MU4JUS0TS2KC)

''ریاستہائے متحدہ (امریکہ) میں ۱۹۹۶ء میں کیے گئے سروے کے مطابق (جسے جان بوجھ کر ویٹی کن نے شائع نہیں کیا مگر اسی کے اندرونی آدمی نے اسے لیک کر دیا) یہ پایا گیا کہ کم از کم ۳۴/ ہزار کیتھولک راہبات نے (جو کل امریکی راہبات کی تقریبا ۴۰/ فیصد ہیں) جنسی زیادتی کی شکایت کی ہے۔ ہر ۴ میں سے ۳ (۷۵/ فیصد) نے کہا ہے وہ پادری، راہبہ یا کسی نہ کسی مذہبی شخصیت کے ذریعہ شکار بنائی گئی ہیں۔ ہر ۵ میں سے ۲ (۴۰/ فیصد) نے یہ انکشاف کیا کہ ان کے جنسی استحصال میں غیر فطری طریقہ بھی استعمال کیا گیا۔ بار بار آبروریزی کی شکار ہوئی راہبات نے بیان کیا کہ ان پر مذہبی رہنماؤں کی جانب سے جنسی عمل کی حمایت کے لیے دباؤ بنایا گیا۔''

مسیحی کہہ سکتے ہیں کہ یہ تہمت ہے، ہم نہیں مانتے، تھوڑے بہت ہوتے ہیں مگر جتنا زیادہ دکھایا گیا ہے اتنے کیسیز نہیں ہوتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ آپ بائبل کی درج ذیل آیات پہ عمل کیوں نہیں کرتے ہیں:

"I will therefore that the younger women marry, bear children, guide the house, give none occasion to the adversary to speak reproachfully. For some are already turned aside after Satan."
(1Timothy: 5/14-15)

''پس میں چاہتا ہوں کہ جوان عورتیں بیاہ کریں۔ اُنکے اولاد ہو۔ گھر کا انتظام کریں اور کسی مُخالف کو بدگوئی کا موقع نہ دیں۔ کیونکہ بعض گمراہ ہو کر شیطان کی پیرو ہو چکی ہیں۔'' (تیمتھیس اول: ۵/۱۴۔۱۵)

ایک ایک لفظ پہ زور دیں، یہ پیراگراف یہ چاہتا ہے کہ کوئی بھی جوان عورت بن بیاہی نہ رہے بلکہ شادی کر کے شوہر کے ساتھ گذر بسر کرے۔ اگر اس پہ عمل کیا جائے تو پھر مخالف کو بدگوئی کا موقع نہیں ملے گا اور پھر اس طرح کی خبریں منظر عام پہ نہیں آئیں گی کہ ۴۰/ فیصد یا ۵۰/ فیصد راہبات عصمت دری کی شکار ہیں۔ دیکھیں خود کیتھولک پوپ کیا کہتے ہیں:

"One in 50 priests is a paedophile: Pope Francis says child abuse is 'leprosy' infecting the Catholic Church....He also said that many more in the Church are guilty of covering it up."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2690575/Pope-Francis-admits-two-cent-Roman-Catholic-priests-paedophiles-interview-Italian-newspaper.html)
(www.independent.co.uk/news/world/europe/pope-francis-one-in-50-catholic-priests-bishops-and-cardinals-are-paedophiles-9602919.html)
(www.bbc.com/news/world-europe-28282050)
(www.express.co.uk/news/world/488569/Pope-Francis-Two-per-cent-of-Catholic-clergy-are-paedophiles)

(www.theweek.co.uk/world-news/59439/pope-francis-one-priest-in-50-is-a-paedophile)

''ہر پچاس میں سے ایک پادری چائلڈ سیکس کا مرتکب ہے، پوپ نے کہا کہ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کوڑھ کی بیماری ہے جو کیتھولک کلیساؤں کو برباد کر رہی ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ بہت سے ذمہ داران چرچ ان حادثات کی لیپا پوتی میں بھی ملوث ہیں۔''

۲رفیصد راہب بچوں/بچیوں سے سیکس کے رسیا ہیں اور عام جنسی تعلقات والوں کا تناسب کتنا ہے اسے تو انہوں نے بیان نہیں کیا مگر اشارہ چھوڑ دیا ہے کہ لیپا پوتی بہت زیادہ ہے، آپ لوگ خود اندازہ لگا لیجئے گا۔

اِنصاف اور اعلیٰ اقدار سے جن لوگوں کے مزین ہونے کی سب سے زیادہ امید کی جاسکتی ہے ان میں مذہبی رہنما اور جج صاحبان سرفہرست ہیں، مگر اختلاط مردوزن ان کے تقدس کے لیے بھی زہر ہے۔ ان دونوں میں سے پہلے کی حالت آپ نے پوپ کی زبانی ملاحظہ فرمالی، آیئے! اب جج صاحبان کے بارے میں جانیں:

"Orange County Superior Court Judge Scott Steiner censured for engaging in sexual activity in his chambers on multiple occasions. Kern County Superior Court Judge Cory Woodward carried on an intimate affair with his court clerk from July of 2012 until May of last year. Both judges censured by state Commission on Judicial Performance_ Commission called it 'the height of irresponsible and improper' behavior. Both Woodward and Steiner were allowed to remain on the bench despite the censure"

(www.dailymail.co.uk/news/article-2741537/Two-California-judges-censured-having-sex-multiple-women-chambers.html)
(http://www.sfgate.com/news/article/Two-California-judges-disciplined-for-having-sex-5728796.php)
(http://www.latimes.com/local/la-me-judges-sex-censure-20140903-story.html)

''اورینج کاؤنٹی اعلیٰ عدالت کے جج اِسکاٹ اِسٹینر کو اپنے عدالتی چیمبر کے اندر متعدد مواقع پہ (مختلف عورتوں کے ساتھ) جنسی تعلقات بنانے کی وجہ سے پھٹکار لگائی گئی ہے، کیرن کاؤنٹی عدالت عالیہ کے جج کوری وڈوارڈ جولائی ۲۰۱۲ء تا مئی ۲۰۱۳ء اپنی (خاتون) کورٹ کلرک کے ساتھ جنسی تعلقات میں ملوث رہے، عدالتی پرفارمنس کے لیے دونوں کی سرزنش کی گئی ہے۔ کمیشن نے اسے 'بہت زیادہ غیر ذمہ دار اور غلط رویہ' قرار دیا، زجر کے باوجود وُڈوارڈ اور اِسٹینر دونوں کو ان کو عہدوں پہ بحال رکھا گیا ہے۔''

بھلا سوچئے! تقریباً ایک سال تک ایک جج کا چیمبر بطور طوائف خانہ استعمال ہوتا رہا اور وہ بھی خود جج صاحب کے ذریعہ مگر اِنتظامیہ بے خبر، جو لوگ سرکاری نوکریوں میں

ہیں یا نوکری پیشہ کے دوست ہیں وہ میرے اس قول کی تصدیق کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ چلتا بہت زیادہ ہے مگر ٹینشن کوئی نہیں لیتا۔ ان میں بالخصوص جناب وُڈوارڈ صاحب نے جو طریقہ اپنایا ہے وہ تو یورپ وامریکہ کی چشم کشائی کے لیے کافی سے زائد ہے:

"The commission said Woodward passed notes of a sexual nature to the clerk during court proceedings and lied about the relationship when confronted by his presiding judges in a bid to block her transfer."

''کمیشن کا کہنا ہے کہ وُڈوارڈ نے عدالتی کاروائی کے دوران جنسی نوٹ کو خاتون کلرک کی طرف بڑھادیا اور تعلقات اس وقت قائم کیے جب اپنے صدر جج کے ذریعہ اس کلرک کا تبادلہ رُکوادیا۔''

ہم ایک سفر میں تھے۔ ایک غیر مسلم بھائی نے سوال کیا کہ مولانا لوگ کہتے ہیں کہ مسجد میں نماز پڑھنے سے بہت ثواب ملتا ہے پھر آپ لوگ عورتوں کو کیوں مسجد جانے سے روکتے ہیں؟ کیا آپ لوگ سارا ثواب خود ہی لے لینا چاہتے ہیں؟؟ ہم اس سوال کا جواب دینے کے لیے منہ کھولنے بھی نہیں پائے تھے کہ بازو میں بیٹھے دوسرے بھائی نے کہا: کیا تم چاہتے ہو کہ جو کچھ ہمارے عبادت خانوں میں ہوتا ہے وہی مسجد میں ہو؟؟ میں تو مسلموں کی اس بات کو اچھی سمجھتا ہوں اور یہ بہت اچھا لگتا ہے۔

اس عنوان پہ تفصیل ''حجاب'' اور ''اختلاط مرد وعورت'' کے عناوین کے تحت مسطور ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری ان سطروں کو پڑھنے کے بعد ہمارے مسلم دانشور اور سیاست داں حضرات کسی بھی اسلامی مسئلہ پہ اظہار خیال / ناراضگی سے قبل کسی ماہر عالم دین سے رابطہ کرکے اصل اسلامی نقطۂ نظر اور اس کے اسباب کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

(چہارم) معاشرتی احکام۔

اس باب میں اسلام، بائبل اور یورپ وامریکہ کے معاشرتی احکام تحریر کیے گئے ہیں۔ یعنی وہ قوانین جو سماج اور تہذیب کی شکل وصورت پہ اثر انداز ہوتے ہیں۔

(۱) تعظیم والدین۔

آج کے دور میں سب سے زیادہ جس معاشرے میں والدین کی بے حرمتی کی جارہی ہے وہ یورپ وامریکہ کا عیسائی سماج ہے۔ بعض یورپی ممالک نے تو بچوں کی تادیب کو

قابلِ سزا جرم بنا کر بے راہ روی کے سیلِ رواں کو تحفظ بخش دیا ہے۔اب ان کا سماج اتنا پست ہو چکا ہے کہ لڑکا تھوڑا بڑا ہوتے ہی اپنی آزادی کا ڈنکا بجا دیتا ہے اور اس آزادی کی آڑ میں حقوق والدین سے اس قدر کھلواڑ کیا جاتا ہے کہ ضعیفوں کی حالت پہ ترس آتا ہے۔مگر یہ بات بھی سچ ہے کہ حکومت کے ساتھ ساتھ والدین کی اپنی بھی خامیاں اور کمزوریاں اس کے لیے ذمہ دار ہیں۔خود کو ترقی یافتہ اور انصاف کے پرچارک کہلانے والی امریکی ومغربی حکومتوں نے اٹھارہ سال اور اس سے زائد عمر والوں کو کلی اختیار دیدیا ہے کہ وہ چاہیں تو والدین کی خبر گیری کر لیں یا بے سہارا چھوڑ دیں۔جس بچے کی پیدائش وتربیت کے لیے ماں کو کم از تین سالوں تک (نو ماہ شکم میں اور سوا دو سال پرورش میں) اپنے ہر سکون وخواہش کو اس بنیاد پہ بھلانا پڑتا ہے کہ بچے کی صحیح دیکھ ریکھ ہو جائے، پھر اس کے بعد اس کی ضد پوری کرنے کے لیے اپنی ہزاروں خواہشوں کا گلا دبانا پڑتا ہے، کیا ان کا اتنا بھی حق نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خود سے رشتہ رکھنے کے لیے مجبور کر سکیں؟؟ کیا اس درد کا بھی کوئی بدلہ ہو سکتا ہے جو ماں بچے کی پیدائش کے وقت برداشت کرتی ہے؟؟ کیا انصاف یہی چاہتا ہے کہ بے پناہ قربانیوں کا بدلہ ’احساسِ تنہائی‘ کی سزا کی شکل میں دیا جائے؟؟ اگر ان کی نظر میں اسی کو انصاف کہتے ہیں تو ہمیں یہ حق ضرور پہنچتا ہے کہ ہم ان کی ڈکشنری میں موجود ہر لفظ کا معنی اُلٹا سمجھیں۔

آج کے عیسائی معاشرہ کو دیکھ کر کسی انسان کے دل میں یہ خیال آنا بہت مشکل ہے کہ ان کی کتاب مقدس بائبل تعظیم والدین کے حوالے سے بہت سخت موقف رکھتی ہے۔ قرآن نے بھی احترام والدین کے مسئلے کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ پہلے ہم قرآن حکیم کی چند آیات واحادیث تحریر کریں گے پھر بائبل کی آیات نقل کی جائیں گی۔اس اہم نکتہ سے اولاد بالخصوص نئی نسل کے نوجوانوں کی غفلت ولا پروائی کی وجہ سے ہم حقوق والدین پہ تھوڑی تفصیل قلم بند کرتے ہیں:۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثٰقَ بَنِيٓ إِسْرَآئِيلَ لَا تَعْبُدُوْنَ إِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوٰلِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا

الزَّکٰوۃَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ o"۔

"یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے۔ والدین، قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھلائی کرو گے۔ لوگوں سے اچھی بات کہو گے اور نماز قائم کرو گے اور زکوۃ دو گے۔ پھر تم سے تھوڑوں کے علاوہ سبھی پھر گئے اور یقیناً تم اعراض کرنے والے لوگ ہو۔" (سورۃ البقرۃ: ۸۳)

یہ حکم صرف بنی اسرائیل کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ علما کا مذہب یہ ہے کہ قرآن نے عموماً پچھلی امتوں کے جس عمل کو بیان کیا اور اس کی مذمت نہیں کی یا اس پر عمل نہ کرنے کا فیصلہ نہیں سنایا وہ امت مسلمہ کے لیے بھی جائز/مستحب/واجب ہے۔

ایک دوسرے مقام پہ ارشاد ہوتا ہے:

"لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا o وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا، اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا o وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا o"۔

"اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں نہ کہنا، اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا، اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے، اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے بچپن میں پالا۔"
(سورۃ بنی اسرائیل: ۲۱-۲۲)

امام بخاری رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں:

"جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! مَا الْکَبَائِرُ؟ قَالَ: اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: اَلْیَمِیْنُ الْغَمُوْسِ۔"

"ایک دیہاتی صحابی نبی ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بڑے گناہ کونسے ہیں؟ فرمایا: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا، عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: ماں باپ کی نافرمانی کرنا، عرض کیا: اس

کے بعد؟ فرمایا: ماں باپ کی نافرمانی کرنا، عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: جھوٹی قسم۔"

(صحیح البخاری: الحدیث ٦٥٢٢، ٦٢٩٨، صحیح ابن حبان: الحدیث ٥٥٦٢، شعب الایمان: الحدیث ٤٨٤٣، ٥٣١٧، ٤٨٦٠)

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

"یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا؟ قَالَ: ھُمَا جَنَّتُكَ اَوْ نَارُكَ۔"

"یارسول اللہ ﷺ! ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ دونوں تمہاری جنت یا جہنم۔"

(سنن أبی داؤد: الحدیث ٣٧٩٣ باب بر الوالدین، مشکواۃالمصابیح : باب البر والصلة ص ٤٢١)

مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ مختصر جواب "ماں باپ تمہارے لیے جنت یا جہنم ہیں" ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ شاید ہی دنیا کا کوئی آئین یا مذہب ایسا ہو جس نے اتنے مختصر اور جامع انداز میں اطاعتِ والدین اور ان کی نافرمانی کی جزا اور سزا کو ذکر کر کے اطاعتِ والدین کی اہمیت کا احساس دلایا ہو۔ اگر اولاد اپنے ماں باپ کی تعظیم و تکریم اور اطاعت کرتی ہے۔ ان کے حکم سے بال برابر بھی انحراف نہیں کرتی ہے تو ایسی اولاد اپنے نیک کاموں اور اطاعتِ والدین کے سبب جنت میں داخل ہوگی۔ برخلاف اس کے اگر کوئی لڑکا اپنے ماں باپ کو اہمیت نہیں دیتا۔ ان کی بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اُڑا دیتا ہے۔ ان کی رضامندی و ناراضی کو غیر اہم سمجھتا ہے۔ انہیں جھڑکیاں دیتا ہے اور ان سے تیز اور سخت لہجہ میں بات کرتا ہے تو ایسے لڑکے سے خدا بھی ناراض ہوتا ہے اور عقوقِ والدین کے سبب اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔ یہی مطلب اس حدیث پاک کا ہے کہ وہ تمہاری جنت یا جہنم ہیں۔

دوسری حدیث پاک میں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"رَغِمَ اَنْفُهُ، رَغِمَ اَنْفُه، رَغِمَ اَنْفُه، قِیْلَ: مَنْ؟ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! قَالَ: مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَیْهِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدَھُمَا اَوْ کِلَیْھِمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔"

"ذلیل ہوا، ذلیل ہوا، ذلیل ہوا، عرض کیا گیا: یارسول اللہ کون رسوا ہو......؟ ارشاد فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ میں سے ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا اور (انکی خدمت کر کے) جنت نہ گیا۔"

(صحیح المسلم: الحدیث ٦٦٧٥، ٦٦٧٦، جمع الجوامع: الحدیث ١٢٩٠٤، الأدب المفرد للبخاری: الحدیث ٢١)

ذرا غور فرمائیں! نبی کریم ﷺ نے کتنے اچھوتے پیرائے میں ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ذلیل وخوار ہے جس نے بوڑھے ماں باپ کی خدمت نہ کی اور اپنی نادانیوں سے انہیں ناراض کرکے جنت کی چابی کھودی۔

دوسری حدیث میں والدین کی نافرمانی کے وبال کا تذکرہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"كُلُّ الذُّنُوْبِ يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَاشَاءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهُ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهٖ فِيْ الْحَيَاتِ قَبْلَ الْمَمَاتِ۔"

''اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مشیت سے بندہ کے ہر گناہ کی مغفرت فرمادیتا ہے مگر والدین کی نافرمانی کرنے والے کو مرنے سے قبل دنیوی زندگی میں بھی گرفتارِ بلا کردیتا ہے۔''

(المستدرك للحاكم: الحديث ٧٢٦٣، شعب الايمان: الحديث ٧٨٨٩، ٧٨٩٠، مشكوة المصابيح: باب البر والصلة ص ٤٢١)

''ایک شخص اپنے والدین کا بہت نافرمان تھا۔ ماں باپ کو تنگ کرنا، انہیں اذیت دینا اور ان کے حکم کے خلاف کرنا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ حد تو اس وقت ہوگئی جب اس نے اپنے باپ کو اسی کے گھر سے گھسیٹ کر گھر سے دور ایک سنسان ویرانے میں پہونچا دیا۔ خیر! قدرت الٰہیہ اس کو اس کے فعلِ بد کی سزا اسی دنیا میں دینا چاہتی تھی۔ اللہ عزوجل نے اسے اسی کے مثل ایک نافرمان بیٹا عطا فرمایا جو شر وفساد اور نافرمانی میں اپنے باپ کا عکس تھا۔ باپ کو جھڑکیاں دینا، طرح طرح کے جسمانی وذہنی کرب وبلا میں مبتلا رکھنا اور ان کی نافرمانی کرنا اس کا بھی نمایاں وصف تھا۔ ایک روز وہ بھی اپنے باپ کو گھسیٹتا ہوا اسی ویرانے کی طرف چل پڑا جس طرف اس کے باپ نے اپنے باپ کو گھسیٹا تھا۔ جب وہ نافرمان باپ اس مقام تک پہنچا جہاں اس نے اپنے باپ کو گھسیٹا تھا تو اسے سمجھ میں آ گیا وہ اپنے بیٹے سے بولا: بس! بس! بس! اب مجھے پختہ یقین اور اعتقاد ہوگیا ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کی سزا آخرت میں تو ملے گی ہی۔ ساتھ ہی ساتھ اس دنیا میں بھی ملتی ہے۔ کل میں نے جس طرح اپنے باپ کے ساتھ کیا تھا اُسی کا پھل پا رہا ہوں۔ اسی

مقام تک میں نے اپنے باپ کو گھسیٹا تھا اور آج تم نے بھی مجھے اسی مقام تک گھسیٹا ہے۔''

ایک حدیث مبارک میں ہے:

''جو والدین کے متعلق امور میں کمی کرنے کی وجہ سے خدا کا نافرمان ہوگا اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھول دیے جائیں گے۔ اور اگر والدین میں سے ایک کا نافرمان ہو تو جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! والدین ظلم کریں تب بھی؟ فرمایا: اگر چہ ظلم کریں، اگر چہ ظلم کریں، اگر چہ ظلم کریں (تین بار)۔'' (مشکواة المصابیح:ص ٤٢١)

مذکورہ حدیث پاک میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اولاد پر ہر حال میں اطاعت لازم ہے اگر چہ (اولاد کی سوچ میں) ماں باپ خطا پر ہوں۔ ان کی خطا پر گرفت اللہ عزوجل فرمائیگا۔ اولاد کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ماں باپ کی سختیوں کی وجہ سے ان کی نافرمانی اور بغاوت پر آمادہ ہوجائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے غیر مسلم ماں باپ کی بھی اطاعت کا حکم دیا ہے البتہ اس بات کا استثنا کردیا ہے کہ ماں باپ اسلام مخالف اور توحید ورسالت سے متصادم حکم دیں تو پھر حکم باری کو مقدم رکھتے ہوئے ان کی باتوں کو ٹھکرادینا لازم ہے، چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

''وَاِنْ جٰهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا، وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفاً ○''۔

''اور اگر وہ (ماں باپ) اس بات کی کوشش کریں کہ تم میرا شریک ٹھہراؤ جس کا تمہیں علم نہیں تو تم ان کی بات نہ ماننا مگر ان کے ساتھ دنیا میں حسن سلوک جاری رکھو۔'' (سورۃلقمان:١٥)

اسلام نے جہاں ماں باپ کی نافرمانی کو ایک عظیم جرم اور گناہ قرار دیا ہے۔ اس کے مرتکب کو جہنم کی وعیدیں سنائی ہیں، وہیں اس نے ایک راہ بھٹکی نافرمان اولاد کو اپنی خفت مٹانے، گناہوں کو دھونے اور جہنم سے بچنے کا ایک آسان اور بے خطا نسخہ بھی دیا ہے جسے اپنا کر کوئی بھی انسان اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ ہونے سے بچا سکتا ہے۔ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

''اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْاَحَدُهُمَا وَاَنَّهٗ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلَایَزَالُ یَدْعُوْلَهُمَا حَتّٰی یَکْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا۔''

''جس شخص کے ماں باپ یا ان میں سے ایک انتقال کر جائیں اس حال میں کہ وہ بندہ اپنے والدین کا نافرمان ہے، تو وہ ان دونوں کے لیے دعائے خیر کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نیک سلوک والا لکھ دیتا ہے (یعنی اس کا نام نافرمانوں کے رجسٹر سے فرماں برداروں کے رجسٹر میں لکھ دیتا ہے)۔'' (شعب الایمان للبیهقی: باب فی حفظ حق الوالدین بعد وفاتهما)

ہمیں اس بات کی بے پناہ خوشی ہے کہ احترامِ والدین کا سبق ان لوگوں کی مانی ہوئی کتاب بھی دے رہی ہے جنہوں نے ساری دنیا کو ''والدین بےزار'' بنانے کا جُوا اپنے کاندھوں پہ اٹھا رکھا ہے۔ بائبل نے بھی احترامِ والدین کے معاملہ میں اسلام کے موقف کی زوردار حمایت کی ہے۔

بائبل میں شامل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب توریت کی دوسری کتاب میں ہے:

"Honour thy father and thy mother: that thy days may be long upon the land which the LORD thy God giveth thee." (Exodus: 20/12)

''تو اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا تا کہ تیری عمر اُس ملک میں جو خُداوند تیرا خُدا تجھے دیتا ہے دراز ہو۔'' (خروج: ۱۲/۲۰)

اسی طرح کتاب اِستثنا میں ہے:

"Honour thy father and thy mother, as the LORD thy God hath commanded thee; that thy days may be prolonged, and that it may go well with thee, in the land which the LORD thy God giveth thee." (Deuteronomy: 5/16)

''اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا جیسا خُداوند تیرے خُدا نے تجھے حکم دیا ہے تا کہ تیری عمر دراز ہو اور جو ملک خُداوند تیرا خُدا تجھے دیتا ہے اُس میں تیرا بھلا ہو۔'' (استثنا: ۱۶/۵)

انجیل متی میں مسیح علیہ السلام کا ارشاد اس طرح ہے:

"Honour thy father and thy mother: and, Thou shalt love thy neighbour as thyself." (Matthew: 19/19)

''اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ۔'' (متی: ۱۹/۱۹)

اطاعت والدین کے تعلق سے احکام میں تحریف کی بنا پر مسیح علیہ السلام علمائے یہود کو ان الفاظ میں ڈانٹتے ہیں:

"For laying aside the commandment of God, ye hold the tradition of men, as the washing of pots and cups: and many other such like things ye do. And he said unto them, Full well ye reject the commandment of God, that ye may keep your own tradition. For Moses said, Honour thy father and thy mother; and, Whoso curseth

father or mother, let him die the death: But ye say, If a man shall say to his father or mother, It is Corban, that is to say, a gift, by whatsoever thou mightest be profited by me; he shall be free. And ye suffer him no more to do ought for his father or his mother; Making the word of God of none effect through your tradition, which ye have delivered: and many such like things do ye." (Mark: 7/8-13)

''تم خُداوند کے حکم کو ترک کر کے آدمیوں کی روایت کو قائم رکھتے ہو۔ اور اُس نے اُن سے کہا تم اپنی روایت کو ماننے کے لئے خُدا کے حکم کو بالکل رد کر دیتے ہو۔ کیونکہ موسیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا اور جو کوئی اپنے باپ یا ماں کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ لیکن تم کہتے ہو کہ اگر کوئی باپ یا ماں سے کہے کہ جس چیز کا تجھے مجھ سے فائدہ پہنچ سکتا تھا وہ قربان یعنی خُدا کی نذر ہو چکی ہے۔ تو تم اُسے پھر باپ یا ماں کی کچھ مدد کرنے نہیں دیتے۔ یوں تم خُدا کے کلام کو اپنی روایت سے جو تم نے جاری کی ہے باطل کر دیتے ہو۔ اور ایسے بہتیرے کام کرتے ہو۔'' (مرقس:۷/۸۔۱۳)

مسیح علیہ السلام نے سرکش اولاد کے لیے موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے ذکر کی گئی جس سزا کا حوالہ دیا وہ یہ ہے:

"For every one that curseth his father or his mother shall be surely put to death: he hath cursed his father or his mother; his blood shall be upon him." (Leviticus: 20/9)

''اور جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں پر لعنت کرے وہ ضرور جان سے مارا جائے اُس نے اپنے باپ یا ماں پر لعنت کی ہے۔ سو اُس کا خون اُسی کی گردن پر ہوگا۔'' (اَحبار:۲۰/۹)

ان کے علاوہ اَحبار:۲۱/۱۸۔۲۰، اَمثال:۱۳/۱، ۱۵/۵، ۱۵/۲۰، ۱۹/۲۶، ۲۰/۲۰، پر بھی ماں باپ کی عظمت اور سرکش بیٹے کی مذمت و سنگساری کا بیان وارد ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ توریت، انجیل اور قرآن سمیت ہر آسمانی کتاب نے والدین کی اطاعت کو اولین فرائض میں شمار کیا ہے اور نافرمان اولاد کے لیے طرح طرح کی سزاؤں کو بیان کیا ہے۔

یورپ و امریکہ میں سماجی پستی اور خاندانی خوشی کے فقدان میں ماں باپ کی نافرمانی کا ایک اہم رول ہے۔ بچے ماں باپ سے اتنے بے زار ہوتے ہیں کہ صرف امریکہ میں سالانہ کم و بیش ۲۸/لاکھ بچے/بچیاں اپنا گھر چھوڑ کر سڑکوں پہ آجاتے ہیں جہاں سے بہتوں کو

جنسی بیوپاری اور منظّم جرائم گروپ اپنے غیر قانونی نیٹ ورک میں پھانس لیتے ہیں۔
(http://www.washingtontimes.com/news/2005/apr/28/20050428-095319-7893r)
(http://www.focusas.com/Runaways-WhyTeensRunAway.html)

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ گھر کا ماحول سازگار نہ ہونے کی وجہ سے بچے بھگوڑے بننے پہ مجبور ہوجاتے ہیں، اس پر عرض ہے کہ امریکہ سب سے زیادہ تعلیم یافتہ، متمدن، علم دوست، ترقی یافتہ اور مالدار ملک تسلیم کیا جاتا ہے پھر گھر کی چہاردیواری کا حال اَن پڑھ، غریب اور غیر متمدن ممالک کے گھروں سے بھی زیادہ خراب کیوں ہے؟؟؟ شاید دنیا کے کسی بھی ملک میں بھگوڑے بچوں کا تناسب امریکہ کے برابر نہیں ہے۔ ایسا کیوں......؟؟؟ آپ کو اس سوال کا جواب بھی مل چکا ہوگا جب آپ یہ کتاب مکمل پڑھ چکے ہوں گے۔

(۲) بزرگوں کا ادب۔

ایک پُر امن اور مہذب سماج کی تشکیل اور اس کی بقا میں بڑوں بوڑھوں اور بزرگوں کی تعظیم واطاعت کو اہم مقام حاصل ہے۔ ہم خود افراد کی آزادی کے داعی ہیں مگر ہر وہ معاشرہ جہاں چھوٹے بڑے ہر ایک کو غیر محدود آزادی کے بے لگام گھوڑے پہ بٹھا دیا جاتا ہے اسے آپ کتنا ہی ترقی یافتہ کیوں نہ کہیں لیکن انسان کی سماجی اور معاشرتی بھوک مٹانے سے وہ قاصر ہے۔ ہم نے ہندوستان میں اس ریاست کو بھی بہت قریب سے دیکھا ہے جہاں ہر چھوٹے بڑے انسان کو اس قدر آزادی حاصل ہے کہ بھتیجا چچا کے سامنے اور بھانجا ماموں کے سامنے بھی شرافت شکن حرکت کی انجام دہی میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کرتا ہے۔ بحیثیت ذمہ دارِ دارالافتا ہمیں ایسے متعدد کیسز بھی موصول ہوئے جن میں بالغ لڑکے لڑکیوں نے اپنی مرضی سے نکاح وشادی کر لی اور والدین کو اس کی بھنک چار پانچ سالوں بعد لگی۔ جب ہم نے اس طرح کے معاملات کا بنظر غائر تجزیہ کیا تو نتیجہ یہ سامنے آیا کہ مغربی تہذیب کی وارفتگی اور حالات کے ستم دونوں نے مل کر ایسے معاشرے کو تشکیل دیا ہے جس میں ہر کوئی صرف خود تک محدود رہتا ہے۔ ایک انسان اپنی اولاد کے سوا کسی بھی بچے کو اس کی حرکت پہ ٹوکنا تو دور اس کے ماں باپ سے شکایت کرنے کی بھی زحمت بلکہ ہمت نہیں کر پاتا ہے۔ ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ بڑے بزرگوں کے احترام اور ان سے حسن سلوک کا حکم دینے

کے معاملہ میں اسلام تنہا نہیں ہے۔ بلکہ ''بڑوں سے بغاوت'' کی تحریک چلانے والی قوم عیسائیوں کی مقدس کتاب بائبل بھی اس مقام پہ اسلام کے شانہ بشانہ کھڑی نظر آتی ہے۔

بڑوں کی عظمت کو اجاگر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا."

''بڑوں کے حق کی ادائیگی سے بے پرواہ اور چھوٹوں پہ رحم نہ کرنے والا ہم میں سے نہیں۔''

(مسند أحمد: الحديث ٧١٢٠، ٧١٢٣، ٧٢٧٢، ٢٠٤٣، ٢٠٤٤، ٢٠٤٥، ٢٠٤٦، سنن أبي داؤد: الحديث ٤٩٤٥، الأدب المفرد للبخاري: الحديث ١٤٦، مسند أبي يعلى: الحديث ٣١٤١، ٣١٤٢)

ایک مومن دل رکھنے والے انسان کے لیے اس سے بڑی اور کوئی مصیبت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس سے بے زاری اور بے تعلقی کا اظہار فرما دیں۔ اس ایک جملے میں رسول اللہ ﷺ نے بحر ہند کو سمو دیا ہے۔ یعنی ایک کامل مسلمان وہ ہے جو بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پہ شفقت کرتا ہے۔ صرف چھوٹوں کو ہی بڑوں کے سامنے پابند نہیں بنایا گیا بلکہ بڑوں کو بھی چھوٹوں کے جائز حقوق اور ان کے مثبت خیالات کا لحاظ کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔ جہاں چھوٹوں پر اس بات کو لازم کیا گیا کہ وہ بڑوں کے سامنے ادب و احترام سے رہیں، ان کے کہے کا پاس رکھیں وہیں بڑوں کو بھی چھوٹوں کے ساتھ ستم انگیز معاملہ نہ برتنے کا پابند بنایا گیا ہے۔

ایک دوسری حدیث جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لَيْسَ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيْرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرَفْ لِعَالِمِنَا."

''وہ میرے کامل پیروکاروں میں سے نہیں جو بڑوں کی تعظیم نہ کرے، جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور جو اہل علم کے رتبہ کو نہ پہچانے۔''

(مسند أحمد: الحديث ٢٣٤٢٥، مشكل الآثار للطحاوي: الحديث ١١٣٣)

اس حدیث میں تو اس شخص کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے امتیوں میں شمار کرنے سے انکار ہی کر دیا جو بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پہ شفقت اور علما سے ان کے رتبہ کے مطابق سلوک نہیں کرتا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی مصیبت کی گھڑی کبھی نہیں ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ اس کو اپنا ماننے سے انکار کر دیں۔

بائبل نے بھی بڑوں کی تعظیم کا درس دیا ہے:

"Thou shalt rise up before the hoary head, and honour the face of the old man, and fear thy God: I am the LORD." (Leviticus:19/32)

''جنکے سر کے بال سفید ہیں تو اُنکے سامنے اُٹھ کھڑے ہونا اور بڑے بوڑھے کا ادب کرنا اور اپنے خُدا سے ڈرنا۔ میں خُداوند ہوں۔'' (اَحبار:۱۹/۳۲)

بڑوں کی تعظیم کا فقدان بھی امریکہ و یورپ کے معاشرتی مسائل کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ جب بچوں کی سوچ یہ ہو کہ اپنے سے بڑوں کا احترام ضروری ہے اور ان کے سامنے کوئی بھی غیر شائستہ بات یا حرکت نہ کی جائے تو وہ خود بخود اپنے کو برائیوں سے دور رکھنے کے عادی ہوجائیں گے کیونکہ عام طور پہ انسان دن بھر بڑوں بزرگوں کی نگاہ میں رہتا ہی ہے۔ لیکن اگر نظریہ بدل جائے اور یہ سوچ ذہن میں بیٹھ جائے کہ جس سے مالی منفعت نہ ہو اس کی توقیر کی کوئی حاجت نہیں ہے تو ایسے بچوں کے بے لگام ہونے کا خطرہ کئی گنا ہوسکتا ہے۔

(۳) انسان کو کتنی آزادی ملنی چاھئیے:۔

یہ سوال اس زمانہ کے لیے کافی اہم ہے۔ اسلام کا موقف اس سلسلے میں یہ ہے کہ آپ آزاد ہیں اور آپ کو اپنی آزادی کا استعمال کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا، بشرطیکہ آپ کی آزادی سے مملکت کا مفاد، آئینِ سلطنت، بڑوں بزرگوں کی حرمت اور شہریوں کی جان، مال اور عزت محفوظ ہوں اور دیگر شہریوں کے آئینی مذہبی جذبات برانگیختہ نہ ہوں۔ جس کسی کی حرکت سے کسی کو جانی، مالی، نسلی اور مذہبی تکلیف پہونچے یا قانونِ اسلامی اور سلطنت کو کوئی نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو اس وقت اس کی آزادی کچھ مدت کے لیے سلب کرلی جائے گی۔ اس کو دوسروں لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ انسان غیر محدود آزادی لے کر پیدا نہیں ہوا ہے بلکہ اس کی آزادی اس سرحد کے اندر محصور ہے کہ وہ اپنے کسی عمل و حرکت سے ملک، قانون اور کسی فرد کے لیے تکلیف دہ ثابت نہ ہو، اگر وہ اس سرحد کو پار کریگا تو اسے انجام بھگتنے کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ ہمیں خوشی ہے کہ دوہرے معیار کی طرفدار عالمی حکومتوں کی مذہبی کتاب بائبل یہاں پر بھی اسلامی ہدایات کے مطابق نظر آتی ہے:

"As free, and not using [your] liberty for a cloke of maliciousness, but as the servants of God. Honour all [men.] Love the brotherhood. Fear God. Honour the king." (1Peter: 2/16-17)

''اپنے آپ کو آزاد جانو مگر اِس آزادی کو بدی کا پردہ نہ بناؤ بلکہ اپنے آپ کو خُدا کے بندے جانو۔ سب کی عزت کرو۔ برادری سے محبت رکھو۔ خُدا سے ڈرو۔ بادشاہ کی عزت کرو۔'' (پطرس اول:۲/۱۶۔۱۷)

اس پیراگراف سے معلوم ہوا کہ انسان کو دی جانے والے آزادی کی ایک حد ہے، یورپ وامریکہ ہر اسلام دشمن بیان وعمل کے دفاع اور ماں باپ اور بزرگوں کی عزت سے کھیلنے کے لیے جس طرح آزادی کی آڑ لیتے ہیں وہ بائبل کے خلاف اور ناجائز ہے۔ 'آزادی' کے لفظ کا شرارت، آزار، گستاخانہ ذہنیت اور فرقہ واریت کے لیے استعمال مکمل منع ہے۔

راجستھان ہائی کورٹ نے اکتوبر ۲۰۱۱ء کے آخری عشرہ میں بدھا رام دینا بنام حکومت راجستھان ودیگر کیس میں ایک بڑی بات کہی تھی:

"the pious purpose of the Arya Samaj mission has been lost at by local units in the State and they are becoming tool for pacification of 'greed and lust' for girl and boy, and once it is over the marriage lands in courts resulting in irreversible breakdowns". "It takes them one hour to solemnise a marriage between a 18-year-old girl and a 38 or 40-year-old man which leaves scars forever in the life of parents who bring up their children with great passion and aspirations. Such marriages in lust and greed by young blood cannot be said to be correct .... We cannot allow society to suffer due to outcome of such a bad marriage. Such marriages are giving a bad message to society and need to be checked immediately."

(www.hindustantimes.com/india-news/jaipur/raj-hc-puts-breaks-on-quick-arya-samaj-marriages/article1-760596.aspx)(http://www.thehindu.com/todays-paper/tp-national/rajasthan-high-court-puts-the-brakes-on-quick-arya-samaj-marriages/article2566570.ece)(http://timesofindia.indiatimes.com/india/Knot-done-Rajasthan-HC-riders-on-Arya-Samaj/articleshow/10457429.cms)

''ریاست کی مقامی اِکائیوں میں آریہ سماج مشن کا مقدس مقصد مفقود ہو چکا ہے، یہ لڑکے لڑکیوں کے حرص وہوس کی تسکین کا ذریعہ بن کر رہ گئے ہیں، اور جب یہ ہوس مٹ جاتی ہے تو وہ شادی کورٹ تک پہنچتی ہے جس کا نتیجہ ناقابل تلافی جدائی ہوتا ہے، اس کے لیے انہیں صرف ایک گھنٹہ درکار ہوتا ہے تاکہ ایک ۱۸/سالہ لڑکی اور ایک ۳۸/ یا ۴۰/سالہ عقلمند مرد شادی کرسکیں، ایسی شادی والدین کی زندگی میں ہمیشہ کے لیے ایک ناسور چھوڑ جاتی ہے جنہوں نے بڑے اَرمان سے اپنے بچوں کی پرورش کی، نوجوانوں کے ذریعہ اس طرح کی ہوس بھری شادی کو صحیح نہیں ٹھہرایا جاسکتا ہے، ہم سماج کو اس طرح کی بری شادیوں کے انجام میں پھنسنے کی اجازت نہیں دے سکتے، یہ شادیاں معاشرہ کو غلط پیغام دے رہی ہیں جن کے حل کے لیے جلد از جلد ایکشن لیا جانا چاہئے۔''

واضح رہے کہ اسلام اس کی حمایت نہیں کرتا کہ بالغ لڑکوں لڑکیوں پہ ماں باپ مکمل طور پہ اپنی مرضی تھوپ دیں، اسلام ایسی شادی کے نظریہ کی حمایت کرتا ہے جس میں ماں باپ کے ساتھ بچوں کی مرضی کو بھی شامل کیا گیا ہو۔

آج بتاریخ ۱۱/۱۲/۱۳ء کو بھارتی سپریم کورٹ نے دہلی ہائی کورٹ کے ۲۰۰۹ء کے فیصلہ کو بدلتے ہوئے یہ رولنگ دی ہے کہ ہندوستانی تعزیراتی قوانین (Indian Penal Code) دفعہ ۳۷۷ کے مطابق ہم جنسیت غیر قانونی اور ایک قابل سزا جرم ہے۔ اس فیصلہ سے ہم جنس پرست اور ان کے حامیوں کو سخت تکلیف پہونچی اور انہوں نے ملک کی عدالت عظمٰی کے اس فیصلہ کو بنیادی حقوق اور خود پسندی سلب کر دینے والا فیصلہ قرار دیا، اس کے جواب میں مشہور قانون داں رام جیٹھ ملانی نے حقیقت پہ مبنی بڑی چبھتی ہوئی بات کہی ہے: یہ سب دماغی خلل سے ہوتا ہے، کل یہ جانوروں سے صحبت کا مطالبہ کریں گے تو کیا ہم اسے بھی جائز مان لیں گے؟؟؟ اور بائبل نے صحیح کہا کہ ''اپنے آپ کو آزاد جانو مگر اِس آزادی کو بدی کا پردہ نہ بناؤ۔''

اس فیصلہ پہ 'تقدس عدالت کے علمبرداروں' کے ردعمل سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ آزادی اور آوارگی کے دلدادہ شخص ہوس کی تسکین چاہتے ہیں اور بس۔ کبھی سپریم کورٹ کو قابل قدر قرار دیتے ہیں اور کبھی حقوق انسانی کا غاصب۔ بڑا خوبصورت مذاق ہے۔

اس عنوان پہ مزید تفصیل ''اہانت رسول ﷺ'' کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) مشورے کی اہمیت۔

ایک منظّم سماجی زندگی میں مشورے کی جو اہمیت ہے اس سے کسی ذی ہوش کو انکار نہیں ہوگا۔ مشورہ ایک زیادہ پرامن اور معتبر فیصلہ پر پہنچنے میں مدد دیتا ہے اور معاشرتی رشتے اس سے مضبوط ہوتے ہیں بلکہ انسانوں کے درمیان پُرخلوص دوستی کی ابتدا بھی باہمی مشورے سے شروع اور مضبوط ہوتی ہے۔ بائبل اور قرآن دونوں نے مشورے کی اہمیت کو اپنے اپنے ماننے والوں کے سامنے اجاگر کیا ہے۔ قرآن میں اللہ جل شانہ پیغمبر اعظم سید المرسلین ﷺ کو مخاطب بنا کر ارشاد فرماتا ہے:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝".

''اللہ کی رحمت کے سبب آپ ان کے لیے نرم ہیں، اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ کے پاس سے بکھر جاتے، انہیں بخش دیں اور اللہ سے ان کے لیے بخشش طلب کریں۔ ان سے معاملات میں مشورہ کریں اور جب آپ اٹل فیصلہ کرلیں تو اللہ پہ بھروسہ رکھیں، اللہ بھروسہ رکھنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔'' (سورۃ آل عمران: ۱۵۹)

اس آیت میں ایک نکتہ خاص طور پر غور کرنے کے قابل ہے کہ مشورہ کا حکم اس ذات گرامی وقار ﷺ کو دیا جارہا ہے جن کی نظر ماضی کی تہ درتہ چادروں سے لے کر مستقبل کے دبیز پردوں کو چاک کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور جن کے علم ودانش کا حال یہ ہے کہ سارے جہاں کے کل انسانوں کا علم وفہم ان کی دانائی وبینائی کے سامنے وہی نسبت رکھتا ہے جو ایک قطرہ پانی کو سات مہاساگروں کے پانی سے ہے۔ یہ حکم صرف امت مسلمہ کو مشورہ کی اہمیت بتانے کے لیے ہے ورنہ خدا نے انہیں کسی سے مشورہ لینے کا محتاج نہ بنایا، وہ خود ہی ان کا کفیل وکارساز ہے اور اسی نقطہ کی طرف اللہ جل شانہ نے ''فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ'' میں اشارہ فرمایا ہے کہ جب آپ کوئی فیصلہ کرلیں تو اللہ پہ بھروسہ رکھیں وہ آپ کی مراد ومنشا کو پایۂ تکمیل تک پہونچا دے گا۔

ایک دوسرے مقام پہ سچے پکے مسلمانوں کی امتیازی خصوصیات میں سے باہمی مشورہ کو بھی شمار کیا ہے۔ سورۂ شوریٰ میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝".

''اور اپنے رب کی باتوں کو قبول کرتے اور نماز قائم کرتے ہیں، باہمی مشورہ ان کا امتیاز ہے اور وہ ہمارے دیے سے خرچ کرتے ہیں۔'' (سورة الشورى: ٣٦-٣٨)

قرآن کی طرح بائبل نے بھی مشورے کی اہمیت کو بیان کیا ہے:

"Hear counsel, and receive instruction, that thou mayest be wise in thy latter end." (Proverbs: 19/20)

''مشورت کو سن اور تربیت پذیر ہوتا کہ تو آخر کار دانا ہو جائے۔'' (أمثال:۱۹/۲۰)

اور ایک مقام پہ مشورہ کو صواب ودرستی سے قریب کردینے والا بتاتے ہوئے کہا گیا:

"Every purpose is established by counsel: and with good advice make

war." (Proverbs: 20/18)

''ہر ایک کام مشورہ سے ٹھیک ہوتا ہے اور تو نیک صلاح لیکر جنگ کر۔'' (اَمثال: ۱۸/۲۰)

بائبل میں اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات پہ مشورہ کی اہمیت وخوبی کا بیان درج ہے:

اَمثال: ۱/۵، ۱/۲۵، ۱/۳۰، ۱۱/ ۱۴، ۱۲/۵، ۱۲/۱۵، ۱۲/۲۰، ۱۵/ ۲۲، ۲۴/۶، ۲۴/۷، ۱۹/۲۰۔''

صرف حکومت، کمپنی یا اِدارہ چلانے کے لیے ہی مشورہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر موڑ اور ہر گام پہ مشورہ از حد لازمی ہے۔امریکہ و یورپ کی پریشانیوں میں ایک بیماری یہ بھی ہے کہ آزادی کے نام پہ ہر آدمی کو اتنی زیادہ خود اعتمادی دیدی گئی ہے کہ ایک بچہ اور نوخیز لڑکے لڑکیاں زندگی کے بڑے فیصلوں میں بھی والدین سے مشورہ کو فضول تصور کرتے ہیں، ہاں! وہ مشورہ کرتے ہیں تو دوستوں سے جن کی خیر خواہی اور وفاداری کا تناسب کبھی بھی ماں باپ کی ہمدردی وبہی خواہی کے اردگرد بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔جس کا انجام سامنے ہے کہ خاندانی خوشی کا تصور مشکل تر ہوگیا ہے۔اگر وہ اِفراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال کو اپنا لیں تو پھر خوشیاں ان کے قدم چوم سکتی ہیں۔

(۵) جھوٹ۔

جھوٹ ایک ایسا قبیح فعل ہے جسے کسی بھی معاشرے میں عموماً قابل تعریف نہیں سمجھا جاتا۔کسی چیز کو خلاف واقع بیان کرنا ایک نہیں ہزاروں برائیوں کو جنم دیتا ہے۔کہا گیا ہے کہ جتنا فتنہ جادوگر ایک مہینے میں پھیلاتا ہے ایک جھوٹا اور چغل خور آدمی وہ کام منٹوں میں کردیتا ہے۔ایک کنجوس آدمی نے جھوٹ بولنے کی عادت میں مبتلا صحت مند غلام کو کم داموں میں فروخت ہوتے دیکھ کر جلدی سے خرید لیا، سوچا کہ غلام سے تو خدمت لینا مقصود ہے اُس کے دروغ گو ہونے سے مجھے کیا مطلب؟ لیکن اس جھوٹے غلام نے اس کی گرہستی میں آگ لگادی اور اسے اپنی بیوی کے قتل پر مجبور کردیا۔یہ ہے جھوٹ کا کمال۔اسی لیے ہر مذہب میں جھوٹ کو ایک شدید گناہ کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔قرآن اور بائبل نے بھی جھوٹ کو سختی سے منع کیا اور قابل مذمت قرار دیا ہے۔

جھوٹ بولنے والوں کو خود اپنی جان کے لیے ظالم وستمگر قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

''فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ o''۔

''تو جو اس کے بعد اللہ پر جھوٹ باندھے وہی حد سے گذرنے والے ہیں۔''(سورۃ آل عمران: ٩٤)

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ جل شانہ نے جھوٹ اور جھوٹوں کو برا گردانتے ہوئے کذب کو شرک کے قریب تر گناہ قرار دیا اور ارشاد فرمایا:

''فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ○''۔

''تو بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔'' (سورۃالحج : ٣٠)

اس کی تفسیر میں حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: عُدِلَتِ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالإِشْرَاكِ بِاللّٰهِ، ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ قَرَأَ: (فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: جھوٹی گواہی کو شرک کے قریب کیا گیا، یہ تین مرتبہ فرمایا اور پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ○''۔

(سنن أبی داؤد: الحدیث ٣٥٩٩، ٣٦٠١، سنن ابن ماجة: الحدیث ٢٣٧٢، ٢٤٦٢، مصنف ابن أبی شیبة: الحدیث ٢٣٠٣٩، مجمع الزوائد: الحدیث ٧٠٣٩)

ایک حدیث میں سچ کو جنت اور جھوٹ کو جہنم کی طرف لے جانے والا عمل قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِیْ إِلٰى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِیْ إِلٰى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِیْ إِلٰى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِیْ إِلٰى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ، حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا."

''راست گوئی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، بندہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ صدیق بن جاتا ہے۔ اور جھوٹ برائی کی طرف کھینچتا ہے اور برائی جہنم کی طرف گھسیٹتی ہے، بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

(صحیح البخاری: الحدیث ٦٠٩٤، مصنف عبد الرزاق: الحدیث ٢٠٠٦٧، المعجم الکبیر للطبرانی: الحدیث ٨٤٤٣، ٨٥١٨، ٨٥٢٢، المستدرك: الحدیث ٤٤٠، شعب الایمان: الحدیث ٤٧٨٧، ٤٧٨٨)

بائبل نے بھی جھوٹ کو لائق مذمت اور قابل سزا اعمال میں شمار کرایا ہے:

"A false witness shall not be unpunished, and he that speaketh lies shall not escape." (Proverb: 19/5)

''جھوٹا گواہ بے سزا نہ چھوٹیگا اور جھوٹ بولنے والا رہائی نہیں پائیگا۔'' (اَمثال:۱۹/۵)

سچی گواہی کی تعریف اور جھوٹی گواہی کی مذمت میں کہا گیا:

"A true witness delivereth souls: but a deceitful witness speaketh lies." (Proverb:14/25)

''سچا گواہ جان بچانے والا ہے پر دروغ گو دغا بازی کرتا ہے۔'' (اَمثال:۱۴/۲۵)

دغا باز اور جھوٹے کو راندۂ درگاہ گردانتے ہوئے کہا:

"He that worketh deceit shall not dwell within my house: he that telleth lies shall not tarry in my sight." (Psalms: 101/7)

''دغا باز میرے گھر میں رہنے نہ پائیگا۔ دروغ گو میرے روبرو قیام نہ کریگا۔'' (زبور:۱۰۱/۷)

ان کے علاوہ مزید درج ذیل مقامات پہ دروغ گوئی کی مذمت وارد ہے:

اَیّوب:۱۱/۳، ۱۳/۴، زبور:۴۰/۴، ۵۸/۳، ۶۳/۱۱، اَمثال:۶/۱۹، ۱۴/۵، ۱۹/۹، ۲۹/۱۲، ۳۰/۸۔''

کسی شخص کے خلاف جھوٹا مقدمہ دائر کرنا یا جھوٹی گواہی دے کر کسی پر ظلم کرنا کسی بھی مہذب انسان کے نزدیک محمود نہیں ہے۔ ہر وہ شخص جس میں شرافت کی ادنیٰ بو پائی جاتی ہے وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی اس طرح کی حرکت کو پسند نہیں کرے گا۔ اسلام نے بھی جھوٹی گواہی کو عظیم گناہوں کی فہرست میں شمار کیا ہے اور اس کو باعث ہلاکت قرار دیا ہے۔ اسلام کی طرح بائبل نے بھی اس چیز سے منع فرمایا ہے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں:

"جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ! مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: اَلْيَمِيْنُ الْغَمُوْسِ۔"

''ایک دیہاتی صحابی نبی ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! بڑے گناہ کونسے ہیں؟ فرمایا: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا، عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: ماں باپ کی نافرمانی کرنا، عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: ماں باپ کی نافرمانی کرنا، عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: جھوٹی قسم۔''

(صحيح البخاري: الحديث ٦٥٢٢، ٦٢٩٨، صحيح ابن حبان: الحديث ٥٥٦٢، شعب الايمان: الحديث ٤٨٤٣، ٥٣١٧، ٤٨٦٠)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

"أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ ثَلَاثًا، قَالُوا بَلٰى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ، قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ."

''کیا میں تمہیں بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟ تین مرتبہ استفسار فرمایا: صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے پھر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: خبردار! اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی، رسول اللہ ﷺ نے اس جملہ کو اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہم کہنے لگے کاش سکوت فرماتے۔''

(صحیح البخاری: الحدیث ٥٩٧٦، ٢٦٥٤، ٥٩٧٧، ٢٥١١، ٦٣١، ٥٦٣٢، صحیح المسلم: الحدیث ٢٦٩، ٢٧٠، ٢٧١، ٨٨، ١٤٣، مسند أحمد: الحدیث ٢٠٩٢٢، ١٢٦٧٠، ١٢٣٥٨، ٢٠٤٠١، ٢٠٤١٠، مشكل الآثار للطحاوی: الحدیث ٧٤٥)

قرآن وحدیث کی طرح بائبل نے بھی جھوٹی گواہی سے منع فرمایا ہے:

"Thou shalt not bear false witness against thy neighbour."

(Exodus: 20/16, Deuteronomy: 5/20)

''تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔'' (خروج: ۱۶/۱۰، استثنا: ۲۰/۵)

بائبل پہ ایمان رکھنے والی قوم نے اگرچہ بائبل کے احکام کو بالکل نسیامنسیا کی شکل دیدی ہے مگر بائبل کی اس طرح کی اسلام موافق آیات کے وجود و بقا سے کم از کم جو فائدہ حاصل ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح کے موید قرآن وحدیث اقتباسات اسلام کے متعلق حق پسندوں کی حق پسندی کو خراج عقیدت پیش کر کے انہیں یہ احساس دلاتے اور بتاتے ہیں کہ قرآن کا یہ اعلان حق ہے:

"شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ٥ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيٰتِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ٥ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ٥":

''اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علما انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہیں

کہ غلبہ اور حکمت والے اس یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے، اہل کتاب دل کے جلن کی وجہ سے پھوٹ میں نہ پڑے مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا اور جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کرے تو اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔ پھر وہ تم سے حجت کریں تو اے محبوب فرمادو کہ میں اور میرے متبعین اپنا منہ اللہ کے لیے جھکائے ہیں، آپ اہل کتاب اور اَن پڑھوں سے پوچھ لیں: کیا تم اسلام لائے، اگر وہ اسلام لائیں تو کامیاب ہوئے اور اگر پیٹھ پھیریں تو آپ پر صرف (ہمارا پیغام) پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔'' (آل عمران: ۱۸۔۲۰)

(۲) **قتل عمد۔**

قتل وہ بھی ایک اشرف المخلوقات انسان کا قتل نہایت قبیح ہے۔ معاشرہ میں ایک خون کتنی خرابیاں لے کر آتا ہے یہ ہر عقلمند پہ روشن ہے۔ کبھی کسی بات پہ ایک انسان دوسرے آدمی کی جان لے لیتا ہے تو وہ خون نسل در نسل خون کے دریا بہانے کا ذریعہ بن جاتا ہے اسی لیے دین فطرت اسلام (Natural Religion Islam) نے ایک انسان کے خون کو ساری انسانیت کے قتل سے تعبیر کیا ہے:

''مِنْ أَجْلِ ذٰلِکَ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْ إِسْرٰئِیْلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِی الْأَرْضِ فَکَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَمَنْ أَحْیَاهَا فَکَأَنَّمَا أَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ إِنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذٰلِکَ فِی الْأَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ o''۔

''اسی (ہابیل و قابیل کے واقعہ کی) وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو کوئی کسی کو قصاص یا زمین میں فساد کے سوا اور کسی سبب سے قتل کرے گویا اس نے سارے انسانوں کو مار ڈالا، اور جس نے ایک انسانی جان کی حفاظت کی گویا اس نے تمام لوگوں کی حفاظت کی، ان کے پاس ہمارے رسول نشانیاں لائے اور پھر اس کے بعد ان میں سے بیشتر حد سے گذرنے لگے۔'' (المائدۃ: ۳۲)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

''وَالَّذِی لَا إِلٰهَ غَیْرُهُ، لَا یَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، التَّارِکُ الإِسْلَامَ، الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ، أَوِ الْجَمَاعَةَ وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ۔''

''قسم اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! مسلمان شخص جو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں ان میں سے صرف تین کا قتل جائز ہے، اسلام سے مرتد ہونے والا، شادی شدہ زانی اور کسی جان کو قتل کرنے والا۔''

(صحیح المسلم: الحدیث ٤٤٧٠، ٤٤٦٨، صحیح البخاری: الحدیث ٦٨٧٨، جامع الترمذی: الحدیث ١٤٦٣، ١٥١٥، ٢٣١١، سنن النسائی: الحدیث ٤٠٣٣، ٤٠٣٤، ٤٠٣٥، ٤٠٣٦، ٤٠٧٤، ٤٠٧٥، سنن ابن ماجة: الحدیث ٢٦٣٠، ٢٦٣١، سنن أبی داؤد: الحدیث ٤٣٥٤، ٤٣٥٥، ٤٥٠٤، مسند أحمد: الحدیث ٣٦٨٨، ٤١٤٦، ٤٣٣٣)

قاتل کے لیے اخروی سزا کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا گیا:

''وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ○''۔

''جو کسی مومن جان کو جان بوجھ کر مار ڈالے اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اس نے اس کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''
(سورۃ النساء: ۹۳)

ایسا نہیں کہ اسلام نے صرف مسلمانوں کی جان لینے والے کو مجرم گردانا ہے بلکہ اس نے غیر مسلم کے قتل کو بھی ایک عظیم اور قابل سزا گناہ قرار دیا ہے۔ درج ذیل آیت میں بیان ہوتا ہے:

''وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلٰى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلٰى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ○''۔

''یہ مومن کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کر دے، ہاں یہ کہ غلطی سے ایسا ہو جائے تو پھر ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اس کے ورثا کو دیت دے مگر یہ کہ وارثین معاف کر دیں۔ اور اگر مقتول ایسے قوم سے ہو جو تمہارے دشمن ہوں مگر وہ بھی مسلمان ہو تو ایک مسلم غلام آزاد کرے، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو (جو غیر مسلم ہو) جس کے اور تمہارے درمیان امن کا معاہدہ ہے تو ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اس کے ورثا کو دیت دے اور جو غلام آزاد کرنے کی سکت نہ رکھے وہ اللہ سے بخشش طلب کرتے ہوئے مسلسل دو ماہ روزے رکھے۔ اللہ علم و حکمت والا ہے۔'' (سورۃ النساء: ۹۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک مسلمان نے کسی غیر مسلم کو قتل کر دیا تو

آپ نے قاتل کو غیر مسلم کے وارثوں کے حوالہ کر دیا اور بدلہ میں اسے بھی قتل کر دیا گیا۔
(الدرایہ فی تخریج الہدایہ: ۲۶۰)

اسلام کی طرح بائبل نے بھی کسی کے قتل سے منع فرمایا ہے:

"Thou shalt not kill." (Exodus: 20/13, Deuteronomy: 5/17)

''تو خون نہ کرنا۔'' (خروج: ۲۰/۱۳، اِستثنا: ۵/۱۷)

قرآن کی موافقت کے ساتھ بائبل میں ہے:

"But if any man hate his neighbour, and lie in wait for him, and rise up against him, and smite him mortally that he die, and fleeth into one of these cities: Then the elders of his city shall send and fetch him thence, and deliver him into the hand of the avenger of blood, that he may die. Thine eye shall not pity him, but thou shalt put away the guilt of innocent blood from Israel, that it may go well with thee." (Deuteronomy: 19/11-13)

''لیکن اگر کوئی شخص اپنے ہمسایہ سے عداوت رکھتا ہوا اُسکی گھات میں لگے اَور اُس پر حملہ کر کے اُسے اَیسا مارے کہ وہ مر جائے اَور خود اُن شہروں میں سے کسی میں بھاگ جائے۔ تو اُسکے شہر کے بزرگ لوگوں کو بھیج کر اُسے وہاں سے پکڑ وا منگوائیں اَور اُسکو خون کے انتقام لینے والے کے ہاتھ میں حوالہ کریں تا کہ وہ قتل ہو۔ تجھ کو اُس پر ذرا ترس نہ آئے بلکہ تو اِس طرح بے گناہ کے قتل کو اِسرائیل سے دفع کرنا تا کہ تیرا بھلا ہو۔'' (اِستثنا: ۱۹/۱۱-۱۳)

بائبل کی چوتھی کتاب گنتی میں ایسے قاتل کے لیے صرف اور صرف سزائے موت کا ذکر ہے، وارثوں کے لیے اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں، انہیں جائز نہیں کہ وہ دیت لے لیں:

"Moreover ye shall take no satisfaction for the life of a murderer, which is guilty of death: but he shall be surely put to death." (Numbers: 35/31)

''اور تم اُس قاتل سے جو واجب القتل ہو دیت نہ لینا بلکہ وہ ضرور ہی مارا جائے۔'' (گنتی: ۳۵/۳۱)

اسلام نے جان بوجھ کر قتل کرنے والے کے لیے یہ دروازہ بھی کھلا رکھا ہے کہ مقتول (مارے گئے) کے وارثین اگر دیت لے کر معاف کرنے پہ رضا مند ہوں تو اسے معافی مل جائے گی ورنہ قصاص میں اس کو بھی قتل کر دیا جائے گا۔ مگر بائبل میں صرف ایک ہی راستہ بتایا گیا ہے اور وہ ہے قتل۔ مسیحی اہلِ فکر و دانش ہی بتائیں کہ دونوں میں سے کونسا قانون زیادہ لچک دار ہے؟؟ اور کونسا بہت سخت؟؟

(۷) قتل خطا۔

معاشرتی زندگی میں کبھی ایسا ہوجاتا ہے کہ کسی شخص کے ہاتھوں کوئی انسان دھوکے سے ہلاک ہوجاتا ہے۔قاتل کا ارادہ اس میں شامل نہیں رہتا ہے بلکہ وہ کچھ کرنا چاہتا ہے اور ہوجاتا ہے کچھ اَور۔ایسے قتل کو کیا نام دیں گے؟؟ اور ایسے قاتل کے ساتھ کس طرح کا سلوک اختیار کیا جائے اس کے بارے میں تقریبا ہر ملک ومذہب میں کوئی نہ کوئی قانون موجود ہے۔

ظاہر سی بات ہے کہ چونکہ یہ قتل ارادی یعنی جان بوجھ کر کیا جانے والا جرم نہیں ہے لہذا اس کے بدلے میں قاتل کو موت کی سزا نہیں دی جاسکتی ہے۔ایسے قاتل کو جو بھی سزا دی جائے وہ موت سے کم ہوگی۔

اسلام نے اس کی تفصیل کچھ یوں بیان کی ہے:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلٰى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلٰى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝".

"یہ مومن کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کردے، ہاں یہ کہ غلطی سے ایسا ہوجائے تو پھر ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اس کے ورثا کو دیت دے مگر یہ کہ وارثین معاف کردیں۔اور اگر مقتول ایسے قوم سے ہو جو تمہارے دشمن ہوں مگر وہ بھی مسلمان ہو تو ایک مسلم غلام آزاد کرے، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جس کے اور تمہارے درمیان امن کا معاہدہ ہے تو ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اس کے ورثا کو دیت دے اور جو غلام آزاد کرنے کی سکت نہ رکھے وہ اللہ سے بخشش طلب کرتے ہوئے مسلسل دوماہ روزے رکھے۔اللہ علم وحکمت والا ہے۔" (سورة النساء: ۹۲)

دھوکا سے قتل ہونے والے شخص کے وارثوں کو سو اونٹ دیے جاتے ہیں جسے دیت کہتے ہیں۔ (سنن أبي داؤد: ٤٥٤٧، ٤٥٤٩، باب الدية كم هي)

بائبل میں اس مسئلہ کو کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے:

Cities of refuge

"When the LORD thy God hath cut off the nations, whose land the LORD thy God giveth thee, and thou succeedest them, and dwellest in

their cities, and in their houses; Thou shalt separate three cities for thee in the midst of thy land, which the LORD thy God giveth thee to possess it. Thou shalt prepare thee a way, and divide the coasts of thy land, which the LORD thy God giveth thee to inherit, into three parts, that every slayer may flee thither. And this is the case of the slayer, which shall flee thither, that he may live: Whoso killeth his neighbour ignorantly, whom he hated not in time past; As when a man goeth into the wood with his neighbour to hew wood, and his hand fetcheth a stroke with the axe to cut down the tree, and the head slippeth from the helve, and lighteth upon his neighbour, that he die; he shall flee unto one of those cities, and live: Lest the avenger of the blood pursue the slayer, while his heart is hot, and overtake him, because the way is long, and slay him; whereas he was not worthy of death, inasmuch as he hated him not in time past." (Deuteronomy: 19/1-6)

''جب خُداوند تیرا خُدا اُن قوموں کو جنکا مُلک خُداوند تیرا خُدا تجھ کو دیتا ہے کاٹ ڈالے اَور تو اُنکی جگہ اُنکے شہروں اور گھروں میں رہنے لگے۔ تو تو اُس مُلک میں جسے خُداوند تیرا خُدا تجھ کو قبضہ کرنے کو دیتا ہے تین شہر اپنے لئے الگ کر دینا۔ اور تو ایک راستہ بھی اپنے لئے تیار کرنا اور اپنے اُس مُلک کی زمین کو جس پر خُداوند تیرا خُدا تجھ کو قبضہ دلاتا ہے تین حصے کرنا تا کہ ہر ایک خُونی وہیں بھاگ جائے۔ اور اُس خونی کا جو وہاں بھاگ کر اپنی جان بچائے حال یہ ہو کہ اُس نے اپنے ہمسایہ کو نادانستہ اور بغیر اُس سے قدیمی عداوت رکھے مار ڈالا ہو۔ مثلاً کوئی شخص اپنے ہمسایہ کے ساتھ لکڑیاں کاٹنے کو جنگل میں جائے اور کُلہاڑا ہاتھ میں اُٹھائے تا کہ درخت کاٹے اور کُلہاڑا دستے سے نکل کر اُسکے ہمسایہ کے جا لگے اور وہ مر جائے تو وہ اِن شہروں میں سے کسی میں بھاگ کر جیتا بچے۔ تا اَیسا نہ ہو کہ راستہ کی لمبائی کی وجہ سے خون کا اِنتقام لینے والا اپنے جوش غضب میں خونی کا پیچھا کر کے اُسکو جا پکڑے اَور اُسے قتل کرے حالانکہ وہ واجب القتل نہیں کیونکہ اُسے مقتول سے قدیمی عداوت نہ تھی۔'' (اِستثنا:۱۹/۱۔۶)

اس مقام پہ غور کریں تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اسلام ایسا مذہب ہے جس کا خدا سے تعلق ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے قتل خطا میں جو قانون سنایا ہے وہ جھگڑا ختم کرنے والا ہے اور ہر زمانہ کے لیے قابل قبول ہے مگر میسیحیت کی مقدس کتاب کا یہ پیراگراف جو قانون سنا رہا ہے وہ جھگڑا ختم کرنے کی بجائے مسئلہ کو پیچیدہ کر رہا ہے جس سے خون کا دریا بہہ سکتا ہے۔ خاص کر سائنسی ترقی اور میڈیا کی نگرانی والے اس زمانے میں تو کوئی بھی جگہ ''پناہ کا شہر'' نہیں ہے۔ پھر دھوکے سے قتل کا مجرم بننے والا اپنی جان بچائے کہاں کہاں پھرتا رہے گا؟؟

(۸) حجاب۔

بے ضرورت اور بے قاعدہ پٹرول اور آگ کے ملاپ سے تباہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ عورت میں مرد کے لیے دل کشی ہوتی ہے اور مرد عورت کے لیے دل کش ہوتا ہے اور دو اجنبی مرد و زن کا باہمی قرب اور دیدار بہت سے فتنوں کو جنم دیتا ہے۔ اسی لیے ہر مذہب کے ماننے والے ذی ہوش انسانوں نے اپنی حد میں یہ فیصلہ کیا کہ موتی کو چور اور ڈاکوؤں کی نگاہوں سے محفوظ رکھنے کے لیے سیپ کا لباس پہنانا ضروری ہے مگر آج یورپ اور امریکہ میں یہ دل فریب نعرہ دیا جاتا ہے کہ عورت کو حجاب میں رکھنا اس کے ساتھ نا انصافی ہے۔ مرد کی طرح عورت کو بھی بے حجابی اور آزادی حاصل ہونی چاہئے۔ پھر اس آزادی کے نتیجے میں فحاشی کو جو عروج ملتا ہے مغرب کے پاس اس کا کوئی حل نہیں، بلکہ اب وہاں حل سے عاجز ہو کر زنا کاری کو قانونی جواز فراہم کر دیا گیا ہے، گویا قانونِ فطرت و شرافت سے کھلی جنگ جاری ہے اور اسی کا نام ترقی ہے۔ اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر آسمانی مذہب کی کتاب میں صنف نسواں کے لیے پردہ اور حجاب کا حکم وارد ہوا ہے۔ بائبل کے مطالعہ سے قبل ہم نے یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ اسلام کے دفاع کے لیے اس محاذ پہ بھی بائبل کی آیات اٹھ کھڑی ہوں گی اور پردہ کے معاملہ پر اس قدر شدت سے اسلام کے موقف کی حمایت کریں گی۔ بائبل میں اس طرح کے اسلام موافق اقتباسات کی دریافت سے ہمارا ایمان روز بروز قوی تر ہوتا جا رہا ہے اور انشاءاللہ قارئین بھی اس کے مطالعہ کے بعد اپنے ایمان میں قوت اور اسلام پہ فخر محسوس کریں گے۔ ہم پہلے اسلام کے احکام بیان کریں گے پھر بائبل کے اقتباسات اور عصری تجزیات۔ دورِ جدید میں عریانیت کے بیشتر برائیوں کی جڑ ہونے کی وجہ سے ہم اس مسئلہ پہ شرح و بسط کو ملحوظ رکھیں گے۔

کسی بھی گھر کی بربادی کے پہلے شعلہ ''نظروں کی چوری'' کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

''يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ٥''۔

''اللہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی چھپی باتوں کو جانتا ہے۔'' (سورة غافر: ١٩)

سورۂ نور میں آنکھوں کی حفاظت اور پردہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد ہے:

"وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوٰنِهِنَّ أَوْ بَنِيْ إِخْوٰنِهِنَّ أَوْ بَنِيْ أَخَوٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمٰنُهُنَّ أَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ أُولِي الإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ O"۔

''اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں، اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے، اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچّے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں، اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار، اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔'' (سورة النور: ۳۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ہر عضو کی شرارت کو اس کی زنا قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَاللِّسَانُ يَزْنِيْ وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ يَزْنِيَانِ يُحَقِّقُ ذٰلِكَ الْفَرَجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ۔"

''آنکھیں بھی (بری نگاہ ڈال کر) زنا کرتی ہیں، زبان (بیان کر کے) زنا کرتی ہے، ہاتھ (نامحرم کو ہاتھ لگا کر) زنا کا گناہ لیتے ہیں، پاؤں (اس راہ پہ چلنے سے) زنا کا مرتکب ہوتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے (یعنی ان تمام اعضا کے عمل کو مکمل کر دیتی ہے یا ٹھکرا دیتی ہے)۔''

(مسند أحمد: الحديث ۸۷۵۲، ۹۰۷۸، الأدب المفرد: الحديث ۴۸۹، جمع الجوامع للسيوطي: الحديث ۴۱۱)

اسی لیے ضروری ہے کہ ہر ایک عضو کو قابو میں کیا جائے، ان اسباب کو ختم کیا جائے جو اُن کو گناہوں کی طرف کھینچتے ہیں۔ اور ان تمام کا حل یہی ہے کہ انمول موتی خود کو چوروں اور ڈاکوؤں کی گندی نگاہوں سے بچانے کے لیے سیپ کے حوالے کر کے چلیں، نہ

یہ کہ برہنہ ہو کر گھومتی پھریں اور برے سلوک کے بعد رونا روئیں۔

قرآن وحدیث کی طرح بائبل نے بھی آنکھوں کی حفاظت اور پردہ کی اہمیت کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ یورپی وامریکی حکمرانوں اور ان کے ہمنواؤں سے گذارش ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے اسلام دشمنی کی عینک اتار کر درج ذیل سطور کا مطالعہ کریں:۔

بائبل کی کتاب ایوب میں غیر عورت پہ نگاہ کی قباحت ان الفاظ میں درج ہے:

"I made a covenant with mine eyes; why then should I think upon a maid?" (Job: 31/1)

''میں نے اپنی آنکھوں سے عہد کیا ہے۔ پھر میں کسی کنواری پر کیونکر نظر کروں؟'' (ایوب:۱/۳۱)

یہاں پر ہر غیر عورت سے نظر کی حفاظت کرنا مراد ہے چاہے کنواری ہو یا شادی شدہ جیسا کہ آنے والی سطروں میں منقول مسیح علیہ السلام کے قول سے ظاہر ہوتا ہے اور خود سفر ایوب کی آگے کی آیات سے بھی واضح ہوتا ہے:

"If my step hath turned out of the way, and mine heart walked after mine eyes, and if any blot hath cleaved to mine hands; Then let me sow, and let another eat; yea, let my offspring be rooted out. If mine heart have been deceived by a woman, or if I have laid wait at my neighbour's door; Then let my wife grind unto another, and let others bow down upon her." (Job: 31/7-10)

''اگر میرا قدم راستہ سے برگشتہ ہؤا ہے اور میرے دل نے میری آنکھوں کی پیروی کی ہے اور اگر میرے ہاتھوں پر داغ لگا ہے۔ تو میں بوؤں اور دوسرا کھائے اور میرے کھیت کی پیداوار اُکھاڑ دی جائے۔ اگر میرا دل کسی عورت پر فریفتہ ہؤا اور میں اپنے پڑوسی کے دروازے پر گھات میں بیٹھا تو میری بیوی دوسرے کے لئے پیسے اور غیر مرد اُس پر جھکیں۔'' (ایوب:۳۱/۷۔۱۰)

اسی طرح مسیح علیہ السلام آنکھیں چار کرنے کی حرمت اور اس کے وبال کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

Jesus' teaching on adultery

"Ye have heard that it was said by them of old time, Thou shalt not commit adultery: But I say unto you, That whosoever looketh on a woman to lust after her hath committed adultery with her already in his heart. And if thy right eye offend thee, pluck it out, and cast it from thee: for it is profitable for thee that one of thy members should perish, and not that thy whole body should be cast into hell. And if thy right hand offend thee, cut it off, and cast it from thee: for it is profitable for thee that one of thy members should perish, and not

that thy whole body should be cast into hell." (Matthew: 5/27-30)

''تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اَپنے دل میں اُسکے ساتھ زنا کر چکا۔ پس اگر تیری دہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے نکال کر اَپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اَعضاء میں سے ایک جاتا رہے اَور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے۔ اَور اگر تیرا دَاہنا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسکو کاٹ کر اَپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اَعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ جائے۔'' (متی:۵/۲۷۔۳۰)

اسلام نے زنا کے ساتھ اسباب زنا کو بھی حرام قرار دیا ہے اور مسیح علیہ السلام کے اس قول نے ہمارے موقف کی زبردست تائید کردی ہے۔ مسیح کے بقول کسی عورت سے شادی کے بغیر جسمانی تعلق تو جہنم میں گھسیٹنے کا باعث ہے ہی اس میں شک کی کوئی جگہ نہیں، ساتھ ہی ساتھ ہر وہ حرکت جو اس برائی کی طرف داعی ہو یا اس کے لیے سبب بن سکتی ہے وہ بھی حرام ہے، اور صرف حرام ہی نہیں بلکہ جہنم کی آگ میں جلانے کا باعث ہے۔ اسی لیے ایسی تدابیر اختیار کرنی ضروری ہیں جن سے انسان اس طرح کی حرکات کے ذریعے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے جہنم میں جانے سے محفوظ ہو جائے، جس کے لیے مسیح نے آنکھیں نکلوانے کا حکم / مشورہ دیا ہے۔ کیا مسیحی اس کے لیے تیار ہیں؟؟؟ اسلام نے اس طرح کی تدبیر کو حجاب و نقاب کی شکل میں پیش کیا ہے۔ اجنبی اور نامحرم مردوں سے پردہ کا اسلامی حکم کوئی نیا معاملہ نہیں ہے جس کی مثال بائبل میں نہ ملتی ہو۔ بائبل نے جا بجا پردہ کو ذکر کیا ہے۔ ہمارے دعویٰ پہ مزید ثبوت کے لیے بائبل کے درج ذیل اقتباسات پڑھیں۔

جب مسیحیوں کے دادا جان اِسحاق اور دادی جان رِبقہ کی ایک دوسرے سے شادی سے پہلے ملاقات ہوئی تو بحیثیت عورت رِبقہ نے پردہ کیا یا نہیں؟ یہ ہم بائبل سے پوچھ لیں۔ آپ کو اس سوال کا جواب بائبل کی پہلی کتاب پیدائش میں ان جملوں میں ملے گا:

Isaac meets Rebekah

"And Isaac came from the way of the well Lahai-roi; for he dwelt in the south country. And Isaac went out to meditate in the field at the eventide: and he lifted up his eyes, and saw, and, behold, the camels were coming. And Rebekah lifted up her eyes, and when she saw Isaac, she lighted off the camel. For she had said unto the servant,

What man is this that walketh in the field to meet us? And the servant had said, It is my master: therefore she took a vail, and covered herself. And the servant told Isaac all things that he had done. And Isaac brought her into his mother Sarah's tent, and took Rebekah, and she became his wife; and he loved her: and Isaac was comforted after his mother's death." (Genesis: 24/62-67)

''اور اِضحاق بیرلحی روئی سے ہوکر چلا آرہا تھا کیونکہ وہ جنوب کے ملک میں رہتا تھا۔ اور شام کے وقت اِضحاق سوچنے کو میدان میں گیا اور اُس نے اپنی جو آنکھیں اُٹھائیں اور نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ اُونٹ چلے آرہے ہیں۔ اور رِبقہ نے نگاہ کی اور اِضحاق کو دیکھ کر اونٹ پر سے اتر پڑی۔ اور اُس نے نوکر سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو ہم سے ملنے کو میدان میں چلا آرہا ہے؟ اُس نوکر نے کہا یہ میرا آقا ہے۔ تب اُس نے بُرقع لیکر اپنے اوپر ڈال لیا۔ نوکر نے جو جو کیا تھا سب اِضحاق کو بتایا۔ اور اِضحاق رِبقہ کو اپنی ماں سارہ کے ڈیرے میں لے گیا۔ تب اُس نے رِبقہ سے بیاہ کر لیا اور اُس سے محبت کی اور اِضحاق نے اپنی ماں کے مرنے کے بعد تسلی پائی۔'' (پیدائش:۲۴/۶۲۔۶۷)

اگر عورتوں کا حجاب و برقع غلامی کی نشانی ہے تو ہمیں کہنے دیا جائے کہ اسلام سے قبل کی پہلی کتاب جس نے عورتوں کو غلامی کی زنجیر میں جکڑے رہنے کا حکم دیا وہ کوئی اور نہیں بلکہ آزادیٔ نسواں کی فوج کے سپریم کمانڈر مسیحیوں کی کتاب مقدس بائبل ہے۔ اور عورتوں کی غلامی کی بنیادی اینٹ رکھنے والی کوئی مسلم خاتون نہیں بلکہ عیسائیوں کی پیاری دادی جان سارہ ہے۔ اگر یورپی وامریکی محققین اسلام کے حکم حجاب پہ تنقید میں مخلص ہیں تو انہیں بائبل کے اس پیراگراف پہ بھی خامہ فرسائی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اِنصاف کا مفہوم نہ بدلے اور تحقیق اور جانبداری کے درمیان فاصلہ برقرار رہے۔

کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ بائبل میں حجاب پہننے کا صرف یہی ایک واقعہ ہے جو اتفاقاً ہوگیا تھا کوئی پہلے سے طے شدہ پلان یا خاص رائج طریقہ نہیں تھا۔ کیونکہ حوالہ والے اقتباس میں درج ذیل عبارت اس تاویل کو گردِراہ کی طرح ٹھوکر مار رہی ہے:

''اور رِبقہ نے نگاہ کی اور اِضحاق کو دیکھ کر اونٹ پر سے اتر پڑی۔ اور اُس نے نوکر سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو ہم سے ملنے کو میدان میں چلا آرہا ہے؟ اُس نوکر نے کہا یہ میرا آقا ہے۔ تب اُس نے بُرقع لیکر اپنے اوپر ڈال لیا۔''

خاص کر خط کشیدہ الفاظ (Underlined words) تو اس بات کو صاف کر دیتے ہیں کہ رائج شدہ روایت کے مطابق رِبقہ کے پاس بُرقع بھی رہتا تھا جس کا استعمال انہوں نے اِسحاق پہ نظر پڑتے ہی کیا۔ اس کے علاوہ ذیل میں مزید چند ایسے اقتباسات نقل کیے جائیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی خواتین کے عزو شرف کی ایک علامت بُرقع بھی تھا۔

پردہ اور سر ڈھانپنے کا بیان بائبل میں اور بھی ہے اور انداز بیان سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے پردہ ضروری ہے۔ بائبل کی چوتھی کتاب گنتی میں لعان کے حکم میں ہے:

"And the priest shall set the woman before the LORD, and uncover the woman's head, and put the offering of memorial in her hands, which is the jealousy offering: and the priest shall have in his hand the bitter water that causeth the curse." (Numbers: 5/18)

''پھر کاہن اُس عورت کو خُداوند کے حضور کھڑی کر کے اُسکے سر کے بال کھلوادے اور یادگاری کی نذر کی قربانی کو جو غیرت کی نذر کی قربانی ہے اُسکے ہاتھوں پہ دَھرے اور کاہن اَپنے ہاتھ میں اُس کڑوے پانی کو لے جو لعنت کو لاتا ہے۔'' (گنتی:۱۸/۵)

اس اقتباس میں جس طرح عورت کے سر کو کھلوانے کا حکم دیا جارہا ہے اس سے کم از کم یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی خواتین کا یہ شیوہ اور طریقہ تھا کہ وہ اپنے سروں کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھتی تھیں، ابھی ذیل میں ہم بائبل کی کتاب کرنتھیوں اول کے حوالے سے جو اقتباس نقل کرنے جارہے ہیں وہ تو اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ سر ڈھانپنا صرف رسم ہی نہیں تھا بلکہ ایک اَمر ضروری ہے۔ پورا اقتباس درج ذیل ہے۔ ہر نقطہ کا پوری توجہ کے ساتھ جائزہ لیں:

"But I would have you know, that the head of every man is Christ; and the head of the woman is the man; and the head of Christ is God. Every man praying or prophesying, having his head covered, dishonoureth his head. But every woman that prayeth or prophesieth with her head uncovered dishonoureth her head: for that is even all one as if she were shaven. For if the woman be not covered, let her also be shorn: but if it be a shame for a woman to be shorn or shaven, let her be covered. For a man indeed ought not to cover his head, forasmuch as he is the image and glory of God: but the woman is the glory of the man. For the man is not of the woman; but the woman of the man. Neither was the man created for the woman; but the woman for the man. For this cause ought the woman to have

power on her head because of the angels. Nevertheless neither is the man without the woman, neither the woman without the man, in the Lord. For as the woman is of the man, even so is the man also by the woman; but all things of God. Judge in yourselves: is it comely that a woman pray unto God uncovered? Doth not even nature itself teach you, that, if a man have long hair, it is a shame unto him? But if a woman have long hair, it is a glory to her: for her hair is given her for a covering. But if any man seem to be contentious, we have no such custom, neither the churches of God." (1Corinthians: 11/3-16)

''پس میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر مرد کا سر مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے۔ جو شخص سر ڈھنکے ہوئے دعا یا نبوت کرتا ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتا ہے۔ اور جو عورت بے سر ڈھکے دُعا یا نبوت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر منڈی کے برابر ہے۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر مُنڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے۔ البتہ مرد کو اپنا سر ڈھانکنا نہ چاہئے کیونکہ وہ خُدا کی صورت اور اُسکا جلال ہے مگر عورت مرد کا جلال ہے۔ اسلئے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے۔ اور مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی۔ پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہئے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے۔ تو بھی خُداوند میں نہ عورت مرد کے بغیر ہے نہ مرد عورت کے بغیر۔ کیونکہ جیسے عورت مرد سے ہے ویسے ہی مرد بھی عورت کے وسیلہ سے ہے مگر سب چیزیں خُدا کی طرف سے ہیں۔ تم آپ ہی اِنصاف کرو۔ کیا عورت کا بے سر ڈھکے خُدا سے دعا کرنا مُناسب ہے۔ کیا تم کو طبعی طور پر بھی معلوم نہیں کہ مرد لمبے بال رکھے تو اس کی بے حرمتی ہے؟۔ اور اگر عورت کے بال لمبے ہوں تو اُسکی زینت ہے کیونکہ بال اُسے پردہ کے لئے دئے گئے ہیں۔ لیکن اگر کوئی حجتی نکلے تو یہ جان لے کہ نہ ہمارا ایسا دستور ہے نہ خُداوند کی کلیساؤں کا۔'' (کرنتھیوں اول:۱۱/۳-۱۶)

اس اقتباس کے ایک ایک لفظ پہ زور دے کر پڑھیں، ایسا محسوس ہی نہیں ہوتا ہے کہ یہ اقتباس ان کی ''نا قابل شک کتاب'' کا ہے جو ان احکام کی وجہ سے اسلام کو اپنے قلم کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں، بلکہ ایسا لگتا ہے کہ کسی جرأت مند مسلم عالم دین کا قلم ہے جو مسیحیوں کے تعصب وعناد کا پردہ چاک کرنے کے بعد ان سے مخاطب ہو رہا ہے۔ شاید کسی مسلم اسکالر نے بھی اس طرح سخت لہجہ میں مسیحیوں کے سامنے ان امور کو بیان نہیں کیا ہوگا۔ جس طرز بیان سے ہم پرہیز کرتے آرہے ہیں اسی انداز تخاطب میں اس اقتباس نے اسلام کے ایک نہیں کئی احکام کو دنیا بالخصوص مسیحیوں کے سامنے پیش

کر کے یہ اعلان کر دیا ہے کہ قرآن و حدیث میں جو کچھ ہے وہ سب کا سب صحیح اور پرانی آسمانی کتابوں کے موافق ہے، اسلام کا کوئی بھی حکم فطرت اور خدا کے مخالف نہیں ہے۔ خاص کر آخری تین جملے (۱) ”for her hair is given her for a covering کیونکہ بال اُسے پردہ کے لئے دِئے گئے ہیں“ اور (۲) ”But if any man seem to be contentious, we have no such custom, neither the churches of God لیکن اگر کوئی حجتی نکلے تو یہ جان لے کہ نہ ہمارا اَیسا دستور ہے نہ خُداوند کی کلیساؤں کا“ اور (۳) ”the man is not of the woman; but the woman of the man. Neither was the man created for the woman; but the woman for the man اِسلئے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے۔ اور مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی“ یہ جملے مسیحیوں کے لیے ایسے تازیانے ہیں جو اللہ نے ان کے ظلم پر صبر کرنے والی مسلم قوم کی طرف سے انہیں لگایا ہے۔ یقیناً سچ ہے کہ اللہ کی مدد سچوں اور صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

بائبل عورتوں کے لیے حیادار لباس کو لازمی قرار دیتے ہوئے کہتی ہے:

Women to dress and place

"In like manner also, that women adorn themselves in modest apparel, with shamefacedness and sobriety; not with broided hair, or gold, or pearls, or costly array; But (which becometh women professing godliness) with good works. Let the woman learn in silence with all subjection. But I suffer not a woman to teach, nor to usurp authority over the man, but to be in silence. For Adam was first formed, then Eve. And Adam was not deceived, but the woman being deceived was in the transgression. Notwithstanding she shall be saved in childbearing, if they continue in faith and charity and holiness with sobriety." (1Timothy: 2/9-15)

”اِسی طرح عورتیں حیادار لباس سے شرم اَور پرہیزگاری کے ساتھ اَپنے آپ کو سنواریں نہ کہ بال گوندھنے اَور سونے اَور موتیوں اَور قیمتی پوشاک سے۔ بلکہ نیک کاموں سے جیسا خُدا پرستی کا اِقرار کرنے والی عورتوں کو مُناسب ہے۔ عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہئے۔ اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پہ حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے۔ کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا۔ اُسکے بعد حوا۔ اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔ لیکن اولاد ہونے سے نجات پائے گی بشرطیکہ وہ ایمان اور محبت اور پاکیزگی میں

پرہیز گاری کے ساتھ قائم رہیں۔'' (تیمتھیس اول:۲/۹۔۱۵)

کیا خوب کہا گیا ہے!! معمولی اختلاف کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس اقتباس نے اسلام اور اسلامی لباس کی زبردست حمایت کی ہے۔ اکثر الفاظ نے اسلام کے موقف کی حقانیت اور پاکیزہ مسلم خواتین کی اطاعت کو صاف انداز میں بیان کیا ہے۔ اس کے لیے ہم مسیحیوں کو شکریہ کہنا نہیں بھول سکتے ہیں۔

بائبل کے درج ذیل پیراگراف سے بھی نقاب کی روایت اور اس کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے:

"How beautiful you are, my darling! Oh, how beautiful! your eyes behind your veil are doves, Your hair is like a flock of goats descending from Mount Gilead."

(Song of Songs: 4/1, NIV, IBS, New Jersey, America, © 1973 1978 1984)

''دیکھ تو خوبرو ہے اَے میری پیاری! دیکھ تو خوبصورت ہے۔ تیری آنکھیں تیرے نقاب کے نیچے دو کبوتر ہیں۔ تیرے بال بکریوں کے گلّہ کی مانند ہیں جو کوہِ جلعاد پر بیٹھی ہوں۔'' (غزل الغزلات:۴/۱)

مزید کہا گیا ہے:

"Your temples behind your veil are like the halves of a pomegranate."

(Song of Songs: 6/7, NIV, IBS, New Jersey, USA, © 1973 1978 1984)

''تیری کنپٹیاں تیرے نقاب کے نیچے اَنار کے ٹکڑوں کی مانند ہیں۔'' (غزل الغزلات:۶/۷)

کتاب یسعیاہ میں ہے:

Judgment on the daughters of Zion

"Moreover the LORD saith, Because the daughters of Zion are haughty, and walk with stretched forth necks and wanton eyes, walking and mincing as they go, and making a tinkling with their feet: Therefore the LORD will smite with a scab the crown of the head of the daughters of Zion, and the LORD will discover their secret parts. In that day the Lord will take away the bravery of their tinkling ornaments about their feet, and their cauls, and their round tires like the moon, The chains, and the bracelets, and the mufflers, The bonnets, and the ornaments of the legs, and the headbands, and the tablets, and the earrings, The rings, and nose jewels, The changeable suits of apparel, and the mantles, and the wimples, and the crisping pins, The glasses, and the fine linen, and the hoods, and the vails. And it shall come to pass, that instead of sweet smell there shall be stink; and instead of a girdle a rent; and instead of well set hair baldness; and instead of a stomacher a girding of sackcloth; and burning instead of beauty." (Isaiah: 3/16-24)

''اور خُداوند فرماتا ہے چونکہ صیُّون کی بیٹیاں متکبر ہیں اور گردن کشی اور شوخ چشمی سے خراماں ہوتی ہیں اور اَپنے پاؤں سے ناز رفتاری کرتی اور گھنگرو بجاتی جاتی ہیں۔ اِسلیئے خُداوند صیُّون کی بیٹیوں کے سر گنجے اور یہوداہ اُنکے بدن بے پردہ کردیگا۔ اُس دن خُداوند اُنکے خلخال کی زیبائش اور جالیاں اور چاند لے لیگا۔ اور آویزے اور پہنچیاں اور نقاب۔ اور تاج اور پازیب اور پٹکے اور عطر دان اور تعویذ۔ اور انگوٹھیاں اور نتھ۔ اور نفیس پوشاکیں اور اوڑھنیاں اور دوپٹے اور کیسے۔ اور آرسیاں اور باریک کتانی لباس اور دستاریں اور بُرقعے بھی۔ اور یوں ہوگا کہ خوشبو کے عوض سڑاہٹ ہوگی اور پٹکے کے بدلے رسی اور گندھے بالوں کی جگہ چندلا پن اور نفیس لباس کے عوض ٹاٹ اور حُسن کے بدلے داغ۔'' (یسعیاہ:۳/۱۶-۲۴)

اس پیراگراف میں تین لفظ Muffler، Hood اور Vail (Veil) استعمال ہوئے ہیں، جن میں سے اخیر حجاب و نقاب کے معنی میں مشہور و معروف ہے، جبکہ اول Muffler کے بارے میں دنیا کی معتبر ترین ڈکشنری آکسفورڈ کے الفاظ یہ ہیں:

"a thick piece of cloth worn around the neck for warmth SYN scarf."

''ایک دبیز کپڑا جو حرارت کے لیے گردن کے ارد گرد باندھا جاتا ہے، اس کا مترادف اِسکارف ہے۔''

اور Hood کا مفہوم یہ لکھا گیا ہے:

"1. a part of a coat, etc. that you can pull up to cover the back and top of your head. 2. a piece of cloth put over sb's face and head so that they cannot be recognized or so that they cannot see."

''ا۔کوٹ وغیرہ کا ایک حصہ جسے سر کے اوپری اور پچھلے حصہ کو ڈھانپنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، ۲۔ایک کپڑا جو شناخت چھپانے یا نظر بچانے کی غرض سے سر اور چہرہ پہ پہنا جاتا ہے۔''

اس طرح بائبل کے اس اقتباس کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ متعدد یورپی ممالک کی جانب سے اِسکارف پہ لگائی جانے والی پابندی بائبل کی نظر میں غیر قانونی اور ناجائز ہے۔ مسلم خواتین کے اس طرح کے لباس برقعہ، حجاب، نقاب، اِسکارف اور مفلر کو بائبل نے عزت دار عورتوں کا لباس کہا ہے جبکہ اس کے اُتار کو بے عزتی اور خدا کے عذاب کا مقدمہ قرار دیا ہے۔

اسی میں ایک اور مقام یہ ہے:

Judgment on Babylon

"Come down, and sit in the dust, O virgin daughter of Babylon, sit on the ground: there is no throne, O daughter of the Chaldeans: for

thou shalt no more be called tender and delicate. Take the millstones, and grind meal: uncover thy locks, make bare the leg, uncover the thigh, pass over the rivers. Thy nakedness shall be uncovered, yea, thy shame shall be seen: I will take vengeance, and I will not meet thee as a man." (Isaiah: 47/1-3)

''اے کُنواری دُخترِ بابل! اُتر آ اور خاک پر بیٹھ۔ اَے کسدیوں کی دُختر! تو بے تخت زمین پر بیٹھ کیونکہ اب تو نرم اندام اور نازنین نہ کہلائیگی۔ چکی لے اور آٹا پیس اپنا نقاب اتار اور دامن سمیٹ لے۔ ٹانگیں ننگی کر کے ندیوں کو عبور کر۔ تیرا بدن بے پردہ کیا جائے گا بلکہ تیرا ستر بھی دیکھا جائے گا۔ میں بدلہ لونگا اور کسی پر شفقت نہ کرونگا۔'' (یسعیاہ: ۴۷/۱۔۳)

انصاف پسند اسکالرز سے انصاف کا چشمہ لگانے کی دہائی ہے، کیا یہ اقتباسات یہ نہیں بتاتے ہیں کہ عورت کی عزت بدن ڈھانپنے اور نقاب پہننے میں ہے؟؟؟

ان اقتباسوں کو غور سے پڑھیں عورت کے نقاب اتارنے اور پاؤں اور جانگھوں کے کھولنے کو اللہ نے ان پر عذاب سے تعبیر کیا ہے کہ جب اللہ خواتین پہ عذاب مسلط کرتا ہے تو انہیں اپنے ان حصوں کو برہنہ کرنا پڑتا ہے۔

ہمارے نقل کیے گئے اقتباسات میں بائبل کے کنگ جیمس ورشن میں جہاں پر ''Lock'' کا لفظ ہے جس کا ترجمہ بائبل سوسائٹی ہند کی اردو بائبل ۲۰۰۹ء میں ''نقاب'' تحریر کیا گیا ہے وہاں اصل میں ''Lock'' سے نقاب ہی مراد ہے جیسا کہ بائبل سوسائٹی ہند کی جانب سے ۲۰۰۸ء۔۲۰۰۹ء میں شائع شدہ ''Good News Edition''، امریکن بائبل سوسائٹی نیویارک سے ۱۹۹۵ء میں طبع شدہ ''Contemporary English Version''، انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی نیوجرسی امریکہ کے نیو انٹرنیشنل ورشن کا پی رائٹ ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۸، ۱۹۸۴ میں، اور یہاں تک کہ ''The Gideons International in India'' سکندر آباد، آندھرا پردیش، ہند سے ۲۰۰۹ء میں طبع شدہ ''New King James Version'' میں بھی ''lock'' کی جگہ ''Veil'' کا لفظ تحریر ہے۔

ہم نے اس مقام پہ بائبل کے اتنے نسخوں کے حوالے اس لیے تحریر کیے ہیں تا کہ لفظ ''Lock'' کو بہانہ کر ان دو اقتباسات میں نقاب کے لباس عز و شرف ہونے کے انکار کا

موقع کسی عناد پسند کو نہ مل سکے۔

بائبل میں محولہ مقامات کے علاوہ کم از کم پیدائش: ۳۸/ ۱۴۔۱۹، غزل الغزلات: ۴/ ۳، ۵/ ۷، اَمثال: ۷/ ۱۰۔۲۷ (بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء) پہ برقع کا تذکرہ آیا ہے۔

برقع اور حجاب کی ضرورت اور مخلوط تعلیم (Co-Education) اور مخلوط کام کی جگہیں (Co-Workplaces) کی حرمت کا اسلامی حکم بے سبب نہیں ہے، اس بات کا احساس آہستہ آہستہ ان حکمرانوں کو بھی ہو رہا ہے جو امریکہ و یورپ کے خوف سے سچ بولنے کی ہمت نہیں جٹا پا رہے ہیں، ذرا ''دی ڈیلی ٹیلیگرامس'' جزائر اَنڈمان نکوبار، ہند۔ کی ۱۲/ اگست ۲۰۱۳ء کی اس خبر کو پڑھیں:

"New Delhi, Aug 11, Paving the way for setting up of all-women bank, the government on Thursday approved Rs 1,000-crore seed capital for Bhartiya Mehila Bank Ltd."

''نئی دہلی، ۱۱/ اگست، خواتین کے لیے مخصوص بینک کی راہ ہموار کرتے ہوئے حکومت نے جمعرات کو 'بھارتی مہیلا بینک لمیٹیڈ' کے لیے ایک ہزار کروڑ کی بنیادی رقم کو منظوری دیدی ہے۔''

اگر واقعی عورت و مرد کے بغیر مضبوط بندھن ملن سے کوئی فتنہ جنم نہیں لیتا ہے تو پھر ایک ایسے ملک کو ہزاروں کروڑ روپیہ خواتین کے لیے مخصوص بینک کے قیام کے لیے خرچ کرنے کے لیے کیوں مجبور ہونا پڑا جہاں تیس چالیس کروڑ (300-400 Millions) لوگ خطِ افلاس سے نیچے (Below the Poverty Line) زندگی گذارنے پہ مجبور ہیں؟؟؟

ہندوستانی سپریم کورٹ کو ۱۹۹۷ء میں وِشاکھا بنام حکومت راجستھان کیس میں باضابطہ تمام ریاستی اور مرکزی حکومت کے نمائندوں کو یہ ہدایت جاری کرنی پڑی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہر ادارہ اور کام کی جگہ میں 'جنسی جرائم' کی روک تھام اور اس طرح کی شکایات کے ازالہ کے لیے کسی خاتون ممبر کی قیادت میں ایک مؤثر کمیٹی بنائی جائے جس میں کم از کم ۵۰/ فیصد ممبران خواتین ہوں۔ اور پھر ہر سال ان کی رپورٹیں متعلقہ اعلیٰ عہدہ داران کے پاس بھیجی جائیں۔ اس ہدایت کو کما حقہ لاگو نہ کرنے کی وجہ سے ۲۰۱۱ء میں سپریم کورٹ نے تساہلی برتنے والی حکومتوں کی سخت سرزنش کی اور انہیں ہدایات کو مکمل طور پہ اپنانے کی تنبیہ کی۔

سپریم کورٹ کی اس ہدایت کا منفی مقاصد کے لیے استعمال ہو رہا ہے یا حقیقۃً مخلوط

مقامات پہ جنسی جرائم بہت زیادہ ہو رہے ہیں؟؟ یہ ایک الگ بحث ہے مگر کیا اس بات سے اِنکار ممکن ہے کہ دونوں صورتوں میں خاندان، سماج اور ملک و قوم کا نقصان ہے جبکہ ہمارے پاس اس سے بہتر متبادل موجود ہے کہ ہم دونوں جنسوں کو ان کے جسم کے مطابق لباس کا پابند کریں اور ان کے اِدارے اور دفاتر و فیکٹری الگ الگ بسائیں، جن سے معاشی، خاندانی، سماجی اور آئینی ہر طرح کا فائدہ ملنا یقینی ہے، پھر کیوں ہم ایک موجود حل کو چھوڑ کر نا قابل حل مسئلہ کا حل نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟؟ ہم مانتے ہیں کہ سپریم کورٹ آئین ہند کے تحت ہی کوئی ہدایت جاری کرنے کی مجاز ہے، مگر ہدایت نہ سہی، مشورہ تو دے ہی سکتی ہے؟؟

جون ۲۰۱۴ء میں ہندوستانی ریاست مہاراشٹر کے وزیر داخلہ آر آر پاٹل نے حق بات کہنے کی جسارت دکھائی ہے:

"Maharashtra Home minister R R Patil blamed nudity in mass media for the rising sexual crimes against women and said even deploying policemen in every household will not help since a majority of rapes happen within the confines of home."

(www.indianexpress.com/article/india/maharashtra/even-a-cop-at-every-house-cant-prevent-rapes-rr-patil) (www.hindustantimes.com/india-news/even-cops-in-each-home-can-t-prevent-rapes-rr-patil/article1-1228442.aspx)

''مہاراشٹر کے وزیر داخلہ آر آر پاٹل نے ماس میڈیا (ٹی وی و ریڈیو اور اخبارات و رسائل وغیرہ) میں بڑھتی ہوئی عریانیت و ننگا پن کو عورتوں کے خلاف جرائم کے لیے ذمہ دار گردانتے ہوئے کہا کہ اگر ہر گھر میں ایک پولس تعینات کر دیا جائے تو بھی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ زیادہ تر حادثات گھر کی چار دیواری کے اندر ہوتے ہیں۔''

گھر کی چار دیواری کے واقعات کی وضاحت کرتے ہوئے آر آر پاٹل نے مہاراشٹر اسمبلی میں کہا:

"If a father doesn't behave like a father and a brother doesn't behave like a brother, then we are looking at making separate provisions in the laws to act against such people. In such a situation what can police do?,"

(www.indianexpress.com/article/india/maharashtra/even-a-cop-at-every-house-cant-prevent-rapes-rr-patil) (www.hindustantimes.com/india-news/even-cops-in-each-home-can-t-prevent-rapes-rr-patil/article1-1228442.aspx)

''اگر باپ اور بھائی کا رویہ باپ اور بھائی جیسا نہ ہو تو پولیس کیا کر سکتی ہے؟ اس طرح کے لوگوں سے نپٹنے کے لیے ہم قانون میں الگ شق کے اضافہ پہ غور کر رہے ہیں۔''

آر آر پاٹل صاحب نے بیماری کی تشخیص تو کر لی اور وجہ بھی بیان کر دی مگر افسوس جس چیز سے یہ زہر پھیل رہا ہے اس کے خلاف ایکشن لینے کا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا۔

پاٹل صاحب! برسوں کے تجربہ کے بعد جب دل کی بات آپ نے زبان پہ لانے کی ہمت کر لی ہے تو اتنی ہمت اور کر لیں کہ عریانیت پہ پابندی کے لیے اسمبلی میں بل پیش کر دیں، جس نے۔ آپ کے بھی مطابق۔ باپ بیٹی اور بھائی بہن کے مقدس رشتوں کو تار تار کروایا ہے۔ آپ کا نام اِتہاس کے صفحات پہ بہت دنوں تک یادگار رہے گا۔

برازیل میں عصمت دری کے اسباب پہ مارچ ۲۰۱۴ء میں ایک سروے شائع ہوا جس کا (یورپ و امریکہ کے لیے) سب سے چونکا دینے والا نتیجہ یہ ہے:

"Brazilian newspaper Folha de S. Paulo reported a survey released this week by the government's Institute of Applied Economic Research (IPEA), found that most Brazilian – about 65 – percent agree that it is justified to rape women "wearing clothes showing their bodies."

(www.hotair.com/archives/2014/03/31/survey-65-of-brazilians-wholly-or-partially-agree-that-raping-women-in-revealing-clothing-is-justified/)(http://www.slideshare.net/abandonedbelfry88/outrage-after-study-says-majority-of-brazilians-believe-women-in-revealing-clothing-deserve-to-be-raped)(http://www.tigerdroppings.com/rant/p/49090668/women-who-wear-revealing-clothing-deserve-to-be-raped--according-to-brazil/)(http://philly.barstoolsports.com/random-thoughts/65-1-of-brazillians-say-women-dressed-in-scandally-clad-clothes-deserved-to-be-raped/)

''برازیلی اَخبار 'فولہا دی ایس پالو' نے حکومتی اِدارہ آئی پی ای اے کی جانب سے اسی ہفتہ جاری کیے گئے سروے رپورٹ نشر کی ہے، اس کے مطابق ۶۵ رفیصد برازیلی کا ماننا ہے کہ جسم دِکھانے والے لباس پہننے والی خواتین کی آبرو ریزی صحیح ہے۔''

مطلب اِسلام کا حکمِ حجاب بالکل صحیح ہے۔

یہ بات بھی نوٹ کرنے کی ہے کہ برطانیہ اور امریکہ میں بے وفا اور خیانت دار شوہروں کا فیصد تقریباً پچاس سے بھی زائد ہے۔ اور تو اور بیسویں صدی کے آخری امریکی صدر کا شمار بھی دنیا کے ''بے وفا شوہروں'' میں ہوتا ہے۔ ان کی مٹی پلید کرنے میں بے ضرورت پٹرول اور آگ کے ملن کا سب سے بڑا رول تھا۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ بے ضرورت پٹرول اور آگ کے ملن سے تباہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ہند کی سیاست میں کبھی تہلکہ مچا دینے والے میگزین

'تہلکہ' کے بانی و چیف ایڈیٹر بھی اپنے یہاں کام کررہی خاتون صحافی کے ساتھ جنسی زیادتی کے معاملہ میں گوا پولیس کی حراست میں ہیں اور ۷۵ رسالہ آسارام اور نارائن سائیں دونوں باپ بیٹے پہ بھی عدالتی شکنجہ کستا جارہا ہے۔ ہندوستان اور دنیا بھر میں اپنے یہاں پڑھنے والی لڑکی، ایک ساتھ کام کرنے والی خاتون، بحیثیت ملازمہ کام کرنے والی عورت وغیرہ کی عصمت دری کے واقعات ہر سال لاکھوں کی تعداد میں درج ہوتے ہیں اور ان سے کئی گنا اس بنیاد پہ دب کررہ جاتے ہیں کہ بچیوں کی شادی مشکل ہوجائے گی اور ان کے خاندان کی عزت خراب ہوجائے گی۔ یہ سب صرف اس لیے ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ کے حکمراں اسلامی قوانین کو نفرت کی حد تک ناپسند کرتے ہیں، ایسے حکمرانوں سے ہماری گذارش ہے کہ وہ مسلم اسکالرز کی تحریر پڑھیں، اسلامی قوانین کا مطالعہ کریں، اپنے ملک / ریاست کے حالات کا جائزہ لیں، جرائم کے گراف کا تجزیہ کریں اور پھر تنہائی میں ٹھنڈے دل سے اسلامی قوانین کے فائدہ اور نقصان کو باریکی سے سمجھیں اور پھر دل کی آواز پہ کسی تنقید کی پرواہ کیے بغیر آواز بلند کریں۔ انشاءاللہ کامیابی قدم چومے گی۔

آج کے دور میں ہر کوئی اس بات کی حمایت کرتا ہے کہ لڑکے لڑکیوں کو اپنی مرضی سے ہمسفر چننے کی آزادی ہونی چاہئے۔ ہم بھی اس کی مخالفت نہیں کرتے ہیں، اسلام اس کو جائز قرار دیتا ہے۔ مگر بہترین شادی وہ ہوتی ہے جس میں لڑکے لڑکیوں کی جانب سے صفات بیان کردی جائیں اور والدین اپنے معیار اور ان کی پسند کے مطابق ہمسفر منتخب کرنے کا بیڑا اٹھائیں۔ اس طرح کی شادیوں میں اپنی پسند اور والدین کا تجربہ دونوں شامل ہیں جن سے پائیداری زیادہ ہونے کی امید ہے، دنیا بھر کا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے۔

جن ملکوں میں اپنی پسند کی شادیاں کی جاتی ہیں ان میں امریکہ کا نام ٹاپ میں ہے مگر حالت یہ ہے کہ یہاں رہنے والے ہر سو میں سے تقریباً صرف پچاس آدمی شادی کے بندھن میں بندھنا پسند کرتے ہیں۔ اور ان پچاس میں کی پچیس شادی یقینی طور پہ ٹوٹ جاتی ہے۔ یہاں شرح طلاق پچاس فیصد ہے۔ اس کے برخلاف ہندوستان جہاں آج بھی اکثر شادیاں صرف والدین یا ماں باپ اور بچوں کے مشترکہ انتخاب سے ہوتی ہیں وہاں

شرحِ طلاق ۵٪ فیصد سے بھی کم ہے۔

الحاصل! عورتوں کے لیے اسلام کا یہ حکم کہ وہ نامحرم مردوں کے سامنے اپنے ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے سوا تمام بدن کو ڈھانکے رہیں، یہ فطرت اور قانونِ قدرت کے عین موافق ہے۔ بائبل اور اربابِ فکر نے بھی اس کی تائید وتوثیق میں پرزور حصہ لیا ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جسے بائبل نے کٹ حجتی اور خدا اور کلیسا کا مخالف قرار دیا ہے۔

سی این این آئی بی این کی ۶/ مارچ ۲۰۱۳ء کی آن لائن اشاعت میں یہ خبر شائع کی گئی کہ برطانیہ میں کم عمر بچوں پہ کیے گئے سروے کے مطابق بچے ۱۰/ سال سے کم عمر میں 'بچپن' کھودیتے ہیں جس کے لیے والدین نے انٹرنیٹ اور فلمی اداکاراؤں (کے برہنہ لباس) کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے:

"More than two-thirds of parents feel their kids' childhood ends before they become teenagers and 16 per cent said it was by the age of 10, with many blaming the Internet and celebrities."
(www.ibnlive.in.com/news/childhood-is-effectively-over-by-the-age-of-12-for-todays-kids-study-finds/377023-19.html)(www.deccanherald.com/content/317002/modern-day-childhood-over-age.html)
(http://archive.indianexpress.com/news/childhood-now-ends-at-age-12/1083949)

''دوتہائی سے زیادہ والدین کا احساس یہ ہے کہ ان کے بچے ۱۲/ سال کی عمر میں بچپن کھودیتے ہیں، جبکہ ۱۶/ فیصد کا کہنا ہے کہ بچے دس برس کی عمر سے پہلے بچپن کھورہے ہیں، جس کے لیے بہتوں نے انٹرنیٹ اور اداکاراؤں کو ذمہ دار قرار دیا ہے۔''

۱۶/ دسمبر ۲۰۱۲ء دہلی حادثہ کے بعد الور، راجستھان (ہند) سے ہندو شدت پسند سیاسی جماعت بی جے پی کے ممبر اسمبلی بنواری لال سنگھل نے صاف لفظوں میں لڑکیوں کو مشورہ دیا کہ وہ خود کو مردوں کی چور نگاہوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اِسکرٹ (نیم برہنہ لباس) نہ پہنیں، مزید حکومت سے بھی یہ مطالبہ کیا اور راجستھان حکومت کے چیف سکریٹری کو خط روانہ کیا کہ لڑکیوں کی اِسکرٹ پہ پابندی لگائی جائے کیونکہ بہت سے حادثات کے پیچھے اس طرح کے لباس کا دخل ہوتا ہے، ہندوستان کے مفاد پرست سیاست دانوں، میڈیا والوں اور آزاد خیال خواتین نے اس کے خلاف ہنگامہ کھڑا کردیا اور باضابطہ 'کپڑے نہیں، سوچ بدلو' جیسے نعروں کے ذریعہ اس کی سخت مذمت کی گئی۔ واضح رہے کہ بی جے پی کے کسی

لیڈر کی زبان سے اسلام موافق جملوں کا نکلنا شاذ ونادر ہی ہوسکتا ہے۔
(www.indianexpress.com/news/ncw-demands-bjp-mlas-apology-over-his-ban-skirts-in-schools-remark/1052464/)

حق بات بولنے والے کی حمایت کی اپنی عادت سے مجبور ہوکر ہم ہندوستان کے قومی خواتین کمیشن کی چیئر پرسن ممتا شرما جی کے سوالات کے جواب بھی دیدیتے ہیں، پہلے ان کی بات سن لیجئے:

"Why do we want to make these kids prisoners? And if we talk about the dress code several years after Independence, then it is painful. He should understand that in today's age, why should there be a difference between a boy and a girl. He (MLA) should say that the society should change its mindset," said Sharma."

''ہم کیوں ان چھوٹی بچیوں کو قیدی بنادینا چاہتے ہیں، آزادی کے سالوں بعد لباس کے متعلق بحث تکلیف دہ ہے، انہیں سمجھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں لڑکا اور لڑکی میں فرق نہیں ہے، انہیں (ممبر اسمبلی) کو چاہئے کہ وہ معاشرہ کی ذہنیت بدلنے کا مطالبہ کریں۔''

شاید محترمہ چیئر پرسن کو اسٹیل اور سونے کی قیمت کا فرق نہیں معلوم ہے۔ اسٹیل بیچنے والا دوکان کھلی چھوڑ کر سوجاتا ہے یا مارکیٹ گھومنے چلا جاتا ہے مگر کیا سونے کی دوکان والا ایک سکنڈ کے لیے بھی جوکھم مول لینا چاہے گا؟؟؟ محترمہ جی! اس فرق کو یاد رکھیں۔

۸/مارچ ۲۰۱۳ء کو ہندوستانی پارلیمنٹ کے اجلاس کی رپورٹنگ کرتے ہوئے آئی بی این لائیو نے اپنی آئن لائن اشاعت میں لکھا:

"CPI leader Gurudas Gupta said the society is to be blamed for the plight of women. He also blamed the telecast of women as objects and cited the example of IPL cheerleaders. Dasgupta said the government must stop the telecast of programmes depicting women as objects."
(www.ibnlive.in.com/news/cpi-blames-telecast-of-ipl-cheerleaders-for-crime-against-women-in-india/377422-37-64.html)

''سی پی آئی لیڈر گروداس گپتا نے کہا کہ عورتوں کی خراب حالت کے لیے سماج ذمہ دار ہے، انہوں نے سامان عشرت کے طور پہ عورتوں کی نمائش کو عورتوں کی بری حالت کے لیے گنہگار ٹھہرایا اور اس سلسلے میں آئی پی ایل چیئر لیڈرس خواتین کو بطور مثال پیش کیا، انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایسے پروگراموں پہ پابندی عائد کی جائے جن میں عورتوں کو سامان تعیش کے طور پہ پیش کیا جاتا ہے۔''

یورپ وامریکہ میں تو عورتیں جو چاہیں اور جتنے سینٹی میٹر کے کپڑے چاہیں، پہن سکتی

ہیں اور پہنتی بھی ہیں جس پر انہیں تعریف بھی ملتی ہے، مگر ہندوستان میں چند اِنچ کے کپڑوں کو عوامی مقبولیت ابھی حاصل نہیں ہوسکی ہے، دہلی میں صحافی خواتین نے دلی میٹرو کے اس پوسٹر کے خلاف پرزور احتجاج کیا جس میں ایک خاتون کو صرف چند سینٹی میٹر کپڑوں میں دکھایا گیا تھا۔ ٹائمز آف انڈیا آن لائن اشاعت (۱۹ر جنوری ۲۰۱۴ء) کی یہ خبر پڑھیں:

"NEW DELHI: Agroup of women journalists on Sunday lodged a protest with Delhi Metro against an advertisement featuring a "nude" woman at the Rajiv Chowk station. The advertisement show a woman with only a duct tape covering her body, one of the journalists Akansha Kumari told IANS. What does this advertisement mean? That women are on sale? She asked. We complained to the Metro officials who said they had got a compailnt earlier too."
(www.timesofindia.com/city/delhi/women-protest-nude-poster-at-delhi-metro-station/articleshow/29069104.cms)

''نئی دلی، اتوار کو خواتین صحافیوں کے ایک گروہ نے راجیو چوک اسٹیشن پہ لگے اس اشتہار کے خلاف دلی میٹرو سے اپنا احتجاج درج کرایا ہے جس میں ایک عورت کو برہنہ دکھایا گیا، ایک خاتون صحافی آکانشا کماری نے آئی اے این ایس کو بتایا کہ اشتہار میں ایک عورت کے جسم کو صرف چند سینٹی میٹر کپڑوں سے ڈھکا دکھایا گیا ہے، اس اشتہار کا کیا مطلب ہے؟ کیا عورتیں بازاری چیز ہیں۔ ہم نے میٹرو اہلکاروں سے شکایت درج کرادی ہے جس پر انہوں نے بتایا کہ اس سے پہلے بھی انہیں ایک شکایت مل چکی ہے۔''

محترمہ آکانشا کماری کا سوال بالکل صحیح ہے کہ عورتیں بازاری چیز بنادی گئی ہیں۔ مختصر سے مختصر ہوتے عورتوں کے لباس کے بارے میں علماے اسلام نے پہلے ہی واضح کردیا تھا کہ عورتوں کو بازاری چیز بنانے کے لیے ہی ان کے چست و مختصر لباس کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے، اور وہی ہوگیا، جو کم از کم آکنشا کماری جیسی خواتین کو اب سمجھ میں آیا۔

آیئے! برطانیہ کی موجودہ ملکہ الزبیتھ دوم جو تاریخ میں طویل ترین حکمرانی کرنے والوں میں اپنا نام درج کرواچکی ہیں، ان کے خیالات بھی جانیں کہ وہ اِسکرٹ کو کن لوگوں کا لباس سمجھتی ہیں۔ شریف خواتین کا یا پیشہ ور طوائفوں کا؟؟ آئی بی این لائیو ڈاٹ کام کی ۴ر فروری ۲۰۱۴ء کی اس خبر کو پڑھیں:

Queen Elizabeth asks Kate Middleton to stop dressing like a harlot
"Queen Elizabeth II isn't such a fan of short skirts, especially the ones that her granddaughter-in-law Kate Middleton has been sporting

recently. The Duchess of Cambridge has been asked to lower her hemlines and stop dressing like such a harlot. Even though Kate Middleton's wardrobe is envied by women all over the world, it is isn't royal enough for the Queen."

(www.ibnlive.in.com/news/queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot/449906-79.html)
(http://time.com/4543/queen-elizabeth-orders-kate-middleton-to-stop-dressing-like-such-a-harlot)
(www.bulletin247.com/english-news/show/queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot-orders-her-to-lower-her-hemlines)
(http://primepostnews.com/queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot)

''ملکہ ایلزبیتھ نے کیٹ مِڈلٹن کو طوائفوں سا کپڑا پہننے سے منع کر دیا''

''ملکہ ایلزبیتھ دوم مختصر اِسکرٹ کی اس حد تک حمایت نہیں کرتی ہیں جتنی ان کی پت پتو (پوتے کی بیوی) کیٹ مِڈلٹن ابھی تک پہنتی رہی ہیں۔ کیمبرج کے ڈچ خاندان سے تعلق رکھنے والی کیٹ مِڈلٹن کو اپنے اسکرٹ کے دامن کو اور نیچا کرنے کا حکم سنایا گیا اور یہ کہا گیا ہے کہ وہ طوائفوں سا لباس پہننا بند کریں۔ کیٹ مِڈلٹن کے کپڑوں پہ اگرچہ دنیا بھر کی خواتین رشک کرتی ہیں مگر ملکہ ایلزبیتھ کی نظر میں یہ شاہی پریوار کی شان کے مطابق نہیں ہے۔''

ملکۂ برطانیہ کی سوچ اور اس خبر کے جملوں نے اسلام کی حقانیت کو اور روشن کر دیا ہے کیونکہ اسلام کی نظر میں بادشاہ اور غریب دونوں کی بیٹی بہو کی عزت برابر ہے، اور جیسا کہ ملکہ محترمہ کی سوچ ہے کہ مختصر اور چست لباس شریفوں کا لباس نہیں ہے، اسلام اس طرح کے لباس سے منع کرتا ہے۔ ایک اور چیز کی وضاحت کر دیں کہ مذکورہ نیوز ایجنسی نے اس خبر کے ساتھ جو تصویر کیٹ مِڈلٹن کی شائع کی ہے، اس میں ان کا اِسکرٹ گھٹنہ کے قریب تک پہونچتا نظر آتا ہے، مگر ملکۂ محترمہ اسے بھی جسم فروش عورتوں کا لباس قرار دے رہی ہیں، رانی نے یہ جتلا دیا ہے کہ انہیں یہ اچھا نہیں لگتا کہ دنیا کے سب سے خوبصورت اور انمول موتیوں کو سیپ سے باہر رکھا جائے۔

آپ جملوں پہ غور کریں، ملکہ ایک جہاں دیدہ اور تجربہ کار رانی ہیں، دنیا کے ۸۰ر فیصد لوگوں کی عمر سے زیادہ ان کی حکومت کی عمر ہے، بحیثیت رانی وہ بہت پہلے ساٹھ سال مکمل کر چکی ہیں، وہ الفاظ کے پیچ وخم اور موجودہ اِسکرٹ کلچر سے بخوبی واقف ہوں گی، پھر آخر انہوں نے اِسکرٹ کو طوائف کا لباس کیوں قرار دیا؟ جبکہ انہیں بھی یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگی کہ اِسکرٹ کے خلاف بولنے سے کتنے کی کرسی گئی اور بہتوں کا کھانا خرچہ بند ہو گیا، عورتوں کے آزادانہ رہن سہن اور ان کے کم ہوتے لباس پہ انگلی اٹھانا ایک شجر ممنوعہ بن گیا ہے، جس کی جرأت کرنے والوں کے لیے یہ دنیا ہی جہنم بن جاتی ہے۔ یہ سب جانتے ہوئے بھی انہوں نے

ایسا کیوں کیا؟؟ جبکہ بہو کو سمجھانے کے لیے اور بھی طریقے اور جملے ہو سکتے تھے؟؟ پھر بھی انہوں نے اس کے لیے طوائف کے لفظ کو کیوں چنا؟؟ عام طور پہ بڑے آدمی اور وہ بھی خاص طور پہ بادشاہ اور رانی کی بات کا ایک ایک جملہ نپا تلا ہوتا ہے، جس میں زیادہ سے زیادہ اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ کسی حقیر کو مثال اور مقابلہ میں پیش نہ کیا جائے، پھر بھی انہوں نے اپنی ہی عزت و آبرو اور مستقبل کی متوقع برطانوی ملکہ (پوتے کی بیوی) کے لباس کو جسم فروش عورتوں کے لباس کی طرح کہہ دیا۔ آخر کیوں؟؟ آپ شاہی شان اور اس جملے میں مطابقت پیدا کرنے کی راہوں پہ چل کر دیکھیں آپ کا ذہن بہت کچھ انکشاف کرے گا۔

ملکۂ ایلزبیتھ کی جگہ اور کوئی مسلم حکمراں، مسلمان رانی یا کوئی دوسرا شخص اس طرح کے جملے استعمال کرتا تو یورپ و امریکہ اور اس کے ہمنواؤں کی چیخ اتنی تیز ہوتی جیسے قیامت کا اَلارم بج گیا ہو، مگر فرق دل کی نظر کا ہے، آئی بی این لائیو نیوز ایجنسی نے برطانیہ کی ملکہ کے اتنے تیز لفظ کی دھار کو اپنے جملوں سے کند کرنے اور ان کے دفاع کی کوشش کی ہے، چلئے! اتنی بات تو صاف ہوگئی کہ اسلامی لباس ملکۂ محترمہ کی نظر میں درست ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ برطانوی خواتین ایک مکمل لباس کو شاہی ڈریس سمجھ کر ضرور عمل میں لانے کی کوشش کریں گی۔

برطانوی اخبار ڈیلی میل نے ۲۲ رنومبر ۲۰۰۵ء کی آن لائن اشاعت میں برطانوی عوام کا ایک سروے شائع کیا تھا جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں۔ آپ بھی غور سے پڑھیں:

"*A third of Britons believe a woman who acts flirtatiously is partially or completely to blame for being raped*, according to a new study. *More than a quarter also believe a woman is at least partly responsible for being raped if she wears sexy or revealing clothing, or is drunk*, the study found. *One in five think a woman is partly to blame if it is known she has many sexual partners*"

(www.dailymail.co.uk/news/article-369262/Women-blame-raped.html)
(http://www.thephora.net/forum/showthread.php?t=1624)
(http://afspot.net/forum/topic/171214-women-to-blame-for-being-raped/)

”نئے مطالعہ کے مطابق ایک تہائی انگریزوں کا ماننا ہے کہ عورتوں کا اندازِ دلرُبانہ مکمل طور پہ یا بہت حد تک آبروریزی کے حادثات کا ذمہ دار ہے، ایک چوتھائی سے زیادہ لوگوں نے عورتوں کے نیم برہنہ اور جنسی کشش والے لباس اور نشہ خوری کو بھی عصمت دری کا الزام دیا ہے، جبکہ بیس فیصد لوگوں نے ایک سے زائد جنسی دوستی کے رجحان کو بھی اس کے لیے موردِ الزام ٹھہرایا ہے۔“

اس رپورٹ کے ایک ایک لفظ پہ زور دے کر پڑھیں، ان میں جتنی چیزوں کو ریپ کیسیز کے لیے ذمہ دار مانا گیا ہے، اسلام پہلے سے ان سب کی مخالفت کر رہا ہے، اس سروے نے یہ بات صاف کر دی ہے کہ اسلام کی تمام باتیں اور اس کے تمام اصول صحیح ہیں جن کی تصدیق برطانوی عوام بھی کرتے ہیں، فرق اتنا ہے کہ ایک چوتھائی ایک بات کی تصدیق کرتے ہیں تو دوسری چوتھائی دوسری کی اور اسی طرح تیسری چوتھی وغیرہ۔

آپ دھیان سے اس رپورٹ کو دوبارہ پڑھیں۔ برطانوی عوام کے جذبات نے یہ صاف کر دیا ہے کہ جو چیزیں اس طرح کے حادثات کے لیے ذمہ دار ہیں اگر انہیں غیر قانونی قرار دیا جائے تو پھر حادثات نہیں کی حد تک پہونچ جائیں گے۔ اسی لیے اسلام ان چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے مگر یورپ و امریکہ کی طرف سے علاج کے لیے ضروری پرہیز نہیں کرایا جا رہا ہے بلکہ صرف دوا دینے کی بات کی جا رہی ہے۔ وہ ہمارے ہی نہیں بلکہ اپنے بھی اصول ''Care is better than cure'' (احتیاط و پرہیز علاج سے بہتر ہے) کو بھلا بیٹھے ہیں، اسی لیے مرض گھٹنے کی بجائے بڑھتا جا رہا ہے۔

وقت کا پہیہ جس طرح گھوم رہا ہے اور جس طرح نیم برہنہ لباسوں کی وجہ سے حادثات رونما ہو رہے ہیں اس سے یہ یقینی ہو جاتا ہے کہ بہت جلد (۱) دنیا بھر کی حکومتیں زانیوں کو سخت سزا دینے کے اسلامی قوانین کو نافذ کریں گی اور (۲) عورتوں کے لیے ڈریس کوڈ کا اعلان کرنے پہ مجبور ہوں گی۔ یا اسلام کے بغض میں خودکشی کا فیصلہ کریں گی۔

۲۰۰۵ء کی بہ نسبت ۲۰۱۰ء کے برطانوی عوام بالخصوص خواتین میں اسلام کے حکمِ حجاب کے متعلق سچائی کا جذبہ کافی اوپر کی طرف آیا۔ برطانوی اَخبار ڈیلی میل نے اپنی ۱۵ر فروری ۲۰۱۰ء کی آن لائن اشاعت میں یہ سروے شائع کیا:

"The poll of 1,000 adults found that 54 per cent of women believe rape victims should be held accountable for their attack. Women were more likely than men to blame victims, with those aged between 18 and 24 the most likely to judge. Twenty-four per cent of this age group said wearing a short skirt, accepting a drink or having a conversation with the rapist made victims partly responsible....while more than a tenth (13 per cent) said someone who had been dancing in aprovocative way or flirting should be prepared for the

consequences."
(http://www.dailymail.co.uk/news/article-1251040/Rape-Its-fault-victims-say-50-women.html) (http://www.abovetopsecret.com/forum/thread543776/pg1)
(http://www.hindustantimes.com/world-news/rape-is-fault-of-the-victims-say-half-of-women-survey/article1-509067.aspx)

''ایک ہزار لوگوں کے سروے سے یہ بات ابھر کر آئی ہے کہ ۵۴رفیصد خواتین کا خیال ہے کہ عصمت دری کے لیے خود متاثرہ عورتوں کو ذمہ دار ٹھہرایا جانا چاہئے۔ متاثرہ کو مردوں کی بہ نسبت عورتیں زیادہ ذمہ دار مانتی ہیں، خاص طور پہ ۱۸-۲۴ سال کی عورتیں اس پہ زیادہ یقین رکھتی ہیں، اس عمر کی ۲۴رفیصد خواتین کا کہنا ہے کہ مختصر اسکرٹ پہننا، مرد سے مشروب قبول کرنا یا اس سے بات کرنا خود متاثرین کو ذمہ دار بنا دیتا ہے، جبکہ ۱۳رفیصد کا ماننا ہے کہ پُرکشش رقص کرنے والی اور اندازِ دلربانہ دکھانے والی عورتوں کو نتیجہ (جنسی زیادتی) کے لیے تیار رہنا چاہئے۔''

اس اقتباس کے آخری جملہ کی سچ مچ ادائیگی اور اس کی بے باکانہ اشاعت پہ ہم سروے ٹیم اور نیوز ایجنسی کو شکریہ کہنا نہیں بھول سکتے ہیں۔ اب یورپی عوام میں یہ بات بہت حد تک عام ہو چکی ہے کہ آبروریزی کے لیے مجرم کے ساتھ متاثرہ کا لباس، شراب نوشی اور مرد سے اختلاط بھی ذمہ دار ہیں، اس نظریہ کی مقبولیت سے گھبرائے لوگ اتنی بوکھلاہٹ میں ہیں کہ انہوں نے اس فکر اور سروے کے خلاف ایک خصوصی ویب سائٹ بنام ''www.thisisnotaninvitationtorapeme.co.uk'' (یہ میری طرف سے آبروریزی کا دعوت نامہ نہیں ہے) بنا رکھا ہے، مگر وہ یہ یاد رکھیں کہ مشک وعنبر کی خوشبو کو زیادہ دیر تک چھپایا نہیں جا سکتا ہے۔

(۹) اختلاط مرد و زن۔

اس موضوع پہ گفتگو سے پہلے چند باتیں خاص طور پہ ذہن نشیں رہیں:۔

(الف) یہ عنوان مکمل کیے بغیر آپ یہ کتاب بند نہیں کریں گے۔

(ب) تعلیم چاہے دینی ہو یا دنیاوی ہم اس کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم مرد وعورت دونوں کی تعلیم کی حمایت کرتے ہیں بشرطیکہ طریقہ اور نتیجہ غلط نہ ہو اور ان کا جنس مخالف سے اِختلاط نہ ہو۔

(ج) اِسلام ضرورت مند خواتین کی باعزت اور غیر مخلوط جائز نوکری کے خلاف نہیں ہے۔

(د) آج کی تاریخ میں سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں امریکہ ویورپ دنیا کے قائد ہیں اور

اس کے لیے وہ تعریف کے مستحق ہیں، جو اس معاملہ میں ان کی مساعی سے منہ موڑے وہ حقیقت پسند نہیں۔ سائنس وٹکنالوجی کے میدان میں یقیناً امریکی ومغربی ایجادات تقلید کے قابل ہیں لیکن انسان اور انسانیت کا گراف امریکہ میں کم ترقی یافتہ ملکوں کی بہ نسبت بہت زیادہ گرا ہوا ہے۔ آپ حیرت زدہ ہوں گے یہ جان کر کہ امریکہ میں ہر چھٹی (بلکہ پانچویں) عورت اور امریکی کالجوں میں پڑھنے والی ہر چوتھی لڑکی جنسی زیادتی یا عصمت دری کی شکار ہے۔ Wikipedia (اور بہت ساری نیوز اور تحقیقاتی ایجنسیوں کی ویب سائٹ پہ) The U.S Bureau of Justice Statistics کے حوالے سے لکھا ہے:

"One of six U.S. women has experienced an attempted or completed rape. More than a quarter of college age women report having experienced a rape or rape attempt since age 14."
(http://en.wikipedia.org/wiki/Rape_statistics)
(http://www.oneinfourusa.org/statistics.php)
(https://www.rainn.org/get-information/statistics/sexual-assault-victims)
(www.nytimes.com/2011/12/15/health/nearly-1-in-5-women-in-us-survey-report-sexual-assault.html?_r=0)

''ہر چھ میں سے ایک امریکی خاتون جنسی زیادتی یا مکمل عصمت دری کی شکار ہو چکی ہے۔ کالج عمر کی لڑکیوں / خواتین میں سے ایک چوتھائی سے زائد نے ۱۴ ؍ سال کی عمر سے اپنے خلاف جنسی زیادتی یا عصمت ریزی کی اطلاع دی ہے۔''

یقیناً آپ بھی یہی کہیں گے کہ امریکی ترقی کا یہ پہلو اور اس کے اسباب ہمارے لیے قابل تقلید نہیں ہیں۔

اسلام اور عقل دونوں نے مرد وعورت کے ملن کی ایک حد مقرر کی ہے۔ خاص کر جب کسی مقام پہ صرف وہی دونوں جمع ہوں یا خلوت ہونے کا اندیشہ غالب ہو تو ضروری ہے کہ ان میں خون یا دودھ کے ذریعہ کافی قریبی رشتہ ہو مثلا باپ، دادا، بھائی، چچا، ماموں بیٹا، بھتیجا، بھانجا، پوتا، نواسا وغیرہ یا شوہر ہو یا اس کا باپ، دادا اور بیٹا، پوتا، نواسا ہو، اسی طرح رضاعی رشتہ دار۔ ان کے علاوہ مردوں کے ساتھ تنہائی کا نظام حرام اور سخت حرام ہے۔ اسی لیے اسلام مخلوط تعلیم (Co-Education) اور مخلوط آفس اور کارخانہ و فیکٹری وغیرہ (Co-Workplace) جہاں مرد وعورت ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے، کام کرتے اور میل جول رکھتے ہیں، ان کو ناپسند کرتا ہے۔ کیونکہ نامحرم سے میل جول رکھنے میں حرامکاری اور

عصمت دری کا اندیشہ بہت حد تک رہتا ہے۔

آن لائن فری انسائیکلو پیڈیا نے دنیا بھر کے ممالک میں خواتین کے ساتھ ہونے والی جنسی زیادتی کی تفصیل http://en.wikipedia.org/wiki/Rape_statistics پر پیش کی ہے جن میں سے تین ملک امریکہ، برطانیہ اور آسٹریلیا میں عصمت دری کے واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے درج ذیل باکس بنایا گیا ہے۔ ذرا آپ بھی غور سے دیکھیں:

Source	Current or Former Intimate Partner	Another Relative	Friend or Acquaintance	Stranger
US Bureau of Justice Statistics	26%	7%	38%	26%
Australian Government Statistics	56%	10%	27%	8%
UK Home Office (for comparison)	45.4%	13.9%	29.6%	11%
TOTAL	42.46%	10.3%	31.53%	15%

اس باکس کی آخری لائن یعنی ٹوٹل ہماری طرف سے ہے۔ اب ہم اس کا اردو ترجمہ بھی قارئین کے لیے پیش کر دیتے ہیں:

ذریعۂ معلومات	موجودہ یا سابق انتہائی قریبی آشنا	دوسرے رشتہ دار	دور کا دوست یا ہلکی جان پہچان والا	اجنبی
امریکی محکمۂ انصاف کا اعداد و شمار	۲۶%	۷%	۳۸%	۲۶%
آسٹریلیائی حکومت کا اعداد و شمار	۵۶%	۱۰%	۲۷%	۸%
برطانوی وزارت داخلہ کا اعداد و شمار	۴۵.۴%	۱۳.۹%	۲۹.۶%	۱۱%
کل	۴۲.۴۶%	۱۰.۳%	۳۱.۵۳%	۱۵%

یعنی ۸۵ر فیصد زانی بالجبر (Rapist) عورت کے شناسا اور رشتہ دار ہوتے ہیں جو اس کے اعتماد و یقین کا خون کرتے ہوئے اس کی عصمت پہ ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ اس میں بھی تقریبا آدھے وہ لوگ ہیں جن سے عورتیں بہت قریب رہتی ہیں اور ان پر بہت زیادہ بھروسہ کرتی ہیں۔

آیئے! اب براعظم ایشیا میں شامل دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہندوستان کے حالات کا جائزہ لیں۔ آئی بی این لائیو ڈاٹ کام کے ۶ر مارچ ۲۰۱۳ء کی آن لائن اشاعت میں شائع قومی راجدھانی دلی پولیس کی اس رپورٹ کو ملاحظہ فرمائیں:

"police say that the surge in number of rape cases could not be directly attributed to the law and order situation as more than 97

per cent of rape accused were known to the victims. Last year, in all the rape cases except 26 cases, the accused were known to the victim - 207 were family members and 200 friends. Of the 706 cases last year." (www.ibnlive.com, March 06, 2013)
(http://ibnlive.in.com/news/rape-cases-on-the-rise-in-delhi-in-2013-over-150-rapes-between-jan-and-feb-15/376981-3-244.html
(www.timesofindia.indiatimes.com/city/delhi/Rape-cases-double-in-Delhi-despite-campaigns/articleshow/18831064.cms)(www.indiatoday.intoday.in/story/rape-cases-double-in-delhi-home-ministry-mullappally-ramachandran-rajya-sabha/1/256713.html)
(http://post.jagran.com/womens-day-a-token-celebration-delhi-witnesses-four-rapes-a-day-1362631962)(http://news.outlookindia.com/items.aspx?artid=791668)

''پولیس کا کہنا ہے کہ عصمت دری کی بڑھتی تعداد کے لیے لا اینڈ آرڈر کو براہ راست ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا ہے، کیونکہ ۹۷ رفیصد سے زائد ملزم متاثرہ خواتین کے لیے جانے پہچانے ہیں، سال گذشتہ کے ۷۰۶ رکیسیز میں سے ۲۶ رمقدمات کے علاوہ ۲۰۷ رملزم خاندانی ممبر ہیں جبکہ ۲۰۰ رملزم قریبی دوست ہیں۔''

جب وزیراعظم (اور عملاً ایک خاتون سونیا گاندھی کی وزارت عظمیٰ میں) اور ایک خاتون صدر (پرتیبھا پاٹل) کی ناک کے نیچے خواتین محفوظ نہیں، تو پھر ناگالینڈ اور آسام کے چھوٹے قصبوں اور دیہات کی آفس میں کام کرنے والی خواتین کا کیا حال ہوگا؟؟

دلی پولیس کے الفاظ پہ غور کریں! ان کا صاف کہنا ہے کہ وہ سڑکوں اور عوامی جگہوں پہ ہونے والی آبروریزی کی ذمہ داری تو کچھ حد تک لے بھی سکتے ہیں مگر آفس، کام کی جگہوں، دوستی، شناسائی اور رشتہ داری میں ہونے والے حادثات کی ذمہ داری سے وہ مکمل طور پہ بری الذمہ ہیں، کیونکہ وہاں کے حادثات کو روکنا ان کے بس کا کام نہیں ہے، ان کی طاقت وقوت اور سوچ وفکر اس لائق نہیں ہے کہ ان جگہوں پہ ہونے والے کیسیز کو روک سکیں، ان کے بس میں بس اتنا ہے کہ وہ ان جگہوں کے حادثات کی ابتدائی تحقیقاتی رپورٹ (FIR) لکھ لیں اور آگے کی کاروائی کریں۔ یہی حال ریاست تامل ناڈو (ہند) کا ہے جہاں ۲۰۱۳ء میں ہوئے ۹۵ رفیصد سے زائد آبروریز متاثرہ بچی/خواتین کے رشتہ دار یا قریبی شناسا تھے۔
(www.thehindu.com/news/national/tamil-nadu/rapes-in-tamil-nadu-on-the-rise-over-last-3-years/article6229525.ece)

لگے ہاتھوں دنیا کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش (بھارت) کے رخصت پذیر گورنر عزیز قریشی کے یہ الفاظ بھی پڑھ لیں:

"Incidents of rape could not be stopped even if the entire police force was deployed for women's safety, only a divine intervention could

check such crimes..... It's possible perhaps if god takes an incarnation and comes down, otherwise the crime can't be controlled."

(The Hindu Daily, Chennai Edition, India, 22 July, 2014, P.No.14)

''اگر پوری پولیس فورس کو صرف عورتوں کی حفاظت کا ذمہ دے دیا جائے تو بھی عصمت دری کے واقعات نہیں روکے جاسکتے ہیں، صرف مددِ الٰہی اس طرح کے جرائم کو روک سکتی ہے، جو اسی وقت ہوگا جب (معاذ اللہ) خدا انسانی پیکر میں اتر آئے، ورنہ آبرو ریزی کو کنٹرول نہیں کیا جاسکتا ہے۔''

انگریزی اقتباس کا خط کشیدہ لفظ خاص توجہ کا طالب ہے۔ ایک ہوتا ہے ختم کرنا اور ایک کنٹرول کرنا۔ ختم کرنے کی ذمہ داری تو کوئی بھی قانون نہیں لے سکتا ہے، البتہ! ہم یہ چیلینج کرتے ہیں کہ اگر ایمانداری سے اسلامی آئین کو نافذ کیا جائے اور اہل لوگوں کو مناصب تفویض کیے جائیں تو اس حد تک ضرور کمی آئے گی جس کے لیے کنٹرول کرنے کا جملہ استعمال کرنا صحیح ہوگا۔

اس مقام پہ ہم عقلمندوں سے ایک سوال ضرور کرنا چاہیں گے، کسی کو بھی شروع میں ہی چوری کی حقیقت بتا کر اس کے وسائل و اسباب سے دور کر دینا بہتر ہے یا پہلے اس کو چوری کے لیے ماحول بنا کر دینا اور پھر چوری کرنے پر سزا دینا؟؟ بس یہی فرق ہے اسلامی نقطۂ نظر اور دورِ جدید کے مغربی و امریکی حکمرانوں کی سوچ میں، اور باقی دنیا کے دوسرے حکمرانوں کا کیا کہنا، وہ بے چارے تو مغرب کی حمایت میں دن کو رات کہنے کے لیے پہلے سے تیار کھڑے ہیں۔ کیا مجرم کو سزا دینے سے اس عورت کا کھویا ہوا وقار واپس آجائے گا؟ کیا معاشرہ اسے اسی نگاہ سے دیکھے گا جس نگاہ سے پہلے دیکھتا تھا؟؟ اسی لیے اسلام یہ چاہتا ہے کہ پہلے اسباب و وسائل بند کیے جائیں، قانون کے ذریعہ دونوں کو الگ الگ رکھا جائے، پھر اس کے باوجود بھی یہ حادثہ ہو تو پھر ایسے شریر لوگوں سے سختی سے نپٹا جائے، جو آخری راستہ ہے۔ دلی پولیس کے ان الفاظ کو سامنے رکھ کر اگر آپ اسلامی قانون کا جائزہ لیں تو یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ اگر نظامِ مصطفیٰ ﷺ پہ عمل کیا جاتا تو دلی میں ۲۰۱۲ء میں پیش آئے ۷۰۶/ میں سے صرف ۲۶/ حادثات (جن میں مجرم اجنبی تھے) ہی ہوتے، بلکہ وہ بھی نہ ہوتے کیونکہ اسلام نے ایسے مجرموں کے لیے پتھر کی سزا کا حکم دیا ہے جسے دلی کے انڈیا گیٹ پہ اگر ایک مرتبہ نافذ کر کے دکھا دیا جائے تو کم از کم اگلے ایک سال تک کوئی ریپ کیس نہیں ہوگا۔

ذرا ایک اور رپورٹ پڑھئے:

"Bangkok: About two-third of women journalists have experienced abuse, harassment or threats at work, according to first global survey on violence against women working in the news media. The survey by the Washington-based International Women's Media Foundation and the London-based International News Safety Institute included 822 women media workers interviewed between July and late November this year. It found that the majority of threats, intimidation and abuse directed towards women media workers occurred in the work place and were committed by male bosses, supervisors and co-workers, according to a press release." It is shocking to see that more than half (64.48 per cent) of the 822 women journalists who responded to our survey have experienced some sort of 'intimidation, threats or abuse' in relation to their work," said Elisa Lees Munoz, Executive Director of the IWMF. The survey found that the majority of women who are harassed do not report what has happened to them, despite the fact that more than half of them confirmed that the experience had a psychological impact, the release said. Almost 29 per cent of the respondents worked in Asia and the Pacific, over 21 per cent in North America, 19 per cent in Europe, about 13 per cent in Africa, 11 per cent in Latin and South America, and 5 per cent in Arab states. The survey was carried out with funding from the Government of Austria and supported by UNESCO." (www.ibnlive.com, December 03, 2013)

(http://ibnlive.in.com/news/twothird-of-women-journalists-face-abuse-or-harassment-survey/437464-2.html)(www.thehindubusinessline.com/news/international/twothirds-of-women-journalists-face-abuse-or-harassment-survey/article5418005.ece)(www.thehindu.com/todays-paper/tp-national/twothirds-of-women-journalists-face-intimidation-abuse-survey/article5419717.ece)(www.samachar.com/two-thirds-of-women-journalists-face-abuse-or-harassment-nmdqK0gh)

''بینگ کاک، تقریبا دوتہائی خواتین صحافی کواپنے کام کی جگہ پہ بدسلوکی، دھمکی اور عزت پہ حملہ جیسے تجربات سے گذرنا پڑا ہے۔واشنگٹن کی تنظیم ''انٹرنیشنل ویمنس میڈیا فاؤنڈیشن'' اور لندن کی ''انٹر نیشنل نیوز سیفٹی انسٹی ٹیوٹ'' نے نیوز میڈیا میں کام کررہی خواتین کے خلاف بدسلوکی کے پہلے عالمی سروے میں جولائی تا نومبر ۲۰۱۳ء کے درمیان ۸۲۲/خواتین صحافی سے انٹرویو لیا۔سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ دوتہائی خواتین صحافی کو اپنے باس، نگراں اور ساتھ کام کرنے والوں مردوں سے بدتمیزی، بدسلوکی اور جنسی حملہ جیسی چیزوں کا سامنا خود کام کی جگہ میں کرنا پڑا ہے۔ ''آئی ایم ڈبلیو ایف'' کی ایگزیکیٹیو ڈائرکٹر ''الیسا لیز مونوز'' نے کہا: یہ بہت چونکا دینے والی بات ہے کہ ہمارے سروے کا جواب دینے والی ۸۲۲/خواتین میں سے زائد از نصف (۶۴.۴۸/ فیصد) کو ان کے کام سے متعلق معاملات میں بدسلوکی، چھیڑ چھاڑ اور استحصال جیسے مرحلہ سے

گذرنا پڑا'' یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اکثر و بیشتر خواتین صحافی اپنے ساتھ پیش آئے حادثات کی کسی کو اطلاع نہیں دیتی ہیں۔ پچاس فیصد سے زیادہ خواتین نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ معاملات جسمانی بدسلوکی سے متعلق ہوتے ہیں۔ سروے کا جواب دینے والی خواتین میں تقریبا ۲۹ر فیصد ایشیا اور پیسیفک میں کام کرتی ہیں، ۲۱ر فیصد سے زائد شمالی امریکہ میں، ۱۹ر فیصد یورپ میں، ۱۱ر فیصد لاطینی اور جنوبی امریکہ میں جبکہ ۵ر فیصد عرب ممالک میں برسر روزگار ہیں، سروے آسٹریائی حکومت اور (اَقوام متحدہ کی ذیلی تنظیم) یونیسکو کی مالی مدد سے کیا گیا ہے۔''

مطلب اس سروے ٹیم کو امریکہ و یورپ اور اقوام متحدہ کی سرپرستی حاصل تھی۔ یہ ان عورتوں کی کہانی ہے جن کے ہاتھ میں قلم اور میڈیا کی طاقت ہے پھر بھی مجبوراً اپنی زبان بند رکھتی ہیں تو پھر دوسرے اداروں اور جگہوں کا حال کیا ہوگا اس کا صرف اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جب زبان و قلم کی طاقت سے لیس خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی اور عصمت دری کا تناسب دوتہائی ہے تو بے زبان نوکری پیشہ عورتوں کی کتنی فیصد اس کی شکار ہو چکی ہوں گی اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔

یہ زبردستی کے واقعات ہیں اور بخوشی کے حالات کیا ہیں انہیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اِنصاف اور اعلیٰ اقدار سے سب سے زیادہ جن لوگوں کے مزین ہونے کی امید کی جاسکتی ہے ان میں مذہبی رہنما اور جج صاحبان سرفہرست ہیں، مگر اختلاط مرد وزن ان کے تقدس کے لیے بھی زہر ہے۔ دیکھیں خود کیتھولک پوپ کیا کہتے ہیں:

"One in 50 priests is a paedophile: Pope Francis says child abuse is 'leprosy' infecting the Catholic Church....He also said that many more in the Church are guilty of covering it up."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2690575/Pope-Francis-admits-two-cent-Roman-Catholic-priests-paedophiles-interview-Italian-newspaper.html)(http://www.independent.co.uk/news/world/europe/pope-francis-one-in-50-catholic-priests-bishops-and-cardinals-are-paedophiles-9602919.html) (http://www.bbc.com/news/world-europe-28282050) (http://www.express.co.uk/news/world/488569/Pope-Francis-Two-per-cent-of-Catholic-clergy-are-paedophiles) (http://www.theweek.co.uk/world-news/59439/pope-francis-one-priest-in-50-is-a-paedophile)

''ہر پچاس میں سے ایک پادری چائلڈ سیکس کا مرتکب ہے، پوپ نے کہا کہ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کوڑھ کی بیماری ہے جو کیتھولک کلیساؤں کو برباد کر رہی ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ بہت سے ذمہ داران چرچ ان حادثات کی لیپاپوتی میں بھی ملوث ہیں۔''

پہلے کی حالت آپ نے پوپ کی زبانی ملاحظہ فرمالی ہے، آیئے! اب جج صاحبان کے

بارے میں جانیں:

"Orange County Superior Court Judge Scott Steiner censured for engaging in sexual activity in his chambers on multiple occasions. Kern County Superior Court Judge Cory Woodward carried on an intimate affair with his court clerk from July of 2012 until May of last year, Both judges censured by state Commission on Judicial Performance۔ Commission called it 'the height of irresponsible and improper' behavior. Both Woodward and Steiner were allowed to remain on the bench despite the censure"

(www.dailymail.co.uk/news/article-2741537/Two-California-judges-censured-having-sex-multiple-women-chambers.html)
(www.sfgate.com/news/article/Two-California-judges-disciplined-for-having-sex-5728796.php)
(www.latimes.com/local/la-me-judges-sex-censure-20140903-story.html)

''اورینج کاؤنٹی اعلیٰ عدالت کے جج اِسکاٹ اِسٹینر کو اپنے عدالتی چیمبر کے اندر متعدد مواقع پہ (مختلف عورتوں کے ساتھ) جنسی تعلقات بنانے کی وجہ سے پھٹکار لگائی گئی ہے، کیرن کاؤنٹی عدالت عالیہ کے جج کوری وڈوارڈ جولائی ۲۰۱۲ء تا مئی ۲۰۱۳ء اپنی (خاتون) کورٹ کلرک کے ساتھ جنسی تعلقات میں ملوث رہے، عدالتی پرفارمنس کے لیے دونوں کی سرزنش کی گئی ہے۔ کمیشن نے اسے 'بہت زیادہ غیر ذمہ دار اور غلط رویہ' قرار دیا، تاہم زجر کے باوجود وُڈوارڈ اور اِسٹینر دونوں کو ان کے عہدوں پہ بحال رکھا گیا ہے۔''

تھوڑی دیر رُک کر جائزہ لیں! تقریباً ایک سال تک ایک جج کا چیمبر بطور طوائف خانہ استعمال ہوتا رہا اور وہ بھی خود جج صاحب کے ذریعہ مگر اِنتظامیہ بے خبر، جو لوگ سرکاری نوکریوں میں ہیں یا نوکری پیشہ کے دوست ہیں وہ میرے اس قول کی تصدیق کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ چلتا بہت زیادہ ہے مگر ٹینشن کوئی نہیں لیتا۔ ان میں بالخصوص جناب وُڈوارڈ صاحب نے جو طریقہ اپنایا ہے وہ تو یورپ و امریکہ کی چشم کشائی کے لیے کافی سے زائد ہے:

"The commission said Woodward passed notes of a sexual nature to the clerk during court proceedings and lied about the relationship when confronted by his presiding judges in a bid to block her transfer."

''کمیشن کا کہنا ہے کہ وُڈوارڈ نے عدالتی کاروائی کے دوران جنسی نوٹ کو خاتون کلرک کی طرف بڑھایا اور تعلقات اس وقت قائم کیے جب اپنے صدر جج کے ذریعہ اس کلرک کا تبادلہ رُکوادیا۔''

اور یہ حال صرف برطانیہ ہی کا نہیں ہے، اگست ۲۰۱۴ء سے ہندوستانی سپریم کورٹ مدھیہ پردیش ریاست کے گوالیار ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن (خاتون) جج کے ذریعہ ریاستی ہائی کورٹ جج کے خلاف لگائے جانے والے سنگین جنسی زیادتی کے الزامات کی چھان بین میں مصروف

ہے۔ ابھی تک عدالت عظمیٰ کسی نتیجہ پہ نہیں پہونچ سکی ہے۔ مگر ہائی کورٹ جج نے تمام الزامات کو خارج کر دیا ہے۔ دونوں میں سے جو بھی سچا ہو، مگر یہ بات تو صاف ہے کہ یہ فتنہ اس لیے اُٹھا کہ ہم نے اختلاط مرد و زن کی عام اجازت دی ہے، اگر یہ اجازت عامہ نہ ہو تو پھر اس طرح کے مسائل پیدا ہی نہیں ہوں گے۔ اگر الزامات سچے ہیں تو یہ ایک بڑی بات ہوگی کیونکہ اپنی شکایت میں متاثرہ نے جج صاحب کی جس ہمت و جرأت کا ذکر کیا ہے وہ یقیناً بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کر دے گی۔ آپ تفصیل جاننا چاہیں تو درج ذیل لنک پہ کلک کریں:۔

(http://timesofindia.indiatimes.com/India/Supreme-Court-stays-MP-high-court-probe-into-sexual-harassment-case/articleshow/41229249.cms)
(http://www.hindustantimes.com/comment/barkhadutt/when-a-woman-undermines-the-horror-of-rape/article1-1258001.aspx)
(http://www.thehindu.com/news/national/gwalior-judge-sexual-harassment-case-supreme-court-stays-probe-panel-appointed-by-madhya-pradesh-chief-justice/article6362865.ece)

جب اختلاط مرد و زن کی آگ سے انصاف و اقتدار کے اعلیٰ محل نہیں بچ سکے تو پھر عام لوگوں کے بچنے کی امید کیونکر کی جا سکتی ہے۔ امریکہ و برطانیہ میں 'ناجائز تعلق' کا تناسب یہ ہے:

"Although precise figures remain elusive, surveys in the UK and the U.S. suggest that between 25 and 70 per cent of women — and 40 and 80 per cent of men — have engaged in at least one extramarital sexual encounter."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2311947/The-infidelity-epidemic-Never-marriage-vows-strain-Relationship-expert-Kate-Figes-spent-3-years-finding-adultery-worryingly-common.html)
(www.telegraph.co.uk/culture/10230794/Our-Cheating-Hearts-Love-and-Loyalty-Lust-and-Lies-by-Kate-Figes-review.html)
(http://kuhu-unplugged.com/infidelity-a-grave-mental-trauma)

''صحیح گنتی اگر چہ پورے طور پہ معلوم نہیں ہے مگر امریکہ و برطانیہ میں کیے گئے سروے کا آنکڑا یہ ہے کہ ۲۵٪ تا ۷۰٪ فیصد برطانوی اور امریکی خواتین جبکہ ۴۰٪ تا ۸۰٪ فیصد برطانوی اور امریکی مردوں نے زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ غیر سے تعلقات قائم کیا ہے۔''

ترقی یافتہ ممالک کی سماجی حالت کا یہ پہلو ہوش اڑا دینے والا ہے:

"Having an extramarital affair not only can hurt children, but also a marriage and family. The percentage of affairs with a co-worker has increased. Dr. Shirley Glass, a marriage and family therapist in her practice over the last two decades found that 46 percent of unfaithful wives and 62 percent of unfaithful husbands had affairs with someone at work."

(http://extension.missouri.edu/jackson/documents/Articles/Relationships/ExtramaritalAffairsintheWorkplace.pdf)
(www.shirleyglass.com/introduction.htm)(www.selfgrowth.com/articles/do_men_cheat_more_women.html)
(http://webcenters.netscape.compuserve.com/love/package.jsp?name=fte/intheoffice/intheoffice)

''خارج شادی تعلقات نہ صرف بچوں کے لیے نقصاندہ ہیں بلکہ شادی اور خاندان پہ بھی برا اثر ہو سکتا

ہے، ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ جنسی تعلقات کا فیصد بڑھ گیا ہے، شادی اور خاندانی امور کے ماہر معالج ڈاکٹر شرلی گلاس نے اپنی دو دہائی (بیس سالہ) عملی زندگی میں یہ پایا کہ ۴۶ رفیصد بے وفا خواتین اور ۶۲ رفیصد بے وفا مردوں کا اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ ناجائز تعلق ہے۔''

یہ حالت ہے سپر پاور اور اس کے حواریوں کی!! اس رپورٹ کا ایک ایک نقطہ ارباب بست وکشاد کو دعوت دے رہا ہے کہ وہ اسلامی قوانین کو اپنائیں اور ساتھ ہی اپنے اہل خانہ سے مخلوط نوکری کروانے سے بچیں۔ مخلوط آفس اور مخلوط کام کی جگہیں کس گھر میں تبدیل ہو چکی ہیں، شاید اس کی وضاحت کی ضرورت اب باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اسی مضمون میں ما ورائے شادی تعلقات کے اسباب اور ان سے بچنے کی تدبیریں بتائی گئی ہیں، جن کا ایک ایک نقطہ اسلام کی حمایت میں بے نیام نظر آتا ہے۔ پہلے اسباب پڑھیں:

"An extramarital affair may happen when there is frequent interaction with coworkers through interest or pressure over a project. There is also a physical attraction, and they start to share more of themselves alone with the person they work with. Emotional intimacy may be developed and lead to an affair."
(http://extension.missouri.edu/jackson/documents/Articles/Relationships/ExtramaritalAffairsintheWorkplace.pdf)

''ناجائز تعلق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اپنی دلچسپی یا کسی پروجیکٹ کے دباؤ کے باعث ساتھ کام کرنے والے کے ساتھ قریبی رابطہ بن جاتا ہے، جہاں جسمانی کشش بھی ہوتی ہے۔ اور پھر ساتھ کام کرنے والے کے ساتھ تنہائی کو زیادہ سے زیادہ شیئر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جذباتی رشتہ پروان چڑھ کر ناجائز تعلق قائم کر سکتا ہے۔''

اسباب کو بیان کرنے کے بعد احتیاطی تدابیر کو بیان کیا:

"•Avoid being alone with coworkers of the opposite sex. Being alone with each other may create a chance of having an affair."
(http://extension.missouri.edu/jackson/documents/Articles/Relationships/ExtramaritalAffairsintheWorkplace.pdf)
(http://healthymarriagetips.com/Work.htm) (www.yubasuttermarriage.com/marriagetips/coworkers.html)
(http://www.ldsliving.com/story/73109-can-married-people-have-friends-of-the-opposite-sex)
(http://foundationrestoration.org/2012/07/the-rules-of-opposite-gender-friendships)
(http://peacefulwife.com/2012/01/15/the-danger-zone-of-guy-friends-for-married-women)

''ساتھ کام کرنے والے جنس مخالف کے ساتھ خلوت سے بچیں، اس کے ساتھ خلوت ناجائز تعلق پیدا کر سکتا ہے۔''

آفریں بر تو!! اِسلامی قانون کہ دو اجنبی مرد وعورت کی خلوت ناجائز ہے، کی بڑی خوبصورت تشریح ڈاکٹر شرلی گلاس نے پیش کی ہے۔ یہ پیغمبر اسلام ﷺ کی اس حدیث کی تصدیق ہے:

"أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ۔"

''کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں جمع نہیں ہوتا مگر وہاں ان دو کے علاوہ تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے۔''

(جامع الترمذی: باب ما جآء فی لزوم الجماعة، مسند أحمد: عن عمر، عن جابر، عن عامر بن عقبة)

شاید ہی کوئی ایسا ملازم یا مالک ہوگا جو یہ کہہ سکے کہ مخلوط کمپنیوں اور مخلوط آفسوں میں کام کرتے ہوئے ان کی ۲۵۔۳۵ سالہ ملازمت میں کبھی یہ موقع نہیں آیا جب جنس مخالف کے ساتھ ان کی خلوت ہوئی ہو۔ بلکہ دنیا کے اکثر و بیشتر آفس، بینک، بنیادی مراکز صحت (PHCs) سب ڈسٹرکٹ ہاسپٹل، نرسنگ ہوم، پری پرائمری اور نرسری اسکول، چھوٹی چھوٹی دوکانوں اور کام کی دیگر جگہوں میں یہ موقع بار بار بلکہ اکثر و بیشتر آتا ہے جب دو جنس مخالف خلوت میں ہوتے ہیں، اسی لیے اسلام نے ذریعۂ گناہ بننے والے اختلاط کی ان جگہوں کو مرد و عورت کے لیے جدا جدا بنانے کا حکم دیا اور مشترکہ کو حرام قرار دیا ہے۔ کچھ اور تدبیر بتائی گئی:

"•Keep conversation with coworkers of the opposite sex on work related topics. When the conversation moves to a more personal level, you need to stop and make a quick exit."

(http://extension.missouri.edu/jackson/documents/Articles/Relationships/ExtramaritalAffairsintheWorkplace.pdf)
(http://healthymarriagetips.com/Work.htm) (www.yubasuttermarriage.com/marriagetips/coworkers.html)
(http://foundationrestoration.org/2012/07/the-rules-of-opposite-gender-friendships)

''ساتھ میں کام کرنے والے جنس مخالف سے صرف کام سے متعلق موضوعات پہ بات کریں، مگر جب بات خاندان اور ذاتی امور پہ پہونچے تو فوراً خود کو روکیں اور موضوع ختم کر دیں۔''

یہ ناممکن کی حد تک مشکل تدبیر ہے، شاید ہی دنیا کا کوئی ایسا ملازم ہوسکتا ہے جو یہ کہہ سکے کہ اس نے کبھی کسی جنس مخالف عملہ سے ذاتی اور خاندانی امور پہ بات نہ کی ہو۔ ایک اور وجہ کی نشاندہی کی گئی:

"•Emotional intimacy with a coworker can be dangerous and cause more harm to your marriage than a onenight stand."

(http://extension.missouri.edu/jackson/documents/Articles/Relationships/ExtramaritalAffairsintheWorkplace.pdf)
(http://healthymarriagetips.com/Work.htm) (www.yubasuttermarriage.com/marriagetips/coworkers.html)

''ساتھ میں کام کرنے والے سے جذباتی رشتہ خطرناک ہوسکتا ہے اور آپ کی شادی کو ایک رات کے قیام سے بھی زیادہ نقصان پہونچا سکتا ہے۔''

یہ ایک ناممکن تدبیر ہے کیونکہ ایک کمپنی اور آفس میں ہر طرح کے لوگ ہوتے

ہیں، کوئی خوشی میں ڈوبا ہوتا ہے تو کوئی غم میں، کوئی بچپن میں خوشحال رہتا ہے تو کوئی پریشان، کسی کا حال اچھا ہوتا ہے تو کسی کا تکلیف دہ، جس کا بیان نہ چاہتے ہوئے بھی ہوجاتا ہے۔ رشتہ داروں کی موت اور خوشی کے موقع پہ ملن ہوتا اور یوم پیدائش، نئے سال، یوم آزادی اور تہوار وغیرہ کے مواقع پہ ایس ایم ایس اور کال وغیرہ کا تبادلہ ہوتا ہے نیز ایک دوسرے کے گھر پہ آنا جانا ہوتا ہے اور یہ سب جذباتی رشتہ قائم کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ آدمی بحیثیت انسان ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہوتا ہے اور یہی چیزیں دوست بناتی اور دشمنی پیدا کرتی ہیں جسے جذباتی رشتہ کہا جاتا ہے۔ اور بائبل کے الفاظ میں:

"Can a man take fire in his bosom, and his clothes not be burned? Can one go upon hot coals, and his feet not be burned?" (Proverb: 6/27-28)

''کیا ممکن ہے کہ آدمی اپنے سینہ میں آگ رکھے اور اُسکے کپڑے نہ جلیں؟ یا کوئی انگاروں پر چلے اور اُسکے پاؤں نہ جھلسیں؟۔'' (اَمثال:۶/۲۷۔۲۸)

ہندوستانی سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج اشوک کمار گانگولی جو حالیہ دنوں مغربی بنگال ریاستی حقوق انسانی کمیشن کے چیئرمین کے عہدہ پہ فائز ہیں، ان کے خلاف سپریم کورٹ کے تین ججوں کی کمیٹی نے ایف آئی آر درج کرنے کی سفارش کردی ہے۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے ۲۴ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو دہلی کے ایک ہوٹل میں اپنی زیرنگرانی ریسرچ کر رہی طالبۂ قانون خاتون کے ساتھ جنسی زیادتی کی ہے۔ اگر یہ الزام صحیح ہے تو یہ سوال اٹھنا فطری ہے کہ عدلیہ کے سب سے بڑے سرچشمہ کا ایک نمائندہ کس طرح ایسی حرکتوں کے لیے ہمت جٹا پایا؟؟ کہیں نہ کہیں قانون یا نظام انصاف میں کوئی نہ کوئی ایسا نقص ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے اے کے گانگولی نے اپنی پوتی عمر کی لڑکی پہ جنسی حملہ کیا اور وہ بھی اس وقت جب دہلی کی شاہراہیں، راشٹریہ پتی بھون اور وزیراعظم ہاؤس ان مظاہرین سے محصور تھے جو عزت لٹیروں کے لیے سرعام پھانسی اور اسلامی قانون کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور اگر یہ الزام باطل ہے تو یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ اختلاط کی غلط صورت نے خاتون طالبہ کو ایسا موقع فراہم کیا کہ وہ سپریم کورٹ کے سبکدوش جج کی عزت سے کھیلے۔

ہندوستانی صحافت میں ایک مشہور نام ''تہلکہ میگزین'' کا ہے جس کا ذکر آتے ہی

ہندوستان کی سیاست میں تہلکہ مچ جاتا ہے۔اس کے بانی اور چیف ایڈیٹر ترون تیج پال گوا پولس کی حراست میں ہیں، ان پر الزام ہے کہ انہوں نے اپنے ماتحت کام کر رہی صحافی خاتون کے ساتھ ریاست گوا(ہند) کے ایک ہوٹل کے لفٹ میں جنسی زیادتی کی ہے۔

پورٹ بلیئر، جزائر اَنڈمان نکوبار، ہند۔سلی گوڑی، مغربی بنگال۔ ہند اور کولکاتہ، مغربی بنگال۔ ہند تینوں جگہ سے بہ یک وقت شائع ہونے والے روزنامہ"The Echo of India" کے پورٹ بلیئر ایڈیشن بتاریخ ۶ر دسمبر ۲۰۱۳ء کے آخری صفحہ پہ الٰہ آباد ہائی کورٹ یوپی(ہند) کی لکھنو بینچ کے متعلق یہ خبر چھپی ہے:

"LUCKNOW, DEC 5 /--/ The Allahabad High Court today constituted a committee to check cases of unfair treatment to women counsels. The order was passed by the bench of the Justice Devi Prasad Singh and Justice Ashok Pal Singh of the Lucknow bench of the High Court on a petition filled by Sandhya Dubey and others. On behalf of the petitioners counsel Ranjana submitted that recently, ladies working in the court have been treated unfairly and have suffered eve-teasing in spite of SC judgement in Vishakha case. She said that no committee has been constituted by the HC in Oudh Bar Association to deal with complaints of eve-teasing and molestation of women." (The Echo of India, Port Blair, A&N, India, December 6, 2013, P8)

"لکھنؤ، ۵ دسمبر، آج الٰہ آباد ہائی کورٹ نے خواتین قانون دانوں کے خلاف بدسلوکی کے کیسیز کی تحقیقات کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے، سندھیا ڈوبے و دیگر کی درخواست پہ ہائی کورٹ کی جسٹس دیوی پرساد سنگھ اور جسٹس اشوک پال سنگھ کی بینچ نے یہ حکم جاری کیا۔ درخواست دہندہ کی وکالت کرتے ہوئے وکیل رجنا نے یہ بات رکھی کہ وشاکھا کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کے بعد بھی حالیہ دنوں میں عدالت میں کام کر رہی خواتین کو فقرہ بازی کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے عدالت سے مزید آگاہی دی کہ اَودھ بار ایسوسی ایشن میں ہائی کورٹ کی جانب سے عورتوں پہ فقرہ بھپتی اور جنسی حملہ جیسی شکایتوں سے نپٹنے کے لیے کوئی کمیٹی نہیں بنائی گئی ہے۔"

تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر کر آپ حالات کا جائزہ لیں اور سوچیں کہ جب قانون داں اور دوسروں کے لیے انصاف کی لڑائی لڑنے والی خواتین کے ساتھ کورٹ کے اندر چھیڑ خانی اور جنسی حملہ جیسے جرائم کا ارتکاب کیا جا سکتا ہے تو پھر ہم اور آپ کس کی پاکدامنی کا آنکھیں بند کر کے سو فیصد یقین کر سکتے ہیں؟؟ ویسے آپ کی اطلاع کے لیے بتا دیں کہ

پولیس اور فوج میں کام کرنے والی خواتین بھی جنسی حملہ اور آبروریزی جیسے حادثات سے محفوظ نہیں ہیں۔ اور اس طرح کے واقعات ہر ایسے ملک میں ہوتے ہیں جہاں دونوں کے اختلاط کو اچھا سمجھا جاتا ہے۔ ذرا نیویارک ٹائمز کے آن لائن ایڈیشن کی یہ خبر پڑھیں:

"Over 26,000 rapes and sexual assaults took place in the military last year, and most of the woman that actually reported it were basically kicked out of the military." (New York Times, Sep. 3, 2013)
(http://lens.blogs.nytimes.com/2013/09/03/military-rape-enemy-within-the-ranks/?_r=0)
(www.dailymail.co.uk/news/article-2733404/We-lost-jobs-reporting-raped-Haunting-photo-essay-depicts-suffering-lives-women-victims-sexual-violence-U-S-military.html)

''سال گذشتہ فوج میں ۲۶؍ ہزار سے زائد جنسی حملے ہوئے، اور جن خواتین نے اس کی شکایت کی ان میں سے اکثر و بیشتر کو فوج سے نکال دیا گیا۔''

اور امریکی فوج میں اوسطاً ہر سال ۱۹۰۰۰؍ خواتین کو آبروریزی کا سامنا کرنا پڑتا ہے:

"Women in U.S. military are more likely to be raped by fellow soldier than killed by enemy fire. According to the Department of Defense an estimated 19,000 military personnel are raped every year."
(www.reddit.com/r/todayilearned/comments/1amp4x/til_women_in_us_military_are_more_likely_to_be) (www.usnews.nbcnews.com/_news/2012/01/18/10184222-panetta-could-be-19000-military-sex-assaults-each-year)(www.theguardian.com/commentisfree/2012/jun/14/culture-coverup-rape-ranks-us-military)
(www.jonathanturley.org/2013/06/21/the-war-on-men)

''امریکی فوجی خواتین کو دشمن کی گولی سے زیادہ ساتھی فوجیوں کی دست درازی کا خطرہ ہے، محکمۂ دفاع کے مطابق ہر سال تقریباً انیس ہزار فوجیوں کی آبروریزی ہوتی ہے۔''

ذرا غور کریں! مردوں سے اختلاط اور ایک ساتھ کام کرنے کے سبب جب قانون کی طاقت اور ڈنڈے، بندوق کی قوت سے مسلح نیز ہتھیار چلانے اور قتل پہ قادر، ٹرینڈ پولیس، فوجی اور قانون داں خواتین اور وہ بھی سپر پاور امریکہ کی سپر پاور عورتوں (فوجی خواتین) کی عزت و آبرو بھی ان کے کام کی جگہ میں محفوظ نہیں ہے تو کوئی بھی دانشور بے روک ٹوک مرد و عورت کے اختلاط کو کیسے جائز قرار دے سکتا ہے۔

یہ ممکن ہے کہ آبروریزی کی جو شکایات پولیس کے پاس پہونچتی ہیں ان میں بہت سے جھوٹی ہوتی ہوں جن کو عورتیں کسی سے اپنی بھڑاس نکالنے کے لیے استعمال کرتی ہوں جیسے یہ ممکن ہے کہ اکثر یا کثیر شکایات کسی خاص وجہ سے پہنچ ہی نہ پاتی ہوں مگر اس سے ہمارے اس سوال پہ کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ مرد و عورت کا مخلوط تعلیمی مرکز اور کاروباری ادارہ درست نہیں۔

کیونکہ شکایت سچی ہو یا جھوٹی دونوں صورتیں اسی لیے پیش آتی ہیں کہ دونوں ایک ساتھ رہتے ہیں، اگر دونوں کے لیے تعلیم اور کام کی جگہ الگ الگ ہو تو پھر نہ حقیقت میں ایسا ہوگا اور نہ ہی جھوٹا کیس درج ہوگا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اختلاط کی صورتوں پہ پابندی سے عصمت دری کے حادثات میں تقریباً ۷۵ رفیصد سے زائد کمی آئے گی۔ آہستہ آہستہ یہ احساس جاگ رہا ہے کہ اختلاط مرد و عورت سے ہزار ہا فتنے جنم لیتے ہیں اور امریکی انتظامیہ بھی اسے بخوبی سمجھتی ہے، بس انہیں صرف یہ احساس' اعتراف سے روک دیتا ہے کہ اس میں اسلام کی فتح مبین اور ان کے پیش رؤوں کی پالیسیوں کی واضح شکست ہے۔ ڈیلی میل یو کے کی آن لائن اشاعت (۸ر اکتوبر ۲۰۱۳ء) کی ایک اہم خبر (امریکہ میں ہر سال جیل کے اندر دو لاکھ سے زائد جنسی زیادتی کے حادثات ہوتے ہیں) کے ضمن میں یہ رپورٹ بھی ہے:

"The new regulations also include banning male prison staff from doing pat-downs in women's prisons."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2449454/More-men-raped-US-women-including-prison-sexual-abuse.html)(http://attackthesystem.com/2013/10/19/more-men-are-raped-in-the-us-than-women-figures-on-prison-assaults-reveal/)
(http://countdowntozerotime.com/2013/10/09/as-in-the-days-of-lotmore-men-are-raped-in-the-us-than-women/)

''نیا قانون جیل کے مرد عملہ کو زنانہ قید خانوں میں کام کرنے پہ پابندی بھی عائد کرتا ہے۔''

جس طرح وقت کا پہیہ گھوم رہا ہے اسے دیکھتے ہوئے دس بیس سالوں بعد یہ اعتراف کیے بغیر کوئی حق پسند نہیں رہ سکے گا کہ مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط اور کام کی مخلوط جگہوں پہ پابندی ہی واحد حل ہے، جس کی شروعات امریکہ نے جیل سے کر دی ہے۔

مرد و عورت کی دوستی شروع میں صرف دوستی ہی رہتی ہے مگر مرد خلوت پاتے ہی شیطان کے پھندے میں آجاتا ہے، اور پھر عورت بخوشی یا بجبر اس کی شیطانیت کی شکار ہو جاتی ہے۔ یہ ہم نہیں کہتے ہیں بلکہ اَقوامِ متحدہ (UN) کی رپورٹ کہتی ہے:

"Rape was most common within intimate relationships, with a quarter of men admitting they had raped a wife or a girlfriend."

(http://archive.indianexpress.com/news/one-in-10-men-in-parts-of-asia-have-raped-un-study/1167125) (www.bbc.com/news/health-24021573)
(http://indiatoday.intoday.in/story/rape-sexual-assault-asia-rapes/1/309100.html)

''آشنائی اور دوستی کے پردے میں عصمت ریزی بہت زیادہ عام ہے، ایک چوتھائی مردوں

نے بیوی یا محبوبہ کی آبروریزی کا جرم قبول کیا ہے۔''

یہاں جو رپورٹیں ہم نے پیش کی ہیں ان میں زبردستی کے واقعات کو اجاگر کیا گیا ہے، کیونکہ اکثر و بیشتر مما لک نے آپسی رضامندی کے عمل کو غیر قانونی نہیں قرار دیا ہے۔ مطلب وہاں بے حیائی کی مکمل اجازت ہے جس کا تناسب امریکہ و یورپ میں اسی فیصد تک ہے، یعنی وہاں کے اسی فیصد تک مرد و عورت اپنے شریک حیات کے ساتھ بے وفائی کرتے ہیں۔ آپ ہمیں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب مرد و عورت راضی ہیں تو کوئی خرابی نہیں ہے مگر ہم آپ کی اس بات سے متفق نہیں ہیں کیونکہ ہماری نظر کے سامنے کچھ ایسی خبریں بھی ہیں جنہیں پڑھ کر آپ کی آنکھیں شرم سے جھک جائیں گی۔ ذرا دل پہ پتھر رکھ کر چین میں پیش آئے نومبر ۲۰۱۳ء کے اس واقعہ کو پڑھیں:

"Husband and Wife Desiring Child Discovers They Are Brother and Sister, Wife's Father and Husband's Mother Were Lovers In Jiangxi Province, a young married couple were always teased for "looking like each other". Not long ago, the wife's father suddenly spoke of a secret: it turns out that many years ago, he and the husband's mother were secret lovers. Later on, the husband's mother became pregnant, while the wife's father fell in love and married someone else. On top of that, the husband's mother has been dead for over 20 years, so this secret was almost buried forever, up until this young married couple decided to have a child .... In early November, the couple chose to go to the Furong Forensic Centre of the No. 2 Provincial People's Hospital in Hunan in order to do a DNA test. The results dealt them a heavy blow."

(www.chinasmack.com/2013/stories/chinese-couple-wants-child-discover-theyre-brother-sister.html) (www.malaysia-chronicle.com/index.php?option=com_k2&view=item&id=192351:chinese-couple-wants-child-discover-they%E2%80%99re-brother-and-sister&Itemid=4&tmpl=component&print=1#.VLnz09KUdEg)

''بچے کی تمنا رکھنے والے میاں بیوی کے بارے میں انکشاف ہوا کہ وہ دونوں بھائی بہن ہیں، صوبۂ جیانگ زی میں ایک جوان جوڑے کو لوگ اکثر چھیڑا کرتے تھے کہ وہ ایک دوسرے کی طرح دِکھتے ہیں، زیادہ دن نہیں ہوئے کہ بیوی کے باپ نے اس راز سے پردہ اٹھادیا کہ مدتوں پہلے وہ اور شوہر کی ماں دونوں پوشیدہ دوست تھے اور اس کی ماں حاملہ ہوگئی تھی، اسی درمیان اس مرد کو دوسرے سے محبت ہوگئی اور اس نے اس سے شادی رچالی، ایک اہم بات یہ ہے کہ بیس سال پہلے شوہر کی ماں کا انتقال ہوگیا اور یہ راز شاید ہمیشہ کے لیے دفن ہو چکا تھا کہ اس نئے جوڑے میں بچے کی خواہش پیدا ہوئی اور

انہوں نے حالیہ نومبر میں ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے ہُنان میں واقع Provincial People's Hospital کے فرنگ فارنسک سنیٹر جانے کا انتخاب کیا جس کے نتیجہ نے انہیں بدحواس کر دیا۔‘‘

ایک ناجائز تعلق مزید نئے حرام رشتوں کی بنیاد بنتا ہے اور اس طرح کے حادثات یورپ میں بھی پیش آ رہے ہیں۔ سوچیے! جہاں ۸۰ رفیصد تک مرد اور ۷۰ رفیصد تک عورتوں کا ناجائز تعلق رہتا ہو وہاں کتنے غیر قانونی بچے پیدا ہوتے ہوں گے جن کے باپ ہوتے کوئی اور ہیں اور وہ کہلاتے کسی اور کے ہیں، اور پھر اس طرح کے بھائی بہن انجانے میں ایک دوسرے کو ہمسفر بنا لیتے ہیں، ماہرین کا کہنا ہے کہ خونی رشتہ داروں میں کشش ہوتی ہے جو بہت جلد ایک دوسرے کو قریب کر دیتی ہے۔ اس پہ مزید تفصیل ’’لِو اِن ریلیشن شپ‘‘ کے عنوان پہ ملاحظہ فرمائیں۔

(www.dailymail.co.uk/news/article-2718216/Woman-tracks-mother-abandoned-baby-realises-unwittingly-married-BROTHER.html)(www.dailymail.co.uk/news/article-2057081/Engaged-couple-discover-brother-sister-parents-meet-days-wedding.htm)l

(۱۰) عورت کا شوہر یا محرم کے بغیر سفر پہ نکلنا۔

ہندوستان میں مشہور محاورہ ہے ’’اکیلی عورت کھلی تجوری ہے‘‘ یہ محاورہ کیوں بولا جاتا ہے اور اس کا مفہوم کیا بنتا ہے اس کا سمجھنا کسی بھی ہوشمند کے لیے مشکل نہیں ہے۔ شوہر یا کسی ایسے رشتہ دار جس سے خاتون کا نکاح ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہو کے بغیر سفر کے لیے نکلنے کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بہت سے جدت پرستوں کو اسلام کے اس حکم پہ اعتراض ہو کہ اسلام کا یہ حکم غیر معقول ہے۔ یہ عورت کے بنیادی حق آزادی اور اپنی مرضی سے گھومنے پھیرنے پہ قدغن لگاتا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ مگر انشاء اللہ اس عنوان اور دگر بہت سے عناوین کے ضمن میں جو کچھ پہلے بیان ہوا اور آئندہ اوراق میں ہوگا وہ سب ان کے شبہ کو دور کرنے کے لیے کافی سے زائد ہے، بس ضرورت ہے کہ وہ پچھلے عنوان میں بیان کی گئی چیزوں کو ایک بار پھر غور سے پڑھیں اور ضمیر کی آواز پہ فیصلہ کریں۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

’’لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ زَوْجِهَا أَوْ ذِي مَحْرَمٍ مِنْهَا۔‘‘

’’عورت سفر پہ شوہر یا کسی ذی محرم کے بغیر نہ نکلے۔‘‘

(مسند أحمد: الحديث ١١٧٩٤، صحيح البخاري: باب الصوم يوم النحر، باب في كم يقصر الصلوة،

صحیح المسلم: باب سفر المرأة مع محرم الیٰ حج او غیرہ، سنن ابن ماجۃ: باب المرأة تحج بغیر ولی)

ایک خاتون کی عزت اِسلام کی نظر میں اتنی محترم ہے کہ جس مالدار عورت کے ساتھ جانے والا کوئی محرم رشتہ دار نہ ہو اس پہ حج فرض نہیں ہے، بلکہ بغیر محرم اس کا حج قبول نہیں ہوگا۔ بائبل نے بھی اس چیز کو بیان کیا ہے کہ اکیلی گھومتی لڑکی کو عزت کا خطرہ ہے:

"But if a man find a betrothed damsel in the field, and the man force her, and lie with her: then the man only that lay with her shall die: But unto the damsel thou shalt do nothing; there is in the damsel no sin worthy of death: for as when a man riseth against his neighbour, and slayeth him, even so is this matter: For he found her in the field, and the betrothed damsel cried, and there was none to save her."

(Deuteronomy: 22/25-27)

''پر اگر اُس آدمی کو وہی لڑکی جسکی نسبت ہو چکی ہو کسی میدان یا کھیت میں مل جائے اور وہ آدمی جبراً اُس سے صحبت کرے تو فقط وہ آدمی ہی جس نے صحبت کی مار ڈالا جائے۔ پر اُس لڑکی سے کچھ نہ کرنا کیونکہ لڑکی کا اَیسا گناہ نہیں جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرے اِسلئے کہ یہ بات اَیسی ہے جیسے کوئی اپنے ہمسایہ پر حملہ کرے اور اُسے مار ڈالے۔ کیونکہ وہ لڑکی اُسے میدان میں ملی اور وہ منسوبہ لڑکی چلائی بھی پر وہاں کوئی اَیسا نہ تھا جو اُسے چھڑاتا۔'' (اِستثنا:۲۲/۲۵۔۲۷)

آئے دن اس طرح کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں کہ فلاں شہر یا ملک کی خاتون کے ساتھ فلاں شہر اور ملک میں جنسی زیادتی کی گئی۔

نیویارک ٹائمز امریکہ کی آن لائن اشاعت (۱۰/جون ۲۰۱۳ء) کی یہ خبر پڑھیں:

"On March 15, a group of men raped a 39-year-old Swiss tourist in Madhya Pradesh and attacked her husband. Four days later, A 25-year-old British tourist jumped off the balcony of her hotel room in Agra, fearing that the hotel owner was planning to sexually assault her."

(www.nytimes.com/2013/06/11/world/asia/rape-cases-are-making-tourists-wary-of-visiting-india.html?_r=0)

''۱۵/مارچ کو چند مردوں نے مل کر مدھیہ پردیش میں ایک ۳۹/سالہ سوئس خاتون سیاح کی عزت لوٹ لی اور اس کے شوہر پہ حملہ کیا، پھر ۴/دنوں بعد آگرہ میں ایک ۲۵/سالہ برطانوی خاتون نے اپنے ہوٹل روم کی بالکونی سے چھلانگ لگا دی، اسے یہ اندیشہ تھا کہ ہوٹل مالک اس کے ساتھ جنسی زیادتی کا منصوبہ بنا رہا ہے۔''

ہندوستان کے مشہور انگریزی اخبار دی ہندو نے اپنی آن لائن اشاعت میں ۱۸/

دسمبر ۲۰۱۳ء کو یہ خبر دی ہے کہ تقریباً چھ ماہ قبل مشہور سیاحتی مقام مَنالی، ہماچل پردیش (ہند) میں تین نیپالی نوجوانوں کے ذریعہ امریکی خاتون سیاح کی اجتماعی آبروریزی کے مقدمہ میں کل کے سیشن کورٹ نے بیس بیس سال قید بامشقت کی سنائی ہے۔''

(www.thehindu.com/news/national/other-states/3-men-convicted-in-gang-rape-of-us-tourist-in-manali/article5473230.ece)

امریکہ جو اپنے شہریوں کی جان ومال کو نقصان پہنچانے والے کو سزا دینے کے لیے دنیا کے ہر قانون سے بالاتر ہے اور وہ کسی بھی ملک میں اپنے فوجی دستہ کو بھیج کر اپنے دشمن کو سزا دینے کا کچھ حد تک غیر قانونی اور ناجائز اختیار رکھتا ہے، جب امریکہ کا یہ رعب اس کی بیٹیوں اور عورتوں کی عزت نیپال جیسے کمزور ملک کے شہریوں سے بچانے میں ناکام رہا ہے تو پھر کس ملک اور خاندان کی خاتون کی عزت تنہا سفر میں نکلنے کی صورت میں خطرے کی زد پہ نہیں ہوگی؟؟ وہ نیپالی نوجوان اس حقیقت سے ناواقف نہیں رہے ہوں گے کہ ان کا انجام کیا ہوگا مگر پھر بھی انہوں نے یہ خطرہ مول لیا کیوں؟؟ کیونکہ 'اکیلی عورت آسان شکار ہوسکتی ہے'۔

ایک بار پھر دماغ کی گہرائی میں دل کو اتار کر سوچیں کہ جب فوج، پولیس، عدلیہ، صحافت اور انتظامی عہدوں پہ فائز طاقت ور عورتیں اپنوں کے بیچ محفوظ نہیں ہیں تو پھر اپنوں اور اپنے گھر سے دور اکیلی خاتون کی عزت کتنے خطرے میں ہے؟؟ اپنے اہل خانہ کے ساتھ سفر کرنے والی باعزت خاتون زیادہ بہتر اور اچھی ہے یا وہ عورت جو کسی محرم کی ہمراہی کے بغیر عزت کو خطرے کی زد پہ رکھ کر سفر پہ نکلے اور اپنی آبرو گنوا کر آئے......؟؟

اگر آپ انٹرنیٹ پہ عورتوں کے لیے غیر محفوظ سیاحتی مقامات کو تلاش کریں تو ایک لمبی فہرست نظر آئے گی جنہیں لوگوں نے عورتوں کے لیے خطرناک ترین علاقہ قرار دیا ہے، اور قابل افسوس اور شرمناک یہ ہے کہ اس لسٹ میں کبھی جنت نشاں رہا ہمارا ہندوستان بھی شامل ہے۔

۲؍جولائی ۲۰۱۴ء کو بنگلور (ہند) کے ایک نامی اسکول میں ایک چھ سالہ بچی کے ساتھ جنسی زیادتی کے بعد بنگلور پولیس نے کرناٹک پولیس ایکٹ ۱۹۶۳ء کے تحت اسکول انتظامیہ اور والدین کے لیے جو ہدایات جاری کی ہیں، انہیں آپ بھی پڑھیں:

"•Schools have to compulsorily install GPS and CCTV in all school buses and CCTV in school premises •Schools authorities must

appoint Floor Vigilance Officer •After dropping the children to school, the bus drivers and attendants must be isolated from the children •Only authorisised persons should be allowed inside the school premises •Schools must issue identity cards to parents, who pick up and drop their wards to school •In case parents with identity cards cannot come to pick up their wards, they must compulsorily inform the school teacher concerned through SMS, besides authorising someone else to pick up their child."

(www.thehindu.com/news/national/bangalore-police-issue-guidelines-for-schools/article6252787.ece)
(http://timesofindia.indiatimes.com/city/bangalore/Bangalore-child-rape-case-To-make-children-safe-schools-must-appoint-vigilance-officers-Cops/articleshow/39076764.cms)

''۱۔اسکول انتظامیہ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ بس میں جی پی ایس اور سی سی ٹی وی اور اسکول کی دوسری تمام پراپرٹی میں خفیہ کیمرہ لگوائے۔۲۔اسکول انتظامیہ برآمدہ نگراں آفیسر نامزد کرے۔۳۔بچوں کو اسکول پہونچانے کے بعد ڈرائیور اور نگراں ملازمین بچوں سے الگ ہوجائیں۔۴۔صرف اجازت یافتہ لوگ ہی اسکول پراپرٹی میں جانے کے مجاز ہوں گے۔۵۔جو والدین اپنے بچوں کو لینے آئیں گے اسکول انہیں شناختی کارڈ جاری کرے۔۶۔کسی مجبوری کے تحت والدین کے نہ جانے کی صورت میں ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ کسی کو بھیجنے کے علاوہ متعلقہ ٹیچر کو میسیج کے ذریعہ اس کی اطلاع دیں۔''

بہت حد تک یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ہدایات اسلامی تعلیمات کی جھلک ہیں، بنگلور پولیس کے ذمہ داران یہ نوٹ کرلیں کہ اس صورت میں بھی وہ جرم نہیں روک پائیں گے کیونکہ اصل برائی تو لباس، عریانیت اور میل جول ہے اور وہ جب تک رہیں گے جرم ہوتا رہے گا۔ حالات ایسے بن گئے ہیں کہ تنہا گھر سے باہر چار چھ سالہ چھوٹی بچی بھی محفوظ نہیں ہے، تو پھر بغیر محرم شہر اور ملک سے باہر جانے والی جوان خواتین کو کیسے اجازت دی جاسکتی ہے؟؟ اور انہیں کیسے محفوظ قرار دیا جاسکتا ہے؟؟

(۱۱)لیو اِن ریلیشن شپ -یعنی- شادی بغیر ساتھ رہنا۔

اگر ناممکن کی حد تک مشکل نہ ہو تو زندگی کی آخری سانس تک ایک دوسرے کا ساتھ نبھانے کے عہد و پیمان کا نام شادی ہے۔ ہندوستان میں یہ محاورہ بہت مشہور ہے کہ باپ کے گھر سے بیٹی کی ڈولی اٹھتی ہے اور پیا کے گھر سے اَرتھی۔ یورپ نے ایک نئی اصطلاح نکالی ہے جس کا نام ہے''Live in Relationship'' (ہم خانگی) یعنی کسی بندھن کے بغیر ایک دوسرے کے ساتھ رہنا۔ آپ صرف اس کی تعریف (Definition) پہ غور کریں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ دو چیزوں کو مضبوط بندھن کے بغیر باندھنے کا نام ہے جس کی پائیداری اور

مضبوطی کی امید خواب اور سراب ہے۔اس طرح کا رشتہ یورپ وامریکہ میں بہت رائج ہے، یہ عمارت اس بنیاد پہ قائم کی گئی ہے کہ انسان کو اپنی زندگی خود گذارنے اور اپنے جسم کا اپنی مرضی سے استعمال کرنے کی مکمل اجازت ہے۔لیکن اس میں کتنی خرابیاں ہیں وہ دیکھیں:۔

(۱) غیر پائیداری۔شاید کسی ذی ہوش کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ شادی کے بندھن کے بغیر قائم کیے جانے والے رشتہ میں مضبوطی نہیں ہوتی ہے۔عام مشاہدہ شاہد ہے کہ لیو اِن ریلیشن شپ کا رشتہ زیادہ دِنوں تک قائم نہیں رہتا بلکہ سروے رپورٹ کے مطابق تقریبا ۵۰/فیصد سے زائد 'ہم خانگی' دو تین سالوں کے اندر ٹوٹ جاتی ہے۔اور یہی سبب ہے کہ انگریزی اُدبا و محققین کو انگریزی ڈکشنری میں ایک اور اصطلاح ''Single Parent Family'' کی زیادتی کرنی پڑی ہے۔کیونکہ لیو اِن ریلیشن شپ کے ٹوٹنے کے بعد اگر ایک بچہ ہو تو کوئی ایک رکھ لیتا ہے یا اگر دو بچے ہوں تو عام طور پر ایک ایک بانٹ لیتے ہیں اور اس طرح بچہ کے ساتھ ماں باپ میں سے صرف ایک رہ جاتے ہیں، ایسے خاندان کو''سنگل پیرنٹ فیملی'' کہا جاتا ہے۔

(۲) مشکوک رشتہ۔ یورپ وامریکہ میں جنسی خیانت ویسے تو عام ہے ہی لیکن ہم خانگی کے بندھن کے لوگ جنسی آوارگی میں ان شادی شدہ مرد وعورت سے کہیں زیادہ آگے ہوتے ہیں:

"Both men and women in cohabiting relationships are more likely to be unfaithful to their partners than married people."
(http://www.civitas.org.uk/hwu/cohabitation.php)
(www.eauk.org/culture/statistics/family-life-in-the-uk.cfm)

''شادی کی بہ نسبت ہم خانگی میں رہنے والے مرد وعورت دونوں میں جنسی فریب کا خطرہ زیادہ ہے۔''

(۳) عام طور پہ یہ رشتہ انجام کار کے اعتبار سے بچوں کو ماں یا باپ ایک کے سایہ سے محروم رکھتا ہے جو یقیناً غلط ہے اور صحیح معنوں میں یہ ننھی جان پہ ظلم ہے کہ اسے سایہ سے محروم رکھا جاتا ہے۔اس کے علاوہ یہ رشتہ بہت سارے منفی نتائج کا سبب بنتا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

(۴) نتیجہ کے اعتبار سے عورتوں پہ صریح ظلم ہے:۔ لیو اِن ریلیشن شپ کی بہت سی صورتوں کو ہم اَنڈمان میں بھی دیکھ رہے ہیں، اور ایسی خواتین کی درد بھری داستان بھی انہی کی زبانی سنی ہے کہ جوانی تھی تو ہر طرف پروانے تھے اور جب شباب ڈھل گیا تو کوئی پوچھتا نہیں۔اب وہ نانِ شبینہ کے لیے دردر کی ٹھوکریں کھانے پہ مجبور ہیں۔'ہم خانگی' عورتوں پہ

ظلم وستم اور ان کی ذہنی پریشانیوں کا بڑا ذریعہ ہے۔اس رپورٹ کو بغور ملاحظہ فرمائیں:

"Married mothers are less likely to experience abuse and violence. Even when the very high rates of abuse of separated and divorced mothers were added into the statistic, the rates of abuse among mothers who had ever been married were still lower than the rates of abuse among women who had never married and those who were cohabiting. Among mothers who were currently married or had ever been married, the rate of abuse was 38.5 per 1,000 mothers. Among mothers who have never been married the rate was 81 per 1,000 mothers. Married fathers tend to have better psychological well-being. Divorced fathers were, on average, more depressed than their married counterparts, whether or not their children resided with them." (http://familyfacts.org/briefs/6/benefits-of-family-for-children-and-adults) (www.heritage.org/research/reports/2004/03/marriage-still-the-safest-place-for-women-and-children)

''مطلقہ اور علیحدہ ہو چکی ماؤں کی مظلومیت کی اونچی شرح کو شامل کرنے کے باوجود نتیجہ یہ ہے کہ شادی شدہ ماؤں کے تناؤ اور تشدد میں گھرنے کا خطرہ بہت کم ہے۔کبھی بھی شادی شدہ رہ چکی ماؤں کے مظلوم ہونے کا تناسب غیر منکوحہ اور 'ہم خانہ' ماؤں کی بہ نسبت بہت کم ہے۔جو مائیں ابھی بھی یا ابھی تک شادہ شدہ ہیں/ تھیں ان کے مظلوم ہونے کا تناسب ۱،۰۰۰ میں سے ۳۸.۵ (یعنی ۳.۸۵ فیصد) ہے۔جبکہ جن ماؤں نے کبھی شادی نہیں کی، ان کے تشدد میں پھنسنے کا خطرہ ۱،۰۰۰ میں ۸۱ (یعنی ۸.۱ فیصد) ہے۔اسی طرح شادی شدہ باپ جسمانی طور پہ اچھی صحت والے ہوتے ہیں، جبکہ شادی کے بندھن سے آزاد باپ - خواہ بچے ان کے ساتھ ہوں یا نہ ہوں - شادی کے بندھن سے جڑے باپوں کی بہ نسبت زیادہ ذہنی دباؤ میں ہوتے ہیں۔''

(۵) مرد کو بھی درد کا سامنا:۔ کچھ ایسا ہی حال مردوں کا بھی ہے۔لیو ان ریلیشن شپ کے چکر میں ساری عمر عورت بدلنے میں کٹ گئی اور جب بڑھاپا آیا تو نہ پوچھنے والی بیوی ہے نہ خبر لینے والی اولاد۔اب انہیں اپنے کیے پہ پچھتاوا ہے مگر اس سے کچھ نہیں حاصل ہو سکتا ہے۔اب تو صرف 'بوڑھوں کا گھر' (Old Age Home) ہی ٹھکانا رہ گیا ہے۔ نمبر (۴) میں جو رپورٹ درج ہے وہ اس بات کو کھلے طور پہ بیان کرتی ہے کہ خود مرد کے لیے بھی یہی فائدہ مند ہے کہ وہ شادی کر کے اپنا گھر بسائے۔

(۶) لیو ان ریلیشن شپ کے تحت پیدا ہونے والے بچے بیشتر ماں یا باپ میں سے ایک کی وراثت سے محروم رہتے ہیں، انہیں عام طور پہ دونوں میں سے ایک ہی کی دولت سے وراثت مل

پاتی ہے۔ کیونکہ جب علیحدگی ہوتی ہے تو دونوں ایک ایک بچہ بانٹ لیتے ہیں اگر دو ہوں، ورنہ تو کوئی ایک بچہ کو رکھ لیتا ہے۔ اور ایسا بھی بہت زیادہ ہوتا ہے کہ مرد سال دو سال پہ محبوبہ یا عورت بدلتا رہتا ہے۔ ساری کمائی لٹادی جاتی ہے اور بچے کے لیے کچھ نہیں بچتا ہے، بلکہ باپ بچے کی خبر بھی نہیں لیتا ہے کہ وہ کس حال میں ہے، ماں کے اندر ممتا زندہ ہوئی تو ساتھ رکھ لیا ورنہ اس نے بھی نیا ہاتھ تھام لیا اور پھر امریکہ و یورپ کی سڑکیں یا قحبہ خانے ہی ان بچوں کا گھر بنتے ہیں۔

(۷) انسانی نسل متاثر:۔ یا تو بے باپ کے بچوں کی کثرت ہوگی یا پھر انسانی آبادی کم ہو جائے گی، ان دونوں میں سے پہلی شکل بڑی بھیانک تصویر لے کر آئی ہے، امریکہ و یورپ میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں بن باپ کے بچے سڑکوں پہ، جنسی بازار اور آشرموں میں نظر آتے ہیں۔ یورپ و امریکہ لیوان ریلیشن کو شاید اس جذبہ کے تحت فروغ دینا چاہتے ہیں کہ اس سے انسانی آبادی کو کم کیا جاسکے مگر وہ ناکام ہو رہے ہیں کیونکہ ان کی اس پالیسی نے جائز بچوں کا تناسب تو ضرور کم کر دیا ہے مگر دنیا کی تاریخ میں جتنے بے ماں باپ کے بچے آج امریکہ و یورپ میں پائے جارہے ہیں شاید کبھی بھی نہیں پائے گئے ہوں گے۔

(۸) ماورائے شادی تعلقات کیا کیا سوغات لاتے ہیں انہیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ذرا ڈیلی میل ڈاٹ کو ڈاٹ یو کے کی ۲۶ رستمبر ۲۰۱۰ء کی یہ خبر بھی پڑھیں:

"It was a normal, 21st century love affair: two years after they met, Maura became pregnant and so the couple moved in together. Later that year, their son Mark was born but by then James's fraught relationship with his mother Carmel was nearing breaking point.He had not seen his 'father' Vincent for years. He had left the family home when James was about 10 or 11 years old, and so strained was their relationship that the young boy was relieved when his father walked out the door. However, last Christmas James decided to put aside the past hurts and visit his mother. And it was while chatting with her son about his girlfriend that Carmel began to piece together the shocking information which would have devastating implications. From her son's answers, Carmel realised that the man she had a brief relationship back in the 1980s, was not only her son's father, but also the father of James's girlfriend Maura. DNA tests confirmed the truth and further disturbing information then emerged. During her brief relationship with Tom, Carmel became pregnant and when the couple went their separate ways, she did not tell her boyfriend that she was expecting his child. Instead, she

married another man and this man's name was listed on her son's birth certificate as the child's father."
(www.dailymail.co.uk/news/article-1315307/Ive-married-sister--having-second-baby-Siblings-defied-law-plan-start-new-life-abroad.html)

''اکیسویں صدی کا عام سا پیار تھا، دونوں کی ملاقات کے دو سال بعد مورہ حاملہ ہوگئی اور یہ جوڑا ایک ساتھ (لیوان ریلیشن شپ میں) رہنے لگا، اس سال کے بعد انہیں ایک لڑکا مارک پیدا ہوا اور اپنی ماں کارمیل کے متعلق جیمس کی نفرت کم ہونے لگی، وہ کئی سالوں سے اپنے باپ وِنسینٹ سے نہیں ملا تھا، وہ اسی وقت گھر چھوڑ کر چلا گیا جب جیمس دس گیارہ سال کا تھا، ان کا آپسی تعلق اس قدر خراب ہو چکا تھا کہ کم عمر لڑکے جیمس کو باپ کے گھر چھوڑ جانے سے خوشی محسوس ہوئی، جیمس نے تمام شکایتوں کو دور کرتے ہوئے سال گذشتہ کرسمس کے موقع پہ اپنی ماں سے ملنے کا فیصلہ کیا، بیٹے سے اس کی محبوبہ کے متعلق بات کرتے ہوئے کارمیل چونکا دینے والے تمام سِروں کو ملانے لگی جو اس کے لیے دردانگیز اثر لا سکتے تھے، بیٹے کی باتوں سے اسے محسوس ہو گیا کہ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں جس شخص سے بہت کم وقت کے لیے اس کے (لیوان ریلیشن شپ میں) تعلقات تھے وہ صرف جیمس کا ہی باپ نہیں ہے بلکہ اس کی محبوبہ مورہ کا بھی باپ ہے، ڈی این اے ٹیسٹ نے بھی اس کی تصدیق کر دی اور پھر پریشان کن معلومات ظاہر ہوئیں۔ ٹام کے ساتھ مختصر وقت کے تعلقات میں کارمیل حاملہ ہوگئی تھی اور جب اس جوڑے میں جدائی ہوئی تو اس نے اسے یہ خبر نہیں دی کہ وہ اس کے بچے کی امید سے ہے، بلکہ اس نے دوسرے مرد سے شادی رچالی اور جیمس کی برتھ سرٹیفیکیٹ پہ بچے کے باپ کے طور پہ اسی مرد کا نام لکھ دیا گیا۔''

اگر آپ چاہتے ہیں کہ کل ہو کر آپ کی نسل بھی اس صورت حال سے دوچار نہ ہو تو آپ اپنے دل کی آواز پہ فیصلہ دیجئے کہ کیا اس طرح ماورائے شادی کے تعلقات (Extramarital Affairs) اور لیو اِن ریلیشن شپ درست ہیں؟؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ شادی سے پہلے ڈی این اے ٹیسٹ کروانے سے اس طرح کا مسئلہ پیدا نہیں ہوگا مگر ہماری بصیرت اور تجزیہ کہتا ہے کہ یہ صورت بھی کامیاب نہیں ہوگی۔ کیونکہ:۔

(الف) جن لوگوں کے لیے آپ لیو اِن ریلیشن شپ کو جائز قرار دے رہے ہیں، وہ اس قانون کو ماننے کے لیے بھی تیار نہیں ہوں گے کہ بھائی بہن کی شادی غلط ہے۔ لیو ان ریلشین شپ یا اس طرح کے کسی بھی رشتہ میں رہنے کا فیصلہ اسی وقت لیا جاتا ہے جب

دونوں ایک دوسرے کی محبت میں دیوانے ہوجاتے ہیں، اور یہ وہ حالت ہوتی ہے جس میں ہر صحیح دلیل کو صرف اس لیے ٹھکرا دیا جاتا ہے کہ وہ ان کی خواہش کے خلاف ہے، ایسے موقع پہ یہ ایک یقینی خدشہ ہے کہ ایسا جوڑا ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یورپ و امریکہ میں بسا اوقات جسمانی رشتہ بنانے کے بعد ایک ساتھ رہنے کا پروگرام بنایا جاتا ہے، تو اب ڈی این اے ٹیسٹ کروانے سے کوئی مطلب نہیں ہوگا۔ ڈیلی میل نے کم از کم ایسے ہی دو جوڑوں کی خبر ویب سائٹ پہ دے رکھی ہے جنہوں نے بھائی بہن کا رشتہ معلوم ہونے کے باوجود ناجائز تعلق ختم نہیں کیا۔

(www.dailymail.co.uk/news/article-2718216/Woman-tracks-mother-abandoned-baby-realises-unwittingly-married-BROTHER.html) (www.dailymail.co.uk/news/article-1315307/Ive-married-sister--having-second-baby-Siblings-defied-law-plan-start-new-life-abroad.html)

جو جانکاری کے باوجود اپنی بہن سے رشتہ داری بنالے وہ تو کمینگی کی انتہا کو پہونچا ہوا ہے اس پہ معاشرہ اور قانون سخت ایکشن لے گا مگر جو بے چارے انجانے میں ایسا کریں گے انہیں یہ احساس ندامت کبھی جینے نہیں دے گا اور وہ دونوں قانون سازوں کی کوتاہی کی سزا پائیں گے۔

(ب) بہن کی بیٹی یا بھائی کی بیٹی یعنی بھانجی اور بھتیجی کا فیصلہ تو ڈی این اے ٹیسٹ بھی نہیں کرسکتا ہے، تھوڑی دیر کے لیے یہ ہوسکتا ہے کہ بھتیجی کا سمپل بہت حد تک مل جائے مگر بھانجی کا سمپل تو بہت الگ تھلگ ہوگا۔ ڈاکٹروں کی رپورٹ کہتی ہے کہ خونی رشتہ داروں میں ایک دوسرے کے لیے کشش ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انجان ہونے کے باوجود وہ بہت جلد ایک دوسرے کے قریب آجاتے ہیں۔

(www.dailymail.co.uk/news/article-2718216/Woman-tracks-mother-abandoned-baby-realises-unwittingly-married-BROTHER.html) (www.dailymail.co.uk/news/article-2057081/Engaged-couple-discover-brother-sister-parents-meet-days-wedding.html)

ایسی صورت میں اگر امریکی و مغربی معاشرے کی ایک مکمل تحقیق کی جائے تو آپ اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکیں گے کہ امریکہ و یورپ میں بسے بہت سے تعلیم یافتہ لوگوں نے انجانے میں اپنی بھانجی اور بھتیجیوں سے رشتہ بنا رکھا ہے۔

(۹) لیو اِن ریلیشن شپ بہت سارے بے جوڑ رشتہ کی بنیاد بھی بنتا ہے، آپ کو امریکہ و یورپ میں ایک نہیں لاکھوں ایسے جوڑے مل جائیں گے جن کی عمر میں بہت زیادہ فرق

ہے، مرد ۲۰؍سال کا اور عورت ۴۰؍سال کی، اسی طرح مرد ۴۵؍سال کا اور عورت ۲۰؍سال کی۔ آپ اس صورت حال پہ غور کریں تو احساس ہوگا کہ ایسا ہونا بہت حد تک ممکن کے قریب ہوجائے گا کہ ایک انسان انجانے میں خود اپنی سوتیلی ماں سے شادی یا 'ہم خانگی' کرے، جس کا فیصلہ ڈی این اے ٹیسٹ بھی نہیں کرسکتا ہے۔ چونکہ یہ رشتہ غیر رجسٹرڈ ہوتا ہے اور اس کے لیے ماں باپ کو خبر دینا بھی ضروری نہیں سمجھا جاتا ہے، بلکہ اکثر و بیشتر اس طرح کا رشتہ قائم ہونے کے بعد والدین کے علم میں آتا ہے، تو ایسا ہوسکتا ہے کہ واشنگٹن میں ۱۹؍سالہ ایک شخص ایک عورت کے ساتھ لیو اِن ریلیشن شپ میں رہے، بچے پیدا ہوں پھر دونوں جدا ہو جائیں، پھر ۳۰؍سال کی عمر میں وہ مرد نیویارک میں کسی ۱۸؍سالہ نوجوان خاتون سے دوستی کرے (جیسا امریکہ و یورپ میں لیو اِن ریلیشن شپ میں رہنے والے اکثر و بیشتر کرتے ہیں) اور کچھ سال گذار کر الگ ہو جائیں۔ ۸؍سال بعد دوسری خاتون (جو اس وقت ۲۶؍سال کی ہوگئی) کی دوستی اپنے محبوب کے ۱۸؍سالہ بیٹے سے ہو جائے اور وہ دونوں ساری حدوں کو پھلانگ دیں۔ ڈی این اے ٹیسٹ بھی اس کی شناخت نہیں کرسکے گا۔ بلکہ ہمارا وجدان کہتا ہے کہ اگر ایک مکمل سروے کیا جائے تو ہمارا یہ خدشہ آج ہی مغربی معاشرہ میں حقیقت کے روپ میں نظر آجائے گا۔

اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ بائبل اور عقل سلیم کے نزدیک بھی یہ رشتہ حرام ہے اور اس سے پیدا ہونے والے بچے بچیوں کو قانونی جواز نہیں مل سکے گا۔

(۱۰) کالجز اور یونیورسٹیز قحبہ خانوں میں تبدیل ہوجائیں گے:۔ Live in relationship کالجز اور یونیورسٹیز کے دارالاقاموں کو قحبہ خانوں کا اڈہ بنادے گا۔ جواہر لال نہرو یونیورسٹی (نئی دلی۔ ہند) کے ایم ایم ایس سکینڈل نے ان ہاسٹلوں کی جو جھلک دکھائی ہے وہ چشم کشائی کے لیے کافی ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ایک بوائز ہاسٹل میں یہ گندا کام انجام دیا گیا بلکہ ایک ڈیجیٹل ویڈیو ریکارڈنگ سیٹ کے ذریعے ان فحش مناظر کی فلم بھی بنائی گئی جسے بعد میں لڑکے کے دوست نے انٹرنیٹ پہ ڈال دیا۔ آئے دن اس طرح کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہتی

ہیں کہ کالج یا یونیورسٹی کی طالبہ کو بیوٹی پارلر میں مساج کے نام پر جسم فروشی کرتے ہوئے پکڑا گیا۔
ابھی حال ہی میں جولائی ۲۰۱۳ء میں دلی پولیس نے ایک اسکول کے سو سے زائد پندرہ سے بیس سالہ عمر کے ایسے طلبہ وطالبات کو ایک Hub میں شراب نوشی کرتے اور فحش حرکتیں کرتے ہوئے پکڑا تھا۔ خیر! پولیس نے بچوں کے مستقبل کا خیال کرتے ہوئے ان کے خلاف کوئی کیس نہیں بنایا بلکہ ان کے والدین اور ذمہ داروں کو بلا کر تنبیہات کے ساتھ ان کے حوالے کر دیا۔ لیو ان ریلیشن شپ کے جواز کا شاخسانہ ہے کہ امریکہ میں ہر چوتھی کالج طالبہ آبرو ریزی یا جنسی زیادتی کی شکار ہے اور یہ اتنا بڑا سر درد ہے کہ وہائٹ ہاؤس کو اس کے لیے ٹاسک فورس بنانی پڑی مگر پھر بھی ناکامی مقدر بنی ہوئی ہے۔ عموماً کالج کے طلبہ وطالبات ۱۸/سال یا اس سے زائد عمر کے ہوتے ہیں اور امریکہ میں بغیر شادی باہمی مرضی سے اس عمر کے بچوں بچیوں کو جنسی تعلقات بنانے کی اجازت عامہ حاصل ہے، اسی لیے رضا سے کام نکل گیا تو ٹھیک، نہیں تو جبر کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اگر اس کی جگہ اسلامی قانون نافذ ہو تو سزا کا خوف اُنہیں اس طرح کی حرکات سے دور رکھے گا۔

(۱۱) ہم خانگی ان پریشانیوں کے علاوہ یہ مشکلات بھی لاتی ہے۔ تقریباً ۹۴-۹۶/فیصد لیو اِن ریلیشن شپ رشتے دس سالوں کے اندر ٹوٹ جاتے ہیں:

"Less than four per cent of cohabitations last for ten years or more."
(http://www.civitas.org.uk/hwu/cohabitation.php)
(www.eauk.org/culture/statistics/family-life-in-the-uk.cfm)
(www.challengeteamuk.com/research/marriage/)

''چار فیصد سے بھی کم ''ہم خانگی'' دس سالوں تک باقی رہ پاتی ہے۔''

اس طرح کے منفی اثرات سے بچوں کی حالت یہ ہو جاتی ہے:

"Live-in and visiting boyfriends are much more likely than biological fathers or married step-fathers to inflict severe physical abuse, sexual abuse and child killing."
(http://www.civitas.org.uk/hwu/cohabitation.php)
(www.mercatornet.com/articles/view/conservative_britain_I_dont_think_so)

''حقیقی باپ اور ماں سے شادی کے بندھن میں بندھے سوتیلے باپ کی بہ نسبت بغیر شادی ماں کے ساتھ ہم خانگی میں رہنے والے مرد اور ماں کے غیر مقیم مرد دوست کے ذریعے بچوں کے قتل اور مختلف قسم کے جسمانی اور جنسی تشدد کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔''

ہم خانگی کے منفی اثرات اور شادی کے مثبت اثرات کے حوالہ سے مذکورہ تینوں

حوالوں میں سے اول پہ کافی تفصیلی اور دل چسپ بحث کی گئی ہے، بس مختصراً اتنا سمجھئے کہ شادی اپنے لغوی اور حقیقی معنیٰ 'خوشی' کا منبع ہے جبکہ ہم خانگی پریشانیوں کا گڑھا۔

نومبر ۲۰۱۳ء کے آخری دنوں میں ہندوستانی سپریم کورٹ نے اس بنیاد پہ ''باہمی سمجھوتہ سے رشتہ میں رہنا'' (Live in Relationship) کو غلط ماننے سے انکار کردیا کہ ہندوستانی قانون میں اسے کہیں بھی غلط نہیں کہا گیا ہے۔ سب سے بڑی عدالت کے اس فیصلہ کو بنیاد بناتے ہوئے ۱۱؍دسمبر ۲۰۱۳ء کو کھنڈوا، مدھیہ پردیش (ہند) کی ایک ذیلی عدالت کے فاضل جج نے ایک ہندو مرد کو یہ حکم جاری کردیا کہ وہ اپنی بیوی اور کئی سالوں سے اس کے ساتھ لیو اِن ریلیشن شپ میں رہ رہی دوسری خاتون دونوں کے ساتھ پندرہ پندرہ دن گذارے۔ ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہم عدالتی فیصلہ پہ کورٹ کے باہر سوالات کھڑے کریں مگر یہ سوال کرنے کا حق ضرور رکھتے ہیں کہ ملک کی نمائندہ مقنّنہ پارلیمنٹ سے قانون کی صورت میں ابھی تک غیر منظور شدہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کہ ''لیو اِن ریلیشن شپ گناہ یا جرم نہیں ہے'' کو نگاہوں میں رکھتے ہوئے فاضل جج نے جو فیصلہ سنایا ہے کیا وہ ہندوستانی پارلیمنٹ کے پاس کردہ ہندو میرج اَیکٹ کے خلاف نہیں ہے؟؟ جس اَیکٹ کے تحت ایک ہندو مرد کو صرف ایک بیوی رکھنے کی اجازت ہے۔

کہیں ''لیو اِن ریلیشن شپ'' کے پردے میں ہندو میرج اَیکٹ میں سیندھ لگانے کی کوشش تو نہیں ہو رہی ہے؟؟ ہم سپریم کورٹ سے اپیل کرتے ہیں کہ فاضل جج صاحبان اپنے فیصلہ پہ نظرِ ثانی کریں۔

خیر! کھنڈوا، مدھیہ پردیش (ہند) کی ذیلی عدالت کے اس فیصلہ نے کم از کم یہ تو بتا ہی دیا ہے کہ تعددِ ازدواج (Polygamy) یعنی انصاف کی شرط کے ساتھ ایک وقت میں ایک سے زائد بیوی رکھنے کی اسلامی اجازت صحیح ہے۔

آیئے! لیو اِن ریلیشن شپ کے سلسلے میں بائبل کا قانون بھی سن لیں:

"Marriage is honourable in all, and the bed undefiled: but whoremongers and adulterers God will judge." (Hebrew: 13/4)

''بیاہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جائے اور بستر بے داغ رہے کیونکہ خُدا حرامکاروں اور زانیوں کی عدالت کریگا۔'' (عبرانیوں: ۱۳؍۴)

دوسری جگہ کہا گیا:

Being married or not

"Now concerning the things whereof ye wrote unto me: It is good for a man not to touch a woman. Nevertheless, to avoid fornication, let every man have his own wife, and let every woman have her own husband. Let the husband render unto the wife due benevolence: and likewise also the wife unto the husband. The wife hath not power of her own body, but the husband: and likewise also the husband hath not power of his own body, but the wife. Defraud ye not one the other, except it be with consent for a time, that ye may give yourselves to fasting and prayer; and come together again, that Satan tempt you not for your incontinency." (1Corinthians: 7/1-5)

''مرد کے لئے اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے۔ لیکن حرامکاری کے اندیشہ سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے۔ شوہر بیوی کا حق ادا کرے اور ویسا ہی بیوی شوہر کا۔ بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر ہے۔ اِسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی۔ تم ایک دوسرے سے جُدا نہ ہو مگر تھوڑی مدت تک اُس کی رضامندی سے تاکہ دُعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکٹھے ہو جاؤ۔ اَیسا نہ ہو کہ غلبۂ نفس کے سبب سے شیطان تم کو آزمائے۔'' (کرنتھیوں اول: ۷/۱۔۵)

ایک ایک لفظ پہ زور دیں! پہلے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ عورت مرد کے لیے مکمل طور پر حرام ہے، پھر اندیشۂ زنا کو سبب بتاتے ہوئے کہا گیا کہ زنا اور حرامکاری سے بچنے کے لیے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ خاص کر لفظ ''اپنا'' پر توجہ دیں اس سے واضح طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف اپنی بیوی اور صرف اپنے شوہر کے ساتھ تعلقات کی اجازت ہے۔ بالخصوص انگریزی اقتباس میں ''Own Husband'' اور ''Own Wife'' کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ جب تک شادی کے ذریعہ شوہر بیوی کا اور بیوی شوہر کی نہ ہو جائے اس سے قبل ان کے لیے ایک دوسرے سے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میاں بیوی کو کہا گیا ''تم ایک دوسرے سے جُدا نہ ہو مگر تھوڑی مدت تک اُس کی رضامندی سے تاکہ دُعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکٹھے ہو جاؤ۔ اَیسا نہ ہو کہ غلبۂ نفس کے سبب سے شیطان تم کو آزمائے''اس جملہ سے ہر ذی ہوش یہی مفہوم سمجھے گا کہ مرد و عورت کو صرف اپنے شریک حیات کو استعمال کرنے کی اجازت ہے، شادی کے بغیر تعلقات شیطان کی آزمائش اور اس کی چال ہے جس میں پڑ کر انسان برباد ہو جاتا ہے۔ آیئے! اب ایسی شادی سے

پیدا ہونے والے بچہ کی شرعی حیثیت بائبل اور قرآن کے حوالہ سے دیکھیں۔

بائبل کا یہ پیراگراف پڑھیں:

"No one born out of wedlock of any descendant of such a person, even in the tenth generation, may be included among the Lord's people." (Deuteronomy: 23/2, GNB, BSI, Bangalore, India, 2008-2009)

''کوئی حرام زادہ خدا کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ دسویں پشت تک اس کی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت میں نہ آنے پائے۔'' (اِستثنا: ۲/۲۳)

اردو ترجمہ میں جس کو ''حرام زادہ'' کہا گیا ہے اس سے وہ تمام بچے مراد ہیں جو شادی کے بندھن کے بغیر پیدا ہوں، چاہے آپسی مشورے سے ہوں یا لیوان ریلیشن شپ کے رشتہ سے۔ کیونکہ اس کے انگریزی پیراگراف میں ''born out of wedlock'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا حقیقی معنی ہے ''شادی کے بندھن کے بغیر پیدا بچہ''۔ ''Wedlock'' اصل میں دو لفظوں (Wed شادی اور Lock گرہ) کا مجموعہ ہے اور اس کا معنی آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے شائع شدہ آکسفورڈ ایڈوانسیڈ لرنرز ڈکشنری (OALD) کے ساتویں ایڈیشن میں یوں لکھا ہوا ہے:

"the state of being married: children born in / out of wedlock (= whose parents are / are not married)"

''شادی کی حالت، 'children born in wedlock' ان بچوں کو کہتے ہیں جن کے ماں باپ نے شادی کی اور جن کے والدین شادی شدہ نہیں ان کو 'children born out of wedlock' کہتے ہیں۔''

اسی طرح کنگ جیمس ورشن KJV، مطبوعہ دی بک روم بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور (ہند) ۲۰۰۸ء میں ''Bastard'' اور نیو کنگ جیمس ورشن مطبوعہ دی گائڈینس انٹرنیشنل ان انڈیا (سکندرآباد، آندھراپردیش، ہند ۲۰۰۹ء) میں ''Illegitimate'' کا لفظ استعمال ہوا ہے اور دونوں کے معنی یہی ہیں کہ جس بچے کے ماں باپ نے شادی نہیں کی ہے۔ ''Bastard'' کے متعلق آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے شائع شدہ آکسفورڈ ایڈوانسیڈ لرنرز ڈکشنری (OALD) میں یہ الفاظ ہیں:

"a person whose parents were not married to each other when he

or she was born."

''ایسا آدمی جس کی پیدائش کے وقت اسکے ماں باپ شادی کے بندھن میں نہیں تھے۔''

اور ''Illegitimate'' کے متعلق یہ کہا گیا ہے:

"born to parents who are not married to each other"

''ایسے والدین کا بچہ جنہوں نے ایک دوسرے سے شادی نہیں کی۔''

اب آپ بائبل کے تین انگریزی اور ایک اردو چاروں ترجموں کو ملائیں تو یہ مفہوم واضح ہوجاتا ہے کہ لیوان ریلیشن شپ میں پیدا بچہ حرامی اور حرامزادہ کہلائے گا۔اور یہ مسیحیوں کے خدا کا فیصلہ ہے جسے کوئی پارلیمنٹ یا ایوان مقنّنہ منسوخ نہیں کرسکتی ہے۔

ہم بائبل پہ ہاتھ رکھ کر صدر و وزیر اعظم اور ارکان پارلیمنٹ کا حلف لینے والوں سے مودبانہ گذارش کرتے ہیں کہ ہماری نہ سہی، آپ جس کتاب کے تقدس کی قسم کھا کر ترقی کرتے اور کرسیاں سنبھالتے ہیں کم ازکم اس کی رعایت کرتے ہوئے لیوان ریلیشن شپ کے قانون کا دوبارہ جائزہ لیں، ہوسکتا ہے ہمارے بنائے ہوئے آئینہ میں آپ کو اس کی صحیح تصویر نظر آجائے۔

اب ہم دونوں صورتوں کا موازنہ کرکے دیکھتے ہیں۔اسلامی قانون کی رو سے ایک عورت اور ایک مرد شادی کے بندھن میں موت تک بندھے رہیں اگر ان کے درمیان کوئی ایسی صورت نہ پیدا ہوجائے جو ناممکن لگے، ایسی صورت میں ایک خاتون کی موت تک باعزت زندگی اور رہائش وخرچہ کی گارنٹی ہے، بچوں کی محبت اور دل کو عجیب احساس دلانے والے پوتے پوتیوں نیز نواسے نواسیوں کی موہنی صورت سب کچھ میسر ہوگا۔اس کے برخلاف لیواِن ریلیشن شپ یا آزاد روی میں زندگی گذارنے والی خواتین کے آخری دن بہت برے گذریں گے، شاید آخری سہارا ان کے لیے سرکاری آشرموں کے علاوہ کچھ اور نہیں ہوگا، سرکار انہیں آشرموں میں سب کچھ لاکر دے سکتی ہے مگر ممتا کی پیاس بجھانے والا شربت اور محبت کا ساون کہاں سے لائے گی......؟؟؟ شاید یہ کہنا بھی غلط نہیں ہوگا کہ 'بوڑھوں کے گھر' کا ایک بڑا ذریعہ لیو اِن ریلیشن شپ ہے۔

نیز اس بات کا بہت زیادہ خطرہ ہے کہ اس طرح کا رشتہ حرام رشتوں کا سبب بنے گا، جیسے ایک شخص نے ایک شہر میں کسی خاتون سے ۱۹؍سال کی عمر میں رشتہ قائم کیا اس سے بچے پیدا ہوئے، پھر اپنی محبوبہ سے علیحدگی اختیار کرکے کسی قریبی شہر میں مقیم ہوگیا، ۴۵؍سال کی عمر میں

وہاں بھی ایک عورت کے ساتھ رشتہ بنایا اور وہاں بھی بچے پیدا ہوئے۔اب ایسا ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہونے کے بہت قریب ہے کہ کسی یونیورسٹی، ہوٹل، اِنٹرنیشنل کمپنی، انٹرنیشنل سیمینار، تعلیمی سفر، انٹرنیٹ دوستی اور آن لائن ڈیٹنگ (Online Dating) وغیرہ کسی ذریعہ سے پہلے شہر میں پیدا ہوئے بچوں کا کوئی لڑکا یا لڑکی دوسرے شہر میں پیدا ہوئے اپنے کسی چچا یا پھوپھی سے لیوان ریلیشن شپ کا رشتہ قائم کرلے۔جس کی خبر ڈی این اے ٹیسٹ بھی نہیں دے پائے گا۔

(۱۲)زنا و بدکاری۔

آج کا زمانہ جس میں اکثریت کی رائے کو حکومت بنانے اور بگاڑنے کی بنیاد مانا جاتا ہے، اس میں آٹے میں نمک کی مقدار سے بھی کم افراد کی تعداد کو چھوڑ کر شاید ہی کوئی بے غیرت انسان ہوگا جو اپنی شریک حیات کو غیر کی بانہوں میں دیکھنا پسند کرے گا۔ایک آوارہ اور بدقماش قسم کا شخص بھی اپنی ہم آغوش کو دوسرے کے لیے تفریح کا سامان بنتے دیکھنا پسند نہیں کرتا ہے۔ ہند کی ایک بڑی ریاست آندھرا پردیش کے سابق گورنر کے ناجائز بیٹے کے ذریعہ بیٹا ہونے کا حق پانے کے لیے سپریم کورٹ میں دی گئی عرضی کو ہندوستانی حالات سے باخبر رکھنے والا شخص کیسے بھول سکتا ہے۔اس طرح کے ہزاروں بچے ہیں اور آئندہ مزید پیدا ہوں گے اور اسی طرح مقدمہ بازی ہوتی رہے گی اگر شادی کے بغیر مرد و عورت کے اختلاط کو نہیں روکا گیا۔زنا کی حرمت پہ تقریباً ایک درجن عقلی دلائل ہمارے پاس ہیں جنہیں ہم نے اپنی غیر مطبوعہ کتاب **''دور جدید اور اسلام کا تعزیراتی نظام''** میں تحریر کیا ہے۔اس مقام پہ ہمارے موضوع کا تعلق بائبل اور قرآن و حدیث میں وارد قوانین سے ہے مگر مسلمانوں اور مسیحیوں کے علاوہ اشخاص کے اطمینان کے لیے پہلے اس کے عقلی دلائل **''دور جدید اور اسلام کا تعزیراتی نظام''** سے نقل کرتے ہیں، اس کے بعد قرآن و حدیث اور بائبل کے اقتباسات۔زنا کو قانونی حیثیت دینے سے کم از کم درج ذیل نقصانات سامنے آئیں گے:۔

(۱)**اختلاط نسل اور اندیشۂ فتنہ:۔** ایک برتن میں اگر مختلف جانوروں کا دودھ ہو تو ان میں یہ تمیز کرنا مشکل ہوگا کہ کون سا دودھ کس جانور کا ہے۔اسی طرح وہ عورت جو مختلف مردوں سے

اختلاط رکھے اس کے شکم سے پیدا ہونے والے بچے کو کسی فرد خاص کا نام دینا ایک مشکل کام ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ یہ کہیں کہ میڈیکل سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ ڈی، این، اے۔ ٹیسٹ کے ذریعے نومولود کے حقیقی باپ کا نام معلوم کیا جاسکتا ہے۔ تو اس پر عرض ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا نتیجہ حتمی نہیں ہوتا ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ جب لینے والا آمادہ ہی نہ ہو تو آپ اس پر زبردستی نہیں تھوپ سکتے ہیں۔ وہ اگر بالفرض قانون کے جبر میں قبول بھی کر لے تو بھی اس کی پرورش و پرداخت میں کوتاہی سے کام لے گا، جو یقیناً نسل انسانی کے لیے ایک باعث تشویش اور ننھی جان پہ ظلم ہے۔ کانگریس پارٹی کے سینئر رہنما اور آندھرا پردیش (ہندوستان) کے سابق گورنر این، ڈی، تیواری اور ان کی ایک ناجائز اولاد ہونے کے مدعی ایک نوجوان کا مقدمہ ابھی سپریم کورٹ میں چلا۔ سپریم کورٹ نے تیواری کو ڈی، این، اے، ٹیسٹ کروانے کا حکم دیا ہے لیکن جب تک وہ اسے اپنی اولاد ماننے سے منکر رہے دنیا کا کوئی بھی قانون یا سماج یا جبری دباؤ اسے تیواری کی جائداد کا وارث نہیں بنا سکتا تھا۔ تیسری بات یہ کہ زنا سے پیدا ہونے والا نومولود اگر لڑکی ہوگی تو ہر کوئی منکر ہوگا اور اگر لڑکا ہوگا تو ہر کوئی مدعی، جس سے فتنہ و فساد پھیلے گا۔ یا اس کا الٹا بھی ہوسکتا ہے کیوں کہ اس زمانہ میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ جنسی آوارگی کی وجہ سے ہی ترقی یافتہ ملکوں میں ''تشخیص والدین جانچ'' (Paternity Taste) کا چلن بڑھنے لگا ہے۔

(۲) زنا کو قانونی حیثیت دینا عورتوں کے ساتھ ناانصافی کے مترادف ہے:۔

یہ سوال آپ کے ذہن میں گردش کر رہا ہوگا کہ زنا کے عوض اسے تو مال و دولت حاصل ہوں گے اور ہوتے ہی ہیں پھر ناانصافی کیسی؟؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورت جب بوڑھی ہو جائے گی تو اسے گاہک یعنی خریدار نہیں ملے گا۔ اور ایسی صورت میں اسے بھکمری کا شکار ہونا پڑے گا یا محتاجی کا سامنا ہوگا۔ اور اگر بالفرض اس نے جوانی میں ہی اتنی دولت جمع کر لی ہو کہ وہ اسے بڑھاپے میں بھی کام آسکے تو بھی اسے بچوں کی آسودگی اور ان کی خدمت میسر نہ ہونے کے سبب بد ترین موت نصیب ہوگی۔ ہم اس طرح کے کیسیز ہند کی ایک چھوٹی سی ریاست میں دیکھ رہے ہیں کہ جوانی میں ایک لڑکی کسی مرد کے ساتھ بھاگ کر شادی کرتی ہے، وہ مرد اس کے ساتھ کچھ سال

گذار کر پھر دوسرے کا ہاتھ پکڑتا ہے اور وہ عورت دوسرے کا ساتھ۔ اور جب عورت بوڑھی ہو جاتی ہے تو اس کا ہاتھ خالی رہ جاتا ہے، جس حسن کا نشہ چلتا تھا جب وہی ختم ہو گیا تو پھر بچا کیا؟؟ وہ عورت آخری دنوں کو کاٹنے کے لیے جگہ جگہ بھیک یا مدد کے لیے دوڑتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور یہ تو اس وقت ہوتا ہے جب اس کی زندگی بچتی ہے ورنہ طوائف خانوں کی زینت بنی لڑکیوں / عورتوں کی اوسط عمر جان کر آپ کے ہوش اڑ جائیں گے۔ امریکی تحقیقاتی ایجنسی کی رپورٹ ملاحظہ ہو:

"The FBI states that the average life expectancy of a child once in prostitution is 7 years due to homicide and HIV/AIDS."
(www.epmonthly.com/features/current-features/identifying-sex-trafficking-in-the-ed-/)
(www.trustaz.org/downloads/aw-trust-shocking-facts.pdf) (www.wingsofrefuge.net/the-facts.html)

''ایف بی آئی کے مطابق قتل، ایچ آئی وی اور ایڈز کی وجہ سے نوخیز کے جنسی تجارت میں جانے کے بعد مزید صرف سات سال جینے کی امید کی جا سکتی ہے۔''

(۳) خواتین میں جسم فروشی کے رجحان کو بڑھاوا:۔ جن ملکوں میں جسم فروشی کے خلاف سخت قانون نہیں ہے وہاں خواتین میں جسم فروشی کی ذہنیت بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے جو تشویشناک ہے۔ رپورٹ بہت چونکا دینے والی ہے:

"In 2003, it was estimated that in Amsterdam, one woman in 35 was working as a prostitute, compared to one in 300 in London."
(www.en.wikipedia.org/wiki/Prostitution)
(www.swissinfo.ch/eng/window-ban-for-zurich-s-prostitutes/3307596)

''۲۰۰۳ء میں عام اندازہ یہ تھا کہ ایمسٹرڈم میں ہر ۳۵ میں سے ا جبکہ لندن میں ہر ۳۰۰ میں سے ا خاتون جسم فروشی کا کام کرتی ہے۔''

(۴) **نسل انسانی متاثر:۔** تعلیم اور ترقی یافتہ علاقوں میں یہ عام ذہنیت ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی وہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد سرکاری نوکریوں کی تلاش میں رہتے ہیں، نوکری مل گئی تو اچھی بات ورنہ قسمت کو کوستے ہوئے صبح و شام محنت و مزدوری کر کے کاٹ لیے، یہ دروازہ لڑکوں / مردوں کے لیے تو مجبوری میں کھلتا ہے، مگر نوکری نہ ملنے سے مایوس لڑکیوں / عورتوں کے لیے جسم فروشی کا ایک اور راستہ موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی ایک تعلیم یافتہ اور ماڈرن ریاست میں بے نوکری نوجوان لڑکیوں میں جسم فروشی کا رجحان کافی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ تقریباً ہر ہوٹل طوائف خانہ میں تبدیل ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ بے نوکری نسل خود کو شادی

بیاہ سے بھی دور رکھتی ہے، اگر زنا کو قانونی جواز مل جائے تو پھر قانون کا خوف اٹھ جانے سے اور بھی اَفراد بے لگام ہو جائیں گے اور گھریلو زندگی پہ اسی کو ترجیح دیں گے جو نسل انسانی کے لیے تشویشناک بات ہے۔ اس میں نہ گھر بسانے کا ٹینشن نہ کھانا پکانے اور بچوں کی دیکھ ریکھ کی فکر۔ ۴۵۔۵۰ رسال کی عمر تک لگزری زندگی کاٹی اور پھر پچھتاوا آیا جو کسی فائدہ کا نہیں۔

(۵) <u>کم عمر لڑکیوں کی اسمگلنگ کو فروغ:۔</u> زنا کو قانونی حیثیت دینے سے بچی اسمگلنگ کا سیلاب آ گیا ہے۔ ایک ملک خاص کر غریب علاقوں کی لڑکیاں اغوا ہو کر غیر قانونی طور پر دوسرے ممالک کی منڈیوں میں فروخت کے لیے بھیج دی جاتی ہیں۔ جہاں ان کی زندگی کو جہنم بنا دیا جاتا ہے۔ ذرا اس رپورٹ کو دیکھیں:

"Children are sold into the global sex trade every year. Often they are kidnapped or orphaned, and sometimes they are sold by their own families. According to the International Labour Organization, the occurrence is especially common in places such as Thailand, the Philippines, Sri Lanka, Vietnam, Cambodia, Nepal and India."
(www.en.wikipedia.org/wiki/Prostitution)

''عالمی جنسی تجارت کے لیے ہر سال بچوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے، اس کے لیے اکثر و بیشتر انہیں اِغوا کیا جاتا ہے، یا یتیم بنایا جاتا ہے، کبھی خود انہیں خاندان والے بیچ دیتے ہیں، انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کی رپورٹ کے مطابق اس طرح کے حادثات عام طور پہ تھائی لینڈ، فلپائن، سری لنکا، ویت نام، کامبوڈیا، نیپال اور ہندوستان میں ہوتے ہیں۔''

امریکہ جیسے ترقی یافتہ اور تیز جاسوسی نظام رکھنے والے ملک میں جسم فروشی کی مارکیٹ میں جن لڑکیوں کو ڈھکیلا جاتا ہے، ان کی اوسط عمر صرف ۱۲ رسال ہوتی ہے:

"The estimated age of entry into child prostitution is 12 years old, while girls as young as 9 years old have been known to be recruited for prostitution."
(http://www.justice.gov/oig/reports/FBI/a0908/chapter4.htm)
(http://www.atg.wa.gov/HumanTrafficking/SexTrafficking.aspx#.U-tMGOOSxEg)
(http://www.ct.gov/dcf/cwp/view.asp?a=4127&Q=492900)

''جسم فروشی میں عام طور پہ ۱۲ رسال کی عمر میں ڈھکیلا جاتا ہے، جبکہ بہت سی ۹ رسالہ بچیوں کو بھی جنسی بازار کے لیے پھسلانے کی اطلاع ہے۔''

خود امریکی حکومت کا سروے اور اندازہ یہ ہے کہ سالانہ لاکھوں بچیوں کو جسم فروشی کی دلدل

میں ڈھکیلا جاتا ہے۔ سپر پاور جی! جب آپ کی طاقت اور آپ کا خوف جسم کے دلالوں پہ نکیل کسنے میں ناکام ہے تو پھر چھوٹے اور غریب یا ترقی پذیر ممالک کے حکمراں کیا کر سکتے ہیں؟؟ جب دنیا کے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ، متمدن اور قانونی اعتبار سے چست ملک میں جسم فروشی کے لیے ۱۲/سال کی لاکھوں بچیوں کی تجارت ہو رہی ہے تو اَن پڑھ، کم تعلیم یافتہ اور ''اندھیر نگری کے چوپٹ راجاؤں'' کے ملکوں میں جسم فروشی کا قانونی جواز کیا گل کھلائے گا یہ آپ جیسے عقلمند کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۶) بڑی عمر کی خواتین کی اسمگلنگ بھی عام:۔ جسم فروشی کو قانونی جواز دینے سے صرف کم عمر لڑکیوں کی خرید و فروخت کو ہی بڑھاوا نہیں ملا، بلکہ بالغہ عورتوں کی اسمگلنگ کا کاروبار بھی تیز ہوا اور دنیا بھر میں ان کی سپلائی ہوتی ہے۔ امریکی رپورٹ ملاحظہ ہو:

"Annually, according to U.S. Government-sponsored research completed in 2006, approximately 800,000 people are trafficked across national borders, which does not include millions trafficked within their own countries. Approximately 80 percent of transnational victims are women and girls and up to 50 percent are minors," estimated the US Department of State in a 2008 study, in reference to the number of people estimated to be victims of all forms of human trafficking. Due in part to the illegal and underground nature of sex trafficking, the actual extent of women and children forced into prostitution is unknown." (www.en.wikipedia.org/wiki/Prostitution) (www.state.gov/documents/organization/82902.pdf) (www.unhcr.org/50aa032c9.pdf) (http://2001-2009.state.gov/g/tip/c16465.htm) (http://www.ungift.org/doc/knowledgehub/resource-centre/GIFT_Human_Trafficking_An_Overview_2008.pdf)

''امریکی حکومت کے خرچ سے کی گئی ریسرچ ۲۰۰۶ء میں مکمل ہوگئی، اس کے مطابق ہر سال قومی سرحدوں پہ ۸/لاکھ انسانوں کی غیر قانونی خرید و فروخت ہوتی ہے، اس سروے میں ان ملکوں کے اندر ہونے والی لاکھوں (کروڑوں) آدمیوں کی اسمگلنگ کو شامل نہیں کیا گیا ہے، عالمی اسمگلنگ کی شکار میں تقریباً ۸۰/فیصد (چھ لاکھ چونسٹھ ہزار) عورتیں اور لڑکیاں شامل ہیں، جن میں تقریباً ۵۰/فیصد چھوٹی بچیاں ہیں'' امریکی ڈیپارٹمنٹ آف اسٹیٹ نے یہ تخمینہ ۲۰۰۸ء کے جائزہ میں پیش کیا جس میں انسانی خرید و فروخت کی تمام حالتوں کے شکار انسانوں کا اندازہ لگایا گیا۔ جسم فروشی کی غرض سے انسانی کاروبار کے غیر قانونی اور اس کے زیر زمین ہونے کی وجہ سے جنسی تجارت کے لیے انسانی خرید و فروخت کی صحیح تعداد معلوم نہیں کہ کتنی خواتین اور بچے بچیوں کو جسم فروشی کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔''

(۷) ایڈز کو فروغ:۔ بیسویں صدی عیسوی میں ایک نئی اور لاعلاج بیماری ایڈز نامی وجود

میں آئی ہے۔ ڈاکٹرز اور ماہر اطبا کے مطابق اس بیماری کو زیادہ فروغ ان عورتوں سے ملتا ہے جو متعدد مردوں سے اختلاط رکھتی ہیں۔ اس طرح زنا کو قانونی حیثیت مل جانے سے معاشرہ ایک لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو کر تباہی کی طرف پہونچ رہا ہے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ احتیاطی تدابیر مثلاً کنڈوم وغیرہ کے استعمال سے یہ معاملہ ختم ہو جائے گا مگر ہم اس سے اتفاق نہیں رکھتے کیونکہ کنڈوم کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے، حکومتیں مفت میں فراہم کرتی ہیں مگر اس کے باوجود ایڈز کے مریض گھٹنے کی بجائے بڑھ رہے ہیں۔ یہ صرف ہمارا ہی دعویٰ نہیں ہے بلکہ امریکہ کے زبردست حلیف اور دوست بھارتی جنتا پارٹی کے لیڈر اور ہندوستان کے وزیر صحت ہرش وردھن نے امریکہ کی سرزمین پہ بیٹھ کر اس بات کا اعلان کیا کنڈوم بے راہ روی کو بڑھاوا دیتا ہے اور ہندوستانی کلچر (اسلامی قانون) ایڈز کو کنٹرول کرتا ہے، نیویارک ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا:

"Condom use messages encourage illict sexual relationship ...... Culture is more important than condoms in controlling AIDS .... However, for the general public, the minister has asked to stress in morals like being faithful, not indulging in pre-marital and extra-marital sex".

(http://www.ibtimes.co.uk/indian-health-minister-claims-culture-not-condoms-will-help-aids-control-1454121)(http://timesofindia.indiatimes.com/india/Health-minister-Dr-Harsh-Vardhan-questions-stress-on-condoms-in-AIDS-fight/articleshow/37173742.cms)
(http://articles.economictimes.indiatimes.com/2014-06-25/news/50855782_1_dr-harsh-vardhan-indian-culture-health-minister)(http://indiatoday.intoday.in/story/harsh-vardhan-clarifies-have-no-moral-problem-with-condoms/1/368502.html)

”کنڈوم کے استعمال کا پرچار غیر اخلاقی جنسی تعلقات کی حمایت کرتا ہے۔ ایڈز کی روک تھام میں کنڈوم سے زیادہ تہذیب اہم ہے، منتری جی نے عام لوگوں سے اپیل کی ہے کہ اخلاقیات پہ توجہ دیں، شریک حیات کے ساتھ وفادار رہیں، قبل شادی یا شادی سے باہر جنسی تعلقات نہ قائم کریں۔“

یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ انہوں نے اسلام دشمنی کی بنیاد پہ امریکہ کی دوست بنی بھارتی جنتا پارٹی کے لیڈر سے وہ سب کچھ اگلوا دیا جس کی ہمت کسی مسلم حکمراں میں بھی نہیں آسکی۔ لیکن آزادروی کے عادی لوگوں نے انہیں تنقید کا نشانہ بنالیا تو انہوں نے صفائی دیتے ہوئے کہا کہ وہ کنڈوم کے خلاف نہیں ہیں مگر:

"Condoms promise safe sex, but the safest sex is through faithfulness to one's partner. Prevention is always better than cure."

(http://indiatoday.intoday.in/story/harsh-vardhan-clarifies-have-no-moral-problem-with-condoms/1/368502.html)

''کنڈوم محفوظ تعلق کا وعدہ کرتا ہے مگر سب سے زیادہ محفوظ راستہ یہ ہے کہ اپنے شریک حیات کے ساتھ وفادار رہے، پرہیز علاج سے بہتر ہے۔''

بڑی ہی خوبصورت بات ہے کہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ پہ کیوں زور دیا جا رہا ہے؟؟ جہاں ۱۰۰ میں ۱۰۰ ملنے کا چانس ہے وہاں صرف ۳۳ نمبرات لانے پہ کیوں جبر کیا جا رہا ہے؟؟ یہی وجہ ہے کہ ایف بی آئی کی رپورٹ یہ کہتی ہے کہ جنسی بازار میں جانے کے بعد ایڈز، ایچ آئی وی وغیرہ مہلک بیماریوں کی وجہ سے بچیوں اور لڑکیوں کے مزید صرف سات سال جینے کی امید کی جاسکتی ہے۔

(۸) یتیم خانوں کے نام پہ جنسی استحصال کے اڈے:۔ جو لوگ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پہ گہری نگاہ رکھتے ہیں انہیں اس خطرے کا ضرور احساس ہوگا۔ ذرا سوچئے زنا سے پیدا ہونے والے بچوں کا زیادہ تر آشیانہ یتیم خانے اور آشرم ہیں اور ہوں گے۔ تقریباً ہر ماہ ایک دو آشرم کے متعلق یہ خبر چھن کر آتی ہے کہ وہاں کے اعلیٰ افسران اور ملازمین سالوں سے بچیوں کے جنسی استحصال میں لگے ہوئے ہیں اور یہی نہیں بلکہ ان کی فحش سی ڈیز بھی بنائی گئی ہیں۔ جولائی ۲۰۱۳ء کے تیسرے عشرے میں ایک غیر ملکی شخص کے ذریعے ہندوستان میں چلائے جانے والے ایک آشرم کا معاملہ سامنے آیا جس میں متعدد بچیوں نے یہ شکایت کی کہ سالوں سے ان کی عصمت دری کا سلسلہ جاری ہے، ملزم منہ کھولنے پر انہیں جان سے مارنے کی دھمکیاں دیتا رہا ہے۔ یہ واقعہ سن کر ہمیں بہت حیرت ہوئی اور آپ یقین رکھئے کہ زنا کو باضابطہ قانونی حیثیت ملنے سے ہر عیاش ارب پتی ایک آشرم ضرور قائم کرے گا جہاں وہ کم عمروں کا جنسی استحصال کرے گا۔ ابھی ہندوستان میں آسارام نامی ایک پچہتر سالہ دبنگ سائیں کا معاملہ گرم ہے جن کے ہندوستان کے بڑے شہروں میں کئی ایک آشرم چلتے ہیں اور ان کے قدموں میں گرنے والوں میں وزرا، اعلیٰ آفیسرز اور ملک کو چلانے والے بھی شامل ہیں، ابھی وہ اپنے آشرم میں زیر تعلیم ایک نابالغ لڑکی کی عصمت دری کے کیس میں جودھپور جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہیں۔ اور اسی طرح عصمت دری کے متعدد معاملوں میں ان کے لڑکے نارائن سائیں بھی جیل پہنچ چکے ہیں۔ اسی طرح نومبر ۲۰۱۴ء میں ایک اور طاقت ور دھرم گرو رام پال کا معاملہ سامنے آیا ہے، جن کے حجرہ سے پولیس کو حمل جانچ (Pregnancy Test) کی مشین دستیاب ہوئی۔ جن لوگوں نے آسارام اور رام

پال کے خلاف کیس درج ہونے اور جیل جانے کے بعد کی خبروں پہ دانش مندانہ طریقہ سے گہری نگاہ رکھی ہے انہیں اس بات کا اچھی طرح احساس ہوگیا ہوگا کہ مستقبل میں طاقت ور لوگوں کے ذریعہ کم عمروں کے جنسی استحصال کے اڈوں کو یتیم خانہ کا نام دیا جائے گا۔

(۹) کالیج طالبات میں جنسی تجارت کو فروغ:۔ کنگسٹن یونیورسٹی (برطانیہ) سے جڑے ڈاکٹر ران رابرٹس (Ron Roberts) کے حوالے سے بی بی سی نے یہ خبر دی ہے کہ سینکڑوں یونیورسٹی طلبہ کے سروے کے بعد وہ اس نتیجہ پہ پہنچے ہیں کہ پچھلے دس سالوں میں طالبات کے اندر جسم فروشی کے رجحان کو کافی بڑھاوا ملا ہے، تقریباً ۳۔۲۵ رفیصد طلبہ / طالبات نے یہ بتایا ہے کہ وہ اس کام میں ملوث طالبات کو جانتے ہیں۔ طالبات اس کے لیے یہ دلیل دیتی ہیں کہ مہنگی تعلیم کے لیے یہ ان کا آسان راستہ ہے، مگر خود نیشنل یونین آف اسٹوڈینٹس سے جڑے آفیسر نے ان کی اس دلیل کا خارج کر دیا ہے:

"According to NUS Women's Officer, Estelle Hart, an increasing number of students are taking more dangerous measures: 'In an economic climate where there are very few jobs, people are taking more work in the informal economy, such as sex work."

(http://www.dailymail.co.uk/debate/article2074054/Sostudentsturningprostitution Theresnewoldestprofession.html)(http://news.bbc.co.uk/2/hi/uk_news/england/8568723.stm)

''این یو ایس خواتین آفیسر ایسٹل ہارٹ کے مطابق ایسے معاشی فضا میں جہاں روزگار کے مختلف ذرائع ہیں خطرناک ترین جنسی کاروبار میں حصہ لینے والے طالبات کی تعداد بڑھ رہی ہے۔''

اور خود برطانوی حکومت کا کہنا ہے کہ:

"It offers students a "generous package" of financial support."

(http://www.bbc.com/news/education16157522)

''وہ طلبہ و طالبات کو معاشی حمایت کے لیے 'فراخی بھرا پیکیج' فراہم کرتی ہے۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ خود نظام چلانے والوں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ جنسی تجارت کے حوالے سے قانون میں ہلکی سے نرمی بھی خواتین بالخصوص نئی نسل کی تباہی کا سبب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح مذکر طلبہ کے لیے جنسی تجارت کا راستہ بند ہے تو وہ اپنی تعلیم و ضروریات کے لیے دوسرے ذرائعِ روزگار کا استعمال کرتے ہیں، جسم فروشی کے خلاف سخت قانون کی صورت میں طالبات بھی اسی طرح جنسی ذرائع کے علاوہ طریقوں کا استعمال کریں گی۔

(۱۰) باپ کے خانہ میں کس کا نام:۔ شادی کے علاوہ طریقوں کو جسمانی تعلقات کے لیے قانونی بنانے سے کس طرح کی صورت حال پیدا ہورہی ذرا اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ایک مسیحی لٹریچر کا درج ذیل پیراگراف پوری توجہ سے پڑھیں:

''طلاق بازی بڑی تیزی سے عام ہوتی جارہی ہے۔سپین میں بیسویں صدی کے آخری دَہے کے شروع سے طلاق کی شرح ۸شادیوں میں سے ا تک بڑھ گئی۔صرف ۲۵ سال پہلے ۱۰۰ میں سے ا، ایک بڑی جست۔رپورٹ کے مطابق یورپ میں طلاق کی بلندترین شرح برطانیہ میں ہے(۱۰ میں سے ۴ شادیوں کے ناکام ہونے کی توقع کی جاتی ہے)والدین میں سے ایک پر مشتمل خاندانوں کی تعداد میں اضافہ اچانک سامنے آیا ہے......فرانسیسی بھی اکثر کم شادیاں کرتے ہیں،اور جو شادی کرتے بھی ہیں پہلے کی نسبت اور زیادہ جلدی طلاق دیدیتے ہیں۔لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد شادی کی ذمہ داریوں کے بغیر اکھٹے رہنے کو ترجیح دیتی ہے۔اِسی طرح کے رجحانات تمام دنیا میں دِکھائی دیتے ہیں۔بچوں کی بابت کیا ہے؟ ریاستہائے متحدہ اور بہت سے دیگر ممالک میں زیادہ سے زیادہ بچے شادی کے بندھن کے بغیر پیدا ہوتے ہیں،بعض کم سن نوعمروں سے۔بہت سی نوعمر لڑکیاں کئی ایک بچے پیدا کرتی ہیں جنکے والد مختلف ہوتے ہیں۔تمام دنیا سے رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ لاکھوں بے خانماں بچے سڑکوں پر مارے مارے پھرتے ہیں،بہیتر ے بدسلوکی کرنے والے گھروں سے بھاگے ہوئے ہیں یا اَیسے خاندانوں سے نکال دیے گئے ہیں جو مزید اُنکی کفالت نہیں کرسکتے۔''

(خاندانی خوشی کا راز:ص۸۔۹،ناشر:انٹرنیشنل بائبل اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن بروکلین،نیویارک،امریکہ،۱۹۹۶ء)

یہ رپورٹ ترقی یافتہ یورپ کے اخلاقی تنزل کو صاف طور پر بیان کرتی ہے۔ساتھ ہی زنا کے حرام ہونے کے اسباب پہ بھی بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ہم نے جتنے نقاط بیان کیے ہیں ان میں سے اکثر کو اس رپورٹ میں صراحۃً یا اِشارۃً بیان کیا گیا ہے۔ذرا بتائیں کہ یورپ وامریکہ کی گلیوں میں بن ماں باپ کے جو لاکھوں بچے سڑکوں پہ گھوم رہے ہیں ان کی اسکول کی سندوں اور دیگر دستاویز میں باپ کے خانہ میں کس کا نام لکھا جائے گا ......؟؟ کیا (بائبل کے مطابق) ان بچوں کو حرامی کہا جائے گا......؟؟ اور کیا ان لاکھوں بچوں کا یہ احساس کہ وہ حرامی اور ناجائز ہیں اور انہیں ان کے والدین نے سڑک پہ پھینک دیا ہے، ہمارے قانونی نظام اور ہماری ترقی کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ نہیں ہے......؟؟

امریکہ و یورپ کی سرپرستی میں اقوام متحدہ آزادی کا نعرہ لگانے اور آزادی کی باتیں بنانے میں سب سے آگے ہے، اسی قاعدہ سے انہوں نے جسم فروشی کو بھی جائز قرار دیا کہ ہر ایک کو اپنے جسم کو اپنی مرضی سے استعمال کرنے کی مکمل اجازت ہونی چاہئے، مگر جو بھیانک تصویر نظر آرہی ہے وہ یہی بتاتی ہے کہ 'بے حساب آزادی' اپنے ساتھ 'غلامی' لے کر آئی ہے۔ اقوام متحدہ کی اس رپورٹ کو توجہ سے پڑھیں:

"The United Nations stated in 2009 that sex trafficking is the most commonly identified form of human trafficking and estimates that about 79% of human trafficking reported is for prostitution (although the study notes that this may be the result of statistical bias and that sex trafficking tends to receive the most attention and be the most visible). Sex trafficking has been described as "the largest slave trade in history" and as the fastest growing form of contemporary slavery. It is also the fastest growing criminal industry, predicted to outgrow drug trafficking. While there may be a higher number of people involved in slavery today than at any time in history."

(www.en.wikipedia.org/wiki/Prostitution)(www.unodc.org/toc/en/crimes/human-trafficking.html)
(http://www.unodc.org/documents/human-trafficking/UNVTF_fs_HT_EN.pdf)
(http://www.unric.org/en/human-trafficking)
(http://www.unric.org/en/human-trafficking/27448-how-serious-is-the-problem)

''اقوام متحدہ کی جانب سے ۲۰۰۹ء میں یہ کہا گیا کہ غیر قانونی جنسی تجارت کا انسان کی غیر قانونی خرید و فروخت میں اہم حصہ ہے، اسمگلنگ کیے جانے والے کل انسانوں میں سے ۷۹ رفیصد کو جسم فروشی کے کاروبار میں استعمال کیا جاتا ہے (حالانکہ مطالعہ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ایسا اس لیے ممکن ہے کہ غیر قانونی جنسی کاروبار توجہ اور جاذبیت بہ آسانی کھینچتی ہے)۔ غیر قانونی جنسی کاروبار کو غلامی کی تاریخ کی سب سے بڑی تجارت اور جدید غلامی کی سب سے تیز پھیلنے والی صورت کے طور پہ ذکر کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تیزی سے بڑھنے والے مجرمانہ پیشوں کی فہرست میں سب سے اوپر ہے اور ممکن ہے کہ آج ہر زمانہ سے زیادہ غلام پائے جاتے ہوں۔''

جب تجزیاتی نگاہ اور تجربہ کے عینک سے زنا کو قانونی جواز دینے کے مطالبہ کو دیکھا جائے تو یہ واشگاف ہوتا ہے کہ یہ اقدام معاشرے کو ان گنت اور ان دیکھے مسائل کا سیلاب دے گا۔ زنا کو قانونی جواز مل جانے سے ملک اور سماج متعدد مسائل میں گھر جائے گا۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ہمارے آباواَجداد نے زنا کو متفقہ طور پر کیوں حرام قرار دیا تھا۔ اگر زنا میں نقصانات سے زیادہ نفع ہوتا تو یقیناً ۵ رہزار سال سے زائد عرصے سے جاری نسل انسانی میں یہ بہ اتفاق رائے حرام نہیں

ہوتا۔اور لطف تو یہ ہے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال تا جنوب تمام اہل مذاہب اور تمام ممالک کے شہری، فوجی، حکمران اور بادشاہ تمام افراد جمہوری طور پر نہیں بلکہ کلی طور پر اس کی حرمت وقباحت پہ متفق تھے۔ ہوسکتا ہے کہ مغرب وامریکہ کے نزدیک اپنے آباؤ واجداد سے دشمنی اور ان کی تحمیق کا نام ہی ترقی اور تہذیب جدید ہو مگر ہم مشرقی باشندے آج بھی آباؤ واجداد کی روایت کو عقل کی کسوٹی پہ پرکھتے ہیں۔ان کے بنائے ہوئے قوانین واصول کا تجزیہ کرتے ہیں۔ہم نے یہی پایا ہے کہ آباؤ واجداد نے صحیح قوانین وضع کیے تھے۔اور اسے اسلام کی حقانیت کہیئے یا عیسائیت کے لیے تیشہ کہ بائبل اور مسیح کے ماننے والے زنا کو قانونی حیثیت دلوانے کے لیے کافی تگ ودو کررہے ہیں مگر خود بائبل نے بھی اسے حرام قرار دیا ہے۔ہم پہلے قرآن کی آیات واحادیث، پھر زنا کی حرمت وقباحت پہ بائبل کی آیات اتنی مقدار میں نقل کریں گے جو کافی سے کئی گنا زائد ہوگی۔

اللہ جل شانہ نے زنا کو ایک عظیم برائی قرار دیتے ہوئے اس کے اسباب کی قربت کو بھی منع فرمادیا:

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۝".

"زنا کے قریب مت جاؤ بے شک یہ گندی چیز اور برا راستہ ہے۔" (سورۃ الإسراء: ۳۲)

زنا کی حرمت کو رسول اللہ ﷺ نے کس قدر خوبصورتی سے ذہن نشیں کرایا ہے وہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ذیل کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے:

"أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، اِئْذَنْ لِيْ فِيْ الزِّنَا، فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَقِرُّوهُ، فَدَنَا حَتّٰى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ، أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: وَكَذٰلِكَ النَّاسُ لَا يُحِبُّوْنَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ، قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: وَكَذٰلِكَ النَّاسُ لَا يُحِبُّوْنَهُ لِبَنَاتِهِمْ، قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: وَكَذٰلِكَ النَّاسُ لَا يُحِبُّوْنَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى صَدْرِهِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ كَفِّرْ ذَنْبَهُ، وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ، قَالَ: فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْفَتٰى يَلْتَفِتُ إِلٰى شَيْءٍ۔"

"ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے زنا کی

اجازت عطا فرمائیے، یہ سن کر صحابہ اسے ڈانٹنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو، وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آ کر بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی ماں کے لیے اِسے پسند کرتے ہو؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی ماؤں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے ہیں، فرمایا: کیا اِسے تم اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتے ہو؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے اِسے ناپسند کرتے ہیں، فرمایا: کیا تم اِسے اپنی بہن کے لیے پسند کرتے ہو؟ بولے: نہیں، فرمایا: ایسے ہی لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے اسے ناپسند کرتے ہیں۔ پھر رسول ﷺ نے اپنے دست مبارک کو ان کے سینہ پر رکھا اور دعا کی: اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کو پارسائی عطا فرما۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد اس شخص کی توجہ کبھی اس چیز کی طرف نہیں بھٹکی۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی: الحدیث ۷٦٦۰، ۷٥۷۷، مسند أحمد: الحدیث ۲۲۸٦۸، ۲۲۲٦٥، شعب الایمان للبیهقی: الحدیث ٥۱۸۱، تفسیرابن کثیر: سورة الاسراء۳۲)

اس حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے نہایت صاف اور مشفقانہ لہجہ میں زنا کی حرمت کے اسباب میں سے ایک کو دلوں میں جاگزیں فرمایا ہے۔

ہیثم بن مالک طائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ ذَنْبٍ بَعْدَ الشِّرْكِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ نُطْفَةٍ وَضَعَهَا رَجُلٌ فِيْ رِحْمٍ لَّا يَحِلُّ لَهُ."

''اللہ کے نزدیک شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنا نطفہ اس رحم میں رکھے جو اس کے لیے حلال نہیں۔'' (کنز العمال: الحدیث ۱۲۹۹٤، جمع الجوامع للسیوطی: الحدیث ۱۱۰۰، تفسیرابن کثیر: سورة الاسراء۳۲)

اسلام نے خواتین کو پردہ کا حکم دیا، زنا کی برائیوں کو بتایا، اس سے دور رہنے کے اسباب بتائے، شادی اور نکاح کے لیے حوصلہ افزائی کی۔ ان تمام قوانین کو نافذ کر کے ایسی فضا ہموار کی جس میں اس برائی سے دور رہنا بہت آسان ہو گیا۔ پھر اس کے بعد اس جرم کے مرتکبین کے لیے سخت ترین سزا سنا کر اس سے دوری اختیار کرنے کے لیے مجبور ہونے جیسے حالات بنائے تا کہ عورتیں محفوظ اور معاشرہ پاکیزہ رہے۔

زنا کرنے والے کنواروں کی سزا کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيُ فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ o".

"زنا کرنے والے مرد وعورت کو سوسو کوڑے لگاؤ، اللہ کے دین کے معاملہ میں تمہیں ان دونوں پہ کوئی رحم نہ آئے اگر تم اللہ اور آخری دن پہ ایمان رکھنے والے ہو، اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت رہے۔" (سورۃالنور:۲)

اور شادی شدہ زانیوں کے لیے یہ سزا سنائی گئی:

"اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَازَنَيَافَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالاً مِّنَ اللّٰهِ".

"شادی شدہ مرد وعورت اگر زنا کریں تو انہیں ضرور سنگسار کرو یہ (دیگر انسانوں کے لیے) اللہ کی جانب سے عبرت ناک ہوگی۔"

(المستدرك للحاكم: الحديث ٨١٨٥، ٢٩٥٣، المعجم الكبير للطبراني: الحديث ٢٠٣٢١، ٢٠٩٦٢، صحيح ابن حبان: الحديث ٤٥٠٥، سنن ابن ماجة: الحديث ٢٦٠٥، سنن الدارمي: الحديث ٢٣٧٨، مسند أحمد: الحديث ٢١٨٠٨، الموطاء للامام محمد: الحديث ٦٩١، ٦٩٢، ٦٩٤)

بائبل کی دوسری کتاب خروج نے زنا کو حرام قرار دیتے ہوئے کہا:

"Thou shalt not commit adultery." (Exodus: 20/14, (Deuteronomy: 5/18)

"تو زنا نہ کرنا۔" (خروج:۲۰/۱۴، اِستثنا:۵/۱۸)

کتاب اَحبار میں کہا گیا:

"Do not prostitute thy daughter, to cause her to be a whore; lest the land fall to whoredom, and the land become full of wickedness."
(Leviticus: 19/29, KJV, Pub. by TBR, BSI, 2008)

"تو اَپنی بیٹی کو کسبی بنا کر ناپاک نہ ہونے دینا تا اَیسا نہ ہو کہ ملک میں رَنڈی بازی پھیل جائے اَور سارا ملک بدکاری سے بھر جائے۔" (اَحبار:۱۹/۲۹)

اسلام کی طرح بائبل نے شادی کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

"Marriage is honourable in all, and the bed undefiled: but whoremongers and adulterers God will judge." (Hebrew: 13/4)

"بیاہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جائے اور بستر بے داغ رہے کیونکہ خُدا حرامکاروں اور زانیوں کی عدالت کریگا۔" (عبرانیوں:۱۳/۴)

زنا میں ملوث مرد وعورت کو خاص کر خطاب کرتے ہوئے کہا گیا:

"Ye adulterers and adulteresses, know ye not that the friendship of the world is enmity with God? whosoever therefore will be a friend

of the world is the enemy of God." (James: 4/4)

''اَے زِنا کرنے والیو اور زنا کرنے والو! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ دُنیا سے دوستی رکھنا خُدا سے دشمنی کرنا ہے؟ پس جو کوئی دنیا کا دوست بننا چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو خُدا کا دشمن بناتا ہے۔'' (یعقوب:۴/۴)

دنیا کی بہت سی حکومتوں نے 'جسم فروشی' کو صحیح ٹھہرا رکھا ہے لہذا ان کے لیے مزید ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"Meats for the belly, and the belly for meats: but God shall destroy both it and them. Now the body is not for fornication, but for the Lord; and the Lord for the body. And God hath both raised up the Lord, and will also raise up us by his own power. Know ye not that your bodies are the members of Christ? shall I then take the members of Christ, and make them the members of an harlot? God forbid. What? know ye not that he which is joined to an harlot is one body? for two, saith he, shall be one flesh. But he that is joined unto the Lord is one spirit. Flee fornication. Every sin that a man doeth is without the body; but he that committeth fornication sinneth against his own body." (1Corinthians: 6/13-18)

''کھانے پیٹ کے لئے ہیں اور پیٹ کھانوں کے لئے لیکن خُدا اُسکو اور اِنکو نیست کریگا مگر بدن حرامکاری کے لئے نہیں بلکہ خُداوند کے لئے ہے اور خُداوند بدن کے لئے۔ اور خُدا نے خُداوند کو بھی جلایا اور ہم کو بھی اپنی قُدرت سے جلائیگا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے بدن مسیح کے اعضاء ہیں؟ پس کیا میں مسیح کے اعضاء لے کر کسبی کے اعضاء بناؤں؟ ہرگز نہیں! کیا تم نہیں جانتے کہ جو کوئی کسبی سے صحبت کرتا ہے وہ اُسکے ساتھ ایک تن ہو جاتا ہے؟ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ وہ دونوں ایک تن ہوں گے۔ اور جو خُداوند کی صحبت میں رہتا ہے وہ اُسکے ساتھ ایک روح ہو جاتا ہے۔ حرامکاری سے بھاگو۔ جتنے گناہ آدمی کرتا ہے وہ بدن سے باہر ہیں مگر حرامکار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے۔'' (کرنتھیوں اول:۶/۱۳۔۱۸)

اس اقتباس میں متعدد طریقوں سے اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ جس عورت سے شادی نہیں ہوئی ہے اس سے بھاگو، دور رہو، ان کی قربت سے اپنے آپ کو ناپاک نہ کرو، اور ایک خاص نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس کے پاس جو بدن ہے وہ اللہ کا عطا کردہ ہے تو اسے اسی موقع پہ استعمال کرے جب اللہ کی جانب سے اجازت مل جائے اور چونکہ اللہ شادی کے بغیر جسمانی تعلقات کی اجازت نہیں دیتا ہے لہذا اُس سے اور اس کے اسباب سے بھی دور بھاگے۔

زنا اور لواطت کو حرام اور ان کی کمائی کو ناپاک بتاتے ہوئے بنی اسرائیل سے کہا گیا:

"There shall be no whore of the daughters of Israel, nor a sodomite of the sons of Israel. Thou shalt not bring the hire of a whore, or the price of a dog, into the house of the LORD thy God for any vow: for even both these are abomination unto the LORD thy God."

(Leviticus: 23/17-18)

''اِسرائیلی لڑکیوں میں کوئی فاحشہ نہ ہو اور نہ اِسرائیلی لڑکوں میں سے کوئی لُوطی ہو۔ تو کسی فاحشہ کی خرچی یا کُتّے کی اُجرت کسی مِنّت کے لئے خُداوند اپنے خُدا کے گھر میں نہ لانا کیونکہ یہ دونوں خُداوند تیرے خُدا کے نزدیک مکروہ ہیں۔'' (اِستثنا:۲۳/۱۷۔۱۸)

بائبل کی ان آیات نے یہ صاف کر دیا کہ بعض یورپی ممالک کی جانب سے ہم جنسی کو جو قانونی جواز فراہم کیا گیا ہے وہ بائبل کی رو سے غیر قانونی ہے۔ اسی طرح طوائف کی کمائی کو بھی بائبل نے ''گندی رقم'' قرار دیا ہے۔ بائبل کے اس اقتباس نے یہ بھی واضح کر دیا کہ زنا و ہم جنسی کے خلاف اسلام کا سخت موقف سو فیصدی صحیح ہے اور اس میں کسی لچک کی گنجائش نہیں ہے۔ طوائف کی کمائی اور کتے کی اجرت سے متعلق اسلام کا موقف بھی بائبل سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

''أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔''

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ کی کمائی اور کاہن کی رشوت سے منع فرمایا ہے۔''

(صحیح البخاری: الحدیث ۲۲۳۷، ۲۲۸۲، ۵۳۴۶، ۵۷۶۱، صحیح المسلم: ۴۰۹۲، ۴۰۹۵، جامع الترمذی: ۱۱۶۲، ۱۳۲۲، سنن أبی داؤد: ۳۴۲۳، ۳۴۳۰، ۳۴۸۴، سنن النسائی: ۴۳۰۹، ۴۶۸۳، سنن ابن ماجة: ۲۲۴۳، مسند أحمد: ۲۶۷۸، ۳۳۳۱، ۳۴۰۴، عن ابن عباس)

بائبل جسم فروشوں کی صحبت کو بربادی کا سبب قرار دیتی ہے:

"Whoso loveth wisdom rejoiceth his father: but he that keepeth company with harlots spendeth his substance." (Proverb: 29/3)

''جو کوئی حکمت سے اُلفت رکھتا ہے اپنے باپ کو خوش کرتا ہے لیکن جو کسبیوں سے صحبت کرتا ہے اپنا مال اڑاتا ہے۔'' (اَمثال:۲۹/۳)

آوارگی پسند عورت، فاحشہ اور جسم فروشوں سے ملک و سماج کو جو نقصان پہنچتا ہے، اسے بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

"My son, give me thine heart, and let thine eyes observe my ways. For a whore is a deep ditch; and a strange woman is a narrow pit. She also lieth in wait as for a prey, and increaseth the transgressors

among men." (Proverbs: 23/26-28)

''اے میرے بیٹے اپنا دل مجھکو دے اور میری راہوں سے تیری آنکھیں خوش ہوں۔ کیونکہ فاحشہ گہری خندق ہے اور بیگانہ عورت تنگ گڑھا ہے۔ وہ راہزن کی طرح گھات میں لگی ہے اور بنی آدم میں بدکاروں کا شمار بڑھاتی ہے۔'' (امثال:۲۳/۲۶۔۲۸)

خدا کی جانب سے بنی اسرائیل کے پناہ گاہ شہر کو جو ملامت کی گئی اس کے جملوں کو غور سے پڑھیں:

Adultery

"How shall I pardon thee for this? thy children have forsaken me, and sworn by them that are no gods: when I had fed them to the full, they then committed adultery, and assembled themselves by troops in the harlots' houses. They were as fed horses in the morning: every one neighed after his neighbour's wife. Shall I not visit for these things? saith the LORD: and shall not my soul be avenged on such a nation as this? (Jeremiah: 5/7-9)

''میں تجھے کیونکر معاف کروں؟ تیرے فرزندوں نے مجھکو چھوڑا اور اُنکی قسم کھائی جو خدا نہیں ہیں۔ جب میں نے اُنکو سیر کیا تو اُنہوں نے بدکاری کی اور پرے باندھکر قحبہ خانوں میں اکٹھے ہوئے۔ وہ پیٹ بھرے گھوڑوں کی مانند ہو گئے۔ ہر ایک صبح کے وقت اپنے پڑوسی کی بیوی پہ ہنہنانے لگا۔ خُداوند فرماتا ہے کیا میں اِن باتوں کے لئے سزا نہ دونگا اور کیا میری روح ایسی قوم سے اِنتقام نہ لیگی؟۔'' (یرمیاہ:۵/۷۔۹)

اگر ایک بار پڑھنے سے پوری طرح بات حلق سے نہیں اتر سکی تو بار بار پڑھیں اور بتائیں کہ کیا یہی ایک آیت اس بات کے ثبوت کے لیے کافی نہیں ہے کہ دوسری کی بیوی یا جسم فروش عورت کسی سے بھی تعلق سخت حرام اور خدا کے عذاب کا سبب ہے......؟؟؟

بدکاروں اور جسم فروشوں سے خدا کو کتنی نفرت ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

"This is what the Sovereign LORD says: Bring a mob against them and give them over to terror and plunder. The mob will stone them and cut them down with their swords; they will kill their sons and daughters and burn down their houses. So I will put an end to lewdness in the land, that all women may take warning and not imitate you." (Ezekiel: 23/46-48, NIV, IBS, NJ, USA, 1973, 1978, 1984)

''کیونکہ خُداوند خُدا یوں فرماتا ہے کہ میں اُن پر ایک گروہ چڑھا لاؤنگا اور اُنکو چھوڑ دونگا کہ اِدھر اُدھر دھکے کھاتی پھریں اور غارت ہوں۔ اور وہ گروہ اُنکو سنگسار کریگی اور اپنی تلواروں

سے اُنکو قتل کرینگی۔ اُنکے بیٹوں اور بیٹیوں کو ہلاک کرینگی اور اُنکے گھروں کو آگ سے جلادینگی۔ یوں میں بدکاری کو ملک سے موقوف کرونگا تاکہ سب عورتیں عبرت پذیر ہوں اور تمہاری مانند بدکاری نہ کریں۔" (حزقیال:۲۳/۴۶-۴۹)

ایک ایک لفظ پہ زور دے کر پورے اقتباس کا جائزہ لیں، اگر آپ کے اندر حق پسند اور سچ کا حامی ضمیر زندہ ہے تو آپ یہ قبول کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ دنیا کے تمام ملکوں میں بدکاری اور جسم فروشی کو قانونی جواز دینے کا مطالبہ کرنے والے امریکی اور یورپی حکمرانوں کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بائبل پہ ہاتھ رکھ کر اپنے عہدوں کا حلف لیں۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ بدکاروں کو بڑی سے بڑی سزا دی جائے تاکہ دوسروں کو سخت پیغام ملے اور ملک و معاشرہ کو بدکاری سے پاک (Prostitution Free) ہونے کا شرف مل سکے۔

بائبل کے مطابق خدا جب کسی کو عذاب دیتا ہے تو اسکے گھرانے کو جسم فروش بنادیتا ہے:

"Therefore thus saith the LORD; Thy wife shall be an harlot in the city, and thy sons and thy daughters shall fall by the sword, and thy land shall be divided by line; and thou shalt die in a polluted land: and Israel shall surely go into captivity forth of his land."(Amos: 7/17)

"اِسلئے خُداوند فرماتا ہے کہ تیری بیوی شہر میں کسبی بنے گی اور تیرے بیٹے اور تیری بیٹیاں تلوار سے مارے جائیں گے اور تیری زمین جریب سے تقسیم کی جائیگی اور تو ناپاک مُلک میں مریگا اور اِسرائیل یقیناً اپنے وطن سے اسیر ہو کر جائیگا۔" (عاموس:۷/۱۷)

آوارگی اور بدکاری ملک و سماج کو کیا سوغات دیتے ہیں، انہیں بائبل کی زبانی پڑھئے:

"Woe to the bloody city! it is all full of lies and robbery; the prey departeth not; The noise of a whip, and the noise of the rattling of the wheels, and of the pransing horses, and of the jumping chariots. The horseman lifteth up both the bright sword and the glittering spear: and there is a multitude of slain, and a great number of carcases; and there is none end of their corpses; they stumble upon their corpses: Because of the multitude of the whoredoms of the wellfavoured harlot, the mistress of witchcrafts, that selleth nations through her whoredoms, and families through her witchcrafts. Behold, I am against thee, saith the LORD of hosts; and I will discover thy skirts upon thy face, and I will shew the nations thy nakedness, and the kingdoms thy shame. And I will cast abominable filth upon thee, and make thee vile, and will set thee as a gazingstock." (Nahum: 3/1-6)

''خونریز شہر پہ اَفسوس! وہ جھوٹ اور لوٹ سے بالکل بھرا ہے۔ وہ لوٹ مار سے باز نہیں آتا۔ سنو! چابُک کی آواز اور پہیوں کی کھڑکھڑاہٹ اور گھوڑوں کا کودنا اور رتھوں کے ہچکولے۔ دیکھو! سواروں کا حملہ اور تلواروں کی چمک اور بھالوں کی جھلک اور مقتولوں کا ڈھیر اور لاشوں کے تودے۔ لاشوں کی اِنتہا نہیں۔ لاشوں سے ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ یہ اُس خوبصورت جادوگرنی فاحشہ کی بدکاری کی کثرت کا نتیجہ ہے کیونکہ وہ قوموں کو اپنی بدکاری سے اور گھرانوں کو اپنی جادوگری سے بیچتی ہے۔ ربّ الافواج فرماتا ہے دیکھ میں تیرا مخالف ہوں اور تیرے سامنے سے تیرا دامن اٹھادونگا اور قوموں کو تیری برہنگی اور مملکت کو تیرا ستر دکھادونگا۔ اور نجاست تجھ پر ڈالونگا اور تجھے رسوا کرونگا ہاں تجھے انگشت نما کردونگا۔'' (ناحوم: ۳/۱-۶)

بائبل نے یہ بھی بیان کیا کہ بدکاری انسان کی عقل کو صحیح فیصلہ کرنے سے دور رکھتی ہے:

"Whoredom and wine and new wine take away the heart."(Hosea: 4/11)

''بدکاری اور مَے اور نئی مَے سے بصیرت جاتی رہتی ہے۔'' (ہوسیع: ۴/۱۱)

پرائی عورت سے دوری بنانے کا حکم بائبل نے اس طرح بھی دیا ہے:

"The mouth of strange women is a deep pit: he that is abhorred of the LORD shall fall therein." (Proverb: 22/14)

''بیگانہ عورت کا مُنہ گہرا گڑھا ہے اُس میں وہ گرتا ہے جس سے خُداوند کو نفرت ہے۔'' (اَمثال: ۲۲/۱۴)

مسیحیوں کی کتاب مقدس بائبل کا یہ اقتباس قبل شادی، تبادلۂ زوج اور 'ہم خانگی'

(Premarital/Extramarital/wife swapping/live in realtionship)

سب کو یک لخت حرام قرار دیتا ہے۔

جسم فروشی کرنے والوں کے لیے بائبل آگ کی سزا کا اعلان کرتے ہوئے کہتی ہے:

"If a priest's daughter becomes a prostitute, she disgraces her father; she shall be burnt to death."

(Leviticus: 21/9, GNB, BSI, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور اگر کاہن کی بیٹی طوائف بن کر اپنے آپ کو ناپاک کرے تو وہ اپنے باپ کو ناپاک ٹھہراتی ہے۔ وہ عورت آگ میں جلائی جائے۔'' (اَحبار: ۲۱/۹)

اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور عورت سے تعلق کو بائبل نے بھی ناقابل معافی جرم گردانا ہے۔ زنا کرنے والے مرد و عورت کے لیے اسلام کی طرح موت کی سزا کا اعلان

کرتے ہوئے کتاب اَحبار میں کہا گیا ہے:

"And the man that committeth adultery with another man's wife, even he that committeth adultery with his neighbour's wife, the adulterer and the adulteress shall surely be put to death."
(Leviticus: 20/10, KJV, Pub. by TBR, BSI, Bangalore, India, 2008)

''اور جو شخص دوسرے کی بیوی سے یعنی اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے وہ زانی اور زانیہ دونوں ضرور جان سے مار دئے جائیں۔'' (اَحبار:۱۰/۲۰)

اور بائبل کی کتاب اِستثنا میں ہے:

"If a man be found lying with a woman married to an husband, then they shall both of them die, both the man that lay with the woman, and the woman: so shalt thou put away evil from Israel."
(Deuteronomy: 22/22)

''اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں یعنی وہ مرد بھی جس نے اس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ یوں تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دفع کرنا۔'' (اِستثنا:۲۲/۲۲)

بائبل کے اس پیراگراف نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ زنا کی غیر مشروط دائمی حرمت کا اسلامی حکم صحیح ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ''Wife Swapping'' (کچھ وقت کے لیے بیوی بدلنا۔ اس کی تفصیل کچھ صفحات بعد) بائبل کی نظر میں نا قابل معافی اور لائق گردن زنی وسنگساری ہے۔

دو آیتوں کے بعد زانیوں کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سرکش قوم بنی اسرائیل کو زنا کی ایک سزا کی تفصیل اور قتل کا طریقہ بیان کرتے ہوئے حکمِ خدا سناتے ہیں:

"Take them both to town gate & stone them to death, you must get rid of the evil they brought into your community."
(Deuteronomy: 22/24, CEV, Pub. by ABS, New York, America, 1995)

''تو تم اُن دونوں کو اُس شہر کے پھاٹک پر نکال کر لانا اور اُن کو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں۔'' (اِستثنا:۲۴/۲۲)

انگریزی پیراگراف کا لفظی ترجمہ یہ ہے:

''تم ان دونوں کو شہر کے پھاٹک کے پاس لانا اور پتھر مار کر ہلاک کر دینا، وہ (زنا کی وجہ سے) جو برائی تمہارے معاشرے میں لاتے ہیں تمہیں اُسے ضرور دور کرنا چاہیئے۔''

بائبل کے ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ نکاح و شادی کے بغیر مرد و عورت کا ملاپ سسٹم اور معاشرے میں برائی کا سبب بنتا ہے جس کو دور کرنا ضروری ہے۔

جسم فروشی کے حامی ملکوں میں فرانس کا نام بھی نمایاں ہے۔ مگر خود وہاں کے معززین اور تحریک نسواں کے حامیوں کی رائے کیا ہے وہ بھی دیکھ لیں۔ ہندوستان کے قدیم انگریزی اخباروں میں سے ایک دی ہندو کے چینئی ایڈیشن (۲؍دسمبر ۲۰۱۳ء) کا درج ذیل پیراگراف ملاحظہ ہو:

"Sylviane Agacinski, feminist writer, philosopher and the wife of former Socialist Prime Minister Lionel Jospin equates prostitution to slavery, the concept is one of archaic servitude. "Men visiting sex workers should be punished" she said."(The Hindu Daily, Chennai, India, December 2, 2013, P14)

''مساواتِ نسواں کی علمبردار قلمکار، فلسفی اور سابق سوشلسٹ وزیر اعظم لیونیل جاسپن کی اہلیہ سلویان اگاسنسکی جسم فروشی کو غلامی کے برابر قرار دیتی ہیں، جسم فروشی بھی غلامی کی پرانی قسموں میں سے ایک ہے۔' انہوں نے مزید کہا'' طوائفوں سے ملنے والوں کو سزا ضرور ملنی چاہئے۔''

اخیر میں ہم زنا کے قانونی جواز کا مطالبہ کرنے والے ہر مسیحی سے یہی کہنا چاہیں گے کہ پہلے وہ بائبل کی کتاب حزقی ایل (۲۳/۱۔۴۹) کا مطالعہ کر لیں پھر اپنی آواز بلند کریں۔

ان کے علاوہ بائبل میں درج ذیل مقامات پہ زنا کی حرمت و قباحت اور مذمت وارد ہے:

گنتی: ۱/۲۵، متی: ۵/۳۲، ۹/۱۹، ۱۸/۱۹، مرقس: ۱۰/۱۱۔۱۲، ۱۰/۱۹، لوقا: ۱۶/۱۸، ۱۸/۲۰، یوحنا: ۸/۳۔۱۱، رومیوں: ۲/۲۲، ۱۳/۹، گلتیوں: ۵/۱۹۔۲۱، تھیمتھیس اول: ۱/۹۔۱۰، یعقوب: ۲/۱۱، مکاشفہ: ۲/۲۲، ۱۷/۱۔۱۸، ۱۹/۲، ۲۲/۱۵۔

ان اقتباسات سے تو ان کی دنیاوی سزا کا علم ہوا۔ آیئے! اب زنا میں ملوث مرد و عورت کی اخروی سزا بھی دیکھ لیں۔ بائبل کہتی ہے:

"But the fearful, and unbelieving, and the abominable, and murderers, and whoremongers, and sorcerers, and idolaters, and all liars, shall have their part in the lake which burneth with fire and brimstone: which is the second death." (Revelation: 21/8)

''مگر بُزدلوں اور بے ایمانوں اور گھنونے لوگوں اور خونیوں اور حرامکاروں اور جادوگروں اور بُت پرستوں اور سب جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا۔ یہ دوسری موت ہے۔'' (مکاشفہ: ۲۱/۸)

اس مقام پہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی نیوجرسی امریکہ کی جانب سے ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۴ء کے Copyright (New International Version) نیو انٹرنیشنل ورشن میں ''whoremongers'' کی جگہ ''The Sexually immoral'' اور جیولنک ریسورس کنسلٹنس ورجینیا امریکہ سے ۲۰۱۰ء میں شائع شدہ اردو جیو ورژن میں ''زنا کاروں'' کا لفظ وارد ہے۔یعنی زنا کار جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

ان کے علاوہ مزید درج ذیل مواقع پہ زنا اور جسم فروشی کی مذمت وارد ہے:۔

خروج: ۲۰ / ۱۴، اِستثنا: ۵ /۱۸، ۲۲ / ۱۳ـ۲۱، اَیوب: ۲۴ /۱۵، زبور: ۵۰ /۱۸، اَمثال: ۶/۲۰ـ۳۵، ۷/۱ـ۲۷، ۲۲/۱۴، یسعیاہ: ۵۷/ ۳، یرمیاہ: ۳/۸ـ۹، ۷ /۹، ۲۳/۱۰، ۲۳/ ۱۴، ۲۹ / ۲۳، حزقیال: ۱۶ / ۱۵ـ۳۴، ۱۶ /۳۸، ۱۸ /۵ـ۶، ۱۸ / ۱۰ـ۱۱، ۱۸ /۱۵، ۲۳ /۳۷، ۲۳/ ۴۴ـ۴۵، ہوشیع: ۲/ ۲ـ۵، ۴/ ۲، ملاکی: ۳/ ۵، متی: ۵/ ۳۱ـ۳۲، ۱۵/ ۱۹ـ۲۰، ۱۹/ ۹، ۱۹/ ۱۸، مرقس: ۷/ ۲۰ـ۲۳، ۱۰/ ۱۰ـ۱۱، ۱۰/ ۱۸ـ۱۹، لوقا: ۱۶/ ۱۸، ۱۸/ ۱۸ـ۲۰، یوحنا: ۸/ ۱ـ۱۱، رومیوں: ۲ /۲۱ـ۲۴، ۷ /۱ـ۴، ۱۳ /۸ـ۱۰، کرنتھیوں اول: ۶ /۹ـ۱۰، عبرانیوں: ۱۳ / ۴، یعقوب: ۲/ ۱۰ـ۱۱، مکاشفہ: ۲/ ۲۱ـ۲۳، ۱۷/ ۱ـ۲، ۱۸/ ۳، ۲۶/ ۲۷ـ''

اَحبار: ۱۹/ ۲۹، ۲۱/ ۷، ۲۱/ ۱۳، اِستثنا: ۲۳/ ۱۷، قضاۃ: ۱۱/ ۱ـ۲، اَمثال: ۶/ ۲۰ـ۳۵، ۷/ ۱ـ۲۷، ۲۳/ ۲۶ـ۲۸، ۲۹/ ۳، یسعیاہ: ۱/ ۲۱، یرمیاہ: ۲/ ۲۰، مع حاشیہ WBTC انگریزی بائبل ص597، ۳/ ۱ـ۳، یرمیاہ: ۳/ ۸، ۵/ ۷ـ۹، ۱۳/ ۲۷، مع حاشیہ WBTC انگریزی بائبل ص612، حزقیال: ۱۶/ ۱۵ـ۱۶، ۱۶/ ۱۹ـ۲۰، ۱۶/ ۲۵ـ۳۰، ۱۶/ ۳۱ـ۳۴، ۱۶/ ۳۵ـ۴۳، ۲۰/ ۳۰، ۲۳/ ۱ـ۱۰، ۲۳/ ۱۸ـ۲۰، ۲۳/ ۲۹، ۲۳/ ۳۵ـ۴۵، ہوسیع: ۱/ ۱ـ۲، ۲/ ۱ـ۷، ۳/ ۲ـ۳، ۴/ ۱۰ـ۱۱، ۴/ ۱۲ـ۱۴، ۴/ ۱۵ـ۱۷، ۵/ ۱ـ۵، ۹/ ۱ـ۹، یوایل: ۳/ ۳، عاموس: ۷/ ۱۷، میکاہ: ۱/ ۷، ناحوم: ۳/ ۱ـ۷ـ''

سابق امریکی فوجی کمانڈر اور سی آئی اے چیف جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کے بقول ما ورائے شادی تعلقات شریفوں اور امریکیوں کی شان کے خلاف غیر اخلاقی جنسی عمل ہے۔بات بہت پرانی نہیں ہے، شاید آپ کے ذہن میں بھی تازہ ہو، ذرا نومبر ۲۰۱۲ء میں امریکہ کے سیاسی

حالات کا جائزہ لیں تو شاید آپ بھی یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ ہر وہ شخص جس کے دل میں انسانی غیرت ابھی باقی ہے اور اس کا ضمیر زندہ ہے وہ اسلام کے اس قانون کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ شادی کے بندھن کے علاوہ جسمانی تعلقات بنانے والے تمام رشتے اور قانون غلط ہیں۔ امریکہ کی موجودہ تاریخ میں ایک بڑا نام جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کا ہے، انہوں نے ہی افغانستان و عراق میں امریکی فوجوں کی قیادت کی، پھر امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کے سربراہ نامزد کیے گئے مگر نومبر ۲۰۱۲ء میں انہوں نے اچانک اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا اور وجہ یہ بتائی:

"After being married for over 37 years, I showed extremely poor judgment by engaging in an extramarital affair Such behavior is unacceptable, both as a husband and as the leader of an organization such as ours."

(www.telegraph.co.uk/news/worldnews/us-politics/9668517/David-Petraeus-in-shock-resignation-from-CIA-after-FBI-investigation-reveals-affair.html)
(http://usnews.nbcnews.com/_news/2012/11/09/15054517-cia-director-david-petraeus-resigns-cites-extramarital-affair?lite)(http://www.usatoday.com/story/news/nation/2012/11/09/david-petraeus-cia-resign-nbc/1695271)

''۳۷ سالوں سے شادی شدہ ہونے کے باوجود شادی کے علاوہ تعلقات بنا کر میں نے بہت غلط کیا، جو شوہر اور ہماری جیسی تحریک کا نمائندہ ہونے، دونوں حیثیتوں سے ناقابل قبول ہے۔''

واضح رہے کہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس امریکہ کی ان طاقتور شخصیتوں میں شامل تھے جن میں امریکی عوام مستقبل کے صدر کی جھلک دیکھ رہے تھے، مگر شادی سے باہر کے اس رشتہ نے ان کی ساری عزت و آبرو خاک میں ملادی اور دنیا کا سب سے طاقت ور انسان بننے کا خواب چکنا چور ہوگیا۔ ذرا غور کریں! کس چیز اور کس اسلامی قانون نے امریکی صدر بننے کی راہ پہ جارہے شخص کو اس بات پہ مجبور کیا کہ وہ دنیا کے سامنے اس حقیقت کا اقرار کریں اور سزا پائیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کے علاوہ سے تعلقات قائم کیے؟؟ یہ کچھ اور نہیں بلکہ وہی فطرت انسانی ہے جو ہر شخص کے اندر رکھی گئی اور ماحول وسماج کی گندگی کی وجہ سے زنگ آلود ہوگئی مگر دل پہ ہونے والی بارش کبھی ضمیر کو دھل کر حق ماننے پہ مجبور کر دیتی ہے۔ امریکی عوام اپنے لیے ماورائے شادی تعلقات کو عملا غلط نہیں کہتے مگر ابھی تک ان کے درمیان اس پر اتفاق رائے نہیں ہو پایا ہے کہ حکمرانوں کے لیے ایکسٹرا میریٹل افیئرس صحیح ہیں یا نہیں؟؟ لیکن عملا تو یہی ہوتا ہے کہ جو اعلیٰ امریکی عہدیدار اس کا ملزم یا مجرم بنتا ہے اسے بہ رضا یا بالجبر اپنے عہدہ سے

الگ ہونا پڑتا ہے۔ ڈیوڈ پیٹریاس سے قبل سابق امریکی صدر بل کلنٹن کے خلاف ۱۹۹۸ء میں تو امریکی ایوانوں میں باضابطہ ووٹنگ ہوئی جس میں اکثریت نے ان کے خلاف کاروائی کی سفارش کو نامنظور کردیا اور بڑی مشکل سے جناب کی عزت ظاہراً بچی تھی۔

(www.en.wikipedia.org/wiki/Petraeus_scandal)
(www.en.wikipedia.org/wiki/List_of_federal_political_scandals_in_the_United_States)
(www.en.wikipedia.org/wiki/List_of_federal_political_sex_scandals_in_the_United_States)

(۱۳) زنا با بھائم۔

جس طرح 'بے لگام آزادی' مانگنے کا مطالبہ اور اس مطالبہ کی مغربی اور امریکی حمایت بڑھ رہی ہے، اس سے خطرہ ہے کہ کل اگر کوئی اپنی ناک کان کٹوانے کو قانونی جواز دینے کا مطالبہ کر بیٹھے تو کمزور حکومتوں کو اس کے لیے بھی جھکنے پہ مجبور کیا جائے گا۔ کچھ ایسا ہی حال جانوروں سے ہم صحبت ہونے کا بھی ہے۔ کچھ ترقی یافتہ ممالک فوجیوں کے لیے 'جانوروں کی خفیہ دوستی' کو بھی قانونی جواز دینے کے لیے تگ ودو کر رہے ہیں، بلکہ ویکیپیڈیا (اور گوگل سرچ پہ ہر انٹرنیٹ چلانے والے کی قابل دسترس تحقیق) کے مطابق متعدد ملکوں نے باضابطہ اس خبیث عمل اور اس کی ویڈیو گرافی کو مباح قرار دے رکھا ہے۔ جو یقیناً انسانیت سے بہت زیادہ گری ہوئی بات ہے۔ بہت حد تک ممکن ہے کہ کچھ سالوں بعد وہ اسلامی قانون کے اس گوشہ کو بھی اپنی تنقید کی زد پہ رکھیں کہ اسلام نے اس کو سختی سے منع کیا اور ایسے شخص کے خلاف بڑی سزا کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ کتاب کے موضوع اور غرض وغایت کی مناسبت سے اس عنوان پر بھی کچھ تحریر کیا جائے تاکہ حق واضح ہوجائے اور حق پسند اور مسلم و مسیحی مفکرین کو بائبل اور اسلام کے نقطۂ نظر کے بارے میں صحیح معلومات حاصل ہوجائے۔

پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ۔"

''جانور سے ہم صحبت ہونے والے پہ اللہ کی لعنت ہے۔'' (مسند أحمد: عن ابن عباس ٢٩٦٩)

اسلام نے ایسے مجرموں کے لیے موت کی سزا سنائی ہے:

"مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوا الْبَهِيْمَةَ۔"

''جو کسی جانور سے ہم صحبت ہوا سے اور جانور دونوں کو قتل کردو۔'' (مسند أحمد: عن ابن عباس ٢٤٦٤)

بہ ظاہر ایسا لگتا ہے کہ جانور کو جرم بے گناہی کی سزا دی جا رہی ہے، مگر معاملہ ایسا نہیں ہے کیونکہ جانور کو ذبح کرنے کا حکم اس لیے دیا جا رہا ہے کہ جب اس جانور کو لوگ دیکھیں گے تو اس عمل شنیع کے بارے میں چرچا ہوتا رہے گا اور اگر وہ نظر کے سامنے نہیں رہے گا تو اس فعل بد کی یاد جلد ختم ہو جائے گی جس سے اس برائی کے خاتمہ میں مدد ملے گی، اور مالک اس کا تاوان مجرم سے وصول کرلے، اگر اس کا دوسرا راستہ ہو تو اسے بھی اختیار کیا جاسکتا ہے مثلاً کسی دور دراز علاقہ میں لے جا کر اس جانور کو چھوڑ آئے۔

مسیحیوں کی مقدس کتاب بائبل بھی اس خبیث عمل کو سختی سے ٹھکراتی ہے:

"Neither shalt thou lie with any beast to defile thyself therewith: neither shall any woman stand before a beast to lie down thereto: it is confusion."
(Leviticus: 18/23)

''تو اپنے کو نجس کرنے کے لئے کسی جانور سے صحبت نہ کرنا اور نہ کوئی عورت کسی جانور سے ہم صحبت ہونے کے لئے اُسکے آگے کھڑی ہو کیونکہ یہ اَوندھی بات ہے۔'' (اَحبار:۱۸/۲۳)

ایسے مجرم کو سانس لینے کی آزادی سے محروم کر دینے کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا:

"Whosoever lieth with a beast shall surely be put to death."
(Exodus: 22/19)

''جو کوئی کسی جانور سے مباشرت کرے وہ قطعی جان سے مارا جائے۔'' (خروج:۲۲/۱۹)

اگلی کتاب اَحبار میں اس کی سزا کو ایک بار پھر ذہن نشیں کرایا گیا:

"And if a man lie with a beast, he shall surely be put to death: and ye shall slay the beast. And if a woman approach unto any beast, and lie down thereto, thou shalt kill the woman, and the beast: they shall surely be put to death; their blood shall be upon them." (Leviticus: 20/15-16)

''اور اگر کوئی مرد کسی جانور سے جماع کرے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے اور تم اس جانور کو بھی مار ڈالنا۔ اور اگر کوئی عورت کسی جانور کے پاس جائے اور اس سے ہم صحبت ہو تو اس عورت اور جانور دونوں کو جان سے مار ڈالنا۔'' (اَحبار:۲۰/۱۵۔۱۶)

(۱۴) بیوی کا تبادلہ۔

جب انسان کی حسی غیرت کا مفہوم بدل جاتا ہے تو اس کے نزدیک صحیح و غلط کا معیار مٹ جاتا ہے۔ ۲۰۱۰ء میں ایک مشہور اردو ہندوستانی اخبار نے کسی سابق فلم اداکار سے انٹرویو لیا تھا۔ دوران انٹرویو اُن سے ایک سوال یہ کیا گیا تھا کہ آپ کی بیٹی بھی فلم میں کام کرتی ہے،

اس کی فلم کے کچھ مناظر ایسے ہوتے ہیں جنہیں یقیناً آپ دیکھنا پسند نہیں کرتے ہوں گے؟ اس نے جو جواب دیا وہ ہمارے لیے حیرت انگیز تھا، اس کا جواب تھا: جب ہم نے دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ اس طرح کے مناظر کی ویڈیو بنائی ہے تو ہمیں اپنی بیٹیوں کی ایسی ویڈیو پہ بھی کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے، بہ ظاہر یہ بات معقول لگتی ہے مگر اس میں ماضی کے ایک غلط کام کے سہارے حال کی غلطی کو صحیح جتانے کی کوشش ہے جو کسی بھی عدالت کی نظر میں درست نہیں ہے۔ یہی ہوتا ہے کہ جب ایک شخص مسلسل خوشبو سے دور رہنے لگتا ہے تو اسے خوشبو سونگھ کر بے ہوشی آجاتی ہے۔ یورپ وامریکہ کی خواہش یہی ہے کہ انسان کی حس کو اس درجہ گرا دیا جائے کہ اس کی نظر میں اچھے برے کی تمیز ختم ہو جائے۔ شرم وغیرت اور حمیت نام کی جو جبلت انسان کے اندر ودیعت کی گئی ہے اسے اس کے اندر سے نکال پھینکا جائے۔ اور پھر جب انسانی سوچ اس حد تک گر جائے گی تو اسے برائی وبربادی کے راستہ پر ڈالنا چنداں مشکل نہیں ہوگا۔ یورپ وامریکہ کی ایجاد کردہ ایک نئی تہذیب کا نام ہے ''Wife Swapping'' جس کا مطلب ہے بیوی بدلنا۔ کبھی بیوی کا تبادلہ اس طرح ہوتا ہے کہ مختلف جوڑے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کے پارٹنر کے ساتھ حیا سوز تعلقات قائم کرتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مختلف افراد باہمی رضامندی سے ایک دوسرے کے گھر اور اہل کو کچھ مدت کے لیے شب باشی کے لیے منتخب کر لیتے ہیں۔ مسیحیت کی مقدس کتاب بائبل اور اسلام کے مطابق اس فعل قبیح کی جتنی بھی شناعت بیان کی جائے کم ہے اور اس کے مرتکبین کو جتنی بڑی انسانی سزا ممکن ہے وہی دی جائے۔ پہلے ہم اس کے متعلق اسلامی احکام تحریر کریں گے پھر بائبل سے کثیر دلائل دیے جائیں گے، اور اس کے بعد عصری تجزیات۔

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کی صفات میں سے ایک وصف یہ شمار کرایا ہے کہ وہ زنا نہیں کرتے، ساتھ ہی شرک کے فوراً بعد قتل اور غیر عورت سے تعلقات کو ذکر فرما کر یہ اعلان کر دیا کہ یہ دونوں گناہ بھی سخت سزاؤں کے موجب ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

''وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ○ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ

الْـقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ○ إِلَّا مَـنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صٰلِحًا فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَحِيْمًا ○ "۔

''اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے، اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے، اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن، اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا، مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' (سورة الفرقان: ٦٨۔ ٧٠)

ان آیات کریمہ میں زنا کو دنیاوی سزا کے علاوہ آخرت میں بھی ذلت کے عذاب کا باعث قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لَا تُطَلِّقُوْا النِّسَاءَ، إِلَّا مِنْ رِّيْبَةٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَلَا الذَّوَّاقَاتِ۔"

''عورتوں کو بدکاری کے سوا کسی سبب سے طلاق نہ دو، اللہ لذت بدلنے والیوں اور لذت بدلنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔'' (المعجم الأوسط للطبراني: ٧٨٤٨، مسند البزاز: ٣٠٦٤)

مطلب یہ ہے کہ بدکاری لائق معافی نہیں، البتہ! دیگر اسباب کی بنیاد پہ بھی طلاق جائز ہے جیسا کہ متعدد احادیث شاہد ہیں۔

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والثنا نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مخاطب بنا کر ارشاد فرمایا:

"مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ الزِّنَا؟ قَالُوْا: حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ﷺ فَهُوَ حَرَامٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: لَأَنْ يَزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزْنِيَ بِامْرَأَةِ جَارِهٖ قَالَ فَقَالَ ﷺ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ السَّرِقَةِ؟ قَالُوْا: حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ﷺ فَهِيَ حَرَامٌ، قَالَ: لَأَنْ يَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ أَبْيَاتٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَسْرِقَ مِنْ جَارِهٖ۔"

''زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے تو قیامت تک حرام ہی رہے گا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مرد کا دس عورتوں سے زنا کرنا پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے کم برا ہے۔ پھر سوال فرمایا: چوری کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟

بولے: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے تو قیامت تک حرام رہے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: دس گھروں سے چوری کرنا پڑوسی کے گھر میں چوری کرنے سے کم برا ہے۔“

(مسند أحمد: الحديث ٢٤٥٨٣، المعجم الكبير للطبراني: الحديث ١٦٩٩٣، المعجم الأوسط للطبراني: الحديث ٦٥١٥، المجمع الزوائد: الحديث ١٣٥٦١، الأدب المفرد للبخاري: الحديث ١٠٣، تفسير ابن كثير: سورة النساء٣٦)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے خاص کر پڑوسی کے حقوق بیان فرمائے اور اس کے گھر اور اہل میں خیانت کو عام جگہ کی خیانتوں سے دس گنا سے زیادہ گناہ قرار دیا کیونکہ پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک اور اس کی ہمدردی و نگہبانی کا حق انسان پر دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے اور اصل مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ جن کے حوالے یا جن کے بھروسے آدمی اپنے گھر بار اور اہل کو چھوڑ کر جاتا ہے اگر وہی اس کی عزت و دولت پہ ڈاکہ ڈالے تو اس سے بڑی اور بری بات اور کیا ہوگی۔ اور بدقماشوں کو تنبیہ کی گئی کہ زنا اور چوری تو قیامت تک کے لیے حرام ہیں ہی اور ان کی سب سے قبیح قسم وہ ہے جو انسان اپنے پڑوسی اور شناسا کے گھر انجام دیتا ہے۔ چاہے وہ پڑوسی ہو، مالک ہو، دوست ہو، نوکر ہو یا رشتہ دار۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ ﷺ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ، قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ ﷺ: وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ ﷺ: أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ۔"

”میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے نزدیک کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ نے تجھے پیدا کیا اور تو کسی اور کو اس کا شریک ٹھہرائے، میں نے عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: کھلانے کے ڈر سے اپنے بچے کو قتل کرنا، میں نے عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔“

(صحيح البخاري: الحديث ٤٤٧٧، ٦٠٠١، ٦٨١١، ٧٥٣٢، صحيح المسلم: الحديث ٢٦٧، ٢٦٨، سنن أبي داؤد: الحديث ٢٣١٢، ٢٣١٠، مسند أحمد: الحديث ٣٦٧٩، ٤٥٠٣، المعجم الكبير للطبراني: الحديث ٩٦٩٩، ٩٧٠١، المعجم الأوسط: الحديث ٢٦٧٥، مصنف ابن أبي شيبة: الحديث ٣٦٢، مصنف عبد الرزاق: الحديث ١٩٧١٩، مسند البزاز: الحديث ١٩٤٩، تفسير ابن كثير: سورة النساء٣٦)

اوپر نقل کی گئی آیات کی طرح اس حدیث مبارک میں بھی اللہ جل شانہ کے محبوب ﷺ نے شرک کے بعد قتل اور زنا کو ذکر کر کے یہ پیغام دے دیا ہے کہ اللہ کے نزدیک یہ عظیم گناہوں

میں سے ایک ہے۔ بالخصوص پڑوسی اور شناسا کی بیوی سے زنا تو اور بڑی نا ہنجاری ہے۔

صرف یہی نہیں کہ اسلام نے مرد و عورت کے لیے اپنے مرد اور اپنی بیوی کے علاوہ سے تعلقات کو حرام قرار دیا بلکہ اس طرح کی حرکت کرنے والے شادی شدہ مرد و عورت کے لیے عبرت انگیز سزا بھی تجویز کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

''اَلشَّیۡخُ وَالشَّیۡخَۃُ اِذَازَنَیَافَارۡجُمُوۡاھُمَا الۡبَتَّۃَ نَکَالاً مِّنَ اللّٰہِ''۔

''شادی شدہ مرد و عورت اگر زنا کریں تو انہیں ضرور سنگسار کرو کہ یہ سزا (دیگر انسانوں کے لیے) اللہ کی جانب سے نصیحت اور عبرت ہوگی۔''

(المستدرك للحاكم: الحديث ٨١٨٥، ٢٩٥٣، المعجم الكبير للطبراني: الحديث ٢٠٣٢١، ٢٠٩٦٢، صحيح ابن حبان: الحديث ٤٥٠٥، سنن ابن ماجة: الحديث ٢٦٠٥، سنن الدارمي: الحديث ٢٣٧٨، مسند أحمد: الحديث ٢١٨٠٨، الموطاء للامام محمد: الحديث ٦٩١، ٦٩٢، ٦٩٤)

بائبل نے بہت سے احکام کی طرح ''Wife Swapping'' کے معاملہ میں بھی اسلام کے موقف کی پُر زور حمایت کی ہے۔ اس نے بھی زنا کو مکمل طور پر حرام قرار دیا ہے جیسا کہ آپ نے پچھلے صفحات میں پڑھا ہے۔ انصاف پسندوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے مگر ''ھل من مزید'' کے طالبین کے لیے ہم مزید اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

بائبل نے بیوی بدلنے کو جانوروں کا عمل قرار دیا اور سزا کی تنبیہ جاری کرتے ہوئے کہا:

Adultery

"How shall I pardon thee for this? thy children have forsaken me, and sworn by them that are no gods: when I had fed them to the full, they then committed adultery, and assembled themselves by troops in the harlots' houses. They were as fed horses in the morning: every one neighed after his neighbour's wife. Shall I not visit for these things? saith the LORD: and shall not my soul be avenged on such a nation as this? (Jeremiah: 5/7-9)

''میں تجھے کیونکر معاف کروں؟ تیرے فرزندوں نے مجھکو چھوڑا اور اُنکی قسم کھائی جو خدا نہیں ہیں۔ جب میں نے اُنکو سیر کیا تو اُنہوں نے بدکاری کی اور پرے باندھکر قحبہ خانوں میں اکٹھے ہوئے۔ وہ پیٹ بھرے گھوڑوں کی مانند ہوگئے۔ ہر ایک صبح کے وقت اپنے پڑوسی کی بیوی پہ ہنہنانے لگا۔ خُداوند فرماتا ہے کیا میں ان باتوں کے لئے سزا نہ دونگا اور کیا میری روح ایسی قوم سے انتقام نہ لیگی؟'' (یرمیاہ: ۵/۷۔۹)

آنے والے اقتباس میں شوہر بدلنے والی عورت کی مذمت کی گئی:

"How weak is thine heart, saith the Lord GOD, seeing thou doest all these things, the work of an imperious whorish woman; In that thou buildest thine eminent place in the head of every way, and makest thine high place in every street; and hast not been as an harlot, in that thou scornest hire; But as a wife that committeth adultery, which taketh strangers instead of her husband!" (Ezekiel: 16/30-32)

''خداوند فرماتا ہے کہ تیرا دل کیسا بے اختیار ہے کہ تو یہ سب کچھ کرتی ہے جو بے لگام فاحشہ عورت کا کام ہے۔ اِسلئے کہ تو ہر ایک سڑک کے سِرے پر اپنا گنبد بناتی ہے اور ہر ایک بازار میں اپنا اونچا مقام تیار کرتی ہے اور تو کسبی کی مانند نہیں کیونکہ تو اجرت لینا حقیر جانتی ہے۔ بلکہ بدکار بیوی کی مانند ہے جو اپنے شوہر کے عوض غیروں کو قبول کرتی ہے۔'' (حزقیال:۱۶/۳۰-۳۲)

اس پیرگراف نے تو صراحت کے ساتھ Wife Swapping کو حرام قرار دیا ہے اور اسے قبول کرنے والی عورت کو بے غیرت و بے حیا اور طوائف قرار دیا ہے۔

شادی کی ضرورت اور اس کے فوائد کو بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

Being married or not

"Now concerning the things whereof ye wrote unto me: It is good for a man not to touch a woman. Nevertheless, to avoid fornication, let every man have his own wife, and let every woman have her own husband. Let the husband render unto the wife due benevolence: and likewise also the wife unto the husband. The wife hath not power of her own body, but the husband: and likewise also the husband hath not power of his own body, but the wife. Defraud ye not one the other, except it be with consent for a time, that ye may give yourselves to fasting and prayer; and come together again, that Satan tempt you not for your incontinency." (1Corinthians: 7/1-5)

''مرد کے لئے اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے۔ لیکن حرامکاری کے اندیشہ سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے۔ شوہر بیوی کا حق ادا کرے اور ویسا ہی بیوی شوہر کا۔ بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر ہے۔ اِسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی۔ تم ایک دوسرے سے جُدا نہ ہو مگر تھوڑی مدت تک اُس کی رضامندی سے تا کہ دُعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکٹھے ہو جاؤ۔ اَیسا نہ ہو کہ غلبۂ نفس کے سبب سے شیطان تم کو آزمائے۔'' (کرنتھیوں اول:۷/۱-۵)

ایک ایک لفظ پہ زور دیں! پہلے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ عورت مرد کے لیے مکمل طور پر حرام ہے، پھر اندیشۂ زنا کو سبب بتاتے ہوئے کہا گیا کہ زنا اور حرامکاری سے بچنے کے لیے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ خاص کر لفظ ''اپنا'' پر توجہ دیں اس سے واضح طور

پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف اپنی بیوی اور صرف اپنے شوہر کے ساتھ تعلقات کی اجازت ہے۔ بالخصوص انگریزی پیراگراف میں ''Own Husband'' اور ''Own Wife'' کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ جب تک کہ شادی کے ذریعہ شوہر بیوی کا اور بیوی شوہر کی نہ ہو جائے اس سے قبل ان کے لیے ایک دوسرے سے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میاں بیوی کو کہا گیا ''تم ایک دوسرے سے جُدا نہ ہو مگر تھوڑی مدت تک اُس کی رضامندی سے تاکہ دُعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکٹھے ہو جاؤ۔ اَیسا نہ ہو کہ غلبۂ نفس کے سبب سے شیطان تم کو آزمائے'' اس جملہ سے ہر ذی ہوش یہی سمجھے گا کہ مرد و عورت کو صرف اپنے شریک حیات کو استعمال کرنے کی اجازت ہے، غیر سے تعلقات شیطان کی آزمائش اور اس کی چال ہے جس میں پڑ کر انسان برباد ہو جاتا ہے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ عقل سلیم کا یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کی بحالت مجبوری اجازت دی جاتی ہے وہ مجبوری کی صورت کے ساتھ ہی حلال ہوتی ہے، مجبوری کی حالت ختم ہوتے ہی وہ دوبارہ خود بخود حرام اور ممنوع ہو جاتی ہے۔ اس طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شادی سے پہلے بھی تعلقات قائم کرنا حرام ہے اور شادی کے بعد اپنی بیوی اور اپنے شوہر کے علاوہ سے تعلقات بھی حرام ہے، کیونکہ جہاں تک زنا اور حرامکاری سے بچنے کا سوال ہے تو وہ صرف اپنے شریک حیات سے تعلقات قائم کرنے سے پورا ہو جائے گا، لہٰذا دوسروں سے تعلقات کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی ہے۔ اس اقتباس سے بھی یہ معلوم ہوا کہ بیوی بدلنے کی اجازت کسی بھی صورت میں نہیں دی جاسکتی اور مغرب کی یہ شرافت شکن تہذیب مسیحیت سے بغاوت ہے۔

کتاب اَحبار میں ہے:

"Thou shalt not covet thy neighbour's house, thou shalt not covet thy neighbour's wife, nor his manservant, nor his maidservant, nor his ox, nor his ass, nor any thing that is thy neighbour's."

(Exodus: 20/17, Deuteronomy: 5/21)

''تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ اُسکے غلام اور اُسکی لونڈی اور اُسکے بیل اور اُسکے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اَور چیز کا لالچ کرنا۔''

(خروج: ۲۰/۱۷، اِستثنا: ۵/۲۱)

اس اقتباس میں واضح طور پر غیر کی بیوی سے تعلقات سے منع کیا گیا ہے۔ پڑوسی کو خاص طور پہ اس لیے ذکر فرمایا کہ اس کا حق زیادہ ہوتا ہے اور قرب کی وجہ سے اس کے گھر میں دخل اندازی کا خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔

عورت کو ایک مرد کا پابند قرار دیتے ہوئے کہا گیا:

"The wife is bound by the law as long as her husband liveth; but if her husband be dead, she is at liberty to be married to whom she will; only in the Lord." (1Corinthians: 7/39)

''جب تک عورت کا شوہر جیتا ہے وہ اُسکی پابند ہے پر جب اُسکا شوہر مر جائے تو جس سے چاہے بیاہ کرسکتی ہے مگر صرف خُداوند میں۔'' (کرنتھیوں اول: ۳۹/۷)

ایک اور مقام پہ غیر کی بیوی سے تعلقات کو باعث خجالت ونجاست بتایا گیا ہے:

"Moreover thou shalt not lie carnally with thy neighbour's wife, to defile thyself with her." (Leviticus: 18/20)

''اور تو اپنے کو نجس کرنے کے لئے اپنے ہمسایہ کی بیوی سے صحبت نہ کرنا۔'' (اَحبار: ۲۰/۱۸)

جس باب میں اس حکم کو بیان کیا گیا ہے اس کے اوپر بعض بائبلوں میں یہ سرخی لگائی گئی ہے:

"Acts of immorality forbidden"

''وہ اعمال جو بدکرداری کی وجہ سے منع ہیں۔''

مزید کہا گیا:

"Know ye not, brethren, (for I speak to them that know the law,) how that the law hath dominion over a man as long as he liveth? For the woman which hath an husband is bound by the law to her husband so long as he liveth; but if the husband be dead, she is loosed from the law of her husband. So then if, while her husband liveth, she be married to another man, she shall be called an adulteress: but if her husband be dead, she is free from that law; so that she is no adulteress, though she be married to another man." (Romans: 7/1-3)

اَے بھائیو! کیا تم نہیں جانتے (میں اُن سے کہتا ہوں جو شریعت سے واقف ہیں) کہ جب تک آدمی جیتا ہے اُسی وقت تک شریعت اُس پر اختیار رکھتی ہے؟۔ چنانچہ جس عورت کا شوہر موجود ہے وہ شریعت کے موافق اپنے شوہر کی زندگی تک اُسکے بند میں ہے لیکن اگر شوہر مر گیا تو وہ شوہر کی شریعت سے چھوٹ گئی۔ پس اگر شوہر کے جیتے جی دوسرے مرد کی ہو جائے

تو زانیہ کہلائیگی لیکن اگر شوہر مر جائے تو وہ اُس شریعت سے آزاد ہے۔ یہاں تک کہ اگر دوسرے مرد کی ہو جائے تو بھی زانیہ نہ ٹھہرے گی۔'' (رومیوں:۷/۱۔۳)

کتنی وضاحت کے ساتھ کہا گیا کہ شوہر کی زندگی میں اگر کسی مرد سے شادی کر کے تعلقات بنائے تو بھی بدکار اور کائر کہلائے گی تو پھر شادی کے بغیر اپنے شوہر کے علاوہ کی بانہوں میں جھولنے والی کو کیا کہا جائے گا یہ بھی واضح ہو گیا۔

بائبل نے غیر مرد کے ساتھ تعلقات بنانے والی عورت کو ناپاک کہہ کر پکارا ہے:

The law concerning jealousy

"And the LORD spake unto Moses, saying, Speak unto the children of Israel, and say unto them, If any man's wife go aside, and commit a trespass against him, And a man lie with her carnally, and it be hid from the eyes of her husband, and be kept close, and she be defiled, and there be no witness against her, neither she be taken with the manner; And the spirit of jealousy come upon him, and he be jealous of his wife, and she be defiled: or if the spirit of jealousy come upon him, and he be jealous of his wife, and she be not defiled." (Numbers: 5/11-14)

''اور خُداوند نے موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ۔ اگر کسی کی بیوی گمراہ ہو کر اُس سے بیوفائی کرے۔ اور کوئی دُوسرا آدمی اُس عورت کے ساتھ مباشرت کرے اور اُسکے شوہر کو معلوم نہ ہو بلکہ یہ اُس سے پوشیدہ رہے اور وہ ناپاک ہو گئی ہو پر نہ تو کوئی شاہد ہو اور نہ وہ عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہو۔ اور اُسکے شوہر کے دل میں غیرت آئے اور وہ اپنی بیوی سے غیرت کھانے لگے حالانکہ وہ ناپاک ہوئی ہو یا اُسکے شوہر کے دل میں غیرت آئے اور وہ اپنی بیوی سے غیرت کھانے لگے حالانکہ وہ ناپاک نہیں ہوئی ہے۔'' (گنتی:۵/۱۱۔۱۴)

اس اقتباس میں غور کریں کہ غیر سے ہم آغوش ہونے والی عورت کے شوہر کے غصہ کو غیرت جیسی قابل تعریف صفت سے یاد کیا گیا اور اپنے شوہر کے علاوہ سے ہم آغوشی کو ناپاکی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس ناپاکی کی سزا اتنی سخت بیان کی گئی ہے کہ سن کر آپ کانپ اٹھیں گے۔ مرد اس عورت کو کاہن کے پاس لے جائے اور اس کے بعد:

"And the priest shall set the woman before the LORD, and uncover the woman's head, and put the offering of memorial in her hands, which is the jealousy offering: and the priest shall have in his hand the bitter water that causeth the curse: And the priest shall charge her by an oath, and say unto the woman, If no man have lain with thee, and if thou hast not gone aside to uncleanness with another instead of thy

husband, be thou free from this bitter water that causeth the curse: But if thou hast gone aside to another instead of thy husband, and if thou be defiled, and some man have lain with thee beside thine husband: Then the priest shall charge the woman with an oath of cursing, and the priest shall say unto the woman, The LORD make thee a curse and an oath among thy people, when the LORD doth make thy thigh to rot, and thy belly to swell; And this water that causeth the curse shall go into thy bowels, to make thy belly to swell, and thy thigh to rot: And the woman shall say, Amen, amen." (Numbers: 5/18-22)

''پھر کاہن اُس عورت کو خُداوند کے حضور کھڑی کر کے اُسکے سر کے بال کھُلوادے اور یادگاری کی نذر کی قربانی کو جو غیرت کی نذر کی قربانی ہے اُسکے ہاتھوں پہ دَھرے اور کاہن اَپنے ہاتھ میں اُس کڑوے پانی کو لے جو لعنت کو لاتا ہے۔ پھر کاہن اُس عورت کو قسم کھلا کر کہے کہ اگر کسی شخص نے تجھ سے صحبت نہیں کی ہے اور تو اپنی شوہر کی ہوتی ہوئی ناپاکی کی طرف مائل نہیں ہوئی تو تو اِس کڑوے پانی کی تاثیر سے جو لعنت لاتا ہے بچی رہ۔ لیکن اگر تو اپنے شوہر کی ہوتی ہوئی گمراہ ہو کر ناپاک ہو گئی ہے اور تیرے شوہر کے سوا دوسرے شخص نے تجھ سے صحبت کی ہے۔ تو کاہن اُس عورت کو لعنت کی قسم کھلا کر اُس سے کہے کہ خُداوند تجھے تیری قوم میں تیری ران کو سڑا کر اور تیرے پیٹ کو پھلا کر لعنت اور پھٹکار کا نشانہ بنائے۔ اور یہ پانی جو لعنت لاتا ہے تیری اَنتڑیوں میں جا کر تیرے پیٹ کو پھُلائے اور تیری ران کو سڑائے اور عورت آمین آمین کہے۔'' (گنتی:۵/۱۸-۲۲)

غیرت مندوں کے لیے یہ سزا سب سے بڑی ہے کہ خدا کے گھر میں ایک خدائی سفیر اس کے لیے بدترین موت کی دعا کرے اور اسے خود آمین کہنا پڑے۔ خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑھیں، شوہر کے علاوہ کے تعلقات کو ناپاکی اور ایسی بدکرداری پہ راضی عورت کو ناپاک قرار دیا گیا ہے۔ کیا امریکی و مغربی مسیحی خواتین اپنے لیے ان لفظوں کا استعمال مناسب سمجھتی ہیں......؟؟؟

مسیحیوں کے خُداوند یسوع مسیح کی نظر میں اپنے شوہر کے علاوہ سے جسمانی تعلق ایک شادی شدہ عورت کے لیے سب سے بڑا گناہ ہے۔ یہاں تک کہ مسیح کے نزدیک حرامکاری کے سوا اَور کسی وجہ سے بیوی کو طلاق دینا جائز ہی نہیں ہے۔ ذیل کے پیراگراف کے ایک ایک نقطہ کو پوری توجہ سے دیکھیں، بیویوں کے تبادلہ کی حرمت کا حکم بڑی صفائی کے ساتھ سامنے نظر آتا ہے:

Jesus' teaching on divorce

"It hath been said, Whosoever shall put away his wife, let him give her

a writing of divorcement: But I say unto you, That whosoever shall put away his wife, saving for the cause of fornication, causeth her to commit adultery: and whosoever shall marry her that is divorced committeth adultery." (Matthew: 5/31-32, 19/9, Mark: 10/11-12)

''یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اُسے طلاقنامہ لکھ دے۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا اَور سبب سے چھوڑ دے وہ اُس سے زنا کراتا ہے اَور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔'' (متی:۵/۳۱-۳۲،۹/۱۹،مرقس:۱۰/۱۱-۱۲)

غور کریں تو احساس ہوگا کہ اس اقتباس میں مسیح نے زنا اور بیوی یا شوہر بدلنے جیسی تمام چیزوں کی سخت مذمت کی ہے۔

اپنی بیوی کے علاوہ سے تعلقات رکھنے والوں کو بڑے ناصحانہ اَنداز میں سمجھایا گیا۔ ذیل کے پیرا گراف کو پوری توجہ سے دیکھیں:

"My son, attend unto my wisdom, and bow thine ear to my understanding: That thou mayest regard discretion, and that thy lips may keep knowledge. For the lips of a strange woman drop as an honeycomb, and her mouth is smoother than oil: But her end is bitter as wormwood, sharp as a twoedged sword. Her feet go down to death; her steps take hold on hell. Lest thou shouldest ponder the path of life, her ways are moveable, that thou canst not know them. Hear me now therefore, O ye children, and depart not from the words of my mouth. Remove thy way far from her, and come not nigh the door of her house: Lest thou give thine honour unto others, and thy years unto the cruel: Lest strangers be filled with thy wealth; and thy labours be in the house of a stranger; And thou mourn at the last, when thy flesh and thy body are consumed, And say, How have I hated instruction, and my heart despised reproof;" (Proverbs: 5/1-12)

''اَے میرے بیٹے! میری حکمت پر توجہ کر۔ میرے فہم پر کان لگا۔ تا کہ تو تمیز کو محفوظ رکھے اور تیرے لب علم کے نگہبان ہوں۔ کیونکہ بیگانہ عورت کے ہونٹوں سے شہد ٹپکتا ہے اور اُسکا مُنہ تیل سے زیادہ چکنا ہے پر اُسکا انجام ناگدونے کی مانند تلخ اور دو دھاری تلوار کی مانند تیز ہے۔ اُسکے پاؤں موت کی طرف جاتے ہیں۔ اُسکے قدم پاتال تک پہنچتے ہیں۔ سو اُسے زندگی کا ہموار راستہ نہیں ملتا۔ اُسکی راہیں بے ٹھکانہ ہیں پر وہ بے خبر ہے۔ اسلئے اَے میرے بیٹو! میری سنو اور میرے منہ کی بات سے برگشتہ نہ ہو۔ اُس عورت سے اپنی راہ دور رکھ اور اُسکے گھر کے دروازہ کے پاس بھی نہ جا۔ ایسا نہ ہو کہ تو اپنی آبرو کسی غیر کے اور اپنی عمر بے رحم کے حوالہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ بیگانے تیری قوت سے سیر ہوں اور تیری کمائی کسی غیر کے گھر جائے۔ اور جب تیرا

گوشت اور تیرا جسم گھل جائیں تو تو اپنے انجام پہ نوحہ کرے اور کہے میں نے تربیت سے کیسی عداوت رکھی اور میرے دل نے ملامت کو حقیر جانا۔'' (اَمثال:۵/۱۱-۱۲)

الفاظ کا انتخاب اور جملوں کی ساخت دیکھ کر ایسا محسوس ہی نہیں ہوتا ہے کہ یہ ان کی کتاب کا اقتباس ہے جو لوگ مرد و عورت کے درمیان ناجائز تعلقات کے داعی اور اس کے پُر زور حمایتی ہیں۔ بلکہ ہمیں یہ یقین ہے کہ بائبل کا یہ پیراگراف اگر بائبل کا حوالہ دیے بغیر ہم نقل کریں تو بائبل کی ان آیات سے ناواقف غیر مسلم حضرات اسے کسی عمر رسیدہ عظیم مسلم اسکالر کی قلمی تخلیق کا نام دے کر انہیں اور اسلام کو اپنی زبان و قلم کا نشانہ بنالیں گے۔ مگر یہ بھی اسلام کی حقانیت کی ایک روشن دلیل ہے کہ اسلام کے پختہ علم مفسرین جو انداز استدلال اختیار کر چکے ہیں اور آج بہت سے مسلم صوفی علما جو تشریحات بیان کرتے ہیں۔ جنہیں مغرب پسند اپنی تنقید کی زد پہ رکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ انہیں بائبل نے ان علمائے اسلام کی طرح ہی بیان کیا ہے۔ کسی کو یقین نہ ہو تو وہ مذکورہ اقتباس کو لے کر جارج بش، ٹونی بلیئر، نکولس سرکوزی، باراک اوبامہ، مسٹر اور مسز کلنٹن کے سامنے کسی مسلم اسکالر کے بیان کے طور پر پیش کر کے ان کی رائے طلب کرے، وہ دھمکی بھرے مذمتی الفاظ کے سوا کوئی انعام نہیں دیں گے۔

بائبل کی ایک اور نصیحت سنیں:

"Drink waters out of thine own cistern, and running waters out of thine own well. Let thy fountains be dispersed abroad, and rivers of waters in the streets. Let them be only thine own, and not strangers' with thee. Let thy fountain be blessed: and rejoice with the wife of thy youth. Let her be as the loving hind and pleasant roe; let her breasts satisfy thee at all times; and be thou ravished always with her love. And why wilt thou, my son, be ravished with a strange woman, and embrace the bosom of a stranger? For the ways of man are before the eyes of the LORD, and he pondereth all his goings. His own iniquities shall take the wicked himself, and he shall be holden with the cords of his sins. He shall die without instruction; and in the greatness of his folly he shall go astray." (Proverb: 5/15-23)

''تو پانی اپنے ہی حوض سے اور بہتا پانی اَپنے ہی چشمہ سے پینا۔ کیا تیرے چشمے باہر بہہ جائیں اَور پانی کی ندیاں کوچوں میں؟ وہ فقط تیرے ہی لئے ہوں۔ نہ تیرے ساتھ غیروں کے لئے بھی۔ تیرا سوتا مبارک ہو اور تو اپنی جوانی کی بیوی کے ساتھ شاد رہ۔ پیاری ہرنی اور دلفریب غزال کی مانند اُسکی

چھاتیاں تجھے ہر وقت آسودہ کریں اور اُسکی محبت تجھے ہمیشہ فریفتہ رکھے۔ اور تو غیر عورت سے کیوں ہم آغوش ہو؟ کیونکہ اِنسان کی راہیں خُداوند کی آنکھوں کے سامنے ہیں اور وہی اُسکی سب راہوں کو ہموار بناتا ہے۔ شریر کو اُسی کی بدکاری پکڑ یگی اور وہ اپنے ہی گناہوں کی رسّیوں سے جکڑا جائیگا۔ وہ تربیت نہ پانے کے سبب سے مر جائیگا۔ اور اپنی سخت حماقت کی وجہ سے گمراہ ہوگا۔'' (اَمثال:۵/۱۵۔۲۳)

اس اقتباس کے ایک ایک جملہ اور ہر ہر لفظ پہ غور کریں! کتنی محبت سے بیوی بدلنے کی حرمت اور قباحت وخرابی کو بیان کیا گیا ہے۔ کچھ تعبیرات اور چند لفظوں سے قطع نظر کر کے دیکھیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بائبل نے ہماری حمایت کا مدبرانہ فیصلہ کرلیا ہے۔

اسلام دشمنوں کی مقدس کتاب بائبل ہماری حمایت اور ہمارے دفاع میں اس قدر کھل کر سامنے آسکتی ہے یہ یہ روایت شکن اور حیا سوز لوگ سوچتے بھی نہیں۔ یقیناً پیغمبر اسلام ﷺ نے سچ کہا ہے کہ اللہ اس دین کی حفاظت وحمایت کا کام ان لوگوں سے بھی لے گا جن کا اسلام اور جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ بائبل کی طباعت واشاعت کا کام کرنے والے اشخاص غیر مسلم ہیں مگر ان کی اس کوشش سے اسلامی قوانین کی صداقت عیاں ہوکر سامنے آرہی ہے۔ اللہ انہیں دولت ایمان سے بہرہ ور فرمائے، آمین! ثم آمین!

ایک اور نصیحت ملاحظہ فرمائیں:

"For the commandment is a lamp; and the law is light; and reproofs of instruction are the way of life. To keep thee from the evil woman, from the flattery of the tongue of a strange woman. Lust not after her beauty in thine heart; neither let her take thee with her eyelids. For by means of a whorish woman a man is brought to a piece of bread: and the adulteress will hunt for the precious life. Can a man take fire in his bosom, and his clothes not be burned? Can one go upon hot coals, and his feet not be burned? So he that goeth in to his neighbour's wife; whosoever toucheth her shall not be innocent. Men do not despise a thief, if he steal to satisfy his soul when he is hungry; But if he be found, he shall restore sevenfold; he shall give all the substance of his house. But whoso committeth adultery with a woman lacketh understanding: he that doeth it destroyeth his own soul. A wound and dishonour shall he get; and his reproach shall not be wiped away. For jealousy is the rage of a man: therefore he will not spare in the day of vengeance. He will not regard any ransom; neither will he rest content, though thou givest many gifts." (Proverb: 6/23-35)

''کیونکہ فرمان چراغ ہے اور تعلیم نور اور تربیت کی ملامت حیات کی راہ ہے۔ تا کہ تجھ کو بری عورت

سے بچائے یعنی بیگانہ عورت کی زبان کی چاپلوسی سے۔ تو اپنے دل میں اُسکے حُسن پر عاشق نہ ہو اور وہ تجھ کو اپنی پلکوں سے شکار نہ کرے۔ کیونکہ چھنال کے سبب سے آدمی ٹکڑے کا محتاج ہو جاتا ہے اور زانیہ قیمتی جان کا شکار کرتی ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آدمی اپنے سینہ میں آگ رکھے اور اُسکے کپڑے نہ جلیں؟ یا کوئی انگاروں پر چلے اور اُسکے پاؤں نہ جھلسیں؟ وہ بھی ایسا ہی ہے جو اپنے پڑوسی کی بیوی کے پاس جاتا ہے۔ جو کوئی اُسے چھوئے بے سزا نہ رہیگا۔ چور اگر بھوک کے مارے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے چوری کرے تو لوگ اُسے حقیر نہیں جانتے۔ پر اگر وہ پکڑا جائے تو سات گُنا بھریگا۔ اُسے اپنے گھر کا سارا مال دینا پڑیگا۔ جو کسی عورت سے زنا کرتا ہے وہ بے عقل ہے۔ وہی ایسا کرتا ہے جو اپنی جان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ وہ زخم اور ذلت اُٹھائیگا اور اُسکی رُسوائی کبھی نہ مٹے گی۔ کیونکہ غیرت سے آدمی غضبناک ہوتا ہے اور وہ انتقام کے دن نہیں چھوڑیگا۔ وہ کوئی فدیہ منظور نہیں کرے گا اور گو تو بہت سے انعام بھی دے تو بھی وہ راضی نہ ہوگا۔'' (اَمثال:۶/ ۲۳-۳۵)

آفریں بر تو!!

معلوم ہوا کہ جو تعلیم بیگانہ اور پرائی عورتوں سے دور نہ رکھے، اس میں نور اور روشنی نہیں ہے، اور وہ بے کار ہے۔ ڈانسنگ بار میں جلوہ دِکھانے والی رقاصاؤں کے پازیب کی جھنکار اور اس کی اداؤں سے بچ کر رہنے کی تنبیہ کی گئی ہے۔ اس اقتباس پر مزید تبصرہ کی حاجت نہیں ہے بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اگر اس اقتباس کو مسیحی حضرات روبعمل لائیں تو انہیں اسلام تک پہنچنے کے لیے خود بخود روشنی مہیا ہو جائے گی۔ چند الفاظ کو چھوڑ کر یہ آیات انہیں چیزوں کو سختی کے ساتھ بیان کرتی ہیں جن کی وجہ سے اسلام مغرب اور مغرب نوازوں کی آنکھوں کا کانٹا بنا ہوا ہے۔ جس کے دل میں انصاف اور قبولِ حق کی فطرت کی ہلکی بھی رمق باقی ہوگی وہ بائبل کی ان آیات کو پڑھنے کے بعد اسلام کی حقانیت کا اقرار اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا وِرد کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

اس اقتباس نے جہاں زنا اور بیوی بدلنے کو حرام قرار دیا وہیں اپنی بیوی کو غیر کی بانہوں میں دیکھ کر کوئی سمجھوتہ نہ کرنے والے کو باغیرت اور ہوشمند جبکہ بیوی بدلنے جیسی فطرت پہ یقین رکھنے والے یا بیوی کی بدچلنی سے آنکھیں موندھنے والوں کو بے غیرت اور بے عزت ہونے کا پیغام سنا دیا ہے۔ بائبل نے جو الفاظ پیشہ ور عورتوں اور بدچلن پڑوسنوں اور غیر عورت

کے شکاری/شکار مردوں کے لیے استعمال کیے ہیں اسی طرح کے جملے اگر کوئی مسلمان استعمال کرے تو سارا یورپ و امریکہ اور ان کے پٹھو چیخ چیخ کر حلق سوکھا کر لیں۔ یہ فضلِ خدا ہے کہ مسیحیوں کی مقدس کتاب ہم سے بھی زیادہ تیز زبان استعمال کر رہی ہے۔ سچ کہا ہے پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ نے کہ بندہ ظلم پہ خاموش رہتا ہے تو خدا اس کی طرف سے جواب دیتا ہے۔

مزید ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"My son, keep my words, and lay up my commandments with thee. Keep my commandments, and live; and my law as the apple of thine eye. Bind them upon thy fingers, write them upon the table of thine heart. Say unto wisdom, Thou art my sister; and call understanding thy kinswoman: That they may keep thee from the strange woman, from the stranger which flattereth with her words. For at the window of my house I looked through my casement, And beheld among the simple ones, I discerned among the youths, a young man void of understanding, Passing through the street near her corner; and he went the way to her house, In the twilight, in the evening, in the black and dark night: And, behold, there met him a woman with the attire of an harlot, and subtil of heart. (She is loud and stubborn; her feet abide not in her house: Now is she without, now in the streets, and lieth in wait at every corner.) So she caught him, and kissed him, and with an impudent face said unto him, I have peace offerings with me; this day have I payed my vows. Therefore came I forth to meet thee, diligently to seek thy face, and I have found thee. I have decked my bed with coverings of tapestry, with carved works, with fine linen of Egypt. I have perfumed my bed with myrrh, aloes, and cinnamon. Come, let us take our fill of love until the morning: let us solace ourselves with loves. For the goodman is not at home, he is gone a long journey: He hath taken a bag of money with him, and will come home at the day appointed. With her much fair speech she caused him to yield, with the flattering of her lips she forced him. He goeth after her straightway, as an ox goeth to the slaughter, or as a fool to the correction of the stocks; Till a dart strike through his liver; as a bird hasteth to the snare, and knoweth not that it is for his life. Hearken unto me now therefore, O ye children, and attend to the words of my mouth. Let not thine heart decline to her ways, go not astray in her paths. For she hath cast down many wounded: yea, many strong men have been slain by her. Her house is the way to hell, going down to the chambers of death." (Proverb: 7/1-27)

''اے میرے بیٹے! میری باتوں کو مان اور میرے فرمان کو نگاہ میں رکھ۔ میرے فرمان کو بجا لا اور زندہ رہ اور میری تعلیم کو اپنی آنکھ کی پتلی جان۔ اُنکو اپنی انگلیوں پہ باندھ لے۔ اُنکو اپنے دل کی تختی

پہ لکھ لے۔ حکمت سے کہہ تو میری بہن ہے اور فہم کو اپنا رشتہ دار قرار دے۔ تا کہ وہ تجھکو پرائی عورت سے بچائیں۔ یعنی بیگانہ عورت سے جو چاپلوسی کی باتیں کرتی ہے کیونکہ میں نے اپنے گھر کی کھڑکی سے یعنی جھروکے میں سے باہر نگاہ کی اور میں نے ایک بے عقل جوان کو نادانوں کے درمیان دیکھا۔ یعنی نوجوانوں کے درمیان وہ مجھے نظر آیا کہ اُس عورت کے گھر کے پاس گلی کے موڑ سے جارہا ہے اور اُس نے اُسکے گھر کا راستہ لیا۔ دن چھپے شام کے وقت۔ رات کے اندھیرے اور تاریکی میں اور دیکھو! وہاں اُس سے ایک عورت آملی جو دل کی چالاک اور کسبی کا لباس پہنے تھی۔ وہ غوغائی اور خودسر ہے۔ اُسکے پاؤں اپنے گھر میں نہیں ٹکتے۔ ابھی وہ کوچوں میں ہے۔ ابھی بازاروں میں اور ہر موڑ پہ گھات میں بیٹھتی ہے۔ سو اُس نے اُسکو پکڑ کر چوما اور بے حیا منہ سے اُس سے کہنے لگی۔ سلامتی کی قربانی کے ذبیحے مجھ پہ فرض تھے۔ آج میں نے اپنی نذریں ادا کی ہیں۔ اِسی لئے میں تیری ملاقات کو نکلی کہ کسی طرح دیدار حاصل کروں۔ سو تو مجھے مل گیا۔ میں نے اپنے پلنگ پہ کامدار غالیچے اور مصر کے سوت کے دھاریدار کپڑے بچھائے ہیں۔ میں نے اپنے بستر کو مُر اور عود اور دارچینی سے معطر کیا ہے۔ آ ہم صبح تک دل بھر کر عشق بازی کریں اور محبت کی باتوں سے دل بہلائیں۔ کیونکہ میرا شوہر گھر میں نہیں۔ اُس نے دور کا سفر کیا ہے۔ وہ اپنے ساتھ روپے کی تھیلی لے گیا ہے اور پورے چاند کے وقت گھر آئیگا۔ اُس نے میٹھی میٹھی باتوں سے اُسکو پھُسلا لیا اور اپنے لبوں کی چاپلوسی سے اُس کو بہکا لیا۔ وہ فوراً اُسکے پیچھے ہولیا۔ جیسے بیل ذبح ہونے کو جاتا ہے یا بیڑیوں میں احمق سزا پانے کو۔ جیسے پرندہ جال کی طرف تیز جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ اُسکی جان کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ تیر اُسکے جگر کے پار ہو جائیگا۔ سو اَب اَے بیٹو! میری سنو اور میرے منہ کی باتوں پہ توجہ کرو۔ تیرا دل اُسکی راہوں کی طرف مائل نہ ہو۔ تو اُسکے راستوں میں گمراہ نہ ہونا۔ کیونکہ اُس نے بہتوں کو زخمی کر کے گرا دیا ہے۔ بلکہ اُسکے مقتول بے شمار ہیں۔ اُسکا گھر پاتال کا راستہ ہے اور موت کی کوٹھریوں کو جاتا ہے۔" (اَمثال: ۷/ ۱-۲۷)

کتنے اچھوتے انداز میں پرائی عورت سے دور رہنے کا سبق دیا گیا ہے۔ ایک ایک لفظ پہ غور کریں اور رومانس، Wife Swapping اور ناجائز تعلقات کی دوسری تمام حالتوں کا بائبل کے اس پیراگراف کی روشنی میں جائزہ لیں تو احساس ہوگا کہ اس اقتباس میں بائبل نے ان تمام چیزوں کا احاطہ کیا ہے اور ان کا اچھی طرح تجزیہ کرنے کے

بعد یہ فیصلہ سنایا ہے، یہی وجہ ہے جو کچھ اس میں بیان ہوا وہ سب آج بھی پایا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں اس پیراگراف میں ایک خاص نکتہ نوٹ کرنے کے لائق ہے۔ اس میں کہا گیا ہے ''اور کسبی کا لباس پہنے تھی'' مطلب طوائف اور جسم فروشوں کا خاص لباس ہوتا ہے جسے شریف گھرانے کی عورتوں کو نہیں پہننا چاہئے، اب یہ معلوم کرنا اہم ہے کہ وہ لباس کیسا ہوتا ہے؟ اس کے لیے زیادہ تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے، آیئے! دورِ جدید کی سب سے زیادہ تجربہ کار رانی ملکۂ برطانیہ ایلزبیتھ سے سنیں:

Queen Elizabeth asks Kate Middleton to stop dressing like a harlot

"Queen Elizabeth II isn't such a fan of short skirts, especially the ones that her granddaughter-in-law Kate Middleton has been sporting recently. The Duchess of Cambridge has been asked to lower her hemlines and stop dressing like such a harlot. Even though Kate Middleton's wardrobe is envied by women all over the world, it is isn't royal enough for the Queen."

(www.ibnlive.in.com/news/queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot/449906-79.html)
(http://time.com/4543/queen-elizabeth-orders-kate-middleton-to-stop-dressing-like-such-a-harlot)
(www.bulletin247.com/english-news/show/queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot-orders-her-to-lower-her-hemlines)
(http://primepostnews.com/queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot)

''ملکہ ایلزبیتھ نے کیٹ مِڈلٹن کو طوائفوں سا کپڑا پہننے سے منع کر دیا''

''ملکہ ایلزبیتھ دوم مختصر اِسکرٹ کی اس حد تک حمایت نہیں کرتی ہیں جتنی ان کی پت پتو (پوتے کی بیوی) کیٹ مِڈلٹن ابھی تک پہنتی رہی ہیں۔ کیمبرج کے ڈچ خاندان سے تعلق رکھنے والی کیٹ مِڈلٹن کو اپنے اسکرٹ کے دامن کو اور نیچا کرنے کا حکم سنایا گیا اور یہ کہا گیا ہے کہ وہ طوائفوں سا لباس پہننا بند کریں۔ کیٹ مِڈلٹن کے کپڑوں پہ اگرچہ دنیا بھر کی خواتین رشک کرتی ہیں مگر ملکہ ایلزبیتھ کی نظر میں یہ شاہی پریوار کی شان کے مطابق نہیں ہے۔''

نیوز ایجنسی نے اس خبر کے ساتھ کیٹ مِڈلٹن کی جو تصویر شائع کی ہے، اس میں ان کا اِسکرٹ گھٹنہ کے قریب نظر آتا ہے۔ مطلب بائبل کے عہد قدیم اور (ملکۂ برطانیہ کے مطابق) آج کے دورِ جدید میں بھی وہ لباس جسم فروش عورتوں کا ہے جس میں عورت کا چوتھائی جسم کھلا ہو۔

ذرا ایک اور اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ نیچے نقل کیے جانے والے پیراگراف نے تو کھلے لفظوں نہایت واضح انداز میں شادی کی فضیلت اور اس کے علاوہ جسمانی تعلقات کے تمام طریقوں کی حرمت کو بیان کیا ہے۔ خاص کر اس اقتباس میں طہارت و پاک دامنی

کا پیغام دینے کے لیے جو الفاظ چنے گئے وہ یقیناً قابلِ تعریف ہیں:

"Marriage is honourable in all, and the bed undefiled: but whoremongers and adulterers God will judge." (Hebrew: 13/4)

''بیاہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جائے اور بستر بے داغ رہے کیونکہ خُداوند حرامکاروں اور زانیوں کی عدالت کریگا۔'' (عبرانیوں:۱۳/۴)

بائبل نے شادی کے بغیر اور اپنے لائف پاٹنر کے علاوہ سے تعلقات رکھنے والے کو خدا کی بادشاہی (جنت) میں نہ داخل ہونے کا غم انگیز پیغام ان الفاظ میں سنا دیا ہے:

Unrighteous shall not inherit heaven

"Know ye not that the unrighteous shall not inherit the kingdom of God? Be not deceived: neither fornicators, nor idolaters, nor adulterers, nor effeminate, nor abusers of themselves with mankind, Nor thieves, nor covetous, nor drunkards, nor revilers, nor extortioners, shall inherit the kingdom of God."

(1Corinthins: 6/9-10, Galatians: 5/19-21, Ephesians: 5/5)

''کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خُداوند کی بادشاہی کے وارث نہ ہونگے؟ فریب نہ کھاؤ۔ نہ حرامکار خُداوند کی بادشاہی کے وارث ہونگے نہ بُت پرست نہ زناکار نہ عیاش۔ نہ لونڈے باز۔ نہ چور۔ نہ لالچی نہ شرابی۔ نہ گالیاں بکنے والے نہ ظالم۔'' (کرنتھیوں اول:۶/۹۔۱۰، گلتیوں:۵/۱۹۔۲۱، افسیوں:۵/۵)

اس عبارت کے انگریزی اقتباس میں جس لفظ کے نیچے ہم نے لائن کھینچ دی ہے وہی ہماری دلیل کا مرکزی نقطہ ہے۔ ''Fornicator'' لفظ ''Fornicate'' سے بنا ہے اور اسم فاعل کے معنی میں ہے۔ لفظ ''Fornicate'' کے معنی ڈکشنری میں یوں لکھے ہیں:

"to have sex with sb that you are not married to"

(Oxford Advanced Learner's Dictionary, 7th Edition)

''جس سے شادی نہیں کی اس سے جنسی تعلقات قائم کرنا۔''

اب اگر پوری عبارت کو غور سے پڑھیں تو معنی یہ بنیں گے کہ جو شخص اپنی بیوی کے علاوہ سے تعلقات بناتا ہے وہ خدا کی بادشاہی جنت میں جانے کے لیے نااہل ہے۔ چاہے پری میریٹل ہو یا ایکسٹرا میریٹل، وائف سواپنگ یا لیوان ریلیشن شپ۔

اور بات یہیں تک محدود نہیں بلکہ بائبل نے اپنی بیوی کے علاوہ سے تعلق کو بُت پرستی کی طرح اور ایسا کرنے والے کو کافر و مشرک کے برابر گردانا ہے:

"But fornication, and all uncleanness, or covetousness, let it not be once named among you, as becometh saints; Neither filthiness, nor

foolish talking, nor jesting, which are not convenient: but rather giving of thanks. For this ye know, that no whoremonger, nor unclean person, nor covetous man, who is an idolater, hath any inheritance in the kingdom of Christ and of God. Let no man deceive you with vain words: for because of these things cometh the wrath of God upon the children of disobedience. Be not ye therefore partakers with them. For ye were sometimes darkness, but now are ye light in the Lord: walk as children of light:" (Ephesians: 5/3-8)

''اور جیسا کہ مقدس کو مناسب ہے تم میں حرامکاری اور کسی طرح کی ناپاکی یا لالچ کا ذکر تک نہ ہو۔ اور نہ بے شرمی اور بیہودہ گوئی اور ٹھٹھا بازی کا کیونکہ یہ لائق نہیں بلکہ برعکس اِسکے شکر گذاری ہو۔ کیونکہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ کسی حرامکار یا ناپاک یا لالچی کی جو بُت پرست کے برابر ہے مسیح اور خُدا کی بادشاہی میں کچھ میراث نہیں۔ کوئی تم کو بے فائدہ باتوں سے دھوکہ نہ دے کیونکہ اِن ہی گناہوں کے سبب سے نافرمانی کے فرزندوں پر خُدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔ پس اُنکے کاموں میں شریک نہ ہو۔ کیونکہ تم پہلے تاریکی تھے مگر اب خُداوند میں نور ہو۔ پس نور کے فرزندوں کی طرح چلو۔'' (افسیوں:۵/۳۔۸)

مزید سنیں:

"Meats for the belly, and the belly for meats: but God shall destroy both it and them. Now the body is not for fornication, but for the Lord; and the Lord for the body. And God hath both raised up the Lord, and will also raise up us by his own power. Know ye not that your bodies are the members of Christ? shall I then take the members of Christ, and make them the members of an harlot? God forbid. What? know ye not that he which is joined to an harlot is one body? for two, saith he, shall be one flesh. But he that is joined unto the Lord is one spirit. Flee fornication. Every sin that a man doeth is without the body; but he that committeth fornication sinneth against his own body." (1Corinthians: 6/13-18)

''کھانے پیٹ کے لئے ہیں اور پیٹ کھانوں کے لئے لیکن خُدا اُسکو اور اِنکو نیست کریگا مگر بدن حرامکاری کے لئے نہیں بلکہ خُداوند کے لئے ہے اور خُداوند بدن کے لئے۔ اور خُدا نے خُداوند کو بھی جلایا اور ہم کو بھی اپنی قُدرت سے جلائیگا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے بدن مسیح کے اعضاء ہیں؟ پس کیا میں مسیح کے اعضاء لے کر کسبی کے اعضاء بناؤں؟ ہرگز نہیں! ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جو کوئی کسبی سے صحبت کرتا ہے وہ اُسکے ساتھ ایک تن ہو جاتا ہے؟ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ وہ دونوں ایک تن ہوں گے۔ اور جو خُداوند کی صحبت میں رہتا ہے وہ اُسکے ساتھ

ایک روح ہو جاتا ہے۔ حرامکاری سے بھاگو۔ جتنے گناہ آدمی کرتا ہے وہ بدن سے باہر ہیں مگر حرامکار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے۔" (کرنتھیوں اول:۶/۱۳۔۱۸)

اس اقتباس میں متعدد طریقوں سے اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ جس عورت سے شادی نہیں ہوئی ہے اس سے بھاگو، دور رہو، اس کی قربت سے اپنے آپ کو ناپاک نہ کرو، اور ایک خاص نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ انسان کے پاس جو بدن ہے وہ اللہ کا عطا کردہ ہے تو اسے اسی موقع پہ استعمال کرے جب اللہ کی جانب سے اجازت مل جائے اور چونکہ اللہ شادی کے بغیر جسمانی تعلقات کی اجازت نہیں دیتا ہے لہٰذا اُس سے اور اس کے اسباب سے بھی دور بھاگے۔

اخیر کے دونوں اقتباسوں میں لفظ "Fornication" استعمال کیا گیا ہے جس کے صحیح معنی پچھلے صفحہ میں آکسفورڈ یونیورسٹی کی ڈکشنری کے حوالے سے پڑھ چکے ہیں کہ بیوی کے علاوہ سے تعلقات کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور ایسے مجرم کے لیے مسیح کی شفاعت اور خدا کی جنت دونوں کا راستہ بند ہے۔ اس لفظ کے علاوہ اس میں دو اور لفظ "Whoremonger" اور "Harlot" استعمال ہوئے ہیں۔ ان میں سے "Whore" کے معنی یہ لکھے ہیں:

"1. A female prostitute 2. An offensive word used to refer to a woman who has sex with a lot of men."
(Oxford Advanced Learner's Dictionary, 7th Edition)

"۱۔ جسم فروش عورت۔ ۲۔ ایک گالی جس سے کئی مردوں سے جنسی تعلقات رکھنے والی عورت مراد ہوتی ہے۔"

ایک سے زائد مردوں سے جنسی تعلق ہر ملک وقوم میں برا مانا جاتا رہا ہے اور آج بھی مانا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ڈکشنری میں اس طرح کی بات کو گالی میں سے شمار کیا جا رہا ہے۔ وائف سواپنگ میں یہی ہوتا ہے کہ ایک عورت نہ جانے کتنے مردوں کی بانہوں میں جھولتی ہے۔

اور "Harlot" کے معنی یہ ہیں:

"A prostitute, or a woman who looks and behaves like one."
(Oxford Advanced Learner's Dictionary, 7th Edition)

"ایک جسم فروش عورت یا وہ عورت جس کی چال چلن جسم فروش عورت کی طرح ہو (یعنی پیسے کے عوض یا پیسوں کے بغیر کئی مردوں سے تعلقات رکھنے والی خاتون)۔"

اس طرح دور جدید کی مشہور ترین یونیورسٹی آکسفورڈ کی ڈکشنری کی روشنی میں جب ہم کنگ جیمس ورشن کے اقتباسات کو دیکھتے ہیں تو یہ دلیل روشن دن کی طرح نا قابل انکار ہو جاتی ہے کہ اپنی بیوی کے علاوہ سے تعلقات سخت حرام اور جہنم میں جانے کے باعث ہیں۔ چاہے انھیں لیوان ریلیشن شپ کا نام دیا جائے یا وائف سواپنگ کہا جائے یا کچھ اور نام دیا جائے، ہر صورت غلط، سخت ناجائز اور سزا کے لائق ہے۔

حق پسندوں کے لیے اتنی شہادتیں کافی سے زائد ہیں۔

ان کے علاوہ درج ذیل مقامات پہ اس بری چیز کی مذمت کی گئی ہے:

کرنتھیوں اول: ۷/۱۔۱۶، گلتیوں: ۱۶/۵۔۲۶، اِفسیوں: ۵/۵، تھیمتھیس: ۵/۱۔۱۶۔

صرف اتنا ہی نہیں کہ بائبل نے Wife-Swapping کو حرام قرار دیا، ایسوں کے لیے جنت کا راستہ بند کر دیا، انہیں ملعون قرار دیا بلکہ اسلام کی طرح ان کے لیے دنیاوی سزاؤں کا بھی قانون سنایا ہے۔ آیئے! ذیل میں ان سزاؤں کو دیکھیں۔

اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور عورت سے تعلق کو بائبل نے بھی نا قابل معافی جرم گردانا ہے اور ان مرد و عورت کے لیے موت کی سزا بیان کی ہے۔ کتاب اَحبار میں ہے:

"And the man that committeth adultery with another man's wife, even he that committeth adultery with his neighbour's wife, the adulterer and the adulteress shall surely be put to death." (Leviticus: 20/10)

''اور جو شخص دوسرے کی بیوی سے یعنی اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے وہ زانی اور زانیہ دونوں ضرور جان سے مار دئے جائیں۔'' (اَحبار: ۱۰/۲۰)

اور بائبل کی کتاب اِستثنا میں ہے:

"If a man be found lying with a woman married to an husband, then they shall both of them die, both the man that lay with the woman, and the woman: so shalt thou put away evil from Israel." (Deuteronomy: 22/22)

''اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں یعنی وہ مرد بھی جس نے اس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ یوں تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دفع کرنا۔'' (اِستثنا: ۲۲/۲۲)

ان دونوں پیراگرافوں نے یہ صاف کر دیا کہ بائبل کی خواہش یہ ہے کہ وائف سواپنگ یا اس طرح کی کوئی بھی خسیس چیز سماج میں نہ ہو اور اگر ہو جائے تو مجرموں کو موت سے کم سزا ہرگز نہ دی جائے۔ کم از کم ان لوگوں کو اس پہ ضرور عمل کرنا چاہئے جو بائبل کی قسم کو یورپ وامریکہ کے عوام کے سامنے کیش کر کے داد عیش دیتے ہیں۔

اتنی شہادتوں کے باوجود بھی اگر کوئی حق پسندی سے انکاری ہو بیٹھے اور مزید شہادتیں طلب کرے تو ہم انہیں اور بھی شاد کر سکتے ہیں۔

حق پرست اسلام پسندوں کے ساتھ آج مغرب وامریکہ کے جانبدار محققین نے جو رویہ اپنا رکھا ہے، ہم اپنی زبان یا اپنے قلم سے اُسی طرح کا جواب دینا اپنے شایان شان نہیں سمجھتے، البتہ! اگر ان کی مقدس کتاب بائبل سے ایک اقتباس نقل کر دیا جائے تو اپنے ترکش سے تیر چلائے بغیر بھی مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ ہمارے دفاع کے لیے بائبل میں درج ذیل پیراگراف بھی ہے:

"The Lord knoweth how to deliver the godly out of temptations, and to reserve the unjust unto the day of judgment to be punished: But chiefly them that walk after the flesh in the lust of uncleanness, and despise government. Presumptuous are they, selfwilled, they are not afraid to speak evil of dignities. Whereas angels, which are greater in power and might, bring not railing accusation against them before the Lord. But these, as natural brute beasts, made to be taken and destroyed, speak evil of the things that they understand not; and shall utterly perish in their own corruption; And shall receive the reward of unrighteousness, as they that count it pleasure to riot in the daytime. Spots they are and blemishes, sporting themselves with their own deceivings while they feast with you; Having eyes full of adultery, and that cannot cease from sin; beguiling unstable souls: an heart they have exercised with covetous practices; cursed children: Which have forsaken the right way, and are gone astray, following the way of Balaam the son of Bosor, who loved the wages of unrighteousness; But was rebuked for his iniquity: the dumb ass speaking with man's voice forbad the madness of the prophet. These are wells without water, clouds that are carried with a tempest; to whom the mist of darkness is reserved for ever. For when they speak great swelling words of vanity, they allure through the lusts of the flesh, through much wantonness, those that were clean escaped from them who live in error. While they promise them liberty, they themselves are theservants of corruption: for of whom a man is overcome, of the same is he brought in bondage.For if after they have escaped the pollutions of the world through the knowledge of the

Lord and Saviour Jesus Christ, they are again entangled therein, and overcome, the latter end is worse with them than the beginning. For it had been better for them not to have known the way of righteousness, than, after they have known it, to turn from the holy commandment delivered unto them. But it is happened unto them according to the true proverb, The dog is turned to his own vomit again; and the sow that was washed to her wallowing in the mire." (2Peter: 2/9-22)

''تو خُداوند دینداروں کو آزمائش سے نکال لینا اور بدکاروں کو عدالت کے دن تک سزا میں رکھنا جانتا ہے۔ خصوصا اُنکو جو ناپاک خواہشوں سے جسم کی پیروی کرتے ہیں اور حکومت کو ناچیز جانتے ہیں۔ وہ گستاخ اور خود رای ہیں اور عزت داروں پر لعن طعن کرنے سے نہیں ڈرتے۔ باوجود یکہ فرشتے جو طاقت اور قدرت میں اُن سے بڑے ہیں خُداوند کے سامنے اُن پر لعن طعن کے ساتھ نالش نہیں کرتے۔ لیکن یہ لوگ بے عقل جانوروں کی مانند ہیں جو پکڑے جانے اور ہلاک ہونے کے لئے حیوان مُطلق پیدا ہوئے ہیں۔ جن باتوں سے ناواقف ہیں اُنکے بارے میں اَوروں پر لعن طعن کرتے ہیں۔ اپنی خرابی میں خود خراب کئے جائینگے۔ دُوسروں کے برا کرنے کے بدلے اِن ہی کا بُرا ہوگا۔ اِنکو دِن دہاڑے عیّاشی کرنے میں مزا آتا ہے۔ یہ داغ اَور عیب ہیں۔ جب تمہارے ساتھ کھاتے پیتے ہیں تو اپنی طرف سے محبت کی ضیافت کر کے عیش وعشرت کرتے ہیں۔ اُنکی آنکھیں جن میں زنا کار عورتیں بسی ہوئی ہیں گُناہ سے رُک نہیں سکتیں وہ بے قیام دِلوں کو پھنساتے ہیں۔ اُنکا دل لالچ کا مشتاق ہے۔ وہ لعنت کی اولاد ہیں۔ وہ سیدھی راہ چھوڑ کر گمراہ ہو گئے ہیں اور بعُور کے بیٹے بلعام کی راہ پر ہو لئے ہیں جس نے ناراستی کی مزدوری کو عزیز جانا۔ مگر اپنے قصور پر یہ ملامت اُٹھائی کہ ایک بے زبان گدھی نے آدمی کی طرح بول کر اُس نبی کو دیوانگی سے باز رکھا۔ وہ اَندھے کنوئیں ہیں اور ایسے کُہر جسے آندھی اڑاتی ہے۔ اُنکے لئے بے حد تاریکی دھری ہے۔ وہ گھمنڈ کی بیہودہ باتیں بک بک کر شہوت پرستی کے ذریعے سے اُن لوگوں کو جسمانی خواہشوں میں پھنساتے ہیں جو گمراہوں میں سے نکل ہی رہے ہیں۔ وہ اُن سے تو آزادی کا وعدہ کرتے ہیں اور آپ خرابی کے غلام بنے ہوئے ہیں کیونکہ جو شخص جس سے مغلوب ہو وہ اُسکا غلام ہے۔ اور جب وہ خُداوند اور منجّی یسوعؑ مسیح کی پہچان کے وسیلہ سے دُنیا کی آلودگی سے چھوٹ کر پھر اُن میں پھنسے اور اُن سے مغلوب ہوئے تو اُنکا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوا۔ کیونکہ راستبازی کی راہ کا نہ جاننا اُنکے لئے اِس سے بہتر ہوتا کہ اُسے جان کر اُس پاک حکم سے پھر جاتے جو اُنہیں سونپا گیا تھا۔ اُن پر یہ سچی مثل صادق آتی ہے کہ کتّا اپنی قے کی طرف رجوع کرتا ہے اور نہلائی

ہوئی سوأرنی دَلدل میں لوٹنے کی طرف۔" (پطرس دوم:۲/۹۔۲۲)

باوجودیکہ یہ جملے ہمارے نہیں ہیں اور ہم ناقل محض ہیں، مگر پھر بھی کسی کو برے لگتے ہوں تو بائبل سے سمجھیں۔

اس خبیث عمل کے رسیا لوگوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ کنڈوم ایڈز سے حفاظت کا وعدہ کرتا ہے، گارنٹی نہیں دیتا ہے، مگر وفاداری گارنٹی دیتی ہے۔

تجزیہ یہ کہتا ہے کہ وائف سواپنگ کا عصمت دری کے حادثات اور قتل میں اہم کردار ادا کرنا یقینی ہے۔ اگر امریکہ و یورپ میں اس عنوان پہ سروے نہیں ہوا ہے تو وہ نوٹ کر لیں کہ بہت جلد انہیں اس موضوع پہ بھی تحقیق کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ عصمت دری میں وائف سواپنگ کی حصہ داری کی طرف برطانوی سروے واضح انداز میں اشارہ کرتا ہے:

"*A third of Britons believe a woman who acts flirtatiously is partially or completely to blame for being raped*, according to a new study. *More than a quarter also believe a woman is at least partly responsible for being raped if she wears sexy or revealing clothing, or is drunk*, the study found. *One in five think a woman is partly to blame if it is known she has many sexual partners*"
(www.dailymail.co.uk/news/article-369262/Women-blame-raped.html)
(http://www.thephora.net/forum/showthread.php?t=1624)
(http://afspot.net/forum/topic/171214-women-to-blame-for-being-raped/)

"نئے مطالعہ کے مطابق ایک تہائی انگریزوں کا ماننا ہے کہ عورتوں کا اندازِ دِل رُبا مکمل طور پہ یا بہت حد تک آبروریزی کے حادثات کا ذمہ دار ہے، ایک چوتھائی سے زیادہ لوگوں نے عورتوں کے نیم برہنہ اور جنسی کشش والے لباس اور نشہ خوری کو بھی عصمت دری کا الزام دیا ہے، جبکہ بیس فیصد لوگوں نے ایک سے زائد جنسی دوستی کے رجحان کو بھی اس کے لیے موردِ الزام ٹھہرایا ہے۔"

اس رپورٹ کے خط کشیدہ الفاظ کو خاص زور دے کر پڑھیں، اس میں 'جنسی آوارگی' (جس کی ایک شکل وائف سواپنگ ہے) کو عصمت دری کے اہم اسباب میں شمار کیا گیا ہے۔

(۱۵) **عصمت دری کا حکم۔**

ایک غیرت مند خاتون کے لیے اس کی عزت جان سے بھی پیاری ہوتی ہے۔ مگر انسان کے بھیس میں چلنے والے بہت سے درندے پل بھر میں ایک عفت مآب خاتون کی ساری زندگی کو زہر بنا دیتے ہیں جس سے دل برداشتہ ہو کر بسا اوقات متاثرہ خودکشی تک کر لیتی

ہے، اور خودکشی کرنے والیوں میں ہزاروں امریکی و برطانوی خواتین بھی شامل ہیں۔ آبروریزی کے مجرموں کے لیے آج کے ترقی یافتہ قانون میں کوئی خاص سزا نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس جرائم کا گراف گرنے کی بجائے ہر سال تقریباً ڈیڑھ گنا ہوجاتا ہے۔ صرف ہندوستان میں ہر سال تقریباً پچاس ہزار اور امریکہ میں تقریباً دو لاکھ خواتین عصمت دری کی شکار ہوتی ہیں جن میں سے ایک مجرم کو بھی سخت سزا نہیں دی جاتی ہے، بلکہ لاکھوں کو تو ایک دن کے لیے بھی جیل کا منہ دیکھنا نہیں پڑتا ہے۔ اسی لیے نتیجہ ظاہر ہے کہ جرم بڑھتا جا رہا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے زمانہ میں اس طرح کا ایک معاملہ پیش آیا۔ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زبردستی کی، صاحب خطا کے اقرار کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ۔"

''اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر اہل مدینہ کریں تو ضرور قبول کر لی جائے۔''

(جامع الترمذی: باب ما جآء فی المرأة اذا استکرهت علیٰ الزنا، سنن أبی داؤد: باب فی صاحب الحد یجیء فیقر، مسند احمد: عن وائل بن حجر ۲۸۰۰۱)

بائبل نے آبروریزی کے مجرم کے لیے کسی طرح کی ہمدردی جتانے سے انکار کر دیا ہے، بائبل نے سخت پوزیشن اختیار کرتے ہوئے کہا:

"If a damsel that is a virgin be betrothed unto an husband, and a man find her in the city, and lie with her; Then ye shall bring them both out unto the gate of that city, and ye shall stone them with stones that they die; the damsel, because she cried not, being in the city; and the man, because he hath humbled his neighbour's wife: so thou shalt put away evil from among you. But if a man find a betrothed damsel in the field, and the man force her, and lie with her: then the man only that lay with her shall die: But unto the damsel thou shalt do nothing; there is in the damsel no sin worthy of death: for as when a man riseth against his neighbour, and slayeth him, even so is this matter: For he found her in the field, and the betrothed damsel cried, and there was none to save her."(Deuteronomy: 22/23-27, KJV, TBR, BSI, 2008)

''اگر کوئی کنواری لڑکی کسی شخص سے منسوب ہوگئی ہو اور کوئی دوسرا آدمی اُسے شہر میں پا کر اُس سے صحبت کرے۔ تو تم اُن دونوں کو اُس شہر کے پھاٹک پر نکال لانا اور اُنکو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں۔ لڑکی کو اِسلئے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی اور مرد کو اِسلئے کہ اُس نے اپنے ہمسایہ

کی بیوی کو بے حرمت کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا۔ پر اگر اُس آدمی کو وہی لڑکی جسکی نسبت ہو چکی ہو کسی میدان یا کھیت میں مل جائے اور وہ آدمی جبراً اُس سے صحبت کرے تو فقط وہ آدمی ہی جس نے صحبت کی مار ڈالا جائے۔ پر اُس لڑکی سے کچھ نہ کرنا کیونکہ لڑکی کا ایسا گناہ نہیں جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرے اسلئے کہ یہ بات ایسی ہے جیسے کوئی اپنے ہمسایہ پر حملہ کرے اور اُسے مار ڈالے۔ کیونکہ وہ لڑکی اُسے میدان میں ملی اور وہ منسوبہ لڑکی چلائی بھی پر وہاں کوئی ایسا نہ تھا جو اُسے چھڑاتا۔'' (اِستثنا:۲۲/۲۳-۲۷)

قدرے اختلاف کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آبرو ریزی کے سلسلے میں بائبل کا موقف ہر مذہب اور ہر ملک کے قانون سے سخت ہے۔ اسلام صرف شادی شدہ زانی کے لیے پتھر کی سزا سنارہا ہے جبکہ بائبل کنوارے زانیوں کے لیے بھی۔ اگر اسلام کا حکم قابل تنقید ہے تو بائبل کا یہ پیراگرف بدرجۂ اولیٰ مجرم ٹھہرانے کے لائق ہے، بس انتظار اس بات کا ہے کہ دورِ جدید کے ماڈرن انصاف پسند قرآن وحدیث کے لیے بنائے گئے اصول ومعیار پہ بائبل کو کب پرکھتے ہیں......؟؟

ہم جنس پرستوں اور عصمت دری کرنے والوں کے خلاف بائبل کا موقف کتنا سخت ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ بائبل کی ساتویں کتاب قضاۃ (۲۱/۱۹ تا ۴۸/۲۰) میں ہے کہ ایک اسرائیلی اپنی اہلیہ کے ہمراہ بنی اسرائیل کی ایک شاخ بنیمین کے علاقہ جبعہ میں ایک آدمی کے گھر رات گذارنے کے لیے ٹھہر گیا تو بنیمین کے کچھ شر پسند ہم جنس پرستوں نے میزبان کو کہا کہ اس مرد کو ہمارے حوالے کرو تا کہ ہم اپنی خواہش پوری کریں، میزبان نے کہا تم کو جو کرنا ہے اس کی بیوی سے کرلو مگر ہم جنسی جیسی خبیث چیز کے بارے میں بات مت کرو، چنانچہ اس مرد نے اپنی بیوی ان لوگوں کے حوالہ کر دی اور وہ لوگ رات بھر اس سے بدذاتی کرتے رہے جس سے وہ عورت مرگئی۔ جب یہ خبر بنی اسرائیل کو ملی تو انہوں نے بنیمین سے یہ مطالبہ کیا کہ مجرموں کو ہمارے حوالے کرو تا کہ ہم انہیں قتل کریں مگر بنیمین نے انکار کر دیا۔ جواباً بنی اسرائیل نے اپنی ہی ایک شاخ بنیمین کے خلاف جنگ کے لیے چار لاکھ جوانوں کو جمع کیا اور جنگ چھیڑ دی۔ پہلے دن بنی اسرائیل کے ۲۲/ ہزار اور دوسرے دن ۱۸/ ہزار مرد مارے گئے مگر پھر بھی انہوں نے جنگ موقوف نہ کی بلکہ تیسرے دن جی جان لگا کر جنگ کی اور ۲۵/ ہزار سے زائد بنیمینیوں کو قتل کر دیا اور پھر ۴/ مہینے بعد دوبارہ بنیمین

کے شہر پہ ٹوٹ پڑے اور جتنے ان کے ہاتھ لگے انہوں نے سب کو شہروں، چوپایوں سمیت جلا دیا۔

ضرورت ہے کہ یورپ و امریکہ اپنے باپ دادا کے اس عمل کو قدرے تبدیلی کے ساتھ نمونہ بنائیں، شاید انہیں ہر سال ریپ شماری کے لیے مختلف کمیٹی بنانے اور کروڑوں ڈالر خرچ کرنے کی ضرورت نہ پڑے اور وہ ہزاروں لاکھوں امریکی و مغربی خواتین کو جنسی زیادتی سے متاثر ہو کر خودکشی کرنے سے بھی روک سکیں۔

عصمت دری کے سلسلے میں بائبل کا ایک اور قانون ہے، جو عقل سے ماورا ہے:

"If a man find a damsel that is a virgin, which is not betrothed, and lay hold on her, and lie with her, and they be found; Then the man that lay with her shall give unto the damsel's father fifty shekels of silver, and she shall be his wife; because he hath humbled her, he may not put her away all his days." (Deuteronomy: 22/28-29, KJV, TBR, BSI, 2008)

''اور اگر کسی آدمی کو کوئی کنواری لڑکی مل جائے جس کی نسبت نہ ہوئی ہو اور وہ اُسے پکڑ کر اُس سے صحبت کرے اور وہ دونوں پکڑے جائیں۔ تو وہ مرد جس نے اُس سے صحبت کی ہو لڑکی کے باپ کو چاندی کی پچاس مثقال دے اور وہ لڑکی اُسکی بیوی بنے کیونکہ اُس نے اُسے بے حرمت کیا اور وہ اُسے اپنی زندگی بھر طلاق نہ دینے پائے۔'' (استثنا: ۲۲/۲۸-۲۹)

اس حکم میں بہت سی خرابیاں ہیں جو اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ مثلاً کسی مرد کو کوئی لڑکی پسند ہو اور اسے ایسا لگتا ہے کہ لڑکی اور اس کے گھر والے اس سے شادی کے لیے رضا مند نہیں ہوں گے تو وہ اس کی منگنی ہونے سے پہلے اس کی عزت لوٹ لے گا اور پھر بائبل کا یہ قانون اُسے اسکی بیوی بننے پہ مجبور کر دے گا۔ یہ انصاف کے تقاضے اور قانون کے مقصد دونوں کے خلاف ہے۔ اِس سزا سے دوسروں کو عبرت نہیں بلکہ راستہ ملے گا کہ ہر لالچی امیر اور طامع غریب اپنے لڑکے کو امیر گھرانے کی لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی کرنے کے لیے حوصلہ دے گا۔ اور ہو سکتا ہے بلکہ یقینی ہے کہ اس قانون سے خون کے دریا جاری ہو جائیں۔

دور جدید کے محققین میں اگر یہ احساس ابھی زندہ ہے کہ عورتوں کی آبرو بڑی قیمتی ہے تو لٹیروں کو کم از کم موت کی سزا ملنی چاہئے، کیونکہ خاتون کی عصمت اس کی زندگی سے بھی زیادہ قیمتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ریپ کی شکار امریکی خواتین میں ایک تہائی خودکشی کے متعلق بھی سوچتی

ہیں اور کم از کم ۱۳؍ فیصد امریکی خواتین عزت لٹنے کے بعد باضابطہ اپنی جان لینے کی کوشش کرتی ہیں (www.suicide.org/rape-victims-prone-to-suicide.html) اسی لیے زنا بالجبر کے مجرموں کی حالت قتل کے مجرموں سے بھی بڑھ کر ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح دہشت گردوں کے حملوں سے فضا غیر محفوظ ہوجاتی ہے اور لوگوں میں ایک خوف پھیل جاتا ہے آج کل اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ خوف خواتین اور والدین میں عزت کے لٹیروں کا پایا جاتا ہے اور امریکی فوج میں کام کرنے والی خواتین کو خون کے پیاسے دشمنوں سے سو گنا زیادہ خطرہ اپنے ساتھی مرد فوجیوں سے رہتا ہے، اس لیے مناسب ہے کہ ایسے مجرموں کو کم از کم موت کی سزا دی جائے۔ تیسری چیز یہ ہے کہ عصمت دری کی شکار خاتون کی زندگی موت سے بھی بدتر بن کر رہ جاتی ہے، کوئی اس کا ہاتھ تھامنے کو تیار نہیں ہوتا ہے، جو انجانے میں اس سے شادی کرتا ہے اور بعد میں معلوم ہوجاتا ہے وہ بھی اسے بھنور میں چھوڑ جاتا ہے اور عورت کو جرم بے گناہی کی سزا بھگتنی پڑتی ہے، دوسرے معاشروں کی بات تو بہت الگ تھلگ ہے، دنیا کے سب سے تعلیم اور ترقی یافتہ امریکی معاشرے میں طلاق کے اہم اسباب میں ایک سبب اسے بھی بتایا گیا ہے:

"If the woman has a history of rape by a man before the marriage"
(www.en.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)

''اگر خاتون شادی سے پہلے کسی مرد کی جنسی زیادتی کی شکار ہو چکی ہو۔''

علاوہ ازیں اس دھرتی پہ ہزاروں ایسے ایچ آئی وی مریض بھی ہیں جو عورتوں کی عصمت دری کر کے انہیں ایچ آئی وی وائرس دیدیتے ہیں، امریکی حکومت اور اقوام متحدہ کے مطابق:

"Violence against women plays a big role in causing HIV infection among women. In date rape or sexual assault, forced sex can cause cuts that allow easy entry of HIV. This is especially true for young girls, whose reproductive tracts are less fully developed."
(www.womenshealth.gov/hiv-aids/women-are-at-risk-of-hiv/violence-against-women-and-hiv-risk.html) (http://www.who.int/gender/hiv_aids/en/)

عورتوں میں ایچ آئی وی کی منتقلی میں ان کے خلاف جرائم کا بڑا رول ہے، ڈیٹ ریپ، جنسی حملہ اور آبروریزی ایچ آئی وی سے متاثر کرنے میں مدد کرتا ہے۔ خاص کر یہ ان نو خیز لڑکیوں کے ساتھ ہوتا ہے جن کی تولیدی صلاحیت ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے۔''

اور اقوام متحدہ کے مطابق:

"NEW YORK, 30 November 2004 - More than 37 million people are

living with HIV and almost half of them are women. Some have become infected through sexual violence and exploitation. It is estimated that one in three women worldwide will be raped or abused in their lifetime." (http://www.unicef.org/aids/index_24355.html)

''۳۷ملین (۳٫۷۰٫۰۰۰۰۰) سے زائد لوگ ایچ آئی وی سے متاثر ہیں جن میں سے آدھی خواتین ہیں، بہت سی عورتیں جنسی جرائم اور عصمت دری کے ذریعہ اس مرض میں مبتلا ہوئی ہیں، تخمینہ یہ ہے کہ دنیا بھر کی عورتوں میں سے ایک تہائی کو اپنی زندگی میں آبروریزی یا تشدد کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔''

امریکہ و یورپ کے مطابق کئی جہتوں سے عورتوں کی موت اور بربادی کا سبب بننے والے جرم آبروریزی کے مجرموں سے امریکہ و یورپ کا پیار ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ جو ادارۂ اقوام متحدہ دنیا کی ۳۳رفیصد خواتین کی آبروریزی اور زیادتی کا تخمینہ لگا رہا ہے، اس سے یہ جائز سوال کرنے کا حق ہر انسان کو ہے کہ آپ صورت حال کے بد سے بدترین ہونے کی پیشن گوئی تو کر رہے ہیں مگر اس کے لیے کس طرح کے اقدامات کیے جا رہے ہیں؟؟ 'چست امریکی نظام' کے تحت رہنے والی ہر پانچویں / چھٹی خاتون اور ہر چوتھی کالج طالبہ عصمت دری / جنسی زیادتی کی شکار ہو چکی ہے۔ امریکہ و یورپ کے جس نظام سے اس طرح کی صورت حال پیدا ہوئی اسی کو دوسری مرتبہ کیوں آگے بڑھایا جا رہا ہے......؟؟ اس کی جگہ کم از کم ۱۰رسالوں کے لیے آئینِ اسلامی کو کیوں نہیں آزمایا جا رہا ہے؟؟

(۱۶)حد قذف۔

ایک باغیرت انسان چاہے مرد ہو یا عورت اس کے لیے عزت بڑی چیز ہے اور اس کے لیے پاکدامنی ایک قابل تعریف وصف ہے۔ اس کے برخلاف زنا اس کی عزت و ناموس کے لیے ایک کلنک کی حیثیت رکھتا ہے، بالخصوص خواتین کے لیے پاک دامن نہ ہونے کا الزام ایک بڑی دردناک سزا ہے۔ حد سے زیادہ آزادانہ ماحول اور بے انتہا آوارگی کے باوجود امریکہ و یورپ میں آج بھی ایسے کروڑوں افراد پائے جاتے ہیں جو پاک ہمسفر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اسلام نے عفت مآب خواتین کو اس طرح کی بے جا تکلیفوں سے مامون رکھنے کے لیے یہ قانون نافذ کیا ہے کہ جو شخص کسی پر زنا کا الزام عائد کرے اس پر کم از کم چار گواہوں کو پیش کرنا ضروری ہے۔ اور وہ بھی یہ گواہی دیں کہ انہوں نے مرد و عورت کو سوئی دھاگہ کی مثل دیکھا ہے۔

اگر پورے چار کی مقدار میں گواہوں نے اس طرح گواہی نہ دی تو ان ظالم گواہوں اور الزام لگانے والوں میں سے ہر ایک کو اسی اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ ارشاد باری ہے:

"وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَّأُوْلٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ o إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ o"۔

"جو لوگ پاک دامن عورتوں پہ تہمت لگاتے اور چار گواہ نہیں لاتے ہیں انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول مت کرو، یہ لوگ فاسق اور اللہ کی اطاعت سے نکلے ہوئے ہیں، مگر ان میں سے جو اس کے بعد توبہ کرلے اور اپنے آپ میں اصلاح پیدا کرے تو اللہ بخشش اور رحم والا ہے۔"
(سورۃالنور:٤۔٥)

بائبل کے درج ذیل پیراگراف میں بھی حد قذف کا بیان ہے۔ اگر چہ اسلامی قانون سے مکمل ہم آہنگ نہیں ہے مگر ہماری ضرورت اور حمایت کی حد تک ضرور ہے:

Law concerning witnesses

"One witness shall not rise up against a man for any iniquity, or for any sin, in any sin that he sinneth: at the mouth of two witnesses, or at the mouth of three witnesses, shall the matter be established. If a false witness rise up against any man to testify against him that which is wrong; Then both the men, between whom the controversy is, shall stand before the LORD, before the priests and the judges, which shall be in those days; And the judges shall make diligent inquisition: and, behold, if the witness be a false witness, and hath testified falsely against his brother; Then shall ye do unto him, as he had thought to have done unto his brother: so shalt thou put the evil away from among you. And those which remain shall hear, and fear, and shall henceforth commit no more any such evil among you. And thine eye shall not pity; but life shall go for life, eye for eye, tooth for tooth, hand for hand, foot for foot." (Deuteronomy: 19/15-21)

"کسی شخص کے خلاف اُسکی کسی بدکاری یا گناہ کے بارے میں جو اُس سے سرزد ہو ایک ہی گواہ بس نہیں بلکہ دو یا تین گواہوں کے کہنے سے بات پکّی سمجھی جائے۔ اگر کوئی جھوٹا گواہ اُٹھ کر کسی آدمی کی بدی کی نسبت گواہی دے۔ تو وہ دونوں آدمی جن کے بیچ یہ جھگڑا ہو خُداوند کے حضور کاہنوں اور اُن دِنوں کے قاضیوں کے آگے کھڑے ہوں۔ اَور قاضی خوب تحقیقات کریں اَور اگر وہ گواہ جھوٹا نکلے اور اُس نے اپنے بھائی کے خلاف جھوٹی گواہی دی ہو۔ تو جو حال اُس نے اپنے بھائی کے ساتھ کرنا چاہا تھا وہی تم اُسکا کرنا اَور یوں تو ایسی بُرائی کو اپنے درمیان سے دفع کر دینا۔ اَور دوسرے لوگ سنکر

ڈرینگے اور تیرے بیچ پھر ایسی برائی نہیں کرینگے۔ اور تجھ کو ذرا ترس نہ آئے۔ جان کا بدلہ جان۔ آنکھ کا بدلہ آنکھ۔ دانت کا بدلہ دانت۔ ہاتھ کا بدلہ ہاتھ اور پاؤں کا بدلہ پاؤں ہو۔'' (استثنا:۱۹/۱۵-۲۱)

اس میں اس بات کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دے تا کہ وہ اس شخص کو پھنسا کر اسے بے جرم سزا دلا سکے اور قاضی و کاہن کے سامنے اپنے الزام کو دو یا زیادوں گواہوں سے ثابت نہ کر سکے، اسے وہی سزا دی جائے جو وہ دوسرے شخص کے لیے چاہتا تھا، مثلاً کوئی شخص کسی شادی شدہ کے خلاف زنا کی تہمت لگاتا ہے اور کچہری میں ثابت کرنے میں ناکام ہو جاتا ہے تو جو سزا (سنگساری) شادی شدہ زانی کے لیے بائبل میں درج ہے وہی اس شخص کو دی جائے جو جھوٹا مقدمہ لے کر آیا اور جس نے جھوٹی گواہی دی۔ اس کی تفصیل آخری آیت میں ''جان کا بدلہ جان آنکھ کا بدلہ آنکھ......'' سے تعبیر کی گئی ہے۔

(۱۷)جرم کے ثبوت کے لیے کم از کم دو گواہ ضروری۔

کسی بات کو ڈنکے کی چوٹ پہ کہنے کے لیے یا کسی پر اپنے حق کا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ متعلقہ شخص اپنی بات کی تائید میں دو گواہیاں لائے۔ اگر گواہ اور ثبوت کی شرط نہ رکھی جائے تو سارا نظام چوپٹ ہو کر رہ جائے گا اور امن و امان ناپید ہو جائیں گے۔ اسی لیے ہر ذی ہوش ملک و آئین نے مقدمات کے فیصلوں کے لیے ثبوت اور گواہوں کو اولین اور بنیادی شرط قرار دیا ہے۔ ججز اور عدلیہ کو اس قانون کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ ثبوت کے بغیر کسی کے حق میں فیصلہ صادر نہ کریں۔ اس سلسلے میں اسلام کا موقف یہ ہے کہ عفت کے خلاف دی جانے والی گواہی میں کم از کم چار گواہ ہوں اور اس کے علاوہ میں کم از کم دو گواہ، اور گواہوں کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ سچے، پاک باز، نیک اور حق پسند ہوں۔

اللہ جل شانہ وصیت کے معاملہ میں ارشاد فرماتا ہے:

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ ○''۔

''اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں کسی کو موت آئے وصیت کرتے وقت تم میں کے دو معتبر شخص ہیں، یا غیروں میں کے دو جب تم ملک میں سفر کرنے جاؤ پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے، اگر تمہیں کچھ شک پڑے تو ان دونوں کو نماز کے بعد روکو وہ اللہ کی قسمیں کھائیں کہ ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خرید یں گے اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہو، اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے، اگر ہم ایسا کریں تو ہم ضرور گناہگاروں میں ہیں۔'' (سورة المائدة: ١٠٦)

قرض کے لین دین میں رہنمائی دیتے ہوئے کہا گیا:

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَ لْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَ لَا یَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَكْتُبْ وَ لْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَ لْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْـًٔا فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِ وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى وَ لَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا وَ لَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ وَ لَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِیْدٌ وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ یُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۝''۔

''اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک مدت کے لیے قرض کا لین دین کرو تو اسے تمہارے درمیان نیکی کے ساتھ لکھنے والا لکھ دے، اللہ نے کاتب کو علم دیا تو وہ لکھنے سے انکار نہ کرے اور لکھ دے، اور جس پر حق آتا ہے وہ اپنے رب اللہ کے خوف کے ساتھ لکھتا جائے اور کوئی کمی نہ کرے، اور جس پر حق آتا ہو اگر وہ بے وقوف یا کمزور ہو یا لکھا نہ سکے تو اس کا ولی انصاف سے لکھوائے، اور مردوں میں سے دو گواہ پورے کرلو اور اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان میں سے جن کی گواہی تم پسند کرو، تاکہ ایک عورت بھول جائے تو دوسری اُسے یاد دلائے، اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ اِنکار نہ کریں، قرض چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک لکھ کر رکھ لو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ، شہادت قائم رکھنے والی اور اس بات سے قریب ہے کہ تم شک میں نہ پڑو، مگر یہ کہ جب تجارت دست بدست نقدی ہو تو اسے نہ لکھنے میں کوئی برائی نہیں، اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کرلو اور نہ کسی لکھنے

والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو اور نہ ہی وہ کسی تکلیف دیں، اور اگر تم نے ایسا کیا تو تم فاسق قرار پاؤ گے، اللہ سے ڈرو وہ تمہیں سکھاتا ہے۔ اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔'' (سورة البقرة: ۲۸۲)

بائبل نے کسی بھی جرم کے ثبوت کے لیے یہ شرط رکھی ہے کہ کم از کم دو گواہ ہوں:

"One witness shall not rise up against a man for any iniquity, or for any sin, in any sin that he sinneth: at the mouth of two witnesses, or at the mouth of three witnesses, shall the matter be established."

(Deuteronomy: 19/15)

''کسی شخص کے خلاف اُسکی کسی بدکاری یا گناہ کے بارے میں جو اُس سے سرزد ہو ایک ہی گواہ بس نہیں بلکہ دو یا تین گواہوں کے کہنے سے بات پکّی سمجھی جائے۔'' (استثنا:۱۹/۱۵)

(۱۸) عورتوں کی گواہی۔

یہ مسئلہ بھی تبصرہ کی زینت بنتا رہتا ہے کہ اسلام نے مرد کے بالمقابل عورتوں کی گواہی کو آدھا بنا کر عورتوں کی سماجی حیثیت اور مساوات کا مذاق اڑایا ہے۔ یہ صرف آدھی ادھوری بات ہے، جس کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اسلام نے کچھ جگہوں پہ صرف اور صرف عورتوں کی گواہی معتبر مانی ہے، جیسے عورتوں سے متعلق مسائل یا نومولود بچے کے بارے میں عورتوں کی گواہی مانی جائے گی اور صرف ایک خاتون کی گواہی بھی کافی ہے۔ اسی طرح کچھ معاملات میں صرف اور صرف مردوں کی گواہی مانی جائے گی جیسے زنا سے متعلق معاملات وغیرہ۔ اور ثبوت زنا کے لیے دو کی گواہی کافی نہیں ہے بلکہ چار مرد گواہوں کی ضرورت ہے۔ تو کیا یہاں مردوں کو آدھا مان لیا گیا ہے......؟؟ اس طرح کے شبہات کی وجہ سرسری نگاہ یا ہٹ دھرمی ہے۔ مسئلہ کی وضاحت کے لیے آئندہ آنے والی سطروں کو بغور ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) اسلام نے ہر گوشہ کو سامنے رکھ کر گواہی کا قانون بنایا ہے۔ جس جگہ کی گواہی کے لیے مرد کا ملنا متوقع نہیں وہاں عورتوں کی گواہی کافی ہے، جیسے عورتوں کے امور اور نومولود کے بارے میں معاملات۔

(۲) اسلام، بائبل، عقل اور یورپ و امریکہ کے بھیانک انجام کا تقاضا یہ ہے کہ عورتیں گھریلو معاملات دیکھیں اور بچوں کی تعلیم و تربیت پہ دھیان دیں جبکہ مرد بیرونی حالات سے نبرد آزما رہیں۔ اس طرح عورتیں مالی معاملات اور ان کی پیچیدگیوں سے اس طرح واقف نہیں ہو سکتی ہیں

جس طرح مرد باخبر ہوتے ہیں، اسی لیے ایک مرد کے ساتھ دوسرا مرد گواہ نہ ملے تو دو عورتوں کی گواہی ضروری قرار دی گئی تا کہ ایک سے بھول چوک ہو تو دوسری یاد دِلا دے۔ جیسے کچھ بوڑھے بزرگ جدید ٹیکنالوجی کی اصطلاحات اور ان کے استعمال سے بے خبر ہیں، انہیں کچھ پتہ نہیں کہ انٹرنیٹ اور ای میل کس بلا کا نام ہے، مگر ان کے بچے باخبر ہیں۔ ایسی صورت میں کوئی بھی ہوشمند یہی کہے گا کہ سائبر معاملات میں باپ کی جگہ بیٹے کو گواہ بنایا جائے جس پر کوئی ہوشمند یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ باپ کو کمتر اور ہلکا جان کر گواہ بننے سے روکا گیا۔ یا ایک نوجوان کے ساتھ دو بوڑھے بزرگوں کو رکھا جائے تا کہ جب ایک کہے کہ ویڈیو انٹرنیٹ سے چارج کر کے دیکھا جاتا ہے تو دوسرا یاد دلائے کہ نہیں، بلکہ ڈاؤن لوڈ کر کے دیکھا جاتا ہے، تو کوئی بھی ذی ہوش یہ نہیں سمجھے گا کہ دو بزرگوں کے مقابلہ ایک کم عمر کو رکھ کر بزرگوں کی بے عزتی کی گئی ہے۔ کیونکہ اسباب معقول ہیں۔

(۳) وکلا کا کہنا ہے ۹۵ رفیصد خواتین جب گواہی دینے آتی ہیں تو یا تو رونا شروع کر دیتی ہیں یا اول فول بکنے لگتی ہیں یا کوسنا شروع کر دیتی ہیں اور مخالف وکیل کی جرح کی تاب نہ لا کر بے تکی باتیں کرتی ہیں۔ (شرح صحیح مسلم از علامہ سعیدی: ۱۸۹/۵) اس طرح خواتین الجھے ہوئے مقدمات کو سلجھانے کی بجائے اور الجھا سکتی ہیں۔

(۴) گواہی دینا کوئی انعام لینا نہیں ہے، ملزم اور اس کے رشتہ داروں کی طرف سے سخت خطرات ہوتے ہیں۔ اسی لیے اسلام یہ چاہتا ہے کہ عورتیں زیادہ سے زیادہ خود کو دوسروں کی نظروں سے بچا کر رکھیں، البتہ! جہاں ان کی گواہی کے بغیر کام نہیں چل سکتا ہے جیسے عورتوں کے معاملات یا لین دین کے وقت دو مرد گواہوں کی غیر موجودگی، وہاں ان سے مدد لی جا سکتی ہے اور بس۔

(۵) بعض معاملات میں اسلام دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر تسلیم کرتا ہے جیسا کہ اوپر کی آیت میں مذکور ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کے بالمقابل عورتوں میں جوش، رحم دلی، نرم دلی اور جذبات زیادہ ہوتے ہیں جبکہ 'انصاف پسند سختی' کا عنصر کم ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عام طور پر عورتوں کے سامنے دو آنسو بہا کر کوئی بھی اپنا کام نکال لیتا ہے مگر مردوں کے سامنے اس طرح کی ٹھگی کرنا آسان نہیں ہوتا۔

مالی معاملات اور عداوت کے امور میں گواہی دینا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ جس کے خلاف کورٹ سے فیصلہ آتا ہے اس کی جانب سے کئی طرح کے خطرات ہوتے ہیں، خاص کر اس زمانہ میں ''انتقامی آبروریزی'' کے حادثات کا تناسب کافی بڑھ گیا ہے۔

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ مردوں کو بھی خطرہ ہوتا ہے، بہتوں کی جان بھی اسی لیے چلی گئی ہے تو ان کی سلامتی کے لیے ان کی گواہی بھی بند کر دی جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مردوں کی گواہی کا سلسلہ بند کرنے کا مطلب ہے عدالتوں کو بند کرنا اور ملک کو 'بے سہارا' چھوڑنا جس سے نسل انسانی تباہی کی جانب پہونچ جائے گی۔ اسی لیے شہادت و گواہی کا سلسلہ بند نہیں کیا جا سکتا ہے اور رہا نقصان پہونچانے کا سوال تو یہ خطرہ مردوں کی بہ نسبت عورتوں کو زیادہ ہے اسی لیے ''زیادہ خطرناک'' سے اتر کے کم جوکھم والا حکم یہ سنایا گیا کہ مالی معاملات اور تعزیراتی امور میں عورتیں خود کو دور رکھیں یا پھر مالی معاملات میں ان کی گواہی آدھی کر دی جائے کہ جب دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورت مل کر نصاب گواہ مانے جائیں گے۔

تلاش کے باوجود ہمیں بائبل میں عورتوں کو گواہ بنانے سے متعلق کوئی واضح حکم نہیں ملا، البتہ گواہوں کے لیے جو ضمیریں (Pronouns) استعمال کی گئیں وہ مذکر کی ہیں۔ بلکہ بائبل کی ایک آیت سے یہ خفیف اشارہ ملتا ہے کہ عورتوں کو گواہ نہ بنایا جائے:

"Let your women keep silence in the churches: for it is not permitted unto them to speak; but [they are commanded] to be under obedience, as also saith the law. And if they will learn any thing, let them ask their husbands at home: for it is a shame for women to speak in the church." (1Corinthians: 14/34-35)

''عورتیں کلیسا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ اُنہیں بولنے کا حکم نہیں بلکہ تابع رہیں جیسا توریت میں بھی لکھا ہے۔ اور اگر کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے اپنے شوہروں سے پوچھیں کیونکہ عورت کا کلیسا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے۔'' (کرنتھیوں اول:۱۴/ ۳۴۔۳۵)

(۱۹) کیا مرد و عورت برابر ہیں؟؟

یہ اس زمانے کا ایک بڑا اور اہم مسئلہ ہے۔ شاید دنیا کے اکثر لوگ یہی کہیں گے کہ اس سوال کی ضرورت ہی نہیں ہے، کچھ کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ ہاں دونوں برابر ہیں

اور کچھ کے نزدیک سبب یہ ہے کہ جب دو چیزیں ہر طرح یکساں نہ ہوں تو ان میں موازنہ (Comparison) ممکن ہی نہیں ہے، تو موازنہ کی بات بے مطلب مانی جائے گی۔

آدم وحوا کی اولاد ہونے کی حیثیت سے اسلام نے مرد وعورت دونوں کو ایک سا مقام دیا ہے، البتہ! جسمانی اور ذہنی فرق کی وجہ سے بعض مقامات پہ عورتوں کو فضیلت بخشی تو بعض معاملات میں مردوں کو۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے، اسی طرح کس کی خدمت کرنی چاہئے؟؟ اس سوال کے جواب میں پہلے تین مرتبہ ماں (عورت) کا نام لیا اور چوتھی مرتبہ پوچھنے پر باپ (مرد) کا ذکر کیا۔ یوں ہی کہا گیا کہ جب کوئی باپ اپنے گھر میں کوئی سامان لائے تو بچوں میں تقسیم کے وقت پہلے لڑکیوں کو دے اور پھر اخیر میں لڑکوں کو کیونکہ لڑکیوں کا دل زیادہ نرم اور جذباتی ہوتا ہے۔ البتہ بعض معاملات میں مردوں کو فضیلت بخشی جس کے نمایاں اسباب ہیں۔ اور بعض میں دونوں کو برابر مقام دیا جیسے مرد کو گھر سے باہر نکلنے میں یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ تنہا نکل سکتا ہے اگر اس کی جان کو خطرہ نہیں ہے، اسی طرح عورتیں اپنی ضرورتوں کے لیے گھر سے باہر نکل سکتی ہیں بشرطیکہ ماحول پُر امن ہو۔ البتہ! خواتین کے لیے مدت سفر (تقریبا سو کلومیٹر) پہ نکلنے کے لیے ان کے ساتھ محرم ہونے کی شرط لگائی گئی ہے، جو شرط مرد کے ساتھ نہیں ہے، ایسا کیوں ہے؟؟ اس سوال کا جواب ہر عقل مند کے پاس ہے، اور جن کے پاس نہیں ہے شاید وہ ضرورت کی حد تک عقل مند نہیں ہیں، بھولے ہیں۔ دنیا بھر کی سڑکوں پہ نکلنے والے جلوس کے بینروں اور پوسٹروں پہ نمایاں طور پہ لکھا ہوتا ہے کہ عورتیں محفوظ نہیں ہیں، جب اکلوتے سپر پاور ملک امریکہ میں سالانہ لاکھوں عورتوں کو اپنی عزت گنوانی پڑتی ہے تو دوسروں کا پوچھنا ہی کیا۔ اس لیے اسلام جو فطرت کا پاسدار ہے اس نے خواتین کی آبرو کی حفاظت کے لیے یہ حکم دیا ہے کہ وہ اس قانون کی پابندی کریں۔

اسی طرح اسلام کا حکم یہ ہے کہ عورتوں کا غیر محرم مردوں سے میل جول حرام ہے، اس کی وجہ بھی دنیا کے سامنے ظاہر ہے، دنیا بھر میں مستورات کی آبرو لوٹنے میں ہر سال تقریبا ۱۰ ار

لاکھ سے زائد وہی لوگ ہوتے ہیں جن سے خواتین کا میل جول ہوتا ہے۔اس طرح اگر صرف اس ایک معاملہ میں اسلامی قانون کو اپنایا جائے تو کم از کم اتنی عورتوں کی عزت محفوظ رہے۔

اسی طرح جہاں جہاں اسلام نے مرد کو اعلیٰ مقام یا عورت کو فضیلت بخشی ہے اس کے کچھ نہ کچھ اسباب ہیں جن پہ توجہ دینے سے آپ خود کو مدینہ کا مسافر بننے سے نہیں روک سکیں گے۔جیسے ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی ماں کو کاندھے پہ بٹھا کر پیدل حج کرایا ہے، کیا میں نے ان کا حق ادا کر دیا؟ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری پیدائش کے وقت جو جھٹکے اس نے برداشت کیے ان میں سے ایک کا بھی حق ادا نہیں ہوا ہے۔

اسلام کے قوانین کو آپ اس مثال سے سمجھیں کہ ایک آدمی کے پاس دو بیٹے ہیں، ایک پانچویں درجہ میں ہے جو ماں باپ کے ساتھ رہتا ہے اور دوسرا ایم اے میں ہے جو دور رہتا ہے۔باپ ہر ماہ پہلے کو ۵۰۰/روپئے جبکہ دوسرے کو ۳۰۰۰/روپئے دیتا ہے، تو کیا کوئی عقلمند یہ کہے گا کہ باپ ظالم ہے، دونوں کے لیے الگ الگ نظریہ رکھتا ہے، وہ دونوں میں انصاف نہیں کرتا ہے؟؟ اسی طرح ایک آدمی نے ایک دبلے پتلے اور بوڑھے مزدور کو ۱۲۰۰۰/روپئے پہ جبکہ ایک تیز طرار جوان کو ۲۵۰۰۰/روپئے پہ اپنے یہاں ملازم رکھا تو کیا کوئی ذی ہوش یہ کہے گا کہ مالک صحیح نہیں ہے، دونوں میں انصاف نہیں کرتا ہے؟؟ ان دونوں مثالوں میں مالک و باپ دونوں انصاف پسند ہیں مگر قانون اور حکم میں جو فرق نظر آ رہا ہے وہ سبب میں فرق کی وجہ سے ہے۔جیسے ایک مرد نے کسی کو قتل کر دیا بدلہ میں اسے پھانسی کی سزا سنائی گئی، مگر اس عورت کو عدالت نے رہا کرنے کا حکم دیا جس نے اپنی عزت کی حفاظت کے لیے زانی کا قتل کر دیا۔بہ ظاہر مرد و عورت دونوں قاتل ہیں اور دونوں کی سزا ایک ہونی چاہیئے مگر چونکہ اسباب جدا جدا ہیں اسی لیے دونوں کا حکم الگ الگ سنایا گیا جو بالکل صحیح ہے۔اس کو اس مثال سے بھی سمجھئے کہ حکومت ہند کے ماتحت تعلیمی، سیاحتی، برقی، زراعتی، عدالتی، دفاعی، ریلوے وغیرہ کئی ایک محکمہ جات ہیں۔مگر صرف تعلیمی اور وہ بھی صرف اسکول و کالیجز وغیرہ کے عملہ کو اور فوجی جوانوں کو سالانہ تقریباً ۹۰/دنوں تک کی رخصت کا فائدہ ملتا ہے جبکہ دیگر محکمہ کے ملازمین کو کم و بیش ایک

ماہ سے زیادہ تعطیلات نصیب نہیں ہوتی ہیں، کیا اسے نااِنصافی کا نام دیا جائے گا......؟؟ نہیں، ہرگز نہیں، بلکہ وجوہ و اسباب کے اختلاف کی وجہ سے قانون جدا جدا ہے اور بس۔

اِکو آف انڈیا، پورٹ بلیئر، اَنڈمان نکوبار (ہند) کی خبر کے مطابق نعرۂ مساوات کا سپریم لیڈر امریکہ بھی جنسی تفریق کے مسائل سے جھوجھ رہا ہے:

"The two real issues faced by women are poor perception of capabilities and wage gap-studies show that in the US, women still earn only 77 per cent of what men do for the same job."

(The Echo of India, Port Blair, A&N, India, March 21, 2014, Page No. 6)

''خواتین کو ان کی قابلیت کے تئیں اعتماد کی کمی اور اجرتی امتیاز ان دو بڑے مسائل کا سامنا ہے۔ مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ آج بھی امریکہ میں خواتین کو ایک ہی طرح کے کام کے لیے مردوں کے بالمقابل صرف ۷۷ رفیصد مزدوری دی جاتی ہے۔''

امریکہ و یورپ کے ذریعہ تقریبا دو صدی سے مساوات کا نعرہ بہت شدت سے بلند کیا جا رہا ہے اور برابری کے اپنے فرضی مفہوم کو دنیا میں عام کرنے کے لیے امریکی انتظامیہ نے بات لات ہر طرح کی پالیسی کو اپنایا ہے مگر کیا کہئے خود اسی کا دامن داغدار ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ امریکی حکمراں و عوام پہلے اپنے دامن کے گہرے داغ کو دھوئیں گے پھر دوسروں سے کہیں گے کہ آپ کے بدن پہ مکھی بیٹھی ہے۔ اس بات کو ہر عقلمند سمجھتا ہے اور عقل کا یہ قاعدہ ہے کہ 'اجرت حسبِ محنت و منفعت' یعنی مالک کو جس سے جتنا فائدہ ملے گا اس کی تنخواہ اسی حساب سے طے کرے گا۔ اور شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ جسمانی ساخت وغیرہ مختلف اسباب کی بنیاد پہ جتنا کام مرد کر سکتا ہے، اکثر عورتیں نہیں کر سکتی ہیں۔ اور جب معاملہ ایسا ہے تو آپ لاکھ قانون بنائیں، سختی کریں اور بات لات کی پالیسی اپنائیں لوگوں کو باز نہیں رکھ سکتے ہیں۔ یہ فطرت انسانی ہے کہ جہاں حساب و کتاب اور جوڑ گھٹاؤ اس کی حمایت میں ہو وہ اسے ضرور اختیار کرے گا بالخصوص جب فطرت و عقل بھی اس کی حمایت کر دے۔

کیا امریکہ و یورپ اور ہند و چین میں عام آدمی اور اربابِ مملکت کے لیے ہر قانون ایک سا ہے؟؟ کیا وہاں کی پولیس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جرم ثابت ہونے سے پہلے تفتیش کے نام پہ جس طرح عام آدمی کو راتوں رات اس کے گھر سے اٹھا کر جیل کی کال

کوٹھری میں بند کر دیا جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح وہاں کے ممبران پارلیمنٹ، گورنرز اور صدور و وزرائے اعظم کو ہتھکڑی پہنا کر عدالت میں پیش کر سکے؟؟ نہیں، کیوں؟ ظاہر سی بات ہے کہ اگر اربابِ اقتدار کے معاملہ میں اس طرح کا قانون پاس کر دیا جائے تو ملک ہمیشہ خانہ جنگی کا شکار رہے گا اور امن کبھی نہیں رہے گا۔ مساوات پہ مزید تفصیل باب ہفتم ''بچوں کی دیکھ ریکھ کون کرے'' کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۰) ہم جنسی۔

اگر شادی کے مقاصد پہ غور کریں تو سب سے بڑا مقصد جو ہر کس و ناکس اور جاہل و دانا کی عقل میں آتا ہے وہ یہی ہے کہ انسان کے جذبات صحیح دائرے میں رہ کر توالد و تناسل کے ذریعہ اپنی نوع کی بقا کا ذریعہ بنیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شادی کی وہی صورت فطرت کے مطابق اور صحیح ہے جس سے دنیا کی فضا انسانی تسلسل سے آباد رہے۔ اور یہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب شادی جنس مخالف سے ہو۔ جس طرح دونوں مثبت یا دونوں منفی تاروں کو ملانے سے بجلی پیدا نہیں ہوتی ہے اسی طرح ہم جنسی سے پھل کی پیداوار ناممکن ہے۔ چنانچہ آپ ٹھنڈی عقل سے تنہائی میں سوچیں تو آپ اس بات کو مانے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ ہم جنسی فطرت سے بغاوت ہے جس کا انجام نسل انسانی کی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ ذرا تصور کریں کہ اگر ساری دنیا میں ہم جنسی کو قانونی جواز مل جائے اور سبھی لوگ اسی طریقہ کو اپنا لیں تو دنیا کو ختم ہونے میں کتنے سال لگیں گے؟؟ کیا سو ڈیڑھ سو سال بعد اس دھرتی پہ کوئی انسان نظر آئے گا؟؟؟ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علم کے مطابق کسی بھی مذہب یا مہذب سماج نے اسے درست نہیں مانا ہے۔ فی الحال ہمارے موضوع کا تعلق بائبل، اسلام اور دورِ جدید سے ہے اسی لیے ہم ان کے احکام اور رپورٹیں قلمبند کرتے ہیں۔

اللہ جل شانہ قوم لوط کی حالت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

''وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعٰلَمِينَ o إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ o''۔

''اور یاد کرو لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا تم ایسی برائی کرتے ہو جسے دنیا میں تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا، تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو، بلکہ تم حد

سے آگے بڑھنے والے لوگ ہو۔'' (سورۃ الأعراف: ۸۰۔۸۱)

ان کا یہ جرم اللہ جل شانہ کے نزدیک اتنا عظیم تھا کہ بے قصوروں کو وہاں سے نکال کر اس بستی پہ نورانی مخلوق ملائکہ کے ذریعہ پتھروں کی بارش کی گئی اور پھر اس بستی کو فرشتوں نے اوپر اٹھا کر زمین پہ پٹخ دیا۔ (سورۃ هود: ۸۲۔۸۳)

جیسا کہ قرآن نے بیان کیا کہ قوم لوط سے پہلے کبھی بھی کسی قوم نے یہ گھناؤنی حرکت نہیں کی اور یہ قبیح فعل ہمیشہ کے لیے حرام اور قابل سزا ہے۔ نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ۔''

''جسے تم قوم لوط سا کام کرتے دیکھو تو فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دو۔'' (سنن ابن ماجة: باب من عمل قوم لوط، سنن أبي داؤد: باب فيمن عمل قوم لوط، مسند أحمد بن حنبل: عن ابن عباس)

اسلام کی طرح بائبل نے بھی فطرت سے بغاوت کو حرام قرار دیا ہے:

"Thou shalt not lie with mankind, as with womankind: it is abomination." (Leviticus: 18/22)

''تو مرد کے ساتھ صحبت نہ کرنا جیسے عورت سے کرتا ہے۔ یہ نہایت مکروہ کام ہے۔'' (اَحبار: ۲۲/۱۸)

اسی طرح کتاب اِستثنا میں کہا گیا:

"There shall be no whore of the daughters of Israel, nor a sodomite of the sons of Israel." (Deuteronomy: 23/17)

''اِسرائیلی لڑکیوں میں کوئی فاحشہ نہ ہو اور نہ اِسرائیلی لڑکوں میں سے کوئی لُوطی ہو۔'' (اِستثنا: ۱۷/۲۳)

بائبل میں ہم جنس پرستوں کو خدا کی بادشاہی کے لیے نااہل قرار دیا گیا:

"Do you not know that the wicked will not inherit the kingdom of God? Do not be deceived: Neither the sexually immoral nor idolaters nor adulterers nor male prostitutes nor homosexual offenders; nor thieves nor the greedy nor drunkards nor slanderers nor swindlers will inherit the kingdom of God."

(1Corinthians: 6/9-10, NIV, IBS, New Jersey, America, ©1973, 1978, 1984)

''کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خُداوند کی بادشاہی کے وارث نہ ہونگے؟ فریب نہ کھاؤ۔ نہ حرامکار خُداوند کی بادشاہی کے وارث ہونگے نہ بُت پرست نہ زناکار نہ عیاش۔ نہ لَونڈے باز۔ نہ چور۔ نہ لالچی نہ شرابی۔ نہ گالیاں بکنے والے نہ ظالم۔'' (کرنتھیوں اول: ۹/۶۔۱۰، گلتیوں: ۱۹/۵۔۲۱، اِفسیوں: ۵/۵)

بائبل کی کتاب اَحبار میں فطرت کے ایسے باغیوں کے لیے موت کی سزا کا اعلان کیا گیا ہے:

"If a man also lie with mankind, as he lieth with a woman, both of them have committed an abomination: they shall surely be put to death; their blood shall be upon them." (Leviticus: 20/13)

''اور اگر کوئی مرد سے صحبت کرے جیسے عورت سے کرتے ہیں تو اُن دونوں نے نہایت مکروہ کام کیا ہے۔ سو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ اُنکا خون اُن ہی کی گردن پر ہوگا۔'' (اَحبار: ۱۳/۲۰)

قرآن (سورۂ بقرہ: ۲۲۳) اور بائبل (اَحبار: ۱۹/۱۸، ۱۸/۲۰) نے ناپاک جگہ میں (یعنی ماہواری والی سے) جماع سے منع فرمایا ہے۔ کیا کوئی صحیح العقل اس عورت سے مجامعت کو صحیح مانتا ہے جو ماہواری میں ہو؟؟

علاوہ ازیں بائبل نے سلاطین اول (۲۴/۱۴) اور (۱۲/۱۵) میں ان حکمرانوں کی تعریف کی ہے جنہوں نے ہم جنس پرستوں کو ملک بدر کیا تھا۔ پھر سلاطین دوم: ۷/۲۳ میں اس بادشاہ کی خوب تعریف کی گئی جس نے لوطیوں کے گھروں کو ڈھادیا۔ مزید آگے کتاب اَیوب (۱۴/۳۶) میں ہم جنس پرستوں کی مذمت کی گئی۔ ہم جنس پرستوں اور عصمت دری کرنے والوں کے خلاف بائبل کا موقف بہت سخت ہے۔ بائبل کی ساتویں کتاب قضاۃ (۲۱/۱۹ تا ۴۸/۲۰) میں ہے کہ ایک اسرائیلی اپنی اہلیہ کے ہمراہ بنی اسرائیل کی ایک شاخ بنیمین کے علاقہ جبعہ میں ایک آدمی کے گھر رات گذارنے کے لیے ٹھہر گیا تو بنیمین کے کچھ شر پسند ہم جنس پرستوں نے میزبان کو کہا کہ اس مرد کو ہمارے حوالے کرو تا کہ ہم اپنی خواہش پوری کریں، میزبان نے کہا تم کو جو کرنا ہے اس کی بیوی سے کرلو مگر ہم جنسی جیسی خبیث چیز کے بارے میں بات مت کرو، چنانچہ اس مرد نے اپنی بیوی ان لوگوں کے حوالہ کردی اور وہ لوگ رات بھر اس سے بد ذاتی کرتے رہے جس سے وہ عورت مرگئی۔ جب یہ خبر بنی اسرائیل کو ملی تو انہوں نے بنیمین سے یہ مطالبہ کیا کہ مجرموں کو ہمارے حوالے کرو تا کہ ہم انہیں قتل کریں مگر بنیمین نے انکار کردیا۔ جواباً بنی اسرائیل نے اپنی ہی ایک شاخ بنیمین کے خلاف جنگ کے لیے چار لاکھ جوانوں کو جمع کیا اور جنگ چھیڑ دی۔ پہلے دن بنی اسرائیل کے ۲۲ر ہزار اور دوسرے دن ۱۸ر ہزار مرد مارے گئے مگر پھر بھی انہوں نے جنگ موقوف نہ کی بلکہ تیسرے دن جی جان لگا کر جنگ کی اور ۲۵ر ہزار سے زائد بنیمینیوں کو قتل کردیا اور پھر ۴ر مہینے بعد دوبارہ بنیمین کے شہر پہ ٹوٹ پڑے اور جتنے ان کے ہاتھ لگے انہوں نے سب کو شہروں اور چوپایوں سمیت جلادیا۔

الحاصل! ہم جنسی عقل صحیح، طبع سلیم، فطرت انسانی اور خدائی قانون سب کے خلاف ہے اور ایسوں کے لیے موت کی سزا کا مطالبہ حق بجانب ہے۔ یورپ وامریکہ کے حکمراں اگر بائبل کی تعلیمات کو لائق اعتنا نہیں سمجھتے ہیں تو انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ بائبل پہ ہاتھ رکھ کر اپنے عہدوں کا حلف لیں اور اس کے تقدس کی جھوٹی قسمیں کھائیں۔

ہم ایک سوال ان تمام لوگوں سے کرتے ہیں جو ہم جنسی کو اس دلیل سے صحیح ٹھہراتے ہیں کہ اب نیا زمانہ ہے، آزادی کا دور دورہ ہے۔ اگر دونوں کو اعتراض نہیں ہے تو قانون اور کورٹ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے غلط کہیں؟؟ ہم جنسی کو جرم گرداننے والا قانون سو پچاس سال پرانا ہے، اب بھی اسی قانون کو پکڑے رہنا بے وقوفی اور پسماندگی ہے۔ اگر آئندہ نسل اسی دلیل کو بنیاد بنا کر کہے کہ ہمارے پچھلوں نے جانوروں سے جنسی تعلق کو حرام قرار دیا تھا وہ اس زمانے کے حساب سے تھا، اب اس کو غلط کہنا ملک وقوم کو پیچھے کی طرف دھکیلنا ہوگا، یا ''Country could not go back to 1860'' (ملک ۱۸۶۰ء کی طرف واپس نہیں جاسکتا) جیسی دلیلیں دیں تو کیا ان کا یہ کہنا اور جانوروں سے جنسی تعلق کے حق میں قانون بنانے کا مطالبہ درست ہوگا؟؟ ایشیائی ممالک نوٹ کرلیں جس دن وہ ہم جنسی کو قانونی جواز دیں گے اس دن سے پچاس سال کے اندر انہیں جانوروں سے خفیہ دوستی کو بھی جائز کہنا پڑے گا، اگر ہماری بات پہ یقین نہ ہو تو Zoophilia سے متعلق بعض مغربی ملکوں اور چند امریکی ریاستوں کے قوانین کو غور سے پڑھیں۔ اسی طرح چوروں کا گروہ چوری کے متعلق قانون کے بارے میں کہے کہ Countary could not go back to 1800 تو کیا اس کی دلیل مان لی جائے گی؟؟

دنیا بھر کے قانون میں سوتیلی بہن سے شادی اور جسمانی رشتہ کو حرام کہا اور لکھا جاتا ہے، اگر آئندہ پچیس سال بعد کوئی یہ سوال کرے کہ پہلے تو شادی وغیرہ کا رجسٹریشن ہوتا تھا تو ہر کسی کے باپ کے بارے میں صحیح معلومات ہوتی تھی، مگر اب تو آپسی رضامندی سے بغیر کسی رشتہ کے تعلق بنانا عام سی بات ہے تو پھر کسی کے بارے میں حتمی بات نہیں کہی جاسکتی ہے، کیا پتہ جس کو اس نے سوتیلی بہن کہا ہے وہ اس کی سوتیلی بہن ہے بھی یا نہیں،

اس پر یہ الزام جھوٹا ہے، اِس قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ لہذا وقت کا تقاضا ہے کہ پرانے قانون کو پیچھے ڈھکیلنے والا سمجھ کر ختم کر دیا جائے اور سوتیلی بہن کی شادی کو بھی جائز قرار دیا جائے۔ یورپ کے حالات کہتے ہیں کہ آئندہ کچھ سالوں بعد اس طرح کے مطالبات سامنے آئیں گے۔ آئرلینڈ میں ایک ایسا ہی جوڑا پایا گیا ہے جس میں مرد کی محبوبہ اور اس کے بچے کی ماں اس کی سوتیلی بہن ہے۔ اس جوڑے کا کہنا ہے کہ انہوں نے کچھ غلط نہیں کیا۔ تو کیا یورپ و امریکہ اس قانون کو بھی ختم کر دیں گے؟؟؟

(www.brisbanetimes.com.au/world/young-couple-discover-they-are-brother-and-sister-20100531-wp4o.html)

اس خبیث عمل سے ایڈز کی بیماری پیدا ہوتی اور پھیلتی ہے۔ برطانوی اخبار ڈیلی میل نے ۲۹ رنومبر ۲۰۱۲ء کو اپنی آن لائن اشاعت میں یہ خبر شائع کی کہ برطانیہ میں ایک لاکھ سے زیادہ لوگ ایڈز سے متاثر ہیں۔ اس خبر کی ذیلی سرخیوں میں یہ سرخی ہمارے عنوان کے مطابق ہے:

"1 in 20 'men who have had sex with men' are believed to have the virus."

(www.dailymail.co.uk/health/article-2240208/Record-number-people-UK-HIV-virus-quarter-know-infected.html)(http://en.wikipedia.org/wiki/HIV_and_men_who_have_sex_with_men)

''مانا جاتا ہے کہ ہر بیس میں سے ایک ہم جنس پرست کے اندر ایچ آئی وی وائرس موجود ہے۔''

اور لندن کی حالت تو اور بھی بدتر ہے:

"The figure soars to nearly one in 12 in London."

(www.dailymail.co.uk/health/article-2240208/Record-number-people-UK-HIV-virus-quarter-know-infected.html) (www.independent.co.uk/news/uk/politics/world-aids-day-25000-people-in-the-uk-dont-know-they-have-hiv-8373487.html)

''لندن میں یہ تعداد بہت زیادہ ہے، ہر ۱۲ رمیں سے ایک ہم جنس پرست مرد ایچ آئی وی متاثر ہے۔''

ہم جنس پرستوں میں ایڈز کا وائرس پائے جانے کا خطرہ سب سے زیادہ ہے:

"At risk groups include gay and bisexual men and african communities."

(www.dailymail.co.uk/health/article-2240208/Record-number-people-UK-HIV-virus-quarter-know-infected.html) (http://www.cdc.gov/hiv/risk/transgender/)

''ایچ آئی وی کے خطروں پہ رہنے والوں میں ہم جنس، ہیجڑے اور افریقی لوگ زیادہ ہیں۔''

ایڈز کا وائرس ایچ آئی وی جنسی آوارگی سے پیدا ہوا اور اسی سے پھیلتا بھی ہے:

"HIV is found in the body fluids of an infected person, and about 95% of people are infected through sexual contact."

(www.dailymail.co.uk/health/article-2240208/Record-number-people-UK-HIV-virus-quarter-know-infected.html)

''ایچ آئی وی متاثر شخص کے خون میں پایا جاتا ہے اور تقریباً ۹۵ ر فیصد لوگوں میں جنسی ملاپ کے ذریعہ پھیلا ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ جنسی آوارگی وہ زہر ہے جسے اختیار کر کے انسان موت کا مسافر بن جاتا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ یہ زہر کچھ مدت میں اثر کرتا ہے، یکبارگی اثر نہیں دکھاتا ہے۔

اور اس کا اقرار ہندوستان کے محکمۂ صحت کو بھی ہے کہ ہم جنس پرست ایڈز کے نشانہ پہ ہوتے ہیں۔ انگریزی روزنامہ ''دی ہندو'' کی یہ خبر پڑھیں:

"New Delhi: The Health and Family Welfare Ministry has expressed concern over the Supreme Court order that gay sex is illegal, saying the ruling will prevent vulnerable comminutes from accessing health facilities for fear of discrimination and stigma."

(The Hindu, Chennai, India, Dec 13, 2013, Page No. 14)

''نئی دلی، صحت و خاندانی فلاح و بہبود کی وزارت نے سپریم کورٹ کے ذریعہ ہم جنسی کو مجرمانہ عمل قرار دینے پہ اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے، متعلقہ وزارت کا کہنا ہے کہ یہ فیصلہ (ایڈز کے) خطرے کی زد پہ رہنے والے طبقہ (ہم جنس پرستوں) کو بدنامی اور امتیاز وتفریق کے خوف سے صحت کے متعلقہ مراعات سے دور رہنے پہ مجبور کرے گا۔''

کتنی مضحکہ خیز ہے یہ دلیل بھی، اس طرح کی باتیں اول یا دوم درجہ کا طالب علم ہی کرسکتا ہے۔ محکمۂ صحت کی اس دلیل کو سامنے رکھ کر کل کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ چوری و ڈکیتی کو کنٹرول کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چوری اور ڈکیتی کو قانونی حیثیت دیدی جائے، تو چور اور ڈاکو بے دھڑک دن کے اجالے میں یہ کام کریں گے اور ہم ان کو اچھی طرح پہچان لیں گے اور انہیں پرانے معاملات میں پکڑ کر سزا دلوادیں گے۔ یا پھر یہ بھی آئیڈیا دے سکتا ہے کہ چوری و ڈکیتی کو قانونی شکل دینے سے چور اور ڈاکو بے نقاب ہو کر گھومتے نظر آئیں گے پھر ہم ان کو پکڑ کے بٹھا کر سمجھائیں گے کہ یہ کام غلط ہے، ایسا نہیں کرنا چاہئے، ملک کو نقصان ہوتا ہے، پولیس والوں کو محنت اور دوڑ دھوپ کرنی پڑتی ہے۔

عزیز بھائیو! اس طرح کرنے سے بیماری بڑھے گی، چور بڑھیں گے، معاملہ کم نہیں ہوگا۔ ذرا ہوش وخرد سے بھی کام لیجئے۔ ڈالر و پونڈ کی جھنکار سے مدہوش ہونے سے قبل یہ بھی سوچیں کہ ملک وقوم اس سے برباد ہوں گے، نہ کہ آباد۔ جس آگ کی بھٹی کو آپ ہوا دے رہے ہیں اس میں آپ کی نسل کا آشیانہ بھی جل سکتا ہے۔

ہم جنسی کو قانونی سرٹیفیکٹ دینے والوں کے قائد ملک امریکہ کے متعلق اس چونکا دینے والی رپورٹ کو پڑھیں، ویکیپیڈیا نے ''U.S. Bureau of Justice Statistics'' کے حوالے سے لکھا ہے:

"91% of rape victims are female and 9% are male, and 99% of arrestees for rape are male."

(www.en.wikipedia.org/wiki/Rape_in_the_United_States)(www.bjs.gov/content/pub/pdf/SOO.PDF)
(http://www.mincava.umn.edu/documents/sexoff/sexoff.pdf)
(http://www.ncdsv.org/images/Care_SA-Victimization-and-Perpetration-Fact-Sheet.pdf)
(http://www.care.uci.edu/files/CALCASA_Stat_2008.pdf)

''آبروریزی کے شکار لوگوں میں ۹۱ رفیصد خواتین جبکہ ۹ رفیصد مرد / لڑکے ہیں، عصمت دری کے الزام میں گرفتار ہونے والوں میں ۹۹ رفیصد مرد ہیں۔''

یعنی امریکہ میں ہر سال تقریباً اٹھارہ بیس ہزار مرد اور بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کی رپورٹ درج ہوتی ہے، ایسا کیوں ہوتا ہے وہ آپ نے بخوبی سمجھ لیا ہوگا۔ بلکہ اگر ہم

www.democraticunderground.com/discuss/duboard.php?az=view_all&address=389x6131770)

(ویب سائٹ پہ ایک سیکنڈ کے لیے بھی اعتبار کریں تو ماننا پڑے گا کہ امریکہ میں ہر سال ایک لاکھ چالیس (۱,۴۰۰۰۰) مرد / بچوں کی آبروریزی ہوتی ہے۔

ہم جنسی فطرت سے بغاوت ہے، اسی لیے بائبل اور قرآن دونوں نے اس جانور کے قتل حکم دیا ہے جس سے کسی ناہنجار انسان نے صحبت کر لی، اسی طرح فاعل ومفعول لوطیوں کی سزائے موت کا حکم دیا تا کہ یہ معاشرہ سے مٹ جائیں تو لوگ جلد اس معاملہ کو بھول جائیں اور کسی کا ذہن اس طرف متوجہ نہ ہو۔ اگر ایک دوفرد کا ذہن اس طرف جاتا بھی ہوگا تو سخت سزا کے خوف سے یہ خیال دماغ میں زیادہ دیر ٹھہرتا نہیں ہوگا مگر قانونی جواز نے اس کے بارے میں بے خطر سوچنے کا موقع دیدیا اور ناہنجار انسان اس کے لیے زور زبردستی اور اغوا جیسے ہتھکنڈے بھی استعمال کرنے لگے۔

ہندوستانی حکومت کے محکمۂ صحت کا کہنا ہے کہ ہم جنسی سے ایڈز پھیلتا ہے لہذا اسے قانونی حیثیت دی جائے تا کہ اس سے متاثر مریض بے خوف علاج کے لیے آسکیں، ورنہ ایڈز کا کنٹرول مشکل ہوجائے گا کیونکہ سزا کے خوف سے اس عمل میں ملوث لوگ اسے ظاہر کرنے سے

پرہیز کریں گے۔ یہاں ایک صحیح بات کو غلط طریقہ سے پیش کیا جارہا ہے کیونکہ ہم جنسی کو قابل سزا جرم گردانے کی صورت میں ہر سال چالیس پچاس ہزار افراد اس کی طرف مائل نہیں ہوں گے مگر اسے قانونی شکل دینے کی صورت میں خطرہ ہے کہ امریکہ سے چار گنا زیادہ آبادی رکھنے والے ہندوستانی سماج میں امریکہ کی طرح ہر سال چالیس پچاس ہزار مردوں/بچوں کو ہم جنسی حملہ کا سامنا کرنا پڑے گا اور حملہ آور میں یورپ وامریکہ کے سیاح بھی شامل ہوں گے جن میں بہت سے ایچ آئی وی متاثر بھی ہوسکتے ہیں، اس سے ہر سال تقریباً دس بارہ ہزار ایڈز کے مریض بڑھیں گے۔

ذرا تیس سال پیچھے جا کر دیکھیں جب امریکہ میں ہم جنسی غیر قانونی اور قابل سزا جرم تھی۔ کیا اس وقت ہر سال بیس ہزار مردوں/لڑکوں پہ ہم جنسی حملہ ہوتا تھا؟؟ نہیں۔

۱۹۸۳ء میں ایڈز کی روک تھام کے لیے امریکہ نے ہم جنس مردوں اور ہیجڑوں کے خون عطیہ دینے پہ تاحیات پابندی لگادی تھی، مگر اکتیس سالوں بعد ۲۳/دسمبر ۲۰۱۴ء کو امریکی محکمۂ غذا و اَدوِیہ نے یہ اعلان کیا کہ وہ اس تجویز کی حمایت کرتی کہ جس ہم جنس مرد نے پچھلے ایک سال میں ہم جنسی کا عمل نہ کیا ہواُس کا خون بطور عطیہ قبول کیا جاسکتا ہے:

"The Food and Drug Administration said Tuesday it favors replacing the blanket ban with a new policy barring donations from men who have had manonman sex in the previous 12 months. The new policy would put the US in line with other countries including Australia, Japan and the UK."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2885339/US-moves-dropping-lifetime-ban-gay-blood-donations.html)
(http://timesofindia.indiatimes.com/world/us/USmovestoendbanonblooddonationsbygaymen/articleshow/45623290.cms)
(http://www.advocate.com/news/dailynews/2011/09/09/kerryenduksgayblooddonorbantippingpoint
(www.theguardian.com/commentisfree/2012/jun/14/gay-blood-ban-lives-risk)

''تغذیہ واَدوِیہ انتظامیہ نے منگل کو کہا کہ وہ مکمل پابندی کی جگہ اس پالیسی کی حمایت کرتے ہیں کہ جس مرد نے پچھلے بارہ مہینوں میں ہم جنسی کا عمل کیا ہواُسے عطیہ دینے سے روکا جائے۔ یہ نئی پالیسی اَمریکہ کو آسٹریلیا، جاپان اور برطانیہ جیسے ممالک کی صف میں لاکھڑا کرے گی۔''

ٹائمز آف اِنڈیا کہ مطابق ہم جنسوں کا ماننا ہے کہ یہ نیا قانون پرانی شراب نئی بوتل کی مثل ہے کیونکہ انہیں خون عطیہ دینے کے لیے بارہ ماہ اپنی خواہش سے بچنا ہوگا جو بہت دشوار ہے۔

اَلحاصل! اَمریکی، جاپانی، آسٹریلیائی اور برطانوی حکومتوں کو بھی اِحساس ہے کہ ہم جنسی اور ہم جنس پرستوں کے خون سے ایڈز کو فروغ ملتا ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ پابندیاں ہم جنسوں پہ عائد ہیں۔

(۲۱) چوری۔

چوری ایک نہایت قبیح چیز ہے۔ یہ ایک عظیم جرم ہے۔ اس کے ارتکاب سے ایک ہی ملک میں روزانہ سینکڑوں اور ہزاروں گھر تباہ و برباد ہوجاتے ہیں۔ ہزاروں بچے آشیانے سے محروم ہوکر سڑک پر آجاتے ہیں۔ بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ سرقہ سے متاثر شخص اپنی زندگی کے حاصل کو پل بھر میں ضائع ہوتے دیکھ کر / کھوکر اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے پہ خود کو مجبور کر دیتا ہے۔ تاریخ کا کوئی بھی معاشرہ چاہے وہ کتنا ہی پسماندہ کیوں نہ رہا ہو اس نے چوری کو شریفوں کا عمل نہیں گردانا ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ چوری کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اسلام اور بائبل نے بھی چوری کو ناجائز کاموں کی فہرست میں اوپر رکھا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ چوری، ڈکیتی اور بے ایمانی کو حرام قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"لَا نَهْبَ وَلَا إِغْلَالَ وَلَا إِسْلَالَ، (وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)."

''ڈکیتی، بے ایمانی اور چوری نہیں، جو شخص بے ایمانی کرے گا قیامت کے دن بے ایمانی کی چیز کے ساتھ خدا کے سامنے پیش ہوگا۔'' (مسند الدارمی: ۲٥٤٦ باب فی الغال اذا جآء بما غل به)

اور یہی نہیں کہ اسلام نے چوری کو حرام قرار دیا بلکہ چوری کی سزا یہ متعین کی کہ انسان کا وہ ہاتھ جس کا قصاص پچاس اونٹ ہے اسے چوری کی سزا میں صرف دس درہم یا اس سے زائد مالیت کے سامان کی چوری کے عوض لازمی طور پر کاٹ دیا جائے۔ اس سلسلے میں صدر جمہوریہ یا وزیر اعظم کو معاف کرنے کا اختیار تو دور انہیں سفارش کرنے کا بھی حق حاصل نہیں ہے:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌo فَمَن تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o".

''چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹ ڈالو بدلہ اس کا جو انہوں نے کیا، یہ اللہ کی جانب سے عبرت ہے، اللہ غلبہ اور حکمت والا ہے۔ تو جو اپنی زیادتی کے بعد توبہ کرے اور خود میں اصلاح لائے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا، بے شک اللہ بخشش اور رحم والا ہے۔'' (سورة المائدة: ۳۸۔۳۹)

چوری کے متعلق اسلام کے اسی سخت موقف کے باعث جن ممالک میں یہ قانون نافذ ہے وہاں دگر ملکوں کی بہ نسبت چوری کی واردات نہیں کے برابر ہوتی ہے۔

ہاتھ کاٹنے کے اسلامی قانون پہ یورپ وامریکہ کے شبہات اور ان کی چیخ وپکار کا جواب آپ نویں باب ''تعزیراتی قوانین'' کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اسلام کے بہت سے قوانین کی طرح چوری کے احکام میں بھی بائبل نے قدرے تفاوت کے ساتھ اسلام کے موقف کی موافقت کی ہے۔ بائبل نے بھی چوری کو ناجائز قرار دیا ہے۔ کتاب خروج میں ہے:

"Thou shalt not steal." (Exodus: 20/15, Deuteronomy: 5/19)

''تو چوری نہ کرنا۔'' (خروج:۲۰/۱۵، اِستثنا:۵/۱۹)

کتاب اَحبار میں چوری، دھوکا اور جھوٹ کو حرام قرار دیتے ہوئے کہا گیا:

"Ye shall not steal, neither deal falsely, neither lie one to another." (Leviticus: 19/11)

''تم چوری نہ کرنا اَور نہ دغا دینا اَور نہ ایک دوسرے سے جھوٹ بولنا۔'' (اَحبار:۱۹/۱۱)

انسان کے علاوہ کی چوری کے سلسلے میں بائبل کا موقف یہ ہے:

"If a man shall steal an ox, or a sheep, and kill it, or sell it; he shall restore five oxen for an ox, and four sheep for a sheep. If a thief be found breaking up, and be smitten that he die, there shall no blood be shed for him. If the sun be risen upon him, there shall be blood shed for him; for he should make full restitution; if he have nothing, then he shall be sold for his theft. If the theft be certainly found in his hand alive, whether it be ox, or ass, or sheep; he shall restore double." (Exodus: 22/1-4)

''اگر کوئی آدمی بیل یا بھیڑ چُرالے اور اُسے ذبح کردے یا بیچ ڈالے تو وہ ایک بیل کے بدلے پانچ بیل اور ایک بھیڑ کے بدلے چار بھیڑیں بھرے۔ اگر چور سیندھ مارتے ہوئے پکڑا جائے اور اُس پر اَیسی مار پڑے کہ وہ مر جائے تو اُسکے خُون کا کوئی جرم نہیں۔ اگر سورج نکل چکے تو اُسکا خُون جرم ہوگا بلکہ اُسے نقصان بھرنا پڑیگا اور اگر اُسکے پاس کچھ نہ ہو تو وہ چوری کے لئے بیچا جائے۔ اگر چوری کا مال اُسکے پاس جیتا ملے خواہ وہ بیل ہو یا گدھا یا بھیڑ تو وہ اُسکا دونا بھر دے۔'' (خروج:۲۲/۱۔۴)

چور کی نگاہ سے دیکھیں تو بائبل کا قانون آسان ہے کہ دس بیس مرتبہ چوری کامیاب رہی اور ایک مرتبہ پکڑے گئے تو بھی فائدہ میں رہے، جب کہ ذمہ دار سماج کی نظر سے دیکھیں تو اسلامی قانون زیادہ پرفیکٹ نظر آتا ہے۔ ہر ملک میں چوری کرنے والے کے لیے قید وبند کی سزا قانون میں موجود ہے مگر پھر بھی ہر سال چوری کے حادثات لاکھوں میں ہوتے ہیں۔ امریکہ جیسے تعلیم اور ترقی یافتہ ملک میں

سالانہ دس پندرہ لاکھ سے زائد چوری کی وارداتیں ہوتی ہیں، کیونکہ چور کو معلوم ہے کہ زیادہ سے زیادہ سزا یہ ملے گی کہ کچھ ماہ یا کچھ سال جیل میں رہنا پڑے گا جہاں مفت کی روٹی ملے گی اور ٹی وی دیکھتے اور گپ شپ مارتے سزا کٹ جائے گی، اس کے برخلاف جن ملکوں میں چور کے ہاتھ کاٹ دیے جاتے ہیں وہاں اس کا گراف بہت کم ہے کیونکہ اگر ساری زندگی کامیابی سے چوری کرتا رہا اور مدتوں بعد صرف ایک مرتبہ پکڑا گیا تو بھی وہ ''سو سونار کا تو ایک لوہار کا'' محاورہ کو یاد کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

(۲۲) انسان کی غیر قانونی تجارت کا حکم۔

قانونی غلامی کا زمانہ تو ختم ہوگیا مگر انسانی جانوں کی غیر قانونی طور پہ خرید و فروخت (Human Trafficking) جاری ہے جو اس زمانہ کا ایک بڑا مسئلہ بن چکی ہے۔ اقوام متحدہ (United Nations) کی فکر کا ایک بڑا حصہ اس کے خاتمہ کی ترکیبیں بنا رہا ہے، مگر ہر ترکیب اور ہر تدبیر بے کار ثابت ہو رہی ہے۔ انسانی اسمگلنگ پہ بہت زیادہ سرمایہ کاری ہو رہی ہے اور یہ کام چھوٹے بڑے ہر پیمانہ پر ہو رہا ہے۔ اس میں نیشنل انٹرنیشنل ہر طرح کے بیوپاری شامل ہیں۔ بچوں خاص کر بچیوں اور عورتوں کی کالا بازاری بڑے زور و شور سے جاری ہے، اس کے لیے دھوکا، عشق، محبت، پیار اور اغوا کا زیادہ سہارا لیا جا رہا ہے۔ خود امریکہ میں سالانہ پندرہ سولہ لاکھ سے زائد انسانوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ مگر انسانی اسمگلنگ پہ آنسو بہانے والے حکمراں چاہتے ہیں کہ اس جرم میں ملوث لوگوں کو خراش نہ پہنچے اور یوں ہی اس اذیت ناک مسئلہ کو حل کر لیں جو اُن کی کامیابی میں سب سے بڑا روڑا ثابت ہو رہا ہے۔ اگر یورپ و امریکہ کے حکمراں اپنے ارادے میں مخلص ہیں تو انہیں کینسر زدہ ہاتھ کی طرح اس مرض کے مجرموں سے سختی سے نپٹنا ہوگا ورنہ سونے کے قلم سے نوٹ کر لیں کہ دنیا ختم ہو جائے گی مگر انہیں کامیابی نہیں ملے گی۔ ضرورت ہے کہ اس سلسلے میں اسلامی قانون سے مدد لی جائے جس کی حمایت میں بائبل بھی سینہ تان کر کھڑی نظر آتی ہے اور امریکہ و یورپ کا تجزیہ یہی کہتا ہے اور امریکی حکومت کی سروے رپورٹ کا بھی یہی مطالبہ ہے۔ واضح رہے کہ قرآن و حدیث نے اس کام کو ان جرموں کی فہرست میں رکھا ہے جن کی کوئی ایک خاص سزا متعین نہیں کی گئی ہے، وقت اور حالات کا اس کے متعلق جو

بھی تقاضا ہوگا اسے پورا کیا جائے گا، جو بڑی سے بڑی سزا اور مجرم کے بدن پہ دیوار ڈھانے تک کی ہو سکتی ہے۔ اور آج کے حالات کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایسے مجرموں کو اتنی سخت سزا دی جائے جسے سن کر مجرموں کی روح تک کانپ جائے۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا."

''جس نے کسی جان کو قصاص یا زمین میں فساد پھیلانے کے علاوہ کسی اور وجہ سے مار ڈالا گویا اس نے تمام انسانوں کا قتل کیا۔'' (سورة المائدة: ۳۲)

اس آیت نے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام بڑے جرائم کے مرتکبین کے لیے سخت سزا کو قانونی جواز فراہم کر دیا ہے۔ آیت مذکورہ نے ہر وہ عمل جو فساد اور بڑا فتنہ ہو جیسے انسانی اسمگلنگ اور بدعنوانی وغیرہ، ان کی روک تھام کے لیے موت تک کی سزا کا قانون بنانے اور اس کو نافذ کرنے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

بائبل نے اسلام کے اس سخت موقف کی حمایت کرتے ہوئے انسان کی چوری کرنے والے کے لیے قتل کی سزا مقرر کی ہے:

"And he that stealeth a man, and selleth him, or if he be found in his hand, he shall surely be put to death." (Exodus: 21/16)

''اور جو کوئی کسی آدمی کو چُرائے خواہ وہ اُسے بیچ ڈالے خواہ وہ اُس کے ہاں ملے وہ قطعی مار ڈالا جائے۔'' (خروج: ۱۶/۲۱)

اسی طرح کتاب اِستثنا میں ہے:

"If you are guilty of kidnaping Israelites & forcing them into slavery you will be put to death to remove this evil from the community." (Deuteronomy: 24/7, Exodus: 21/16, CEV, Pub. by ABS, NY, America,1995)

''اور اگر کوئی شخص اپنے اسرائیلی بھائیوں میں سے کسی کو غلام بنائے یا بیچنے کی نیت سے چراتا ہوا پکڑا جائے تو وہ چور مار ڈالا جائے۔ یوں تو ایسی برائی اپنے درمیان سے دفع کرنا۔'' (اِستثنا: ۷/۲۴)

ہم دوسرے غریب ملکوں کی بات نہ کر کے صرف امریکہ کا تجزیہ کریں تو یہ حیران کن نتیجہ دیکھنے کو ملتا ہے:

"As many as 2.8 million children run away each year in the U.S. Within 48 hours of hitting the streets, 1/3 of these children are lured or recruited into the underground world of prostitution & pornography." (www.wingsofrefuge.net/the-facts.html)
(http://www.washingtontimes.com/news/2005/apr/28/20050428-095319-7893r)

(http://www.focusas.com/Runaways-WhyTeensRunAway.html)

''امریکہ میں ہر سال گھر سے بھاگنے والے اٹھائیس لاکھ بچوں میں سے ایک تہائی (زائد از نو لاکھ) اڑتالیس گھنٹے کے اندر اندر پھُسلا کر جنسی ویڈیو گرافی اور جنسی تجارت کی زیریز میں دنیا میں پھینک دیے جاتے ہیں۔''

ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ ہر سال 'کتنے فیصد' امریکی بچوں کو اس گندے گڑھے میں ڈالا جاتا ہے، مگر نفس مسئلہ تو اپنی جگہ متفق ہے کہ ہر سال لاکھوں کم عمر بچے بچیوں کو اس کالے دھندے میں زبردستی دھکیلا جاتا اور ان سے جسم فروشی کی غلامی کروائی جاتی ہے۔

اور جنسی بنیوں کے ذریعہ شکار ہونے والوں کی عمر کا اوسط تو اور بھی زیادہ تعجب خیز ہے:

"The average age of entry for children victimized by the sex trade industry is 12 years old." (www.wingsofrefuge.net/the-facts.html)
(http://www.justice.gov/oig/reports/FBI/a0908/chapter4.htm)
(http://www.atg.wa.gov/HumanTrafficking/SexTrafficking.aspx#.U-tMGOOSxEg)
(http://www.ct.gov/dcf/cwp/view.asp?a=4127&Q=492900)

''جنسی بیوپاریوں کے ذریعہ جن بچوں کا شکار کیا جاتا ہے ان کی اوسط عمر ۱۲/سال ہے۔''

اور ان بچیوں کی آئندہ زندگی کتنے سالوں کی ہوتی یہ بھی جان لیں:

"There is only a 7 year avg. life expectancy for a girl, once she is in slavery." (www.wingsofrefuge.net/the-facts.html)

''غلامی کی دنیا میں داخلہ کے بعد ایک لڑکی کے صرف سات سال اور جینے کی امید کی جاسکتی ہے۔''

امریکی تحقیقاتی ایجنسی ایف بی آئی نے اس کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہا:

"The FBI states that the average life expectancy of a child once in prostitution is 7 years due to homicide and HIV/AIDS (Farley, 2008). The health problems seen in victims of trafficking are a result of several factors: malnutrition, sleep deprivation, extreme stress, and severe physical and mental abuse. Some of the health problems suffered by victims of prostitution leave lasting scars and can be devastating and life threatening. In our experience working with victims of sex trafficking in Hawaii and California, we have seen girls suffer from severe PTSD and flashbacks that can be triggered at any moment during the day.":
(http://www.epmonthly.com/features/current-features/identifying-sex-trafficking-in-the-ed-/)
(www.trustaz.org/downloads/aw-trust-shocking-facts.pdf)

''ایف بی آئی کے مطابق قتل، ایچ آئی وی اور ایڈز کی وجہ سے نوخیز کے جنسی تجارت میں جانے کے بعد مزید صرف سات سال جینے کی امید کی جاسکتی ہے، اسمگلنگ کی شکار بچیوں میں غذائی قلت، کم خوابی، تناؤ، اور متعدد جسمانی و ذہنی پریشانیاں ان کی صحت و تندرستی پہ اثر انداز ہوتی ہیں۔

جنسی تجارت کی شکار بہت سی بچی اور خواتین ایک دائمی الجھن اور تباہ کن خطرات کا سامنا کرتی ہیں۔ ہوائی اور کیلیفورنیا میں ہمارے مشن کے دوران ہم نے پایا کہ جنسی کالا بازاری کی شکار بچیاں خطرناک جنسی بیماریوں میں مبتلا ہیں جو کسی بھی لمحہ ان کی زندگی کا چراغ گل کر سکتی ہیں۔''

صدر صاحبان! ہماری نسل کی نہ سہی کم از کم اپنی نسل کی فکر تو کیجیے، کروڑوں بچوں/بچیوں کی زندگیاں جہنم بننے سے بچا لیجیے جو اسی وقت ممکن ہے جب آپ سخت قانون بنائیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ دو چار نسل بعد اس آگ میں آپ کی نسل کو بھی جلنا پڑے۔ شہنشاہِ ہند اور عالم پناہ کہے جانے والے جلال الدین اکبر کے جانشینوں کو چائے بیچنے پہ مجبور ہونا پڑا۔

(۲۳) پڑوسیوں سے تعلقات۔

سماجی جانور اِنسان کے لیے معاشرتی اطوار اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ بالخصوص پڑوسیوں سے خوشگوار تعلقات اس کے حق میں از حد مفید ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی نظر میں ایک کامل مسلمان ہونے کے لیے ایک بہترین اور حق پسند پڑوسی ہونا از حد ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، لَا، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، لَا، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، قَالُوا: وَمَنْ ذَاكَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ: جَارٌ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔"

''قسم خدا کی! وہ مسلمان نہیں، قسم خدا کی! وہ مسلمان نہیں، قسم خدا کی! وہ مسلمان نہیں، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کون مسلمان نہیں؟ فرمایا: جس سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں''۔

(مسند أحمد: الحديث ٨٦٥٦، المستدرك للحاكم: الحديث ٢١، ٧٤٠٧، ٧٢٩٩، جمع الجوامع: الحديث ١٣٦)

اس ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حکمت کے موتی پرو دیے ہیں۔ آپ لفظ پڑوسی پہ غور کریں تو یہ نکتہ منکشف ہوگا کہ اس ایک جملہ میں سلامتی کائنات کا ذکر اور عالمی امن کی گارنٹی کا تذکرہ ہے۔ گھر کا پڑوسی گھر، محلّہ کا پڑوسی محلّہ، بستی کا بستی، شہر کا شہر، ریاست کی پڑوسی دوسری ریاست، ملک کا پڑوسی ملک اور ایک براعظم کا پڑوسی دوسرا براعظم ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر طرح کے پڑوسی سے خوشگوار اور آشتی بھرا رشتہ رکھا جائے۔ جو شخص بغیر کسی صحیح وجہ کے اپنے پڑوسی محلّہ، پڑوسی شہر، پڑوسی ریاست یا پڑوسی ملک کے لیے باعث پریشانی ہوگا اس کا دین مکمل نہیں

اور ایک سچا پکا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی بداعمالیوں سے اس کے ہر طرح کے پڑوسی محفوظ رہیں۔ یہ حدیث عالمی امن کا بے مثال فارمولا اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

اور تو اور پیغمبر اسلام ﷺ اپنی دعاؤں میں برے پڑوسیوں سے بھی خدا کی پناہ مانگتے اور یہی اپنے اصحاب کو سکھاتے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا میں عرض کرتے:

"اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ أَعُوذُ بِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوْءِ، وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْءِ، وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ، وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ، وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ، فِیْ دَارِ الْمُقَامَةِ۔"

"اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں برے دن، بری رات، برے وقت، برے آدمی اور ٹھہرنے کی جگہ میں برے پڑوسی سے۔"

(المعجم الكبير للطبرانی: الحديث ١٤٢٢٧، المستدرك للحاكم: الحديث ١٩٠٦، ١٩٥١، صحيح ابن حبان: الحديث ١٠٣٩، مجمع الزوائد: الحديث ١١٩٦١، ١٧١٧٩، مصنف ابن أبی شيبة: الحديث ٢٥٤٢١، شعب الايمان للبيهقی: الحديث ٩٢٣١)

ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ بائبل نے بھی پڑوسیوں کے حقوق کے معاملہ میں اسلام کے موقف کی حمایت کی ہے۔ کتاب خروج میں ہے:

"Thou shalt not covet thy neighbour's house, thou shalt not covet thy neighbour's wife, nor his manservant, nor his maidservant, nor his ox, nor his ass, nor any thing that is thy neighbour's."

(Exodus: 20/17, Deuteronomy: 5/21)

"تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ اُسکے غلام اور اُسکی لونڈی اور اُسکے بیل اور اُسکے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اَور چیز کا لالچ کرنا۔"

(خروج: ۲۰/۱۷، اِستثنا: ۵/۲۱)

اسی طرح مسیح نے بھی ان چیزوں کو بیان کیا ہے۔ انجیل متی میں ہے:

"And, behold, one came and said unto him, Good Master, what good thing shall I do, that I may have eternal life? And he said unto him, Why callest thou me good? there is none good but one, that is, God: but if thou wilt enter into life, keep the commandments. He saith unto him, Which? Jesus said, Thou shalt do no murder, Thou shalt not commit adultery, Thou shalt not steal, Thou shalt not bear false witness, Honour thy father and thy mother: and, Thou shalt love thy neighbour as thyself." (Matthew: 19/16-18)

"اور دیکھو ایک شخص نے پاس آ کر اُس سے کہا اَے استاد میں کونسی نیکی کروں تا کہ ہمیشہ کی

زندگی پاؤں؟'' اُس نے اُس سے کہا تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے؟ نیک تو ایک ہی ہے لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر'' اُس نے اُس سے کہا کون سے حکموں پر؟ یسوعؑ نے کہا یہ کہ خُون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے'' اپنے باپ کی اور اپنی ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ'' (متی:۱۹/۱۶۔۱۹)

انگریزی اور اردو پیرا گرافوں میں جو فرق ہے اس کو ظاہر کرنے کے لیے ہم نے ان جملوں کو خط کشیدہ بنا دیا ہے۔ بقیہ تبصرہ دوسرے محقق یا وقت دگر کے لیے محفوظ۔

پڑوسی کے گھر بار بار جانے سے منع کرتے ہوئے کہا گیا:

"Withdraw thy foot from thy neighbour's house; lest he be weary of thee, and so hate thee." (Proverbs: 25/17)

''اپنے ہمسایہ کے گھر بار بار جانے سے اپنے پاؤں کو روک مبادا وہ دِق ہو کر تجھ سے نفرت کرے'' (اَمثال:۲۵/۱۷)

اس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے بھی بیان فرمایا ہے:

''زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا۔''

''وقفہ سے ملا کرو، محبت بڑھے گی۔''

(المعجم الكبير للطبرانی: الحديث ٣٤٥٥، ٤٣٩، ٨٤٠، المعجم الأوسط للطبرانی: الحديث ١٨٢١، المستدرك: الحديث ٥٤٧٧، مجمع الزوائد: الحديث ١٣٣٤٥، مشكل الآثار: الحديث ٤٠٠٩، مسند البزاز: الحديث ٣٩٦٣)

ہمسایہ کو نصیحت کرتے رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا گیا:

"Thou shalt not hate thy brother in thine heart: thou shalt in any wise rebuke thy neighbour, and not suffer sin upon him." (Leviticus: 19/17)

''تو اپنے دل میں اپنے بھائی سے بغض نہ رکھنا اور اپنے ہمسایہ کو ضرور ڈانٹتے بھی رہنا تا کہ اُس کے سبب سے تیرے سر گناہ نہ لگے'' (اَحبار:۱۹/۱۷)

بائبل کے اس اقتباس سے اس سوال کا جواب بھی مل گیا کہ ''اگر کوئی بُرا کام کرتا ہے تو تم کو کیا تکلیف ہے؟''۔ پڑوسی سے محبت کا سبق اس اَدا سے بھی پڑھایا گیا:

"Thou shalt not avenge, nor bear any grudge against the children of thy people, but thou shalt love thy neighbour as thyself: I am the LORD." (Leveticus: 19/18)

''تو اِنتقام نہ لینا اور نہ اپنی قوم کی نسل سے کینہ رکھنا بلکہ اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا۔ میں خُداوند ہوں'' (اَحبار:۱۹/۱۸)

ہمسایہ سے محبت کے کچھ اور طریقے درج ذیل پیراگراف میں بتائے گئے:

The holiness of the offerings

"Thou shalt not see the brother's ox or his sheep go astray, and hide thyself from them: thou shalt in any case bring them again unto thy brother. And if thy brother be not nigh unto thee, or if thou know him not, then thou shalt bring it unto thine own house, and it shall be with thee until thy brother seek after it, and thou shalt restore it to him again. In like manner shalt thou do with his ass; and so shalt thou do with his raiment; and with all lost thing of thy brother's, which he hath lost, and thou hast found, shalt thou do likewise: thou mayest not hide thyself. Thou shalt not see thy brother's ass or his ox fall down by the way, and hide thyself from them: thou shalt surely help him to lift them up again." (Deuteronomy: 22/1-4)

''تو اپنے بھائی کے بیل یا بھیڑ کو بھٹکتی دیکھ کر اُس سے روپوشی نہ کرنا بلکہ تو ضرور اُسکو اپنے بھائی کے پاس پہنچا دینا۔ اور اگر تیرا بھائی تیرے نزدیک نہ رہتا ہو یا تو اُس سے واقف نہ ہو تو تو اُس جانور کو اپنے گھر لے آنا اور وہ تیرے پاس رہے جب تک تیرا بھائی اُسکی تلاش نہ کرے۔ تب تو اُسے اُسکو دے دینا۔ تو اُسکے گدھے اور اُسکے کپڑے سے بھی ایسا ہی کرنا۔ غرض جو کچھ تیرے بھائی سے کھویا جائے اور تجھ کو ملے تو اُس سے ایسا ہی کرنا اور روپوشی نہ کرنا۔ تو اپنے بھائی کا گدھا یا بیل راستہ میں گرا ہوا دیکھ کر اُس سے روپوشی نہ کرنا بلکہ ضرور اُسکے اٹھانے میں اُسکی مدد کرنا۔'' (استثنا:۲۲/۱۔۴)

بائبل کے اقتباسات میں جو کچھ بیان کیا گیا وہ سب ''بھائیوں'' کے لیے ہے۔ البتہ دیگر مقامات پہ غیروں کے ساتھ بھی انصاف کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ (استثنا:۱/۱۶،۲۴/۱۷،۲۷/۱۹)

مگر حیرت انگیز طور پہ بائبل میں درج ذیل دو پیراگراف ایسے بھی ہیں جن میں غیر مسیحی، بے ایمانوں اور بدعقیدوں کی ہم نشینی اور ان سے تعلقات قائم کرنے سے واضح الفاظ میں منع کرتے ہوئے کہا گیا:

"Be ye not unequally yoked together with unbelievers: for what fellowship hath righteousness with unrighteousness? and what communion hath light with darkness? And what concord hath Christ with Belial? or what part hath he that believeth with an infidel?" (2Corinthians: 6/14-15)

''بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جوئے میں نہ جُتو کیونکہ راست بازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی اور تاریکی میں کیا شراکت؟ مسیح کو بلیعال کے ساتھ کیا موافقت؟ یا ایماندار کا بے ایمان سے کیا واسطہ؟'' (کرنتھیوں دوم:۶/۱۴۔۱۵)

غیر قوم سے کسی بھی طرح کے تعلقات کو سختی سے منع کرتے ہوئے کہا گیا:

"Lest thou make a covenant with the inhabitants of the land, and they go a whoring after their gods, and do sacrifice unto their gods, and one call thee, and thou eat of his sacrifice; And thou take of their daughters unto thy sons, and their daughters go a whoring after their gods, and make thy sons go a whoring after their gods."

(Exodus: 34/15-16, Ezra: 9/1-3)

''سو ایسا نہ ہو کہ تو اُس مُلک کے باشندوں سے کوئی عہد باندھ لے اور جب وہ اَپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اور اَپنے معبودوں کے لئے قربانی کریں اور کوئی تجھ کو دعوت دے اور تو اُسکی قربانی میں سے کچھ کھالے۔ اور تو اُنکی بیٹیاں اَپنے بیٹوں سے بیاہے اور اُنکی بیٹیاں اَپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اور تیرے بیٹوں کو بھی اَپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار بنادیں۔'' (خروج:۳۴/۱۵۔۱۶،عزرا:۹/۱۔۳)

اسلام کے خلاف 'عدم رواداری' کا جھوٹا الزام لگانے والوں کو بائبل کا یہ جواب خوب ہے۔

(۲۴) کامیڈی، تفریحی فلمیں اور ٹی وی سیریل۔

جھوٹ ایک ایسا کام ہے جسے کسی بھی ملک یا معاشرہ نے اچھا نہیں جانا ہے۔ اور جھوٹ کا واجبی حق بھی یہی ہے کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کیا جائے، کیونکہ جھوٹ نے نہ جانے کتنے کروڑ انسانوں کو موت سے ہمکنار کرایا اور کتنے ارب لوگوں کا آشیانہ بگاڑا ہے، اس کی صحیح تعداد تاریخ کے بے شمار واقعات ہی بتا سکتے ہیں۔ اتنی بات تو ہر ذی ہوش کے نزدیک مسلم ہے کہ جھوٹ قابل نفرت اور لائق مذمت کام ہے۔

آج کل جھوٹ بولنے کو ایک فن کی شکل میں رواج دیا جا رہا ہے۔ کامیڈی، تفریحی فلمیں اور ٹی وی سیریل جن میں مختلف طرح کی جھوٹی باتیں بنائی جاتی ہیں اور ان کے ذریعہ لوگوں کا وقت برباد کیا جاتا ہے، ان کے متعلق ان کے حامیوں کا کہنا ہے کہ ان سے ''Time pass'' ہوتا ہے مگر حقیقت میں یہ ٹائم پاس ہونے کا ذریعہ نہیں بلکہ ٹائم Waste کرنے (تضیع اوقات) کے ذریعہ اور آلہ ہیں۔ بہت سی چیزوں کی طرح یہ چیزیں بھی شروع میں ٹائم پاس کی ہی ایک قسم معلوم ہوتی ہیں مگر جو لوگ انہیں دیکھتے ہیں ان کے حالات کا تجزیہ کیجئے اور انہیں حلفیہ بیان دینے پر مجبور کیجئے تو وہ بھی قبول کریں گے کہ یہ انجام کار تضیع اوقات

کی ہی قسم میں سے ہو جاتے ہیں جیسا کہ متعدد ترقی یافتہ ممالک کی رپورٹوں سے واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کامیڈی، فلمیں اور ویڈیو سیریلز ٹھٹھا بازی کی قسمیں ہیں۔ تیسری چیز یہ کہ ان میں بے شرمی کی باتیں ہوتی ہیں اور چوتھی خرابی یہ ہے کہ ان میں مرد وعورت کا اختلاط ہوتا ہے۔ پانچویں بات یہ کہ اور اسلام اور بائبل (کرنتھیوں اول: ۱۴/ ۳۴۔۳۵) کے مطابق عورتیں کو کسی ایسے مجمع میں بولنے کی اجازت نہیں ہے جہاں غیر مرد کا بھی ہو۔ چھٹی چیز یہ ہے کہ اس کے ذریعے بچے وقت سے پہلے سیانے بن رہے ہیں۔ اور یہ تمام چیزیں بائبل، قرآن اور عقل سلیم کے مطابق درست نہیں ہیں جیسا کہ ہم نے ماقبل میں تحریر کیا ہے۔ اسلام اور عیسائیت دونوں نے اس طرح کی کامیڈی، فلموں اور ٹی وی سیریلز کو حرام قرار دیا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَيْلٌ لِلَّذِیْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ."

''اس کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹی باتیں بناتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔''

(سنن أبی داؤد: الحديث ٤٩٩٢، مسند أحمد: الحديث ٢٠٥٧٩، سنن الدارمی: الحديث ٢٧٥٨، المستدرك: الحديث ١٣٢، المعجم الكبير للطبرانی: الحديث ١٦٣١٦، شعب الايمان للبيهقی: الحديث ٤٦٣٨)

اسلام کے اس موقف کی بھی بائبل نے موافقت کی ہے۔ درج ذیل پیراگراف ملاحظہ فرمائیں:

"Smite a scorner, and the simple will beware: and reprove one that hath understanding, and he will understand knowledge." (Proverb:19/25)

''ٹھٹھا کرنے والے کو مار۔ اِس سے سادہ دل ہوشیار ہو جائیگا۔'' (اَمثال:۱۹/ ۲۵)

مزید کہا گیا:

"Judgments are prepared for scorners, and stripes for the back of fools." (Proverb:19/29)

''ٹھٹھا کرنے والوں کے لیے سزائیں ٹھہرائی جاتی ہیں۔ اور اَحمقوں کی پیٹھ کے لئے کوڑے ہیں۔'' (اَمثال:۱۹/ ۲۹)

منظر عام پہ عورتوں کی آواز کی ممانعت کرتے ہوئے کہا گیا:

"Let your women keep silence in the churches: for it is not permitted unto them to speak; but [they are commanded] to be under

obedience, as also saith the law. And if they will learn any thing, let them ask their husbands at home: for it is a shame for women to speak in the church." (1Corinthians: 14/34-35)

''عورتیں کلیسا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ اُنہیں بولنے کا حکم نہیں بلکہ تابع رہیں جیسا توریت میں بھی لکھا ہے۔ اور اگر کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے اپنے شوہروں سے پوچھیں کیونکہ عورت کا کلیسا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے۔'' (کرنتھیوں اول:۱۴/۳۴۔۳۵)

فلمیں، ٹی وی سیریلز اور کامیڈی کے مشمولات کی ممانعت کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا:

"But fornication, and all uncleanness, or covetousness, let it not be once named among you, as becometh saints; Neither filthiness, nor foolish talking, nor jesting, which are not convenient: but rather giving of thanks. For this ye know, that no whoremonger, nor unclean person, nor covetous man, who is an idolater, hath any inheritance in the kingdom of Christ and of God. Let no man deceive you with vain words: for because of these things cometh the wrath of God upon the children of disobedience. Be not ye therefore partakers with them. For ye were sometimes darkness, but now are ye light in the Lord: walk as children of light:" (Ephesians: 5/3-8)

''اور جیسا کہ مقدس کو مناسب ہے تم میں حرامکاری اور کسی طرح کی ناپاکی یا لالچ کا ذکر تک نہ ہو۔ اور نہ بے شرمی اور بیہودہ گوئی اور ٹھٹھا بازی کا کیونکہ یہ لائق نہیں بلکہ برعکس اِسکے شکر گذاری ہو۔ کیونکہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ کسی حرامکار یا ناپاک یا لالچی کی جو بُت پرست کے برابر ہے مسیح اور خُدا کی بادشاہی میں کچھ میراث نہیں۔ کوئی تم کو بے فائدہ باتوں سے دھوکا نہ دے کیونکہ اِن ہی گناہوں کے سبب سے نافرمانی کے فرزندوں پر خُدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔ پس اُنکے کاموں میں شریک نہ ہو۔ کیونکہ تم پہلے تاریکی تھے مگر اب خُداوند میں نور ہو۔ پس نور کے فرزندوں کی طرح چلو۔'' (اِفسیوں:۵/۳۔۸)

اس پیراگراف میں واضح طور پر ان چیزوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جو کامیڈی، فلموں اور سیریلوں میں یقینی طور پر پائی جاتی ہیں کہ اس میں کہا گیا ہے: اور نہ بے شرمی اور بیہودہ گوئی اور ٹھٹھا بازی کا کیونکہ یہ لائق نہیں بلکہ برعکس اِسکے شکر گذاری ہو۔''

البتہ اگر ایسی ویڈیو ہو جس میں عورت نہ ہو اور جھوٹ، بیہودہ گوئی، بے شرمی اور ٹھٹھا بازی سے پرہیز کیا گیا ہو اور معلوماتی مواد مثلاً علمی، سائنسی، طبی اور جغرافیائی باتوں کو بیان کیا گیا ہو تو ایسی ویڈیو کو چند شرطوں کے ساتھ معلومات میں اضافہ کے لیے دیکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔

اب آہستہ آہستہ فضا بدل رہی ہے، اور سبھوں کو یہ احساس ہو رہا ہے کہ اسلام کا قانون سو فیصدی صحیح ہے، ذرا اس خبر کو پڑھیں۔ ۸/ مارچ ۲۰۱۳ء کو ہندوستانی پارلیمنٹ کے اجلاس کی رپورٹنگ کرتے ہوئے آئی بی این لائیو نے اپنی آن لائن اشاعت میں لکھا:

"CPI leader Gurudas Gupta said the society is to be blamed for the plight of women. He also blamed the telecast of women as objects and cited the example of IPL cheerleaders. Dasgupta said the government must stop the telecast of programmes depicting women as objects."
(http://ibnlive.in.com/news/cpi-blames-telecast-of-ipl-cheerleaders-for-crime-against-women-in-india/377422-37-64.html)

''سی پی آئی لیڈر گروداس گپتا نے کہا کہ عورتوں کی خراب حالت کے لیے سماج ذمہ دار ہے، انہوں نے سامانِ عشرت کے طور پہ عورتوں کی نمائش کو عورتوں کی بری حالت کے لیے گنہگار ٹھہرایا اور اس سلسلے میں آئی پی ایل چیئر لیڈرس خواتین کو بطور مثال پیش کیا، انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایسے پروگراموں پہ پابندی عائد کی جائے جن میں عورتوں کو سامانِ تعیش کے طور پہ پیش کیا جاتا ہے۔''

پوری توجہ کے ساتھ نیویارک ٹائمز آن لائن ایڈیشن (۱۰/ دسمبر ۲۰۱۳ء) اور دی ٹیلیگراف کی ۱۱/ دسمبر ۲۰۱۳ء کی آن لائن اشاعت، نیز ٹائمز آف انڈیا آن لائن اشاعت (۱۲/ دسمبر ۲۰۱۳ء اور کلکتہ ایڈیشن مطبوعہ ۱۴/ دسمبر ۲۰۱۳ء صفحہ ۱۰) میں ایک امریکی اسکول کے متعلق نشر کی گئی اس خبر کو پڑھیں:

"The suspension of a 6-year-old boy for kissing a girl at school is raising questions about whether the peck should be considered sexual harassment." (Times of India Daily, Kolkata, India, 14/12/2013, P.No.10)
(www.telegraph.co.uk/news/worldnews/northamerica/usa/10512511/Boy-6-suspended-from-US-school-for-kissing-girl.html)(timesofindia.indiatimes.com/world/us/6-year-old-US-boy-suspended-for-kissing-a-girl/articleshow/27231725.cms)
(www.nytimes.com/1996/09/27/us/6-year-old-s-sex-crime-innocent-peck-on-cheek.html)

''اسکول میں ایک لڑکی کا بوسہ لینے کے جرم میں ۶/ سالہ لڑکے کو معطل کیے جانے سے یہ بحث چھڑ گئی ہے کہ کیا اس طرح کے بوسہ کو جنسی زیادتی تصور کیا جانا چاہیئے۔''

عریانیت اور بے راہ روی کے پرچارک امریکہ و یورپ کا سماج اتنا گر چکا ہے کہ ایک چھ سالہ ناسمجھ بچہ بھی اتنا سمجھدار ہو جاتا ہے کہ وہ ان چیزوں میں لذت پاتا ہے اور اس کی دوستی کو بھی جنسی زیادتی کی عینک سے دیکھنے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ امریکی سماج اور معاشرے کو اس پستی تک پہونچانے میں کامیڈی، سیریل اور فلموں کے رول سے کوئی بھی ہوش مند انکار نہیں کر سکتا ہے۔

سی این این آئی بی این کی ۶ / مارچ ۲۰۱۳ء کی آن لائن اشاعت کے مطابق برطانیہ میں کم عمر بچوں پہ کیے گئے سروے کے مطابق بچے ۱۰/ سال سے کم عمر میں 'بچپن' کھودیتے ہیں جس کے لیے والدین نے انٹرنیٹ اور فلمی اداکاراؤں کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے:

"More than two-thirds of parents feel their kids' childhood ends before they become teenagers and 16 per cent said it was by the age of 10, with many blaming the Internet and celebrities."
(www.ibnlive.in.com/news/childhood-is-effectively-over-by-the-age-of-12-for-todays-kids-study-finds/377023-19.html)
(www.deccanherald.com/content/317002/modern-day-childhood-over-age.html)
(http://archive.indianexpress.com/news/childhood-now-ends-at-age-12/1083949)

''دو تہائی سے زیادہ والدین کا احساس یہ ہے کہ ان کے بچے ۱۲/ سال کی عمر میں بچپن کھو دیتے ہیں، جبکہ ۱۶/ فیصد کا کہنا ہے کہ بچے دس برس کی عمر سے پہلے بچپن کھو رہے ہیں، جس کے لیے بہتوں نے انٹرنیٹ اور اداکاراؤں کو ذمہ دار قرار دیا ہے۔''

۲۰۰۵ء کی بہ نسبت ۲۰۱۰ء کے برطانوی عوام بالخصوص خواتین کی فکر میں 'موافقت اسلام' میں اضافہ دیکھنے کو آیا۔ برطانوی اَخبار ڈیلی میل نے اپنی ۱۵/ فروری ۲۰۱۰ء کی آن لائن اشاعت میں یہ سروے شائع کیا:

"The poll of 1,000 adults found that 54 per cent of women believe rape victims should be held accountable for their attack. Women were more likely than men to blame victims, with those aged between 18 and 24 the most likely to judge. Twenty-four per cent of this age group said wearing a short skirt, accepting a drink or having a conversation with the rapist made victims partly responsible....while more than a tenth (13 per cent) said someone who had been dancing in aprovocative way or flirting should be prepared for the consequences."
(www.dailymail.co.uk/news/article-1251040/Rape-Its-fault-victims-say-50-women.html)
(http://www.abovetopsecret.com/forum/thread543776/pg1)(www.hindustantimes.com/world-news/rape-is-fault-of-the-victims-say-half-of-women-survey/article1-509067.aspx)

''ایک ہزار لوگوں کے سروے سے یہ بات ابھر کر آئی ہے کہ ۵۴/ فیصد خواتین کا خیال ہے کہ عصمت دری کے لیے خود متاثرہ عورتوں کو ذمہ دار ٹھہرایا جانا چاہئے۔ متاثرہ کو مردوں کی بہ نسبت عورتیں زیادہ ذمہ دار مانتی ہیں، خاص طور پہ ۱۸۔۲۴ سال کی عورتیں اس پہ زیادہ یقین رکھتی ہیں، اس عمر کی ۲۴/ فیصد خواتین کا کہنا ہے کہ مختصر اِسکرٹ پہننا، مرد سے مشروب قبول کرنا یا اس سے بات کرنا خود متاثرین کو ذمہ دار بنادیتا ہے، جبکہ ۱۳/ فیصد کا ماننا ہے کہ پُرکشش رقص کرنے والی اور اندازِ دل رُبا دکھانے والی عورتوں کو نتیجہ (جنسی زیادتی) کے لیے تیار رہنا چاہئے۔''

اس اقتباس کے آخری جملہ کی سچ مچ ادائیگی اور اس کی بے باکانہ اشاعت پہ ہم سروے ٹیم اور نیوز ایجنسی کو شکریہ کہنا نہیں بھول سکتے ہیں۔ کامیڈی، سیریلز اور فلموں سے بچے بچیاں یہی سب حیا سوز اخلاق سیکھتے اور انہیں اپنے سماج میں برتتے ہیں۔ اور جب معاملہ اس طرح ہوتا ہے تو جنسی زیادتی کا گراف بڑھتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پچھلے صفحات میں ''حجاب'' کے عنوان کے ضمن میں باحوالہ تحریر کیا ہے کہ عریاں لباس کا عصمت دری میں اہم کردار ہے، اور یہ برہنگی ہمارے معاشرہ میں کامیڈی، سیریلز اور فلموں کے ذریعہ ہی آتی ہے۔

بہت سے ترقی یافتہ ممالک نے میڈیا (ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ، ریڈیو، اخبارات اور میگزین) کے ذریعہ بچوں پہ پڑنے والے مثبت و منفی اثرات کا جائزہ لیا ہے۔ ہمارے سامنے پڑی ماہرین کی یہ رپورٹ ہے۔ توجہ سے پڑھیں:

"The influence of the media on the psychosocial development of children is profound. Thus, it is important for physicians to discuss with parents their child's exposure to media and to provide guidance on age-appropriate use of all media, including television, radio, music, video games and the Internet." (http://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC2792691)

''بچوں کی ذہنی نشو ونما میں میڈیا کا اثر بہت زیادہ ہے۔ ماہرین طبابت کے لیے لازم ہے کہ وہ والدین سے ان کے بچوں کے میڈیا لگاؤ کے بارے میں گفتگو کریں اور عمر کی مناسبت سے تمام ذرائع ابلاغ بشمول ٹی وی، ریڈیو، میوزیک، ویڈیو گیم اور انٹرنیٹ کے متعلق صحیح مشوروں سے نوازیں۔''

تمام تجزیوں کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے کہا گیا:

"Physicians can change and improve children's television viewing habits . Canadian children watch excessive amounts of television. There is a relationship between watching violent television programming and an increase in violent behaviour by children. Excessive television watching contributes to the increased incidence of childhood obesity. Excessive television watching may have a deleterious effect on learning and academic performance. Watching certain programs may encourage irresponsible sexual behaviour."
(http://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC2792691)
(http://www.med.umich.edu/yourchild/topics/tv.htm)

''حکما بچوں کی ٹی وی دیکھنے کی عادت میں بہتری لا سکتے ہیں، کینیڈیائی بچے حد سے زیادہ ٹی وی دیکھتے ہیں، مار پیٹ والے ٹی وی پروگرام اور بچوں کے برے اخلاق کے بیچ خاص تعلق ہے۔ زیادہ ٹی وی دیکھنے سے بچوں میں بے ہنگم موٹاپا آتا ہے۔ زیادہ ٹی وی دیکھنا بچوں کے تعلیمی پرفارمنس پہ

منفی اثرات ڈالتا ہے، جنسی پروگرام بچوں میں غیر ذمہ دارانہ جنسی برتاؤ کو بڑھاتا ہے۔''

آن لائن انگریزی روزنامہ ڈیلی میل کی ۴؍مئی ۲۰۱۴ء کی خبر کے مطابق برطانیہ کا موجودہ قانون ٹیلی ویژن چینلز کو رات ۹؍بجے سے پہلے اور صبح ساڑھے پانچ بجے کے بعد مار دھاڑ، جنسی اور جذباتی مناظر کی براڈ کاسٹنگ کی اجازت نہیں دیتا ہے، مگر پھر بھی حالات قابل اطمینان نہیں ہیں اور قانون ساز ذمہ داران نئے قانون کے لیے غور وخوض کر رہے ہیں۔

(www.dailymail.co.uk/news/article-2620192/Call-change-TV-ratings-protect-children-watch-iPlayer-Adviser-wants-cinema-style-ratings-programmes.html)

آج یورپ وامریکہ کے محققین بھی اپنے دیس باسیوں کو یہ پیغام دے رہے ہیں:

"The Report article recommends to parents that to be successful in: •Preserving childhood. •Stay married. •Keep stress levels down; do not overbook children's activities. •Prevent obesity. •Provide a highfibre. •diet with plenty of fruits and vegetables. •Cut out fast food. •Keep your daughter active; get her interested in a sport or out playing with other kids. •Throw out the TV. •Send earlydeveloping girls to samesex or age segregated schools to reduce exposure to older boys."

(http://www.fatherssupportingfathers.org/research.html)
(http://www.fathersforlife.org/divorce/chldrndivstats2.htm)

''یہ رپورٹ کامیاب ماں باپ بننے کے لیے ان امور کا مشورہ دیتی ہے (۱) بچوں کی حفاظت کریں (۲) شادی کا بندھن نہ توڑیں (۳) دباؤ کم رکھیں (۴) بچوں کو بہت زیادہ مصروف نہ کریں (۵) موٹاپا سے بچائیں (۶) اچھی غذا دیں (۷) پھل اور سبزیاں کثرت سے کھلائیں (۸) فاسٹ فوڈ سے دور رکھیں (۹) بچی کو متحرک رکھیں اور اسے کھیل میں توجہ دلائیں یا دوسرے بچوں کے ساتھ باہر کھیلنے کے لیے بھیجیں (۱۰) ٹیلی ویژن کو اٹھا پھینکیں (۱۱) بڑی عمر کے لڑکوں سے تعلقات میں کمی کے لیے اسے لڑکیوں کے یا ہم عمر بچیوں کے اسکول میں بھیجیں۔''

اس میں کامیاب ماں باپ بننے کی شرطوں میں دسویں بات یہ کہی گئی ہے کہ ٹی وی کو اُٹھا پھینکیں۔ اگر بچوں پہ ٹی وی کے اثرات حوالے سے آپ انٹرنیٹ پہ تلاش کریں تو بہت سی تحقیقاتی ٹیموں کی رپورٹیں اور تجزیے مل جائیں گے۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ بچوں کے لیے ٹی وی فائدہ سے زیادہ نقصان لاتی ہے۔ ٹی وی سیریل، کامیڈی فلمیں اور تفریحی ویڈیوز جن میں عورتوں کی نمائش خوب ہوتی ہے وہ بچیوں میں چور دروازہ سے جسم فروشی کے رجحان کو بڑھاوا دے رہی ہیں۔ اِسکرین پہ نظر آنے والی حسیناؤں کو دیکھ کر چھوٹی بچیاں بھی انہی کی مثل بننے کی کوشش

کرتی ہیں اور پھر اس دنیا میں قدم رکھنے کے بعد بہت سی لڑکیاں دولت کی چمک دمک اور پیسہ کے بہاؤ میں بہتے بہتے 'جسم فروشی' کے گندے نالے میں پہونچ جاتی ہیں۔ ستمبر ۲۰۱۴ء میں ایک کنڑ اداکارہ (جنہیں ۲۰۰۳ء میں صدر جمہوریۂ ہند کی جانب سے بیسٹ چائلڈ آرٹسٹ کا ایوارڈ دیا گیا تھا) کو جسم فروشی کے لیے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ دوران تفتیش انہوں نے انکشاف کیا:

"It is quite common for heroines to turn to prostitution. Shweta told reporters that due to wrong career choices and financial issues, every actress apparently goes through such a phase."
(http://timesofindia.indiatimes.com/entertainment/kannada/movies/news/Several-heroines-turn-to-prostitution-Shweta-Basu-Prasad/articleshow/41774804.cms)(http://htsyndication.com/htsportal/article/Several-heroines-turn-to-prostitution%3A-Shweta-Basu-Prasad/5430368)
(http://article.wn.com/view/2014/11/04/Shweta_BasuPrasad_I_told_myself_Shweta_is_dead/)

''فلمی ہیروئنوں کے لیے جسم فروش بننا عام سی بات ہے۔ شویتا نے رپورٹروں کو بتایا کہ غلط کیریئر کا انتخاب اور مالی معاملات کی وجہ سے ہر اداکارہ اس راستہ پہ جاتی ہوئی نظر آتی ہے۔''

اسی طرح اِسکرین پہ نظر آنے والے دیگر اشتہارات وکردار سے بچے متاثر ہوتے ہیں، آئی بی این لائیو ڈاٹ اِن ڈاٹ کام ۲۱/جنوری ۲۰۱۵ء کے مطابق امریکہ میں کیے گئے سروے کا خلاصہ یہ ہے کہ ٹی وی پہ آنے والے شراب کے پرچار سے بچوں میں شراب نوشی کو بڑھاوا ملتا ہے۔
(http://ibnlive.in.com/news/world/alcoholtvadslinkedwithunderagedrinkingstudy/5241622. html)

روزنامہ 'دی ہندو' چنئی (انڈیا) نے ۱۴/جولائی ۲۰۱۴ء کی اشاعت میں ہندوستانی حکومت کے محکمۂ بہبود خواتین واطفال کی وزیر محترمہ مینکا گاندھی کا یہ بیان شائع کیا:

"Treat under-18 rape accused on a par with adults"

"According to police, nearly half of all sexual crimes are committed by 16-year-olds. Reducing the age from 18 to 16 and treating the juveniles involved in pre-meditated rape cases on a par with adults will help in reducing heinous crime, especially sexual offences on women. Ms. Maneka Gandhi said."

(The Hindu Daily, Chennai, India, 14 July, 2014, P. No. 2)

''۱۸/سال سے کم عمر کے آبروریز ملزموں سے بالغوں کی طرح نپٹو، پولیس کے مطابق عصمت دری کے مجرموں میں تقریباً آدھے سولہ سال یا اس سے زائد عمر کے بچے ہیں۔ نابالغ کی عمر اٹھارہ سے سولہ کر کے اور سوچے سمجھے آبروریزی معاملات میں اَیسے مجرموں سے بالغوں سا معاملہ کرنے سے سنگین جرائم بالخصوص عورتوں کے خلاف زیادتی کے معاملات میں کمی آئے گی، مینکا گاندھی نے کہا۔''

آدھی دوا دے کر یہ سمجھ لینا ہے کہ ہم مرض کو دور کر دیں گے حد درجہ نادانی ہے۔ ہمیں اس پہ بھی غور کرنا ہوگا کہ آخر صرف سولہ اور سترہ سال کی عمر والوں نے آبروریزی میں ۵۰/فیصد

شیئر کیسے حاصل کرلیا اور آخر وہ کیا اسباب ہیں جو اس عمر کے لڑکوں کو اس جرم عظیم پہ کثرت سے اُبھار رہے ہیں؟؟ وہ کیا چھلاوا ہے جو اُنہیں اُن کا کیریئر، ماں کی محبت، باپ کی آن وشان، خاندان وملک کا نام اور دوستوں میں پہچان ہر چیز کو جوکھم میں ڈالنے کے لیے مجبور کررہا ہے؟؟؟

کیا کوئی عقلمند ہمارے اس جواب سے اختلاف کرسکتا ہے کہ انٹرنیٹ پہ فحش مواد کی فراہمی، عورتوں کے تنگ اور چست کپڑے، فلمی گانے، سنیما، کامیڈی فلمیں اور مخلوط تعلیم وغیرہ وہ بلائیں ہیں جو ہماری نوجوان نسل کو برباد اور ہماری تہذیب کو کھوکھلا کررہی ہیں؟؟ جس کی طرف محترمہ وزیر کے بیان میں ''Pre-meditated'' یعنی 'سوچے سمجھے' لفظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ آپ بھی غور کریں آخر کونسی چیز ایک پندرہ سولہ سالہ بچہ کو 'سوچی سمجھی آبروریزی' کے لیے پلان بنانے پہ اُکساتی ہے......؟؟؟

اگر حکومت ہند اور دیگر ایشائی ملکوں نے انٹرنیٹ، فلمیں اور کامیڈی پہ سنسر شپ کا نفاذ نہیں کیا تو یہ ممالک بھی وہ دن دیکھنے سے دور نہیں ہیں جب ان کی عدالتوں میں آبروریزی اور قتل کے مقدموں میں تیرہ چودہ سال کے بچے مجرموں کے کٹہرے میں کثرت سے نظر آئیں گے۔

(۲۵) دشمنوں سے سلوک:۔

ایک اچھے انسان کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے بھی انسانیت کے موافق عمل کرے۔ انہیں وہ تمام حقوق دے جو بحیثیت انسان انہیں ملنے چاہئے۔ دشمنی کی تاریکی میں اسے اس کی غلطی سے بڑھ کر سزا نہ دے، بلکہ اگر ہو سکے تو اسے معاف کردے، رسول اللہ ﷺ کی اس صفت حسنہ نے لمحہ بھر میں اسلام دشمن اہل مکہ کو مجاہدین اسلام بننے پر مجبور کردیا۔ اور ہند میں پہلے اسلامی دستہ کے سترہ سالہ کمانڈر دریائے سندھ کے مسافر محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ کی اسی طبیعت نے فروغ اسلام کی راہوں کو آسان بنایا۔

اسلام نے جانی دشمنوں کے ساتھ بھی انصاف کا پیمانہ برابر رکھنے کا حکم دیا ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ إِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوْا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوْا وَإِنْ تَلْوُوْا أَوْ تُعْرِضُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ○''۔

''اے ایمان والو! اللہ کے گواہ بنتے ہوئے عدل پر خوب قائم ہو جاؤ اگرچہ انصاف کرنے میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ انصاف کا حقدار غریب ہو یا مالدار اللہ کو اس پر سب سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔ انصاف کرتے وقت خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔ اگر تم ہیر پھیر کرو اور حق سے انحراف کرو تو (خوب یاد رکھو کہ) اللہ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے۔''
(سورة النساء: ۱۳۵)

اور پیغمبر اسلام ﷺ امن عالم کا بے مثل ہیرا عطا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أَلا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ أَخْلاقِ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَأَهْلِ الآخِرَةِ؟ تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ، وَتُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ، وَتَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ، الَّذِي أَرَادَ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُمَدَّ لَهُ فِي عُمُرِهِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ، وَلْيَصِلْ ذَا رَحِمِهِ۔"

''کیا میں تمہیں اہل دنیا اور جنت والوں کے سب سے اچھے اخلاق کی خبر نہ دوں؟ جو شخص تم سے تعلق توڑے اس کو بھی خود سے جوڑنے کی کوشش کرو، جو تمہارا حق مار لے اسے بھی دو، جو تمہارے ساتھ زیادتی کرے اسے بھی بخش دو، جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں اضافہ اور عمر میں زیادتی ہو، وہ اللہ سے ڈرے اور ذی رحموں کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آئے۔''

(المعجم الكبير للطبراني: الحديث ١٤١٥٨، مسند أحمد: الحديث ١٧٩١٥، ١٧٧٩٧، مجمع الزوائد: الحديث ١٣٤٧٣، مصنف عبد الرزاق: الحديث ٢٠٢٣٧، المستدرك للحاكم: الحديث ٣٨٧٣، ٧٣٩٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں تو اور زیادہ زور دے کر ان خصلتوں پہ ابھارا گیا ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ حَاسَبَهُ اللّٰهُ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَّأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهٖ، قَالُوْا: لِمَنْ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قال: تُعْطِيْ مَنْ حَرَمَكَ، وَتَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ، وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ، قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَمَا لِيْ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ: أَنْ تُحَاسَبَ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَيُدْخِلُكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهٖ۔"

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے اندر تین خصلتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کے حساب کو آسان بنا دے گا اور اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کس کو؟ فرمایا: جو تجھے محروم کرے اسے بھی دے، جو تم پہ ستم ڈھائے اسے بھی بخش دو اور جو تم سے قطع تعلق کرے اس سے بھی صلہ رحمی کرو، عرض کیا: یا

رسول اللہ ﷺ! اگر میں نے یہ سب کرلیا تو مجھے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ فرمایا: تمہارا حساب آسان کردیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔''

(المستدرك: الحديث ٣٨٧٣، ٣٩١٢، سنن البيهقي: الحديث ٢١٦٢٢، مجمع الزوائد: الحديث ١٣٤٧٣، ١٣٦٩٧)

بہت سے عمدہ قوانین کی طرح اسلام کے اس حکم کی بھی تائید بائبل میں مذکور ہے:

"If thine enemy be hungry, give him bread to eat; and if he be thirsty, give him water to drink." (Proverbs: 25/21)

''اگر تیرا دشمن بھوکا ہو تو اُسے روٹی کھلا اور اگر وہ پیاسا ہو تو اُسے پانی پلا۔'' (اَمثال: ۲۵/۲۱)

بائبل میں مسیح کی تعلیمات حسنہ کو ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے:

"But I say unto you which hear, Love your enemies, do good to them which hate you, Bless them that curse you, and pray for them which despitefully use you. And unto him that smiteth thee on the one cheek offer also the other; and him that taketh away thy cloke forbid not to take thy coat also. Give to every man that asketh of thee; and of him that taketh away thy goods ask them not again. And as ye would that men should do to you, do ye also to them likewise. For if ye love them which love you, what thank have ye? for sinners also love those that love them. And if ye do good to them which do good to you, what thank have ye? for sinners also do even the same. And if ye lend to them of whom ye hope to receive, what thank have ye? for sinners also lend to sinners, to receive as much again. But love ye your enemies, and do good, and lend, hoping for nothing again; and your reward shall be great, and ye shall be the children of the Highest: for he is kind unto the unthankful and to the evil. Be ye therefore merciful, as your Father also is merciful." (Luke: 6/27-36)

''لیکن میں تم سننے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنے دُشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تم سے عداوت رکھیں اُنکا بھلا کرو۔ جو تم پر لعنت کریں انکے لئے برکت چاہو۔ جو تمہاری تحقیر کریں اُنکے لئے دعا کرو۔ جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور جو تیرا چوغہ لے اسے کرتہ لینے سے بھی منع نہ کر۔ جو کوئی تجھ سے مانگے اُسے دے اور جو تیرا مال لے لے اُس سے طلب نہ کر۔ اور جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں تم بھی اُن کے ساتھ ویسا ہی کرو۔ اگر تم اپنے ساتھ محبت رکھنے والوں سے ہی محبت رکھو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی اپنے سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اگر تم ان ہی کا بھلا کرو جو تمہارا بھلا کریں تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور اگر تم ان ہی کو قرض دو جن سے وصول ہونے کی امید رکھتے ہو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ گنہگار بھی گنہگاروں کو قرض

دیتے ہیں تا کہ پورا وصول کرلیں۔ مگر تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر ناامید ہوئے قرض دو تو تمہارا اجر بڑا ہوگا اور تم خدا تعالے کے بیٹے ٹھہرو گے کیونکہ وہ ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے۔ جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحمدل ہو۔'' (لوقا:۶/۲۷۔۳۶)

مبالغہ پہ مشتمل جملوں کو چھوڑ کر بقیہ الفاظ یقیناً برحق اور مناسب ہیں۔ کاش مسیح کی اس تعلیم کو یورپ وامریکہ کے ذمہ داران بھی سمجھتے!!! کاش!!!! کاش!!!!

فلسطین میں اقوام متحدہ کے اسکولوں اور ہاسپٹلوں پہ بم برسایا جارہا ہے مگر محترم امریکی صدر کو کوئی قانون یاد نہیں آتا ہے انہیں ''AIPAC'' سے رٹا رٹایا ایک ہی جملہ یاد ہے: ''Israel has right to defend'' (اسرائیل کو دفاع کا حق ہے) شاید تعلیم یافتہ امریکہ کے پڑھے لکھے صدر کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اسکول، ہاسپٹل اور نہتے شہریوں پہ حملہ ایک بین الاقوامی جرم ہے جس کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔

(۲۶) ذمی یعنی اقلیتوں کے احکام۔

بہت کم ملک ایسے ہوتے ہیں جہاں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کی تعداد یکساں ہو۔ تقریباً دنیا کے اکثر ملکوں میں آبادیوں کا تناسب ایسا ہے جہاں اقلیتیں (Minorities) پائی جاتی ہیں۔ ایسی صورت حال میں عام طور پر حکومت کی رسی اکثریتی فرقہ سے تعلق رکھنے اشخاص کے ہاتھ میں زیادہ رہتی ہے۔ وہ معاشرہ اور شہر وریاست یقیناً قابل تعریف ہے جہاں کے اکثریتی حکمرانوں نے ایسی فضا ہموار کی جس میں اقلیتیں بھی خود کو محفوظ خیال کرتی ہیں اور انہیں باعزت شہری سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جس شہر، ریاست یا ملک میں اکثریتی ہونے کے غرور میں اقلیتوں کو ان کے جائز واجبات اور انسانی حقوق سے محروم کردیا جاتا ہے وہ تعریف کے لائق نہیں ہیں۔ آج کی دنیا کا جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ تقریباً دنیا کے کسی ملک کا ریکارڈ اس سلسلے میں تعریف کے معیار پر پورا نہیں اترتا ہے۔ اس معاملہ سے متعلق اسلام اور مسیحیت نے بھی قوانین بنائے ہیں۔ آیئے! ہم ان دو بڑے مذاہب کے قانون کو پڑھیں۔ ہم اس مقام پہ آج کی دنیا کو اسلام کے حقیقی عادلانہ نظام کی صحیح تصویر دکھانے کے لیے تھوڑی تفصیل میں جانا پسند کریں گے۔

(۱) عقیدے کی آزادی:۔ غیر مسلموں کے لیے قرآن واضح انداز میں عقیدے کی آزادی کا اعلان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

''لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ''۔

''دین میں کوئی زبردستی نہیں، حق باطل سے خوب واضح ہوگیا، تو جو شیطان کا انکار کرے اور اللہ پہ ایمان لائے اس نے مضبوط گرہ پکڑی جو کھلنے کی نہیں اور اللہ سننے جاننے والا ہے۔'' (البقرة: ٢٥٦)

اس آیت میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ زور زبردستی اور خوف یا لالچ کا ایمان و اسلام اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوگا اور نہ ہی ایسا کرنا صحیح ہے۔

(۲) معاملات کی آزادی:۔ یعنی اسلامی سلطنت میں رہنے والے غیر مسلم شادی بیاہ، عبادت، کھانے پینے، مذہبی معاملات کی ادائیگی وغیرہ میں مکمل آزاد ہیں، ان کے اوپر اسلامی اَحکام جاری نہیں۔ خنزیر و شراب کھانے پینے، بت، سورج، آگ اور تصویروں کی پوجا سے انہیں زبردستی روکنے کا حق اسلامی حکومت کو حاصل نہیں ہے۔

ہم یہ واضح کر دیں کہ اسلامی ریاست میں ایک مسلمان کسی سے بھی خواہ مسلم ہو غیر مسلم شراب، مردار، خنزیر یعنی جن چیزوں کو مسلمانوں کے لیے منع کیا گیا ہے اس کی تجارت نہیں کرسکتا ہے۔ نہ بیچ سکتا ہے، البتہ! غیر مسلم آپس میں ان چیزوں کو بیچ خرید سکتے ہیں۔

(۳) مساوات اور انصاف:۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔''

''جو کسی معاہد (اسلامی سلطنت میں رہنے والے غیر مسلم) پہ ظلم کرے، یا اس کی تنقیص کرے، یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالے، یا اس کی خوشی کے بغیر اس کے مال سے کچھ لے تو کل بروز قیامت میں (اس مسلمان کے خلاف) اس غیر مسلم کا وکیل بنوں گا۔''

(سنن أبي داؤد: الحديث ٣٠٥٤ باب فى تعشير اهل الذمة اذااختلفو فى التجارة، سنن البيهقى: الحديث ١٩٢٠١ باب لايأخذ المسلمون من ثمار أهل الذمة ولا أموالهم شيئا بغير أمرهم)

ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی اور کوئی سزا نہیں ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس

کے خلاف گواہی دیں اور اس کے لیے سزا کی سفارش کریں۔ یہ اس وقت ہے جب وہ کسی وجہ سے دنیا میں سزا سے بچ جائے۔ جرم ثابت ہونے پر دنیا میں اسے قاضی اسلام (جج) اسلامی قانون کے مطابق سزا سنائے گا جس میں راشٹر پتی یا وزیر اعظم یا خلیفہ کی سفارش کارگر نہیں ہوگی۔

اسلامی سرحد کے اندر رہنے والے غیر مسلموں کی عزت کی گارنٹی کے لیے یہ قانون سنایا گیا:

"وَكَذَا الْمُسْلِمُ إِذَا شَتَمَ الذِّمِّيَّ يُعَزَّرُ لِأَنَّهُ ارْتَكَبَ مَعْصِيَةً۔"

''اسی طرح کوئی مسلمان کسی ذمی کو گالی دے تو اس کو سزا دی جائے کیونکہ اس نے گناہ کیا۔''

(فتح القدیر: فصل فی التعزیر)

عام طور پہ اسلام پہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلامی حکومت غیر مسلموں پہ جزیہ عائد کرتی ہے جو مسلمانوں پہ عائد نہیں ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں اس طرح کا اعتراض کرنے والے یا تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو اسلام کے قانون زکوۃ، خراج یعنی ٹیکس اور جزیہ تینوں کو نہیں سمجھ پائے ہیں یا پھر وہ لوگ جو جان بوجھ کر آدھی بات پیش کر کے خیانت اور دروغ گوئی کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ کیونکہ:۔

(۱) مسلمانوں پہ ہر سال صدقۂ فطر کی ادائیگی لازم ہے جو غیر مسلموں پہ نہیں ہے۔

(۲) صاحب نصاب یعنی آج کی تاریخ میں تقریباً ۳۵ ہزار روپئے یا اس کی مالیت کا سامان جو اس کی ضرورت سے زائد ہو اور اس پہ سال گذر چکا ہو اِتنا رکھنے والے ہر مسلمان پہ ۲.۵% یعنی ڈھائی فیصد زکوۃ ضروری ہے اور قربانی بھی واجب ہے۔ جو غیر مسلموں پہ نہیں ہے۔

(۳) جزیہ صرف ان غیر مسلموں پہ لازم ہے جو جزیہ دینے کی طاقت رکھتے ہوں، جزیہ مسلمانوں پہ ضروری نہیں۔

اب ان تینوں صورتوں کا جائزہ لیں تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اسلام نے مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلموں کی رعایت کی ہے، مسلمانوں کو صدقۂ فطر اور زکوۃ دونوں کی ادائیگی کرنی ہے اور قربانی بھی دینی ہے۔ جبکہ غیر مسلموں کو صرف جزیہ دینا ہے اور بس۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی کے قصاص میں قاتل مسلمان کو غیر مسلم اقلیت کے ورثہ کے حوالہ کر دیا جسے انہوں نے قتل کر دیا۔

ہم اس مقام پہ یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے مسیحیت پہ تبصرہ کرتے وقت کبھی بھی بائبل کے باہر کا کوئی پیراگراف نقل نہیں کیا ہے، اسی لیے اسلام میں عیب کے جویاں افراد ہمیں کسی مسلمان بادشاہ کا ذاتی عمل بطور دلیل نہ دکھائیں، صرف قرآن و حدیث، صحابہ، محدثین، مفسرین اور فقہا بالخصوص چاروں امام کی باتیں بطور دلیل پیش کریں۔ ورنہ ہمیں خود انہوں نے ہی یہ خبر دی ہے کہ انسانی تاریخ کی ایک بڑی نسل کشی مہم جس میں صاحب اقتدار اکثریتی فرقہ نے غیر قوم اقلیتی فرقہ کے ساٹھ لاکھ لوگوں کا قتل عام کیا تھا وہ کسی اور نے نہیں بلکہ مسیحیوں نے انجام دیا تھا۔

آیئے! اب ذمیوں کے تعلق سے بائبل کا موقف بھی دیکھ لیں:

"And if a stranger sojourn with thee in your land, ye shall not vex him. But the stranger that dwelleth with you shall be unto you as one born among you, and thou shalt love him as thyself; for ye were strangers in the land of Egypt: I am the LORD your God." (Leviticus: 19/33-34)

''اور اگر کوئی پردیسی تیرے ساتھ تمہارے ملک میں بودوباش کرتا ہو تو تم اُسے آزار نہ پہنچانا۔ بلکہ جو پردیسی تمہارے ساتھ رہتا ہو اُسے دیسی کی مانند سمجھنا بلکہ تو اُس سے اپنی مانند محبت کرنا اِسلئے کہ تم ملک مصر میں پردیسی تھے۔ میں خُداوند تمہارا خُدا ہوں۔'' (اَحبار:۱۹/ ۳۳۔۳۴)

مزید کہا گیا:

"Ye shall have one manner of law, as well for the stranger, as for one of your own country: for I am the LORD your God." (Leviticus: 24/22)

''تم ایک ہی طرح کا قانون دیسی اور پردیسی دونوں کے لئے رکھنا کیونکہ میں خُداوند تمہارا خُدا ہوں۔'' (اَحبار:۲۴/ ۲۲)

اپنی حدود میں بسنے والی غیر قوموں سے متعلق دل چھو لینے والی تعبیر استعمال کی گئی:

"Also thou shalt not oppress a stranger: for ye know the heart of a stranger, seeing ye were strangers in the land of Egypt." (Exodus: 23/9)

''اور پردیسی پر ظلم نہ کرنا کیونکہ تم پردیسی کے دل کو جانتے ہو اِسلئے کہ تم خود بھی ملک مصر میں پردیسی تھے۔'' (خروج:۲۳/ ۹)

شاید یہ جملے اصلی ہیں جو چرچ کے فرمانرواؤں سے محفوظ رہ گئے ہیں۔ جملہ کی بناوٹ یہ بتاتی ہے کہ یہ اصلی قانون کی مثل ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی تعبیر سے ملتا جلتا لگتا ہے۔

مگر بائبل میں ایک عجب سا یہ قانون بھی ہے:

"Ye shall not eat of any thing that dieth of itself: thou shalt give it unto the stranger that is in thy gates, that he may eat it; or thou mayest sell it unto an alien: for thou art an holy people unto the LORD thy God. Thou shalt not seethe a kid in his mother's milk."

(Deuteronomy: 14/21)

''اور جو جانور آپ ہی مر جائے تم اُسے مت کھانا۔ تو اُسے کسی پردیسی کو جو تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو کھانے کو دے سکتا ہے یا اُسے کسی اجنبی آدمی کے ہاتھ بیچ سکتا ہے کیونکہ تو خُداوند اپنے خُدا کی مقدس قوم ہے۔ تو حلوان کو اُسی کی ماں کے دودھ میں نہ اُبالنا'' (استثنا:۲۱/۱۴)

یقینی طور پہ یہ قانون بائبل میں بعد میں بڑھایا گیا ہے، خدا کی جانب سے نازل نہیں کیا گیا ہے، شاید آج کے مسیحی حضرات بھی اسے دوسری قوموں کو سنانا پسند نہ کریں۔

مزید ملاحظہ فرمائیں! بائبل کی کتاب سلاطین دوم (۱۵/۱۰۔۳۰) کے مطابق بنی اسرائیل کے بادشاہ یاہو نے بعل بت کی پوجا کرنے والے تمام لوگوں کو اس حیلہ سے جمع کیا کہ وہ بھی اس بت کی پوجا کرے گا لہذا کوئی خاص پوجا کی جائے جس میں بعل کی پرستش کرنے والا ہر شخص حاضر ہو اور جو اس پوجا میں نہیں آئے گا اسے پھانسی پہ لٹکا دیا جائے گا۔ چنانچہ اس کی خواہش کی بنیاد پہ بعل کی پرستش کرنے والے تمام لوگ جشن کے لیے جمع ہوئے اور پھر:

"And Jehu said to the keeper of the wardrobe, "Bring robes for all the ministers of Baal." So he brought out robes for them. Then Jehu and Jehonadab son of Recab went into the temple of Baal. Jehu said to the ministers of Baal, "Look around and see that no servants of the Lord are here with you-only ministers of Baal." So they went in to make sacrifices and burnt offerings. Now Jehu had posted eighty men outside with this warning: "If one of you lets any of the men I am placing in your hands escape, it will be your life for his life." As soon as Jehu had finished making the burnt offering, he ordered the guards and officers: "Go in and kill them; let no one escape." So they cut them down with the sword. The guards and officers threw the bodies out and then entered the inner shrine of the temple of Baal. They brought the sacred stone out of the temple of Baal and burned it. They demolished the sacred stone of Baal and tore down the temple of Baal, and people have used it for a latrine to this day. So Jehu destroyed Baal worship in Israel."

(2Kings: 10/22-28, NIV, IBS, New Jersey, America, Copyright 1973, 1978, 1984)

''پھر اُس نے اُسکو جو توشہ خانہ پہ مقرر تھا حکم کیا کہ بعل کے سب پوجنے والوں کے لئے لباس نکال

لا۔ سو وہ اُنکے لئے لباس نکال لایا۔ تب یاہو اور یہوناداب بن ریکاب بعل کے مندر کے اندر گئے اور اُس نے بعل کے پوجنے والوں سے کہا کہ تفتیش کرو اور دیکھو کہ یہاں تمہارے ساتھ خُداوند کے خادموں سے کوئی نہ ہو فقط بعل کے ہی پوجنے والے ہوں۔ اور ذبیحے اور سوختنی قربانیاں گُذراننے کو اندر گئے اور یاہو نے باہر اسّی جوان مقرر کر دئے اور کہا کہ اگر کوئی اِن لوگوں میں سے جنکو میں تمہارے ہاتھ میں کردوں نکل بھاگے تو چھوڑنے والے کی جان اُسکی جان کے بدلے جائیگی۔ اور جب وہ سوختنی قربانی چڑھا چکا تو یاہو نے پہرے والوں اور سرداروں سے کہا کہ گھس جاؤ اور انکو قتل کرو۔ ایک بھی نکلنے نہ پائے چنانچہ اُنہوں نے اُنکو تہِ تیغ کیا اور پہرے والوں اور سرداروں نے اُنکو باہر پھینک دیا اور بعل کے مندر کے شہر کو گئے۔ اور اُنہوں نے بعل کے مندر کے ستونوں کو باہر نکال کر اُنکو آگ میں جلایا۔ اور بعل کے ستون کو چکنا چور کیا اور بعل کا مندر ڈھا کر اُسے سنڈاس بنا دیا جیسا آج تک ہے۔ یوں یاہو نے بعل کو اِسرائیل کے درمیان سے نیست و نابود کر دیا۔''

(سلاطین دوم: ۱۰/ ۲۲۔ ۲۸)

اور بات صرف اتنی نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ نے بعل بت کی پوجا کرنے والے تمام لوگوں کو تلوار کی دھار سے ختم کر دیا اور مندر کو سنڈاس بنا دیا بلکہ ان کے خدا کو اس سے اتنی زیادہ خوشی ملی کہ انعام میں یاہو بادشاہ کو چار پشتوں تک کی بادشاہت دیدی:

"And the LORD said unto Jehu, Because thou hast done well in executing that which is right in mine eyes, and hast done unto the house of Ahab according to all that was in mine heart, thy children of the fourth generation shall sit on the throne of Israel." (2Kings: 10/30)

''اور خُداوند نے یاہو سے کہا کہ چونکہ تو نے یہ نیکی کی ہے کہ جو کچھ میری نظر میں بھلا تھا اُسے انجام دیا ہے اور اخی اب کے گھرانے سے میری مرضی کے مطابق برتاؤ کیا اِسلئے تیرے بیٹے چوتھی پشت تک اِسرائیل کے تخت پہ بیٹھیں گے۔''

(سلاطین دوم: ۱۰/ ۳۰)

وہ مذہبی کتابیں جن کے آسمان سے اترنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، شاید ان میں سے بائبل کے علاوہ کسی میں بھی ایسا واقعہ نہیں ہوگا کہ ایک دھرم کے ماننے والوں نے دوسرے دھرم کی عبادت گاہ کو گرا کر سنڈاس بنا دیا ہو اور خدا نے ایسا کرنے والوں کو انعام بھی دیا ہو۔

ہمارا یہ کھلا چیلینج ہے کہ مغربی اور امریکی حکمراں دنیا کے جتنے اسکالرز چاہیں جمع کر لیں اور پھر سبھوں کو اسلامی کتابوں میں کسی ایسے واقعہ کی تلاش پہ لگا دیں پھر بھی قیامت

تک انہیں کسی معتبر اسلامی کتاب میں بائبل کے اس واقعہ کی طرح کچھ نہیں ملے گا۔ دنیا بھر کے انصاف پسندوں خاص کر مغربی اور امریکی معاشرہ میں رہنے والوں سے گذارش ہے کہ بائبل کے اس اقتباس کو اتنا عام کریں کہ اسلام کو دہشت گردی کا مذہب کہنے والوں کے حلق سوکھ جائیں اور ان کی زبانیں ہمیشہ ہمیش کے لیے بند ہو جائیں۔

بات آ گئی ہے کہ تو ذکر کر دیں کہ ساری دنیا میں ظالموں کی جانب سے یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اس کے جواب میں ہم عقلمندوں اور ہوشمندوں سے صرف تین سوالات کرتے ہیں:۔

(۱) اُندلس (اسپین و پرتگال) پہ مسلم اقلیت کی حکومت تقریبا آٹھ صدیوں تک قائم رہی، کیا کوئی سالم عقل یہ ماننے کو تیار ہو سکتی ہے کہ آٹھ سو سالوں تک اقلیتی طبقہ تلوار کے زور پہ اکثریتی طبقہ پہ حکومت کرتا رہا......؟؟ ذرا سوچئے! جس ملک میں حکمراں طبقہ آٹھ صدی تک بزور شمشیر اپنے مذہب کا پرچار کرے گا کیا وہاں اس کے مذہب والے اقلیت میں رہ جائیں گے......؟؟

(۲) یہی حال ہندوستان کا ہے جہاں تقریبا چھ صدیوں تک مسلمانوں کا اقبال بلند رہا، ذہن پہ زور دے کر سوچیں جہاں صاحبِ اقتدار طبقہ بزور تلوار تبدیلیٔ مذہب کی تحریک چلائے وہاں چھ سو سالوں تک اکثریتی طبقہ ظالم حکومت کو برداشت کرے گا......؟؟ اور کیا چھ صدیوں تک بزور بازو مذہب کا پرچار کرنے کے باوجود وہاں اس مذہب کے ماننے والے صرف دس فیصد کے آس پاس رہیں گے......؟؟ اور کیا وہاں کروڑوں کی تعداد میں غیر مذہب کی عبادت گاہیں نظر آئیں گی......؟؟

(۳) ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں لڑی گئی جس کی قیادت مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کے ہاتھ میں تھی۔ اور اس وقت ہندو مسلم ہندوستانیوں کا ایجنڈا یہ تھا کہ انگریزوں کو ہٹا کر بہادر شاہ ظفر کو ہی تاجدارِ ہند بنایا جائے۔ اگر مسلمانوں کی حکومت انگریزوں کی طرح ظالم ہوتی اور بزور طاقت تبدیلیٔ مذہب کی حمایت کرتی تو غیر مسلم ہندوستانی بھائی انگریزوں کو بھگا کر ہندوستان کی قسمت لکھنے والا قلم مسلمانوں کو سونپنے کا بچکانہ فیصلہ نہیں کرتے۔

(۲۷) جنس مخالف کی مشابہت۔

مذکر اور مونث دو الگ صنف ہیں۔ مرد وعورت دو الگ الگ قسم ہیں۔ دونوں کی بناوٹ، صلاحیت، قوت برداشت اور رہن سہن میں بہت واضح فرق ہے۔ اسی لیے ہر معاشرہ میں دونوں کے لیے الگ الگ لباس اور جدا جدا اَحکام ہیں۔ نصف صدی کے نوزائیدہ نعرہ ''مرد وعورت ہر طرح برابر ہیں'' کو چھوڑ کر دیکھا جائے تو اس سلسلے میں تقریبا کائنات کی بناوٹ سے لے کر آج تک تمام انسانی معاشروں کی یہی سوچ رہی ہے اور اسی کے مطابق انہوں نے اپنے اپنے دستور مرتب کیے۔ آج بھی وہ لوگ جو مساوات کا نعرہ لگاتے ہیں وہ خود امتیازی قوانین بناتے ہیں۔ نوکری کرنے والی عورتوں کے لیے خصوصی چھٹیاں، ان کے لیے بس وغیرہ سواریوں میں نشستیں مخصوص کرنا وغیرہ یہ وہ خیالات وافکار ہیں جو اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ جو لوگ عورت و مرد میں ''مکمل مساوات'' کا نعرہ لگاتے ہیں وہ بھی دونوں کے امتیاز کو محسوس کرتے اور دونوں کے احکام میں فرق کرتے ہیں، مگر ان کی زبان اقرار کے لیے رضامندی نہیں دیتی ہے اسی لیے انکار کرتے رہتے ہیں۔ بہر حال! ہمارا مقصد اس مسئلہ پر اسلام اور مسیحیت کے نقطۂ نظر کو پیش کرنا ہے۔ لہذا ہم اسے تحریر کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ."

''رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں، اسی طرح آپ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں۔''

(جامع الترمذی: الحدیث ۲۷۸٤، ۳۰۱۳، مجمع الزوائد: الحدیث ۱۳۱۹۹، شعب الایمان: الحدیث ٤۷۲۸، مصنف ابن أبی شیبة: الحدیث ۲٦٤۸۹، المعجم الکبیر للطبرانی: الحدیث ۱۱۵۱۷)

ہمیں خوشی ہے کہ اسلام کے اس موقف کی بائبل نے زوردار الفاظ میں حمایت کی ہے:

"The woman shall not wear that which pertaineth unto a man, neither shall a man put on a woman's garment: for all that do so are abomination unto the LORD thy God." (Deuteronomy: 22/5)

''عورت مرد کا لباس نہ پہنے اور نہ مرد عورت کی پوشاک پہنے کیونکہ جو ایسے کام کرتا ہے وہ خُداوند تیرے خُدا کے نزدیک مکروہ ہے۔'' (اِستثنا:۲۲/۵)

اسی طرح مرد و عورت کے رہن سہن اور ان کے حلیہ میں فرق بتاتے ہوئے کہا گیا:

"But I would have you know, that the head of every man is Christ; and the head of the woman is the man; and the head of Christ is God. Every man praying or prophesying, having his head covered, dishonoureth his head. But every woman that prayeth or prophesieth with her head uncovered dishonoureth her head: for that is even all one as if she were shaven. For if the woman be not covered, let her also be shorn: but if it be a shame for a woman to be shorn or shaven, let her be covered. For a man indeed ought not to cover his head, forasmuch as he is the image and glory of God: but the woman is the glory of the man. For the man is not of the woman; but the woman of the man. Neither was the man created for the woman; but the woman for the man. For this cause ought the woman to have power on her head because of the angels. Nevertheless neither is the man without the woman, neither the woman without the man, in the Lord. For as the woman is of the man, even so is the man also by the woman; but all things of God. Judge in yourselves: is it comely that a woman pray unto God uncovered? Doth not even nature itself teach you, that, if a man have long hair, it is a shame unto him? But if a woman have long hair, it is a glory to her: for her hair is given her for a covering. But if any man seem to be contentious, we have no such custom, neither the churches of God." (1Corinthians: 11/3-16)

''پس میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر مرد کا سر مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے۔ جو شخص سر ڈھنکے ہوئے دعا یا نبوت کرتا ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتا ہے۔ اور جو عورت بے سر ڈھکے دُعا یا نبوت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر منڈی کے برابر ہے۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر مُنڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے۔ البتہ مرد کو اپنا سر ڈھانکنا نہ چاہئے کیونکہ وہ خُدا کی صورت اور اُسکا جلال ہے مگر عورت مرد کا جلال ہے۔ اِسلئے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے۔ اور مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی۔ پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہئے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے۔ تو بھی خُداوند میں نہ عورت مرد کے بغیر ہے نہ مرد عورت کے بغیر۔ کیونکہ جیسے عورت مرد سے ہے ویسے ہی مرد بھی عورت کے وسیلہ سے ہے مگر سب چیزیں خُدا کی طرف سے ہیں۔ تم آپ ہی اِنصاف کرو۔ کیا عورت کا بے سر ڈھکے خُدا سے دعا کرنا مُناسب ہے۔ کیا تم کو طبعی طور پر بھی معلوم نہیں کہ مرد لمبے بال رکھے تو اس کی بے حرمتی ہے؟۔ اور اگر عورت کے بال لمبے ہوں تو اُسکی زینت ہے کیونکہ بال اُسے پردہ کے لئے دِئے گئے ہیں۔ لیکن اگر کوئی حجتی نکلے تو یہ جان لے

کہ نہ ہمارا ایسا دستور ہے نہ خُداوند کی کلیساؤں کا۔" (کرنتھیوں اول:۱۱/۳-۱۶)

ایسا ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ ہوا ہے کہ لڑکیوں اور عورتوں کے لیے مخصوص کھیلوں میں لڑکوں نے حصہ لے کر میڈل جیتے اور انکوائری کمیشن کی رپورٹ کے بعد ان سے میڈل واپس لے لیا گیا۔ اگر دونوں میں مکمل مساوات ہے تو پھر دونوں کے لیے الگ الگ کھیلوں کا انعقاد کیوں ہوتا ہے؟؟ اگر عورتوں کے لیے مردوں سے الگ ڈریس کوڈ اور جدا لباس ہو تو پھر اس طرح کے دھوکے اور فراڈ کا راستہ خود بخود بند ہو جائے گا۔

(۲۸) دھوکا اور فریب۔

دھوکے اور فریب کو کسی بھی مذہب یا معاشرہ نے اچھے اوصاف میں سے شمار نہیں کرایا ہے۔ جہاں تک ہم نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے کسی بھی مہذب قوم نے اسے قابل تعریف نہیں کہا ہے۔ فریب نہ جانے اب تک کتنے آشیانوں کو اجاڑ چکا اور اجاڑ رہا ہے۔ اور نہ جانے کتنے رشتوں کو توڑ تار ہا اور توڑ رہا ہے۔ اسی لیے آج بھی تقریباً دنیا کے ہر ملک کے قانون میں فریب دہی کے خلاف باضابطہ قانون موجود ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اپنے شہریوں کے دل وضمیر سے اس کمینگی بھری خصلت کو دور کر دیا جائے، یہ اور بات ہے کہ اس کی بہت سی قسموں کو مختلف حیلوں سے استعمال کیا جار ہا ہے۔ اسلام اور مسیحیت نے بھی فریب کو سخت مشکلات کا باعث اور جہنم میں لے جانے والا سبب قرار دیا ہے۔

قرآن نے دغا کی مذمت کرتے ہوئے کہا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَأْكُلُوْا أَمْوٰلَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبٰطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجٰرَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ٥ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوٰنًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ٥ إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيْمًا ٥ "۔

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ، ہاں باہمی رضامندی سے جو تجارت ہوتی ہے اس سے بطور نفع کھاؤ، نہ ایک دوسرے کو قتل کرو، بے شک اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے۔ جو سرکشی اور ظلم کے سہارے ایسا کرے گا عنقریب اسے ہم جہنم کی طرف کھینچیں گے جو

اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔ اگر تم منع کیے گئے بڑے گناہوں سے بچو تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔" (سورۃ النساء: ۲۹۔۳۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا، فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي۔"

"رسول اللہ ﷺ غلّے کے ایک ڈھیر کے قریب سے گذرے، اپنا دست مبارک اس میں ڈالا تو تر ہوگیا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: یہ کیسے بھیگ گیا؟ غلہ فروش نے کہا: بارش کی وجہ سے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں بھیگے ہوئے کو اوپر رکھنا چاہئے تا کہ لوگ دیکھ سکیں، جو دھوکا کرے وہ میرے چاہنے والوں میں سے نہیں۔"

(صحیح المسلم: الحدیث ۲۹۵، سنن أبی داؤد: الحدیث ۳٤٥٤، جامع الترمذی: الحدیث ۱۳٦۳، سنن ابن ماجة: الحدیث ۲۳۰۹، مسند أحمد: الحدیث ۷٤۹٤، مجمع الزوائد: الحدیث ٦۳٤٤)

اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے دھوکا باز کی مذمت کر کے یہ اعلان فرمادیا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے دھوکا بازی جیسی خسیس خصلت سے دور رہنا ضروری ہے۔

بائبل میں فریب، چوری اور جھوٹ سے منع کرتے ہوئے کہا گیا:

"Ye shall not steal, neither deal falsely, neither lie one to another."
(Leviticus: 19/11)

"تم چوری نہ کرنا اور نہ دغا دینا اور نہ ایک دوسرے سے جھوٹ بولنا۔" (اَحبار:۱۱/۱۹)

دھوکا دہی کی مذمت اور اس کے انجام سے باخبر کرتے ہوئے کہا گیا:

"Bread of deceit is sweet to a man; but afterwards his mouth shall be filled with gravel." (Proverb: 20/17)

"دغا کی روٹی آدمی کو میٹھی لگتی ہے لیکن آخر کار اُس کا منہ کنکروں سے بھرا جاتا ہے۔" (اَمثال:۲۰/۱۷،۲۱/٦)

آج کے ماحول میں قابل تعریف سائنس وٹکنالوجی کی ترقی کے منفی اثرات اور معقول جمہوریت کی نامکمل صورت کی متحدہ حکومت نے ایسا ماحول بنایا ہے جس میں دھوکا وفریب کو اتنا بُرا نہیں سمجھا جاتا ہے جتنا اس پڑھے لکھے دور سے پہلے کے اَن پڑھ لوگ سمجھتے تھے۔ بالخصوص تعلیم اور میڈیکل کے شعبوں میں لالچی ڈاکوؤں کی دراندازی نے ایسے ماحول کو جنم دیا جس میں دھوکا،

فریب بھی ایک فن اور فیشن بن گیا ہے۔اس ضمن میں بہت سے لوگ لفظ ''حکمت'' کا بھی سہارا لیتے ہیں۔فریب کے لیے اس لفظ کا استعمال اتنا عام ہوگیا ہے کہ ہمیں یہ خدشہ ہونے لگا کہ آئندہ نسل حکمت کو دھوکہ دہی کا مترادف (Synonym) نہ سمجھنے لگے۔اسلام اور بائبل نے دھوکہ کی تمام قسموں کو حرام قرار دیا ہے اور اس طرح کی گھٹیا حرکتوں میں ملوث اشخاص کے لیے سخت وعیدیں سنا کر انہیں یہ تنبیہ کردی ہے کہ حکمت وغیرہ لفظ کا سہارا انسان کے سامنے تو چل سکتا ہے مگر قبر اور حشر میں فریب آمیز حکمت کو وہ نہیں پسند کرے گا جس کے پاس ہتھوڑا ہوگا۔

(۲۹) یتیم و مسکین۔

ہر انسان کی عمر یکساں نہیں ہوتی ہے۔کوئی بچپن میں فوت ہوتا ہے تو کوئی نو جوانی میں، کوئی جوانی اور ادھیڑ عمر میں، کوئی ایک صدی پوری کرنے کے بعد۔یہی وجہ ہے کہ ہر سماج اور معاشرہ میں ہر عمر کے لوگ ملتے ہیں۔ان میں بیوہ، یتیم، غریب، لاچار اور مسکین بھی ہوتے ہیں جنہیں سماج بالخصوص پڑوسیوں، شناساؤں اور رشتہ داروں کی طرف سے حسن سلوک کی زیادہ ہی آس بندھی ہوتی ہے۔اور معاشرہ میں ان کے حقوق پہ شب خون مارنے والے سب سے بدترین اور بداخلاق سمجھے جاتے ہیں، ایسوں کے متعلق بعض یہاں تک کہتے ہیں کہ کمینگی میں ان کا ''دوسرا بھائی'' نہیں ہے۔قرآن اور بائبل دونوں نے ایسے کمزوروں کو خاص طور سے ذکر کیا ہے اور اپنے اپنے ماننے والوں کو ان پر کسی طرح کی زیادتی سے باز رہنے کی خاص تلقین کی ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

"إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوٰلَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝".

''جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارہ ڈالتے ہیں، وہ عنقریب جہنم سے ملیں گے۔'' (سورة النساء: ١٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَمَا هُنّ؟ قَالَ: اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ

الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّىْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔"

''ہلاک کرنے والی سات چیزوں سے بچو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وہ کونسی چیزیں ہیں؟ فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا، اللہ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا انہیں صحیح باعث کے بغیر قتل کرنا، سود اور یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور بھولی بھالی مومن عورتوں پہ تہمت لگانا۔''

(صحیح البخاری: الحدیث ۲۷۶۶، ۵۷۶۸، صحیح المسلم: الحدیث ۲۷۲، ۲۸۷۶، سنن النسائی: الحدیث ۳۶۷۱، ۳۶۸۶، مشکل الآثار للطحاوی: الحدیث ۷۴۷)

بائبل نے بھی خدا کو یتیموں کا وکیل بتا کر ذکر کیا ہے:

"Remove not the old landmark; and enter not into the fields of the fatherless: For their redeemer is mighty; he shall plead their cause with thee." (Proverb: 23/10-11)

''قدیم حدود کو نہ سرکا اور یتیموں کے کھیتوں میں دخل نہ کر۔ کیونکہ اُنکا رہائی بخشنے والا زبردست ہے۔ وہ خود ہی تیرے خلاف اُنکی وکالت کریگا۔'' (اَمثال: ۲۳/۱۰-۱۱)

کاش اسے وہ لوگ بھی سمجھتے جنہوں نے اپنی طاقت کے نشہ میں کروڑوں بچوں کو یتیم و مسکین بنا دیا۔ اور وہ لوگ بھی ہوش کے ناخن لیتے جنہوں نے یتیم خانوں، آشرموں، اور پناہ گاہوں کو عشرت کدہ میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم دنیا بھر کی حکومتوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسے مجرموں کو رونگٹے کھڑے کر دینے والی سزا دے۔

(۳۰) غصہ پینا۔

نوع انسانی کی تباہی میں غصہ نامی انسانی جبلت کا بھی بڑا دخل ہے۔ غصہ نام ہے اس کیفیت کا جس میں انسانی دماغ اپنی حد اعتدال سے تھوڑا دور جا گرتا ہے۔ اپنے قابو کو کھو دیتا ہے اور ایک طرح کی ہیجانی کیفیت میں پہونچ جاتا ہے جس میں عام طور پر صحیح فیصلہ کرنا ایک دشوار گذار مرحلہ بن جاتا ہے۔ اسلامی نظریات کے مطابق بنی آدم کا غصہ اسے شیطان کے شکنجہ میں ڈال دیتا ہے جہاں شیطان اسے اپنے حربہ کے لیے بڑی آسانی سے استعمال کر لیتا ہے۔ یہ عام مشاہدہ ہے کہ غصہ کی حالت میں آدم زاد اچھے برے کی تمیز، چھوٹے بڑے کا لحاظ یہاں تک کہ ماں باپ اور بزرگوں کا ادب و احترام فراموش کر بیٹھتا ہے اور غصہ ایک نشیلی شراب کی طرح اسے اپنے مرتبہ سے گرا کر رسوا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے کسی

بھی مہذب اور تعلیم یافتہ ملک ومعاشرہ یا مذہب نے اس کیفیت کو تعریف کے لائق نہیں گردانا ہے۔ اسلام اور مسیحیت نے بھی غضب کی مذمت اور غصہ برداشت کرنے کی تعریف کی ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

"الَّذِيْنَ يُنفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ٥ؕ"

"جو لوگ فراخی وتنگی کی حالت میں خرچ کرتے اور غصہ کو پیتے اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں یہی لوگ نیک اور قابل تعریف ہیں۔ اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" (آل عمران: ١٣٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غصہ پہ قابو رکھنے والے شخص کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ."

"پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ صحیح بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت خود پر قابو رکھے۔"

(صحيح البخارى: الحديث ٦١١٤، صحيح المسلم: الحديث ٦٨٠٩، ٦٨١٠، مسند أحمد بن حنبل: الحديث ٧٤٢٠، ٧٨٥٥، ١٠٩٨٧، المؤطاء للامام مالك: الحديث ١٦٤٧)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهُ، وَمَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ."

"جو اپنے غصہ کو روکے اللہ اس سے عذاب روکے گا، اور جو اپنی زبان پہ کنٹرول رکھے اللہ اس کی پوشیدہ باتوں کو چھپائے گا۔"

(جمع الجوامع: الحديث ٦٤٧٧، ٦٤٧٨، تفسير ابن كثير: آل عمران ١٣٤)

قرآن مجید نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے بنی اسرائیل کو بھی نرم لہجۂ گفتگو اختیار کرنے کا حکم دیا تھا:

"وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثٰقَ بَنِيْ إِسْرٰئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ إِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوٰلِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ٥ؕ"

"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجنا، والدین، قرابت دار، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھائی سے بات کرنا اور نماز

قائم کرنا اور زکوۃ دینا، پھر تھوڑے کے علاوہ تم سبھی پلٹ گئے۔'' (سورة البقرة: ۸۳)

قرآن وحدیث کی طرح بائبل نے بھی غصہ کی مذمت کی ہے اور کئی جہتوں سے اس کی برائی بیان کی ہے:

"Wrath is cruel, and anger is outrageous; but who is able to stand before envy?" (Proverb: 27/4)

''غضب سخت بے رحمی اور قہر سیلاب ہے لیکن حسد کے سامنے کون کھڑا رہ سکتا ہے۔'' (اَمثال:۲۷/۴)

اور غصہ ور آدمی کو مصیبت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا گیا:

"A man of great wrath shall suffer punishment: for if thou deliver him, yet thou must do it again." (Proverb: 19/19)

''شدید الغضب آدمی سزا پائیگا۔'' (اَمثال:۱۹/۱۹)

غصہ کو نشہ کی طرح دشمن قرار دیتے ہوئے غصہ ور آدمی کی صحبت سے منع کیا گیا:

"Make no friendship with an angry man; and with a furious man thou shalt not go: Lest thou learn his ways, and get a snare to thy soul." (Proverb: 22/24-25)

''غُصہ ور آدمی سے دوستی نہ کر اور غضبناک شخص کے ساتھ نہ جا۔ مبادا تُو اُسکی روشیں سیکھے اور اپنی جان کو پھندے میں پھنسائے۔'' (اَمثال:۲۲/۲۴۔۲۵)

غیظ وغضب کے برعکس نرم گوئی کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا گیا:

"A soft answer turneth away wrath: but grievous words stir up anger." (Proverb: 15/1)

''نرم جواب قہر کو دور کر دیتا ہے پر کرخت باتیں غضب انگیز ہیں۔'' (اَمثال:۱۵/۱)

(۳۱)عفو و درگذر۔

ایک ایسی خوبی جو اگر دانائی سے استعمال کی جائے تو رشتوں کی استواری اور قرابت داری کی بقا کے لیے سب سے بڑا رول ادا کر سکتی ہے اور کرتی بھی ہے۔ معافی و بخشش کی تلوار کے سہارے بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر کیا گیا ہے۔ اسلامی سلطنت کے یورپ و ایشیا اور افریقہ تک پھیلاؤ میں اس انسانی خوبی کا سب سے بڑا دخل رہا ہے۔ سندھ کی سرزمین پہ اسلام دشمن فوج کے کمانڈر بھیم سنگھ کو اسلامی فوجی دستہ کے کمانڈر محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کئی بار ملنے والی معافی نے انہیں اسلام قبول کر کے اپنی جان اسلام کے لیے وقف کرنے پر مجبور کر دیا، اور تاریخِ اسلام ایسی سینکڑوں مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ آج کے

بہت سے انسانیت شکن انسانی معاشرے میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو اس خوبی کو زندہ اور پائندہ بنانے کی کوششوں میں جٹے ہوئے ہیں۔شاید ہی کوئی ایسا تعلیم یافتہ سماج یا مذہب ہوگا جس نے اس کی بعض حالتوں کو چھوڑ کر (جو بزدلی یا حماقت پہ مبنی ہوتی ہیں) اس کی مذمت کی ہو۔اسلام نے تو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف بدعہدی کرنے والے افراد کے علاوہ تقریباً ہر طرح کی غلطیوں کو معاف کرنے والے کی حوصلہ افزائی کی ہے، اور یہی نہیں بلکہ اِخلاص پہ مبنی معافی دینے والوں کو بغیر حساب جنت میں داخلہ کی بشارت سنائی ہے۔اسلام کی طرح مسیحیت نے بھی اس خصلت کی تعریف کی ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ."

''کوئی بھی صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، معاف کرنے والے بندے کی عزت میں اللہ اضافہ فرماتا ہے اور جو شخص اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔''

(صحیح المسلم: الحدیث ٦٧٥٧، جامع الترمذی: الحدیث ٢١٦١، مسند أحمد: الحدیث ٩٢٤٥، صحیح ابن حبان: الحدیث ٣٣١٧، المعجم الکبیر للطبرانی: الحدیث ١٢٨٧، ٥٠٥١، ٥٢٤٩)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری حدیث پاک میں ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا وَقَفَ الْعِبَادُ لِلْحِسَابِ يُنَادِي مُنَادٍ: لِيَقُمْ مَنْ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَدْخُلِ الْجَنَّةَ، ثُمَّ نَادَى الثَّانِيَةَ: لِيَقُمْ مَنْ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، قَالُوْا: وَمَنْ ذَا الَّذِيْ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلْعَافُوْنَ عَنِ النَّاسِ، فَقَامَ كَذَا وَكَذَا أَلْفًا، فَدَخَلُوا الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ."

''رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بندے حساب کے لیے کھڑے ہوں گے تو ایک ندا دینے والا آواز لگائے گا کہ جن لوگوں کا اللہ پر اجر باقی ہے وہ اٹھیں اور جنت میں چلے جائیں، پھر دوسری مرتبہ یہی آواز دی جائے گی، اس سے لوگ پوچھیں گے کہ کن لوگوں کا اجر اللہ پر ہے؟ کہے گا: لوگوں کو بخشنے والوں کا، تو ہزاروں لوگ کھڑے ہو کر جنت میں بے حساب جائیں گے۔''

(الدر المنثور: سورۃ الشوریٰ ٤٠، جمع الجوامع: الحدیث ١٥٥٠، کنز العمال: الحدیث ٧٠٠٩، تفسیر ابن کثیر: سورۃ آل عمران ١٣٤، تفسیر الحقی: سورۃ الشوریٰ ٤٠، تفسیر القرطبی: سورۃ آل عمران ١٣٤)

اسی طرح بائبل میں بھی انتقام سے دور رہ کر معافی پر ابھارا گیا ہے:

"Thou shalt not avenge, nor bear any grudge against the children of thy people, but thou shalt love thy neighbour as thyself: I am the LORD." (Leviticus: 19/18)

''تو اِنتقام نہ لینا اور نہ اپنی قوم کی نسل سے کینہ رکھنا بلکہ اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا۔ میں خُداوند ہوں۔'' (اَحبار:۱۹/۱۸)

ایک اور مقام پہ کہا گیا:

"Say not thou, I will recompense evil; but wait on the LORD, and he shall save thee." (Proverb: 20/22)

''تو یہ نہ کہنا کہ میں بدی کا بدلہ لُونگا۔ خُداوند کی آس رکھ اور وہ تجھے بچائیگا۔'' (اَمثال:۲۰/۲۲)

یقیناً بائبل کی تعلیمات کا یہ حصہ۔ بشرطیکہ ''اپنی قوم کی نسل'' کی شرط ہٹا دیں یا قید کو عرفی مان لیں۔ بڑی اچھی چیز ہے جس کی تعریف کی جانی چاہئے۔

دنیا بھر میں بالعموم اور یورپ و امریکہ میں بالخصوص جرائم اور خاص کر ''نابالغ مجرموں'' کی تعداد میں بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے۔ صرف ریاستہائے متحدہ امریکہ میں صرف ایک سال ۲۰۰۸ء میں تقریباً ۲۱۱۰۰۰۰ (اکیس لاکھ دس ہزار) نابالغوں کو گرفتار کیا گیا تھا۔ واضح رہے کہ جرم کے اسباب میں ایک اہم اور نمایاں سبب غصہ بھی ہے۔ لوگوں کے گرم تیور بالخصوص نوجوانوں کی 'بے احتسابی' کے اسباب پہ کنٹرول از حد ضروری ہے۔ اس کے لیے 'بے حساب آزادی' اور 'مجرمانہ فلموں' پہ قدغن لازمی ہے۔ جیسا کہ بہت سے برطانوی قانون سازوں کا خیال ہے۔

(www.dailymail.co.uk/news/article-2620192/Call-change-TV-ratings-protect-children-watch-iPlayer-Adviser-wants-cinema-style-ratings-programmes.html)
(http://ncfy.acf.hhs.gov/library/2009/juvenile-arrests-2008) (www.ncjrs.gov 228479)
(http://www.nationaljournal.com/congress/2-million-kids-are-arrested-in-the-u-s-every-year-congress-is-trying-to-change-that-20140502)

(۳۲) بُروں کی صحبت۔

اسلام رواداری کا طلب گار ہے کہ جہاں بھی مسلمان آباد رہیں اپنے پڑوسیوں اور سماج کے لوگوں کے حقوق کا خیال رکھیں چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ مگر ایک ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور دلی تعلقات رکھنے سے ایک دوسرے کی عادت وفطرت کا اثر پڑنا تقریباً یقینی ہے، عموماً ایسا ہوتا ہے کہ دوستی بہت اونچے اور عزت دار مقام تک پہونچا دیتی ہے جب کسی اچھی عادت

والے سے ہو، اور اگر یہی دوستی نشہ باز اور آوارہ لوگوں سے ہو تو ایک اچھا بھلا انسان بھی پھانسی کے تختہ تک پہونچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی لیڈروں سے تعلق رکھنے والے سیاست میں آنے کے خواہاں ہوتے ہیں جبکہ چور کے دوست چوری کے پیشہ میں۔ اسی لیے فطرت انسانی چور، ڈاکو، بدعمل، بے ایمان اور بدکار کی صحبت میں بیٹھنے کو اچھا نہیں کہتی ہے، اسلام کا ضابطہ یہ ہے کہ بے ایمان، بدعتی، ملحد وزندیق اور فاسق کی ہم نشینی اور ان کی باتیں سننے سے بھی مسلمان خود کو دور رکھے۔ اگر اس طرح کے کسی آدمی سے کاروباری تعلقات رکھنا از حد ضروری ہے تو بھی صرف بزنس کی حد تک محدود رہے، ایسوں سے گھریلو اور دلی تعلقات ہرگز نہ قائم کرے ورنہ ایمان وعقیدے اور تمام اعمال کے برباد ہونے اور اپنی ساکھ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس سلسلے میں بائبل اور امریکہ کے قومی باپو جارج واشنگٹن کا بھی یہی موقف ہے۔

آیئے! پہلے اسلامی نقطۂ نظر کو سمجھیں:

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِنْ دُوْنِكُمْ."

"اے ایمان والو! مسلمانوں کے علاوہ کو راز دار نہ بناؤ۔" (آل عمران: ۱۱۸)

ایک اور مقام پہ کہا گیا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ".

"اے مسلمانو! اسلام پسندوں کے علاوہ غیر مسلموں کو دوست نہ بناؤ۔" (سورة النساء: ١٤٤)

اس کا مطلب یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اسلام آپسی چارہ جوئی کے خلاف ہے کیوں کہ بھائی چارگی اور رازداری دو الگ الگ چیزیں ہیں، اور فرقہ وارانہ یکجہتی کی حمایت میں قرآن کا واضح اعلان ہے:

"إِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظٰهِرُوْا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوْا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلٰى مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ."

"مگر جن غیر مسلموں سے تم نے معاہدہ کیا اور انہوں نے اس میں کوئی کمی نہیں کی، نہ ہی تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو ان سے کیے گئے وعدہ کو اچھی طرح نبھاؤ، بے شک اللہ گناہ سے بچنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" (سورة التوبة: ٤)

بائبل بری خصلت والوں کی صحبت سے منع کرتے ہوئے کہتی ہے:

"Make no friendship with an angry man; and with a furious man thou shalt not go: Lest thou learn his ways, and get a snare to thy soul." (Proverb: 22/24-25)

''غُصہ ور آدمی سے دوستی نہ کر اور غضبناک شخص کے ساتھ نہ جا۔ مبادا تُو اُسکی روشیں سیکھے اور اپنی جان کو پھندے میں پھنسائے۔'' (اَمثال:۲۲/۲۴۔۲۵)

غور کریں! ایک غصہ ور کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے صرف اسی بنیاد پہ منع کیا جا رہا ہے کہ اس کی دوستی اور محبت آدمی کی زندگی سے امن وسکون کو دور کر سکتی ہے، تو پھر ملحد و بے ایمان کی ہم نشینی، دوستی اور ان سے دلی محبت کو کیسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے جو جنت سے دور کر سکتی ہے......؟؟

غیر مسیحی، بے ایمانوں اور بدعقیدوں کی ہم نشینی اور ان سے تعلقات قائم کرنے سے واضح الفاظ میں منع کرتے ہوئے کہا گیا:

"Be ye not unequally yoked together with unbelievers: for what fellowship hath righteousness with unrighteousness? and what communion hath light with darkness? And what concord hath Christ with Belial? or what part hath he that believeth with an infidel?" (2Corinthians: 6/14-15)

''بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جوئے میں نہ جُتو کیونکہ راست بازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی اور تاریکی میں کیا شراکت؟ مسیح کو بلیعال کے ساتھ کیا موافقت؟ یا ایماندار کا بے ایمان سے کیا واسطہ؟'' (کرنتھیوں دوم:۶/۱۴۔۱۵)

ایک بدمذہب اور بے ایمان کی دوستی، صحبت اور دلی محبت کو ایمان وعقیدے کے لیے زہر ہلاہل قرار دیتے ہوئے کہا گیا:

"Lest thou make a covenant with the inhabitants of the land, and they go a whoring after their gods, and do sacrifice unto their gods, and one call thee, and thou eat of his sacrifice; And thou take of their daughters unto thy sons, and their daughters go a whoring after their gods, and make thy sons go a whoring after their gods." (Exodus: 34/15-16, Ezra: 9/1-3)

''سو اَیسا نہ ہو کہ تو اُس مُلک کے باشندوں سے کوئی عہد باندھ لے اَور جب وہ اَپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اَور اَپنے معبودوں کے لئے قربانی کریں اَور کوئی تجھ کو دعوت دے اَور تو اُسکی قربانی میں سے کچھ کھا لے۔ اَور تو اُنکی بیٹیاں اَپنے بیٹوں سے بیاہے

اور اُنکی بیٹیاں اَپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اَور تیرے بیٹوں کو بھی اَپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار بنا دیں۔'' (خروج:۳۴/۱۵۔۱۶،عزرا:۹/۱۔۳)

بائبل کا یہ پیرا گراف بتاتا ہے کہ وہ ہمسایہ قوموں اور ملکوں سے عہدِ معاونت تو دور معاہدۂ اَمن کی بھی حمایت نہیں کرتی ہے۔ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ نازل ہوا تھا۔

واضح رہے کہ ہم قطعا اس کے حامی نہیں ہیں ہے کہ غیر مسلموں سے مسلمان کٹ کر رہیں،ان سے کسی طرح کا تعلق نہ رکھیں۔ایک محلّہ،بستی،شہر اور ملک میں رہنے والوں کے درمیان آپسی بھائی چارگی اور پُر امن تعلقات کا اسلام پرزور حامی ہے۔پیغمبر اسلام ﷺ کی سنت سے یہی تعلیم ملتی ہے۔آپ ﷺ نے مدینہ کے اردگرد رہنے والے تمام قبیلوں اور بستیوں سے بھائی چارگی اور پُر امن تعلقات کے معاہدوں کی طرف سبقت فرمائی ہے اور قرآن کی آیت دیت میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔نیز سورۂ توبہ کی شروع کی آیتوں میں امن پسند غیر مسلموں کے ساتھ اس طرح کی بھائی چارگی اور میل جول کو اچھا کہا گیا ہے۔لیکن اس کی ایک حد مقرر کی گئی ہے کہ اسلام مخالف کسی حکم میں ان کی دوستی سے زیادہ خدا کی محبت کو اہمیت دی جائے،یہ نہیں کہ کسی غیر مسلم نے ٹیکا لگانا چاہا تو وہ بھی لگوالیا،خنزیر کھانے کی دعوت دی تو اسے بھی کھالیا۔بتوں کا چڑھاوا دیا تو اسے بھی ہضم کرلیا۔بلایا گیا تو بتوں کے سامنے بھی ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوگئے۔ایک ساتھ زیادہ اٹھنے بیٹھنے اور گہرے تعلقات رکھنے سے ایک دوسرے کی چھاپ پڑ جاتی ہے،اور بسا اوقات یہ ایمان کی بربادی تک لے جاتی ہے۔اگر آج غیر مسلموں سے گہری محبت رکھنے والے بہت سے مسلم نوجوانوں کا تجزیہ کریں تو شاید آپ کو دو چار ایسے ضرور مل جائیں گے جو جانے انجانے میں لاپرواہی کی وجہ سے کلمۂ کفر بک دیتے ہیں،جیسے معاذ اللہ خدا نے اس جنت کو کتنے دن میں بنایا ہے،معاذ اللہ اس خوبصورت شہر کو اللہ نے بڑی فرصت سے بنایا اور سنوارا ہے،معاذ اللہ اس کی ناک زیادہ کھڑی نہیں ہے شاید اللہ نے مٹی کم رکھ دی ہوگی۔اس طرح کے جملے زہریلی صحبت اور اداکاروں کی محبت دل میں بسانے سے نکلتے ہیں،جو دل سے ایمان نکال کر انسان کو کفر کی بنجر وادی میں گرا دیتے ہیں۔اِسی کھائی کی طرف سب سے اخیر میں نقل کیے گئے بائبل کے اقتباس میں واضح رہنمائی کی گئی ہے کہ ایسوں کی دوستی اور ان سے گہرا تعلق جہنم میں پہنچنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

بروں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے صرف ہم ہی منع نہیں کرتے ہیں بلکہ بائبل بھی ہمارے ساتھ ہے، علاوہ ازیں سپر پاور امریکہ کے قومی باپو (Father of Country) اور پہلے امریکی صدر جناب جارج واشنگٹن بھی یہی کہہ گئے ہیں:

"Associate yourself with men of good quality if you esteem your own reputation; for 'tis better to be alone than in bad company."
(www.americanhistory.about.com/cs/georgewashington/a/quotewashington.ht)
(www.en.wikiquote.org/wiki/George_Washington)

''معزز بننا چاہتے ہو تو اچھے لوگوں کے ساتھ رہو، کہ اکیلے رہنا بری صحبت سے بہتر ہے۔''

یہی اسلام کا موقف ہے کہ غیروں سے تعلقات بھائی چارگی اور انسانی ضرورت کی حد تک رکھے جائیں، انہیں راز دار نہ بنایا جائے۔

(۳۳) تکبر اور گھمنڈ۔

ایک ایسی خصلت جو انسانی سماج میں فساد لاتی اور رشتوں کی مٹھاس کو دور کر کے اس میں کھٹاس لاتی ہے' وہ ہے غرور اور گھمنڈ۔ ایک انسان کو جب کچھ ملتا ہے، وہ کامیابی حاصل کرتا ہے اور اسے اپنے ہمسروں میں کچھ نمایاں مقام حاصل ہوتا ہے تو وہ خود کو ان سے کچھ زیادہ اہم اور بارتبہ خیال کرنے لگتا ہے، بقیہ لوگوں کو خود سے کمتر گردانتا ہے اور اس کی سوچ میں ناقابل تعریف تبدیلی آجاتی ہے، وہ اپنے انداز گفتگو اور طرز زیست کو بدل لیتا ہے، گفتگو کے وقت اپنے لہجہ کو دوسروں سے برتر اور اپنی آواز کو ان سے بلند رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس انداز کو تکبر اور گھمنڈ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی کسی بھی قسم کو کسی بھی مہذب معاشرہ نے قبول نہیں کیا ہے۔ ہر سماج و مذہب نے سختی کے ساتھ غرور و تکبر کی مذمت کی اور اسے لائق نفرت گردانا ہے۔ اس سلسلے میں اکثر لوگوں کی یہ غلط فہمی بھی دور کر دیں کہ بعض اوقات انسان مال و دولت اور شہرت و ناموری کے ساتھ آنے والی مصروفیات یا کثرت کار میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے دوستوں کے لیے ''یارانہ زمانہ'' کی طرح قابل رسائی نہیں رہ جاتا ہے، اس صورت حال کو غرور کا نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ بہت سی غلط فہمیاں اس طرح کی منفی سوچ کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ البتہ! پھر بھی متعلقہ شخص کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ دوستوں اور رشتہ داروں کے لیے بھی وقت نکالے اور ان کی دعوت پہ لبیک کہے یا انتہائی مجبور ہو تو معافی کے

ساتھ معذرت کر لے اور کسی وقت کفارہ چکانے کی کوشش بھی کرے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَلا تَمْشِ فِيْ الأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا۝۔"

"زمین میں اِترا کر نہ چلو، تم نہ زمین کو چیر سکتے ہو، نہ لمبائی میں پہاڑ کو پہنچ سکو گے۔"

(سورة الإسراء: ۳۷)

اس آیت مبارکہ میں اِتراتے انسان کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس طرح نصیحت کی گئی ہے کہ تھوڑی بھی عقل رکھنے والا آدمی متکبر بننے سے پرہیز کرے گا۔ گردن اکڑ کر چلنے والے انسان کو اس کی اوقات وحیثیت کے بارے میں بتا دیا گیا کہ تمہارے جوتوں کی ٹھوکر سے زمین کا سینہ چاک نہیں ہوسکتا، اسی طرح تمہاری اکڑی گردن پہاڑ کی بلندی کو زیر نہیں کر سکے گی، تمہیں اکڑ دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اللہ نے اتنی بلند چیزیں بھی پیدا کی ہیں جن کی لمبائی تم کو کبھی اور کسی بھی حالت میں نہیں پہونچ سکتے ہو۔ اپنی مغرور گردن کو ذرا پہاڑ کی بلندی سے ملا کر دیکھ لو اپنی حقیقت جان لینے کے بعد خود ہی تمہاری گردن جھک جائے گی۔

قرآن حمید میں مردِ دانا حضرت لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کے نام نصیحت کو ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

"يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِيْ الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوٰتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝"۔

"اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ، اچھائی کا حکم دے، برائی سے روک اور مصیبت پہ صبر کر، بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔ لوگوں کے لیے اپنے رخسار کو ٹیڑھا نہ کر اور نہ زمین میں اترا کر چل، بے شک اترانے اور فخر کرنے والے اللہ کو نہیں بھاتے۔ اور اپنی آواز کو پست رکھ، بے شک آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھوں کی ہے۔" (سورة لقمان: ۱۷۔۱۹)

ایک دوسری آیت مبارکہ میں اللہ کے پسندیدہ بندوں کی صفات شمار کرائی گئیں جن میں تواضع اختیار کرنے والوں کو بھی ذکر کیا گیا:

"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا o"۔

"اور رحمٰن کے بندے زمین پر نرمی سے چلتے ہیں۔" (سورة الفرقان: ٦٣)

پیغمبر اسلام ﷺ نے غرور کی بنیادوں کو ڈھاتے ہوئے ساری دنیا کو ایک قوم اور ایک قبیلہ قرار دیا اور انہیں آپس میں بھائی بھائی ہونے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى۔"

"اے لوگو! بے شک تمہارا معبود بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک (آدم) ہے، خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر، یا کسی عجمی کو کسی عربی پر، یا کسی لال رنگ والے کو کسی کالے پر، یا کسی کالے کو کسی لال رنگ والے پر کوئی بڑائی حاصل نہیں ہے، فضیلت کی بنیاد صرف اور صرف تقویٰ (پرہیزگاری) ہے۔"

(مسند أحمد بن حنبل: الحديث ٢٤٢٠٤، ٢٣٥٣٦، مسند عبد الله بن مبارك: الحديث ٢٤٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ۔"

"کوئی بھی صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، معاف کرنے والے بندے کی عزت میں اللہ اضافہ فرماتا ہے اور جو شخص اللہ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔"

(صحيح المسلم: الحديث ٦٧٥٧، جامع الترمذي: الحديث ٢١٦١، مسند أحمد: الحديث ٩٢٤٥، صحيح ابن حبان: الحديث ٣٣١٧، المعجم الكبير للطبراني: الحديث ١٢٨٧، ٥٠٥١، ٥٢٤٩، المعجم الأوسط للطبراني: الحديث ٥٢٤٩، سنن الدارمي: الحديث ١٧٢٩، مجمع الزوائد: الحديث ١٣٠٦٧، كنز العمال: الحديث ١٥٧٦٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنِ امْرَءٍ إِلَّا وَفِيْ رَأْسِهِ حِكْمَةٌ، وَالْحِكْمَةُ بِيَدِ مَلَكٍ، فَإِنْ تَوَاضَعَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ ارْفَعِ الْحِكْمَةَ، وإِنْ أَرَادَ أَنْ يَّرْفَعَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ: ضَعِ الْحِكْمَةَ، أَوْ حِكْمَتَهُ۔"

"ہر شخص کے سر میں حکمت رکھی گئی ہے جسے فرشتہ کنٹرول کرتا ہے، جب وہ تواضع کرتا ہے تو فرشتہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کی حکمت کو بڑھادے اور جب تکبر کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس کی حکمت کو کم کردو۔" (مجمع الزوائد: الحديث ١٣٠٧٢)

ان احادیث مبارکہ میں بڑے دل نشیں انداز میں ہم انسانوں کو اپنی حقیقت اور

ماہیت کے متعلق خبر دے کر سمجھایا گیا کہ تکبر ایک ایسی آگ ہے جو انسان کی انسانیت کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے، جبکہ اس کے برعکس تواضع وانکساری اللہ کو اور بندوں کو بھی پسند ہے اور یہ عادت ایک انسان کو خدا اور اس کی مخلوق دونوں کی نظر میں محبوب بنا دینے والی ہے۔ مٹی سے انسان کی پیدائش کے معاملہ پر اگر ہم غور کریں تو یہ نکتہ بھی ابھر کر سامنے آتا ہے کہ مٹی کی فطرت میں تواضع وانکساری اور جھکاؤ ہے اور جو انسان اس سے انحراف کرتا ہے وہ خود اپنی فطرت سے بغاوت کرتا ہے جو اس کے لیے تباہی کے سوا کچھ نہیں لا سکتا ہے۔

قرآن وحدیث کی طرح بائبل نے بھی تکبر کی پرزور مذمت کی ہے:

"Boast not thyself of to morrow; for thou knowest not what a day may bring forth." (Proverb: 27/1)

''کل کی بابت گھمنڈ نہ کر کیونکہ تو نہیں جانتا کہ ایک ہی دن میں کیا ہوگا۔'' (اَمثال: ۱/۲۷)

کتاب زبور میں ہے:

"O LORD God, to whom vengeance belongeth; O God, to whom vengeance belongeth, shew thyself. Lift up thyself, thou judge of the earth: render a reward to the proud. LORD, how long shall the wicked, how long shall the wicked triumph? How long shall they utter and speak hard things? and all the workers of iniquity boast themselves? They break in pieces thy people, O LORD, and afflict thine heritage. They slay the widow and the stranger, and murder the fatherless. Yet they say, The LORD shall not see, neither shall the God of Jacob regard it." (Psalms: 94/1-7)

''اَے خُداوند! اَے اِنتقام لینے والے خُدا! اَے اِنتقام لینے والے خُدا! جلوہ گر ہو۔ اَے جہان کا اِنصاف کرنے والے! اُٹھ۔ مغروروں کو بدلہ دے۔ اَے خُداوند! شریر کب تک۔ شریر کب تک شادیانہ بجایا کرینگے؟ وہ بکواس کرتے اَور بڑا بول بولتے ہیں۔ سب بدکردار لافزنی کرتے ہیں۔ اَے خُداوند! وہ تیرے لوگوں کو پیس ڈالتے ہیں اَور تیری میراث کو دُکھ دیتے ہیں۔ وہ بیوہ اَور پردیسی کو قتل کرتے اَور یتیموں کو مار ڈالتے ہیں اَور کہتے ہیں کہ خُداوند نہیں دیکھے گا اور یعقوب کا خُدا خیال نہیں کریگا۔'' (زبور: ۹۴/۱۔۷)

کتاب یسعیاہ میں ہے:

"Wherefore it shall come to pass, that when the Lord hath performed his whole work upon mount Zion and on Jerusalem, I will punish the fruit of the stout heart of the king of Assyria, and the glory of his high looks." (Isaiah: 10/12)

''لیکن یوں ہوگا کہ جب خُداوند کوہِ صیُّون پر اَور یروشلم میں اپنا سب کام کر چکے گا۔ تب (وہ فرماتا ہے) میں شاہِ اَسُور کو اُسکے گستاخ دِل کے ثمرہ کی اَور اُسکی بلند نظری اور گھمنڈ کی سزا دُونگا۔''
(یسعیاہ:۱۰/۱۲)

کتاب اَمثال میں مغروروں سے اس طرح نفرت کا اظہار کیا گیا:

"The fear of the LORD is to hate evil: pride, and arrogancy, and the evil way, and the froward mouth, do I hate." (Proverb: 8/13)

''غرور اور گھمنڈ اور بری راہ اور کجگو مُنہ سے مجھے نفرت ہے۔'' (اَمثال:۸/۱۳)

تکبر کو پستی اور تواضع کو بلندی کا سبب بتاتے ہوئے کہا گیا:

"A man's pride shall bring him low: but honour shall uphold the humble in spirit." (Proverb: 29/23)

''آدمی کا غُرور اُسے پست کریگا لیکن جو دِل سے فروتن ہے عزت حاصل کریگا۔'' (اَمثال:۲۹/۲۳)

مزید اس طرح نفرت کا اظہار کیا گیا:

"These six things doth the LORD hate: yea, seven are an abomination unto him: A proud look, a lying tongue, and hands that shed innocent blood, An heart that deviseth wicked imaginations, feet that be swift in running to mischief, A false witness that speaketh lies, and he that soweth discord among brethren." (Proverb: 6/16-19)

''یہ چھ چیزیں ہیں جن سے خُداوند کو نفرت ہے بلکہ وہ سات ہیں جن سے اُسے کراہیت ہے۔ اُونچی آنکھیں۔ جھوٹی زبان۔ بے گناہ کا خُون بہانے والے ہاتھ۔ بُرے منصوبے باندھنے والا دل۔ شرارت کے لئے تیز رَو پاؤں۔ جھوٹا گواہ جو دروغ گوئی کرتا ہے اور جو بھائیوں میں نفاق ڈالتا ہے۔'' (اَمثال:۶/۱۶۔۱۹)

ان کے علاوہ مزید درج ذیل مقامات پہ تکبر کی مذمت وارد ہے:

تواریخ دوم:۳۲/۲۵۔۲۶، ایوب: ۳۳/۱۷، ۳۵/۱۲، زبور: ۴۹/۶۔۷، یسعیاہ: ۹/۹، ۱۰/۲۔۴، ۱۶/۶، ۳۶/۱۱، اَمثال:۱۳/۱۰، ۱۴/۳، ۱۶/۱۸۔۱۹۔''

(۳۴) جبہ، عمامہ اور پگڑی۔

ایک ایسا حلیہ جسے آج کی دنیا میں بدنام کرنے کی سب سے زیادہ کوشش کی گئی ہے، اس کے ساتھ جبہ اور بالخصوص پگڑی عام طور پہ دکھائی جاتی ہے۔ عمامہ اور پگڑی کو موجودہ ترقی یافتہ مفکرین نے خوف ودہشت کی علامت بتا کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ انہوں نے ایک

ایسی فضا تیار کر دی ہے جس میں ہر شریف داڑھی کرتا، جبہ اور پگڑی والا خونخوار نظر آتا ہے مگر یہ بھی نصرت خداوندی کا ایک عجیب اور نا قابل انکار کرشمہ ہے کہ جس قوم نے اس لباس اور اس مقدس حلیہ کو بدنام اور مشتبہ بنانے کا جوا اپنے کاندھوں پہ اٹھا رکھا ہے اس کی سب سے مقدس اور معتبر کتاب 'Holy Bible' نے اسی لباس اور اسی حلیہ کو خدا تعالیٰ کے مقدس و مقرب نیک بندوں کا حلیہ اور یونیفارم قرار دیا ہے۔ کم از کم ہم تو بائبل میں اس طرح کے اقتباسات کے وجود کو رسول اللہ ﷺ کے ان معجزوں میں شمار کیے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

اسلام میں عمامہ باندھنا سنت محبوب دو جہاں ﷺ ہے۔ (صحیح مسلم: باب دخول جواز مکۃ بغیر احرام) اور سید الملائکہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بھی اس سنت عمامہ کو پسند فرماتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں:

"أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى بِرْذَوْنٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ طَرَفُهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: رَأَيْتِهِ ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ."

''جبرئیل علیہ السلام پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس خچر پہ تشریف لائے اور ان کے سر پر عمامہ تھا جس کا کنارہ دونوں شانوں کے بیچ تھا، میں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جسے تم نے دیکھا وہ جبرئیل ہیں۔ علیہ السلام۔''

(مسند أحمد بن حنبل: حديث السيدة عائشة، الحديث ۲۵۸۹۷، ۲۵۲۲۷)

اس کتاب میں ذکر کیے گئے بہت سے مسائل کی طرح اس سنت نبوی ﷺ کو بھی بائبل نے خراج محبت اور داد تحسین پیش کی ہے۔ بنی اسرائیل کے خدا نے جب مقدس خدمات کے لیے ہارون اور ان کے بیٹوں کا انتخاب کیا تو ان کی تعظیم کے لیے مختلف لباس بنوانے کا حکم دیا جن میں عمامہ اور پگڑی بھی شامل ہیں۔ نیچے نقل کی گئی عبارت کو پوری توجہ کے ساتھ پڑھیں:

"Have Aaron your brother brought to you from among the Israelites, along with his sons Nadab and Abihu, Eleazar and Ithamar, so they may serve me as priests. Make sacred garments for your brother Aaron, to give him dignity and honor. Tell all the skilled men to whom I have given wisdom in such matters that they are to make garments for Aaron, for his consecration, so he may serve me as priest. These are the garments they are to make: a breastpiece, an

ephod, a robe, a woven tunic, a turban and a sash. They are to make these sacred garments for your brother Aaron and his sons, so they may serve me as priests."(Exodus: 28/1-4, NIV, IBS, NJ, USA,1973, 1978, 1984)

''اور تو بنی اسرائیل میں سے ہارونؔ کو جو تیرا بھائی ہے اور اُسکے ساتھ اُسکے بیٹوں کو اپنے نزدیک کر لینا تا کہ ہارون اور اُسکے بیٹے۔ ندبؔ اور ابیہوؔ اور الیعزؔر اور اتمؔر کہانت کے عہدہ پر ہو کر میری خدمت کریں۔ اور تو اپنے بھائی ہارون کے لئے عزت اور زینت کے واسطے مقدس لباس بنا دینا۔ اور تو اُن سب روشن ضمیروں سے جنکو میں نے حکمت کی روح سے بھرا ہے کہہ کہ وہ ہارون کے لئے لباس بنائیں تا کہ وہ مقدّس ہو کر میرے لئے کاہن کی خدمت کو انجام دے۔ اور جو لباس وہ بنائیں گے یہ ہیں یعنی سینہ بند اور اُفود اور جبہ اور چارخانے کا کُرتہ اور عمامہ اور کمر بند۔ وہ تیرے بھائی ہارون اور اُسکے بیٹوں کے واسطے یہ پاک لباس بنائیں تا کہ وہ میرے لئے کاہن کی خدمت کو انجام دے۔'' (خروج:۲۸/۱۔۴)

کچھ آیات بعد اس حکم کو پھر دہرایا گیا۔ ایک ایک نقطہ پہ توجہ دیں:

"Make a plate of pure gold and engrave on it as on a seal: HOLY TO THE Lord. Fasten a blue cord to it to attach it to the turban; it is to be on the front of the turban. It will be on Aaron's forehead, and he will bear the guilt involved in the sacred gifts the Israelites consecrate, whatever their gifts may be. It will be on Aaron's forehead continually so that they will be acceptable to the Lord. Weave the tunic of fine linen and make the turban of fine linen. The sash is to be the work of an embroiderer. Make tunics, sashes and headbands for Aaron's sons, to give them dignity and honor."
(Exodus: 28/36-40, NIV, Pub. by IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

''اور تو خالص سونے کا ایک پتّر بنا کر اُس پر انگشتری کے نقش کی طرح یہ کندہ کرنا خُداوند کے لئے مقدس۔ اور اُسے نیلے فیتے سے باندھنا تا کہ وہ عمامہ پر یعنی عمامہ کے سامنے کے حصہ پر ہو۔ اور یہ ہارونؔ کی پیشانی پر رہے تا کہ جو کچھ بنی اسرائیل اپنے پاک ہدیوں کے ذریعہ سے مقدس ٹھہرائیں اُن مقدس ٹھہرائی ہوئی چیزوں کی بدی ہارونؔ اُٹھائے اور یہ اُسکی پیشانی پر ہمیشہ رہے تا کہ وہ خُداوند کے حضور مقبول ہوں۔ اور کُرتا باریک کتان کا بُنا ہوا اور چارخانے کا ہو اور عمامہ بھی باریک کتان ہی کا بنانا اور ایک کمر بند بنانا جس پر بیل بوٹے کڑھے ہوں۔ اور ہارونؔ کے بیٹوں کے لیے کُرتے بنانا اور عزت اور زینت کے واسطے اُنکے لئے کمر بند اور پگڑیاں بنانا۔'' (خروج:۲۸/۳۶۔۴۰)

خدا کے علم میں یہ بات ازل سے ہے کہ بنی اسرائیل عمامہ اور پگڑی کو بدنام

کرنے میں کسی طرح کی کسر نہیں اٹھائیں گے، شاید اس لیے بھی اس نے اس کو عزت اور زینت کا سبب قرار دیا۔ اَگلے باب میں ایک بار پھر عمامہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا:

"Put the turban on his head and attach the sacred diadem to the turban. Take the anointing oil and anoint him by pouring it on his head. Bring his sons and dress them in tunics and put headbands on them. Then tie sashes on Aaron and his sons. The priesthood is theirs by a lasting ordinance. In this way you shall ordain Aaron and his sons." (Exodus: 29/6-9, NIV, IBS, New Jersey, America,1973, 1978, 1984)

''اور عمامہ کو اُسکے سر پر رکھکر اُس عمامہ کے اوپر مقدس تاج لگا دینا۔ اور مسح کرنے کا تیل لیکر اُسکے سر پر ڈالنا اور اُسکو مسح کرنا۔ پھر اُسکے بیٹوں کو آگے لا کر اُنکو کُرتے پہنانا۔ اور ہارون اور اُسکے بیٹوں کے کمر بند لپیٹ کر اُنکے پگڑیاں باندھنا تا کہ کہانت کے منصب پہ ہمیشہ کے لئے اُنکا حق رہے اور ہارون اور اُسکے بیٹوں کو مخصوص کرنا۔'' (خروج:۲۹/۶۔۹)

انگریزی اور اردو ادب سے واقف حضرات دونوں اقتباسات میں لفظ عمامہ اور Turban کی تکرار پہ غور کریں تو انہیں اس بات کا بخوبی احساس ہوگا کہ محبوب اور اس سے متعلق چیز کا نام بار بار لینا اس کی ضمیر (Pronoun) ذکر کرنے سے کہیں زیادہ چاشنی لاتا ہے، چونکہ خدا اور اس کے محبوب کو عمامہ بہت پسند ہے اسی لیے اس نے ضمیر کی جگہ دو مرتبہ اس لفظ کو ہی ذکر دیا۔

خدا نے صرف حکم ہی نہیں دیا بلکہ بنی اسرائیل نے خدا کے اس حکم پہ عمل بھی کیا:

"For Aaron and his sons, they made tunics of fine linen-the work of a weaver- and the turban of fine linen, the linen headbands and the undergarments of finely twisted linen."
(Exodus: 39/27-28, NIV, Pub. by IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

''اور اُنہوں نے باریک کتان کے بنے ہوئے کُرتے ہارون اور اُسکے بیٹوں کے لئے بنائے۔ اور باریک کتان کا عمامہ اور باریک کتان کی خوبصورت پگڑیاں اور باریک بٹے ہوئے کتان کے پاجامے۔'' (خروج:۳۹/۲۷۔۲۸)

ذہن میں بٹھا لیں کہ بائبل کی کتاب دانی ایل (۳/۱۔۳۰) کے مطابق کافر بادشاہ نبوکدنضر نے جن مقدس لوگوں (سدرک، مِیسک اور عبدنجو) کو سونے کی مورتی کی پوجا سے انکار کی وجہ سے آگ کی بھٹی میں ڈلوایا تھا مگر وہ آگ کی بھٹی میں بھی بالکل صحیح سلامت تھے، ان نیک لوگوں کے سر پر بھی عمامہ تھا اور ان کے سر کا ایک بال بھی نہیں جلا تھا، جبکہ ان کو آگ

میں ڈالنے والے خود اس آگ کے شعلوں کی تپش سے ہلاک ہو گئے تھے۔ بائبل کی ایک اور کتاب زکریاہ (۳/۱۔۵) کے مطابق فرشتہ نے یشوعؑ نامی ایک شخص کو عمدہ کپڑے پہنانے اور اس کے سر پہ عمامہ رکھنے کا حکم دیا اور پھر اسے خدا کے گھر کی حکومت عطا کی۔

ان کے علاوہ درج ذیل دس مقامات پہ بھی عمامہ اور پگڑی کو عزت و بلندی اور نیک اور امراو شرفا کے لباس کے طور پہ ذکر کیا گیا ہے:

خروج: ۳۹/۳۱، اَحبار: ۹/۸، ۱۶/۴، سموئیل اول: ۱۹/۲، ۱۵/۲۷، ۲۸/۱۴، اَیوب: ۲۹/۱۴،حزقی ایل:۲۱/۲۶،۲۳/۱۵،۲۴/۱۷،۲۴/۲۳،۴۴/۱۸۔''

ان چند صفحات کو ہر وہ مسلمان اپنے دل کی تختی پہ لکھ لے جسے یورپ و امریکہ کا سفر درپیش ہو یا وہاں مقیم ہو، تا کہ لباس کی وجہ سے بے جا تنگ کیے جانے کے یہ وقت انہیں کام آ سکے۔

اگر کوئی کٹ حجتی پہ اترے اور لفظ 'Turban' عمامہ کا انکار کرے تو اس کے سامنے آکسفورڈ پریس کی ڈکشنریوں سے درج ذیل پیراگراف بیان کرنا نہ بھولیں:

"A long piece of cloth wound tightly around the head, worn, for example, by Muslim or Sikh men."

(Oxford Advanced Learner's Dictionary, 7th Edition)

''ایک لمبا کپڑا جسے مضبوطی سے سر کے چاروں طرف باندھا جاتا ہے، جیسے مسلمان اور سکھ مرد باندھتے ہیں۔''

مسیحی بھائیوں سے گذارش:۔ ہماری رعایت نہ سہی، کم از کم اپنے باپ داداؤں کا لحاظ کرتے ہوئے کرتا و پگڑی اور جبہ کو بدنام کرنے کی تحریک اب بند کر دیجئے۔ یہ آپ کی طرف سے اپنے آبا و اجداد کی روحوں کے لیے ایک بہترین تحفہ ہو سکتا ہے۔

(۳۵) داڑھی۔

مردوں کے چہرے پہ داڑھی خوبصورتی کا باعث ہے جو اللہ نے ان کو بطور تحفہ دیا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے داڑھی رکھنی واجب ہے۔ لیکن آج کے ترقی یافتہ جدید دور کو سب سے زیادہ جن چیزوں سے نفرت ہے ان میں مسلمانوں کی داڑھی بھی شامل ہے۔ خیر! ذوق اپنا اپنا۔ یہاں ہماری تحقیق کا تعلق چونکہ بائبل میں اسلامی احکام کی موجودگی سے ہے اسی

لیے ہم اسی کو بیان کریں گے۔ انشاءاللہ پڑھ کر ہر مسلمان کا سینہ کشادہ ہو جائے گا۔

حضرت نافع حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ، وَفِّرُوا اللِّحٰى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ، فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ."

''مشرکوں کا طریقہ نہ لو، داڑھی بڑھاؤ، مونچھیں پست کرو۔ نافع کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حج و عمرہ پہ تشریف لے جاتے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں لیتے اور جو مشت بھر سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے۔''

(صحيح البخارى: الحديث ٥٨٩٢، ٥٥٥٣، شعب الايمان للبيهقى: الحديث ٦١٦٢، ٦٤٣٥، السنن الكبرىٰ للنسائى: الحديث ٣٣٢٩، ١٠١٣١، المجمع الزوائد: الحديث ٨٨٤٥، ٨٨٤٦، فتح القدير: باب ما يوجب القضاء و الكفارة، نصب الراية فى تخريج أحاديث الهداية: باب ما يوجب القضاء و الكفارة، تبيين الحقائق: باب مايفسد الصوم و ما لايفسد)

اس حدیث سے ہمارے مسلمان بھائی بھی سبق لیں کہ بے داڑھی چہرہ کو رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں سا چہرہ قرار دیا ہے۔

آیئے! اب سلسلے میں بائبل کا موقف بھی دیکھ لیں۔ بائبل نے عمامہ کی طرح داڑھی کو بھی نیک اور خدا کے محبوب لوگوں کا جز قرار دیا ہے۔

میت پہ نوحہ زنی اور ماتم کا حکم بیان کرتے ہوئے کاہنوں کو کہا گیا:

"But he shall not defile himself, being a chief man among his people, to profane himself. They shall not make baldness upon their head, neither shall they shave off the corner of their beard, nor make any cuttings in their flesh. They shall be holy unto their God, and not profane the name of their God: for the offerings of the LORD made by fire, and the bread of their God, they do offer: therefore they shall be holy." **(Leviticus: 19/4-5)**

''چونکہ وہ اپنے لوگوں میں سردار ہے اِسلئے وہ اپنے آپ کو ایسا آلودہ نہ کرے کہ ناپاک ہو جائے۔ وہ نہ اپنا سر اُنکی خاطر بیچ سے گھٹوائیں اور نہ اپنی داڑھی کے کونے منڈوائیں اور نہ اپنے کو زخمی کریں۔ وہ اپنے خُدا کے لئے پاک بنے رہیں اور اپنے خُدا کے نام کو بےحرمت نہ کریں کیونکہ وہ خُداوند کی آتشین قربانیاں جو اُنکے خُدا کی غذا ہیں گذرانتے ہیں۔ اِسلئے وہ پاک رہیں۔'' (اَحبار:۲۱/۴-۵)

اوپر کے پیراگراف میں جس طرح کاہنوں کو ان چیزوں سے منع کیا گیا، نیچے کے اقتباس میں عام آدمیوں کو بھی ان چیزوں سے روکا گیا اور انہیں داڑھی کے کونوں کو

بگاڑنے سے بچنے کی ہدایت دی گئی:

"Ye shall not eat any thing with the blood: neither shall ye use enchantment, nor observe times. Ye shall not round the corners of your heads, neither shalt thou mar the corners of thy beard." (Leviticus: 19/26-27)

''تم کسی چیز کو خون سمیت نہ کھانا اور نہ جادو منتر کرنا نہ شگون نکالنا۔ تم اپنے اپنے سر کے گوشوں کو بال کاٹ کر گول نہ بنانا اور نہ تو اپنی داڑھی کے کونوں کو بگاڑنا۔'' (اَحبار:۱۹/۲۶۔۲۷)

بائبل کے مطابق داڑھی خدا کے نیک بندے، بادشاہ اور فوجی کمانڈر بھی رکھتے تھے اور یہ ایک اچھی چیز ہے، اس پہ مزید سات (نو) شہادتیں ملاحظہ فرمائیں:۔

(ا) سموئیل اول: ۲۱/ ۱۳ کے مطابق بنی اسرائیل کے بادشاہ اور ان کے خدا کے سب سے چہیتے نبی داؤد کی بھی داڑھی تھی۔

(۲) اسی طرح ان کے ایک فوجی کمانڈر عمّاسا کی پکڑنے بھر داڑھی کا تذکرہ بھی بائبل (سموئیل دوم: ۲۰/ ۹) میں ملتا ہے۔

(۳) بائبل کی کتاب عزرا: ۹/ ۳ کے مطابق بنی اسرائیل کے نیک شخص عزرا جسے عہد نامۂ قدیم کا دوسرا کاتب کہا جاتا ہے (آپ اسے مولف بھی کہہ سکتے ہیں) ان کی بھی داڑھی تھی۔

(۴) کتاب یسعیاہ: ۵۰/ ۶ کے مطابق یسعیاہ نبی کی بھی داڑھی تھی۔

(۵) سموئیل دوم: ۱۰/ ۱۔۱۹ اور تواریخ اول: ۱۹/ ۱ تا ۲۰/ ۳ کے مطابق بنی اسرائیل کے بہادر سپوتوں میں سے ایک داؤد نے اپنے خادم اور سفیروں کی پوشاک آدھی کروانے اور ان کی داڑھی آدھی آدھی کٹوانے کے جرم میں بنی عمّون کی سلطنت اور ان کے مددگاروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور انہیں عبرت ناک سزا سے دوچار کیا۔ اَرامیوں کے ۷۰۰/ رتھوں پہ سوار تمام آدمی اور مزید ۴۰/ ہزار سواروں کو اس جنگ میں قتل کردیا گیا۔ ان سفیروں کو اپنی داڑھی کم ہونے پہ اتنی شرمندگی تھی کہ داڑھی بڑی ہونے تک انہیں وہاں سے نہ آنے کا حکم دیا گیا۔

(۶) زبور ۱۳۳/ ۲ میں بنی اسرائیل کے نبی داؤد نے داڑھی پہ بہتے تیل پہ خوشی کا اظہار کیا ہے۔

(۷) یسعیاہ: ۱۵/ ۱۔۲ اور یرمیاہ: ۴۸/ ۱۔۴۷ کے مطابق داڑھی کی کتر کو عذاب اور نوحہ و ماتم کے وقت کی بے ترتیب حالت کے طور پہ بیان کیا گیا ہے۔

ہر مسلمان اس کتاب کے اس باب کو ذہن نشیں کر لے تا کہ انہیں کسی بھی وقت کام آئے۔ ہندوستان میں پانچ دس سالوں بعد اس طرح کے عنوانات کی ضرورت یورپ کی طرح ہی بڑھ جائے گی کیونکہ اَنڈمان نکوبار، کیرلا، تاملناڈو، گوا، آندھرا پردیش، کرناٹک، مہاراشٹر اور شمال مشرق ہند کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں ہندو جس تعداد میں روپئے کے لیے بِک رہے ہیں اس سے ہمیں خدشہ ہے کہ آئندہ دس سالوں میں ہندوستان میں ہندو ۷۰رفیصد سے ۵۰رفیصد پہ یا اس سے بھی نیچے کھسک سکتے ہیں۔ جزیرۂ اَنڈمان میں جس رفتار سے ہندوؤں کی تعداد گھٹ رہی ہے اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو پانچ دس سالوں میں یہاں کا آخری ہندو بھی عیسائی بن جائے گا۔

(۳۶) جادو گری۔

جادوگری ایک مسلم حقیقت ہے۔ جادو میں فائدے بھی ہیں مگر شراب کی طرح یہ ہریالی کا سبب کم اور بربادی کا باعث زیادہ بنتا ہے۔ آج صرف ہندوستان میں لاکھوں گھر ایسے ہیں جو سحر اور جادو سے پریشان حال ہیں۔ ایک شخص کی کسی سے کہاسنی ہوتی ہے تو وہ جادوگر کا سہارا لے کر اس کے لیے ایسی ترکیب بنواتا ہے کہ وہ بے چارہ پریشان ہوکر رہ جاتا ہے۔ کبھی تو یہ سب دوستی کی آڑ میں بھی کیا جاتا ہے۔ یہ چیز بہت مہلک اور خوش حال فیملی کے لیے زہر سے بھی بڑھ کر ہے کہ زہر سے ایک مرتبہ موت ہوتی ہے اور جادو سے متاثر شخص ہر لمحہ ایسی بیماری میں مرتا اور جیتا ہے جس کی صحیح تشخیص اور قابل حل علاج سے میڈیکل سائنس بھی قاصر نظر آتی ہے۔ اسی لیے اسلام اور مسیحیت نے جادو اور جادوگروں سے سختی سے نپٹنے کا حکم دیا ہے۔ دونوں مذاہب نے جادوگروں کے لیے موت سے کم سزا تجویز نہیں کی ہے۔ البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ پختہ ثبوت کے بعد ہی اس طرح کا فیصلہ سنایا جائے۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ أَتٰی کَاهِناً أَوْ عَرَّافاً فَصَدَّقَهُ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔"

''جو کسی کہانت دار یا قیافہ شناسی کے دعویدار کے پاس آئے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے محمد (ﷺ) پہ اتاری ہوئی چیز کا انکار کیا۔''

(مسند أحمد: الحدیث ۹۷۸٤، ۱۰٤۳۵، جامع الترمذی: الحدیث ۱۳۵، سنن ابن ماجة: الحدیث

٦٨٢، مجمع الزوائد: الحديث ٨٤٩٠، ٨٨٨٧، سنن البيهقي: الحديث ١٦٩٣٨، ١٦٩٣٩)

مزید نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ۔"

''جادوگر کی سزا تلوار کی مار ہے۔''

(جامع الترمذي: الحديث ١٥٣٢، سنن الدارقطني: الحديث ٣٢٥١، ١١٢، المستدرك للحاكم: الحديث ٨٠٧٣، المعجم الكبير: الحديث ١٦٦٥، ١٦٦٦، سنن البيهقي: الحديث ١٦٢٧٧، مصنف عبد الرزاق: الحديث ١٨٧٥٢)

ان احادیث کی تصدیق کرتے ہوئے بائبل میں کہا گیا:

"Regard not them that have familiar spirits, neither seek after wizards, to be defiled by them: I am the LORD your God."

(Leviticus: 19/31, 20/6, Deuteronomy: 18/10-12)

''جو جنّات کے یار ہیں اور جو جادوگر ہیں تم اُنکے پاس نہ جانا اور نہ اُنکے طالب ہونا کہ وہ تم کو نجس بنادیں۔ میں خُداوند تمہارا خُدا ہوں۔'' (اَحبار: ۱۹/۳۱، ۲۰/۶، اِستثنا: ۱۸/۱۰۔۱۲)

پھر جادوگروں کے لیے سزا کا اعلان کرتے ہوئے کہا گیا:

"Any man or woman who consults the spirits of the dead shall be stoned to deat; any person who does this is responsible for his death."

(Leviticus: 20/27, GNB, Pub. by BSI, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور وہ مرد یا عورت جس میں جن ہو یا وہ جادوگر ہو تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ ایسوں کو لوگ سنگسار کریں۔ اُن کا خون اُن ہی کی گردن پر ہوگا۔'' (اَحبار: ۲۰/۲۷)

(۳۷) حق کی گواهی۔

انصاف کے طلب گاروں کے ساتھ بے انصافی کرنا یا گواہی کی ضرورت کے باوجود گواہی نہ دے کر یا جھوٹی گواہی دے کر حق دار کو اس کے حق سے محروم کرنا سب جرم برابر ہیں اور ان میں سے ہر ایک شخص انصاف کا گلا گھونٹنے کا مجرم ہے۔ ایک اچھا انسان یقیناً ان میں سے کسی بھی خصلت کو پسند نہیں کرے گا۔ آج کی عدالتوں سے انصاف ختم کرنے میں سب سے اہم رول اسی جسارت نے نبھایا ہے کہ آج کا انسان مقدس کتابوں پہ ہاتھ رکھ کر بڑی ڈھٹائی سے جھوٹ بولتا ہے اور فاضل جج صاحبان سچ اور حق جان کر بھی غلط فیصلہ دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسلام اور بائبل دونوں نے اس کی سخت مذمت کی ہے اور ایسا کرنے والوں کے لیے سخت سزاؤں کے نفاذ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔

قرآن جھوٹی قسم کو دین اور دنیا دونوں لحاظ سے نقصان دہ قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:

''وَلَا تَتَّخِذُوْا اَيْمَانَكُمْ دَخَلاً بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوْا السُّوْءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ْ ''

''اپنی قسموں کو بے اصل بہانہ نہ بناؤ کہ کوئی قدم جمنے کے بعد پھسلے اور تمہیں اللہ کے راستہ سے روکنے کے سبب برائی چکھنی پڑے، اور تمہیں بڑا عذاب ہو۔'' (سورة النحل: ٩٤)

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"اَلْكَبَائِرُ اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ۔"

''شرک، ماں باپ کی نافرمانی، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی گواہی بڑے گناہ ہیں۔'' (صحيح البخاری: باب اليمين الغموس ٦٦٧٥، ٦٨٧٠، ٦٩٢٠، جامع الترمذی: باب و من سورة النساء ٣٢٩٤)

ایسا نہیں ہے کہ جھوٹی گواہی کا عذاب صرف آخرت میں ملے گا، دنیا میں کوئی کاروائی نہیں ہوگی کیونکہ شریعت مطہرہ نے یہ قاعدہ بنایا ہے کہ جس فعل کو اسلام نے غلط کہا اور اس پہ جہنم کے عذاب کی وعید سنائی ہے ان کی دنیوی سزاؤں کو علما وفقہا کی نیک جماعت اور حاکم وقت کی رائے پہ چھوڑ دیا گیا ہے تا کہ وقت اور حالات کی نزاکت کے حساب سے ان کی سزا متعین کی جائے۔ جب جرم بہت کم ہو تو نسبۃً ہلکی سزا نافذ کی جائے اور اگر بہت زیادہ بڑھ گیا ہو تو سخت سزا دی جاسکتی ہے۔ جیسے رشوت کہ اگر اس کا لین دین کم ہے تو قدرے آسان سزا دی جائے اور اگر بہت زیادہ عام ہوگئی ہو جیسے آج کل ہے، تو بڑی سے بڑی سزا دی جاسکتی ہے۔ جیسے کسی نے کسی پہ بدکاری کی تہمت لگائی اور اپنے الزام کو تمام شرطوں کی پابندی کے ساتھ چار گواہوں کی شہادت سے ثابت نہیں کر سکا تو اس میں ملوث ہر شخص کو اسی اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ مردود الشہادۃ ہو جائیں گے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

''وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهٰدَةً أَبَدًا وَّأُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ o ''

''جو پاک عورتوں کو تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لاسکیں انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو، وہ لوگ خدا کی اطاعت سے نکلے ہوئے ہیں۔'' (سورة النور: ٤)

کوڑے کی اسلامی سزا پہ دور جدید کے شبہات مع جوابات باب نہم "تعزیراتی قوانین" میں تحریر ہیں۔تہمت کے علاوہ جھوٹے دعویٰ کا معاملہ وقت کی نزاکت کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

اسلام کی طرح بائبل نے بھی جھوٹی قسم کو قابل مواخذہ جرم گردانا ہے:

"And if a soul sin, and hear the voice of swearing, and is a witness, whether he hath seen or known of it; if he do not utter it, then he shall bear his iniquity." (Leviticus: 5/1)

"اور اگر کوئی اس طرح خطا کرے کہ وہ گواہ ہو اور اُسے قسم دی جائے کہ اُس نے کچھ دیکھا یا اُسے کچھ معلوم ہے اور وہ نہ بتائے تو اُسکا گناہ اُسی کے سر لگے گا۔" (اَحبار:۱/۵)

اس مقام پہ ہم امریکی انتظامیہ کو سراہے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنی عدالتوں کے سامنے جھوٹی گواہی دینے پر پانچ سال تک قید کی سزا کا قانون بنا رکھا ہے، جس کو سنجیدگی سے نافذ کیا جائے تو انصاف کے امکانات یقیناً زیادہ ہوں گے:

"Perjury is considered a serious offence as it can be used to usurp the power of the courts, resulting in miscarriages of justice. In the United States, for example, the general perjury statute under Federal law classifies perjury as a felony and provides for a prison sentence of up to five years." (www.en.wikipedia.org/wiki/Perjury)

"عدالتوں کے سامنے جھوٹا حلف اٹھانا ایک بڑا جرم ہے کیونکہ اس سے کورٹ کے اختیارات غصب ہو جاتے ہیں جو انصاف کا گلا گھونٹ سکتے ہیں، مثلاً امریکہ میں وفاقی قانون نے جھوٹی گواہی کو عظیم جرموں کی فہرست میں رکھا ہے جس کی سزا پانچ سال تک کی قید ہے۔"

برطانوی حکمراں بھی لائق ستائش ہیں کہ انہوں نے ایسے مجرموں سے سختی سے نپٹنے کے لیے ۷ سال تک کی سزا کا قانون بنا رکھا ہے۔(مرجع سابق)

(باب پنجم) معاشی قوانین۔

زندگی کے تمام شعبوں کی طرح معاشیات کے لیے بھی اسلام نے مناسب اور عمدہ قوانین وضع کیے ہیں۔آپسی لین دین، قرض، خرید و فروخت، نفع اور نقصان کا پیمانہ کیا ہونا چاہیئے، انسان کے لیے روزی کمانے اور دولت جمع کرنے کے جائز طریقے کون سے ہیں اور ان کی شکل کیا ہے، ان تمام چیزوں کو اسلام نے قانون کی شکل میں بیان فرما دیا ہے۔ بیچنے اور خریدنے کو تمام انسان جائز سمجھتے ہیں۔ دنیا کا ہر مذہب اسے جائز قرار دیتا

ہے لیکن کہیں کوئی ''مجنوں'' اسلام دشمنی کے جنون میں کل بیع کو بھی حرام نہ کہنے لگے اس لیے پہلے اس کے حلال ہونے پر قرآن اور بائبل کی شہادت نقل کر دیتے ہیں۔

قرآن فرماتا ہے:

''أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ فَانْتَهٰى فَلَهُ مَا سَلَفَ، وَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ، وَمَنْ عَادَ فَأُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ۝''۔

''اللہ نے خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے، تو جس کے پاس اپنے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز آ گیا، تو گذرا ہوا اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے، اور جو اَب سود کی طرف لوٹیں تو وہ جہنمی ہیں وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔'' (سورۃ البقرۃ: ۲۷۵)

بائبل میں ہے:

"If a man shall steal an ox, or a sheep, and kill it, or sell it; he shall restore five oxen for an ox, and four sheep for a sheep. If a thief be found breaking up, and be smitten that he die, there shall no blood be shed for him. If the sun be risen upon him, there shall be blood shed for him; for he should make full restitution; if he have nothing, then he shall be sold for his theft. If the theft be certainly found in his hand alive, whether it be ox, or ass, or sheep; he shall restore double." (Exodus: 22/1-4)

''اگر کوئی آدمی بیل یا بھیڑ چُرا لے اور اُسے ذبح کر دے یا بیچ ڈالے تو وہ ایک بیل کے بدلے پانچ بیل اور ایک بھیڑ کے بدلے چار بھیڑیں بھرے۔ اگر چور سیندھ مارتے ہوئے پکڑا جائے اور اُس پر ایسی مار پڑے کہ وہ مر جائے تو اُسکے خون کا کوئی جرم نہیں۔ اگر سورج نکل چکے تو اُسکا خون جرم ہوگا بلکہ اُسے نقصان بھرنا پڑیگا اور اگر اُسکے پاس کچھ نہ ہو تو وہ چوری کے لئے بیچا جائے۔ اگر چوری کا مال اُسکے پاس جیتا ملے خواہ وہ بیل ہو یا گدھا یا بھیڑ تو وہ اُسکا دونا بھر دے۔'' (خروج: ۲۲/۱۔۴)

البتہ بائبل میں ایک عجیب حکم بھی ہے۔ ذرا غور سے دیکھیں:

"You must not lend him money at interest or sell him food at a profit." (Leviticus: 25/37, NIV, IBS, New Jersey, USA, 1973, 1978, 1984)

''تو اپنا روپیہ اُسے (اسرائیلی کو) سود پہ مت دینا اور اپنا کھانا بھی اسے نفع کے خیال سے نہ دینا۔'' (اَحبار: ۲۵/۳۷)

انگریزی اقتباس کا لفظی ترجمہ یہ ہے:

''اسے سود پر قرض مت دو اور نہ ہی اس سے نفع لے کر کھانا بیچو۔''

جب نفع نہیں لے گا تو بیچنے والے کا گذارہ کیسے ہوگا......؟؟؟

الحاصل خرید و فروخت بالکل جائز اور مناسب ہے، کوئی بھی ہوشمند اس کی حرمت کا قول نہیں کرسکتا ہے۔

(۱)ناجائز نفع۔

ناجائز نفع میں اسلام نے ہر اس نفع کو شمار کیا ہے جس میں جھوٹ، فریب یا کسی کی ناسمجھی، کم فہمی یا بھولے پن کا نامناسب فائدہ اٹھایا گیا ہو۔ ان کی قسموں میں بڑی تفصیل ہے جس کا یہاں موقع نہیں، فقہ کی کتابوں میں ان چیزوں کو بڑی وضاحت اور دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہاں ہم صرف ایک ایسی حدیث نقل کرتے ہیں جس میں پیغمبر اسلام ﷺ نے لفظوں میں نہ کھول کر بھی ان چیزوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ الشُّھَدَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔"

''سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی: الحدیث ٥٧٧، المستدرک للحاکم: الحدیث ٢١٠١، ٢١٠٢، جامع الترمذی: الحدیث ١٢٥٢، سنن الدارمی: الحدیث ٢٥٩٤، سنن الدارقطنی: الحدیث ٢٨٤٩)

اس حدیث مبارک میں سچ اور امانت پسندی کی قید نے ہر اس نفع کو حرام قرار دیا ہے جو عقل و دانش کے قوانین اور انسانیت کے اصول سے ہٹ کر ہے۔

بائبل میں کہا گیا:

"Are there yet the treasures of wickedness in the house of the wicked, and the scant measure that is abominable? Shall I count them pure with the wicked balances, and with the bag of deceitful weights? For the rich men thereof are full of violence, and the inhabitants thereof have spoken lies, and their tongue is deceitful in their mouth. Therefore also will I make thee sick in smiting thee, in making thee desolate because of thy sins." (Micah: 6/10-13)

''کیا شریر کے گھر میں اب تک ناجائز نفع کے خزانے اور ناقص و نفرتی پیمانے نہیں ہیں؟ کیا وہ دغا کی ترازو اور جھوٹے باٹوں کا تھیلا رکھتا ہوا بے گناہ ٹھہریگا؟ کیونکہ وہاں کے دولتمند ظلم سے پر ہیں اور اُسکے باشندے جھوٹ بولتے ہیں بلکہ اُنکے منہ میں دغاباز زبان ہے۔ اِسلئے میں تجھے

مہلک زخم لگاؤنگا اور تیرے گناہوں کے سبب سے تجھ کو ویران کرڈالونگا۔" (میکاہ:۶/۱۰-۱۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی طرح مسیحیت نے بھی حرام وحلال کا کوئی نہ کوئی پیمانہ بنایا ہے، جس کی طرف اس مقام پہ اشارہ کیا گیا ہے۔ آیئے! اس کی تفصیل ذیل میں دیکھتے ہیں۔

(۲) قرض اور سود۔

خدا نے دنیا کا نظام ایسا بنایا ہے کہ ہر شخص اپنی تمام ضروریات کو صرف اپنی مدد سے پوری نہیں کرسکتا ہے۔ شاید کچھ لوگوں کو چھوڑ کر ہر انسان کی زندگی میں ایک ایسا وقت آتا ہے جب وہ اپنی ضرورت کے لیے دوسروں سے اُدھار مانگنے اور قرض لینے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ اس کے لیے اسلام نے ایک مکمل قانون دیا ہے:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْهُ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَکْتُبْ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّه وَلَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْئًا فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّه بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰی وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَکْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ کَبِیْرًا اِلٰٓی اَجَلِه ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓی اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَکُمْ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَکْتُبُوْهَا وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَایَعْتُمْ وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَهِیْدٌ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّه فُسُوْقٌۢ بِکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌo وَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا کَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُکُمْ بَعْضًا فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمٰنَتَه وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّه وَلَا تَکْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ یَّکْتُمْهَا فَاِنَّهٓ اٰثِمٌ قَلْبُه وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌo"۔

"اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک مدت کے لیے قرض کا لین دین کرو تو اسے تمہارے درمیان نیکی کے ساتھ لکھنے والا لکھ دے، اللہ نے کاتب کو علم دیا تو وہ لکھنے سے انکار نہ کرے اور لکھ دے، اور جس پر حق آتا ہے وہ اپنے رب اللہ کے خوف کے ساتھ لکھتا جائے اور کوئی کمی نہ

کرے، اور جس پر حق آتا ہو اگر وہ بے وقوف یا کمزور ہو یا لکھا نہ سکے تو اس کا ولی انصاف سے لکھوائے، اور مردوں میں سے دو گواہ پورے کر لو اور اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان میں سے جن کی گواہی تم پسند کرو، تا کہ ایک عورت بھول جائے تو دوسری اُسے یاد دلائے، اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں، قرض چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک لکھ کر رکھ لو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ، شہادت قائم رکھنے والی اور اس بات سے قریب ہے کہ تم شک میں نہ پڑو، مگر یہ کہ جب تجارت دست بدست نقدی ہو تو اسے نہ لکھنے میں کوئی برائی نہیں، اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو اور نہ ہی وہ کسی کو تکلیف دیں، اور اگر تم نے ایسا کیا تو تم فاسق قرار پاؤ گے، اللہ سے ڈرو وہ تمہیں سکھاتا ہے۔ اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔ اور اگر تم سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ ملے تو قبضہ دیا ہوا رہن رکھو، جب تم میں سے بعض بعض پہ اطمینان رکھے تو جس کے پاس امانت رکھی گئی وہ اسے لوٹائے اور اپنے رب سے ڈرے، تم گواہی کو نہ چھپاؤ، اور جو گواہی چھپائے اس کا دل گنہگار ہے اور تمہارے اعمال کو جاننے والا ہے۔'' (سورۃ البقرۃ: ۲۸۲-۲۸۳)

قرض کے مسئلہ میں بھی بائبل نے قرآنی حکم کی مکمل تائید کی ہے۔ کتاب استثنا میں ہے:

"If there be among you a poor man of one of thy brethren within any of thy gates in thy land which the LORD thy God giveth thee, thou shalt not harden thine heart, nor shut thine hand from thy poor brother: But thou shalt open thine hand wide unto him, and shalt surely lend him sufficient for his need, in that which he wanteth."

(Deuteronomy: 15/7-8, 15/1-3, 15/9)

''جو مُلک خُداوند تیرا خُدا تجھ کو دیتا ہے اگر اُس میں کہیں تیرے پھاٹکوں کے اندر تیرے بھائیوں میں سے کوئی مفلس ہو تو تو اپنے اُس مُفلِس بھائی کی طرف سے نہ اپنا دل سخت کرنا اور نہ اپنی مٹھی بند کر لینا۔ بلکہ اُسکی اِحتیاج رفع کرنے کو جو چیز اُسے درکار ہو اُسکے لئے تو ضرور فراخدستی سے اُسے قرض دینا۔'' (استثنا: ۱۵/۷-۸، ۱۵/۱-۳، ۱۵/۹)

ایک ایسا قرض جو آدم و حوا کے بیٹے اور بیٹیوں کی کمر توڑ دیتا ہے، اس کا نام ''سود'' ہے۔ ایک غریب کسی سے دو روپے قرض مانگ کر لاتا ہے، اس کے عوض دس روپے ادا کر کے بھی وہ دو روپے اس بے چارے پہ اور اس کی موت یا خودکشی کے بعد اس کی نسل پہ باقی رہتے ہیں۔ سود لینے والے کی نگاہ سے دیکھنے پر یہ چیز ہمیں کتنی ہی بھلی کیوں نہ معلوم ہوتی ہو، مگر جب

انصاف کا چشمہ لگا کر دیکھتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس میں کسی کی بے بسی کا بری طرح استحصال ہوتا ہے اور ہمدردی کے مستحق مفلوک الحال بھائی کی دست نگری کو اسی کے خلاف بطور تیشہ استعمال کیا جاتا ہے۔ آج کے دور میں سود آزاد بینکنگ (Interest-free Banking) بھی یورپ کی کمین گاہوں میں بیٹھے ہوئے افراد کے لیے اسلام کو طعن و تشنیع بنانے کا ایک ذریعہ ہے۔ سود کی حرمت کا اسلامی حکم بھی یورپ وامریکہ کے پروفیسروں کی نظر میں اسلام کا ایک غیر معقول اور پسماندگی کی طرف لے جانے والا (Retrogressive) قانون ہے جو اس زمانے میں ناقابل انطباق (Inapplicable) ہے۔ لیکن ہر وہ کتاب جو آسمان سے نازل کی گئی، اس میں سود کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن اور بائبل دونوں نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

قرض اور ہر طرح کے لین دین کو سود اور ناجائز استحصال سے پاک رکھنے کا حکم دیتے ہوئے قرآن فرماتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَأْكُلُوْا الرِّبَوا أَضْعٰفًا مُّضٰعَفَةً، وَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥".

"اے مومنو! دونا دون سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔" (آل عمران: ۱۳۰)

سود خوری کی مذمت کرتے ہوئے قرآن مزید فرماتا ہے:

"اَلَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ إِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِیْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوْا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهٰى فَلَهُ مَا سَلَفَ، وَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ، وَمَنْ عَادَ فَأُوْلٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيْمٍ ٥ إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَأَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِيْنَ ٥ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوْسُ أَمْوٰلِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ٥".

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (اپنی قبروں سے) ان کی مانند کھڑے ہوں گے جنہیں شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو، اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع سود کی طرح ہے۔ اور اللہ نے خرید وفروخت

کو جائز اور سود کو حرام کیا، پس جو اس کے پاس سے نصیحت آجانے کے بعد باز آ گیا تو اس کے لیے وہ حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، اور جو سود کی طرف پلٹا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ سود کو مٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کوئی ناشکرا اور گناہوں سے بھرا شخص نہیں بھاتا ہے۔ بے شک جو ایمان لائے، اچھے کام کیے، نماز قائم کی اور زکوۃ دی ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے، نہ انہیں خوف ہے نہ رنج۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو اُسے جو سود باقی رہ گیا، اگر تم مسلمان ہو۔ اور اگر تم باز نہ آئے تو تمہارے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے اعلان جنگ ہے، اور اگر تم سود سے توبہ کرو تو تمہارے لیے تمہارا اصلی مال ہے، نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔" (سورۃ البقرۃ: ۲۷۵۔۲۷۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِّلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ۔"

"رسول اللہ ﷺ نے سود لینے، دینے، اسے لکھنے اور اس کے لیے گواہ بننے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔"

(صحیح المسلم: الحدیث ٤١٧٧، ١٠٦، مسند أحمد: الحدیث ٦٤٥، ١١٣٢، ٣٩٥٨، صحیح ابن حبان: الحدیث ٣٣٢١، مشکل الآثار: الحدیث ١٤٩٦، سنن النسائی: الحدیث ٥١١٧، ٥١١٨، ٩٣٩٠، ٩٣٩٢، سنن ابن ماجة: الحدیث ٢٣٦٣، مجمع الزوائد: الحدیث ٦٥٨٦)

اور تو اور اسلام نے مقروض (جسے قرض دیا ہو) کی طرف سے ملنے والے تحفہ کو بھی قبول کرنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ بھی سود کی طرح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

"إِنَّكَ فِيْ أَرْضِ الرِّبَا فِيْهَا فَاشٍ وَإِنَّ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا أَنَّ أَحَدَكُمْ يَقْرِضُ الْقَرْضَ إِلٰى أَجَلٍ فَإِذَا بَلَغَ أَتَاهُ بِهِ وَبِسَلَّةٍ فِيْهَا هَدِيَّةٌ فَاتَّقِ تِلْكَ السَّلَّةَ وَمَا فِيْهَا۔"

"تم ایسی سرزمین میں ہو جہاں سود پھیل رہا ہے، سود کا ایک راستہ یہ بھی ہے کہ کوئی کسی کو ایک مدت کے لیے قرض دیتا، جب وقت ہوتا ہے تو قرضدار قرض اور اس کے ساتھ ایک ٹوکری میں ہدیہ لے کر آتا ہے، تم ٹوکری اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بچو۔" (سنن البیهقی: باب کل قرض جر منفعة فهو ربا)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے قرض دار کے پیڑ کے سایہ تلے نہیں بیٹھتے تھے۔ (روح البیان: سورۂ بقرہ ۲)

قرآن کی طرح بائبل نے بھی کسی کی مجبوری کے استحصال کو مکمل طور پر حرام قرار دیتے ہوئے سودی قرض سے منع کیا اور امریکہ و یورپ کے حکمرانوں کے باپ دادا کو حکم دیا:

"Do not charge your brother interest, whether on money or food or anything else that may earn interest. You may charge a foreigner interest, but not a brother Israelite, so that the Lord your God may bless you in everything you put your hand to in the land you are entering to possess."

(Deuteronomy: 23/19-20, NIV, IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

''تو اپنے بھائی کو سُود پر قرض نہ دینا خواہ وہ روپے کا سود ہو یا اناج کا سود یا کسی ایسی چیز کا سود ہو جو بیاج پر دی جایا کرتی ہے۔ تو پردیسی کو سود پر قرض دے تو دے پر اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا تاکہ خُداوند تیرا خُدا اُس ملک میں جس پر تو قبضہ کرنے جا رہا ہے تیرے سب کاموں میں جن کو تو ہاتھ لگائے تجھ کو برکت دے۔'' (اِستثنا: ۱۹/۲۳۔۲۰)

مسالک اربعہ میں سے مذہب حنفی کے ایک حکم پر جو سلطنت اسلامیہ کے علاوہ ملکوں سے متعلق ہے، ظاہر بینوں کی طرف سے ممکنہ ایک شبہ کے ازالہ کے لیے ہم نے مذکورہ بالا پیراگراف کے ان جملوں کے نیچے لائن کھینچ دی ہے جن سے اعتراض بہ آسانی دور ہو جاتا ہے۔

فقہ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ جن ملکوں میں مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے وہاں غیر مسلم سے نفع لینا جائز ہے اور اسی بنیاد پہ فقہاے حنفیہ نے غیر مسلم بینکوں سے ملنے والی زائد رقم کو حلال قرار دیا ہے۔ البتہ جہاں مسلمانوں کی حکومت ہے وہاں کے غیر مسلموں سے بھی سود لینا حرام ہے۔ یہ حکم امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت اور اسلام کے عدل و انصاف کو اور زیادہ روشن کرتا ہے، جہاں مسلمانوں کی حکومت ہو وہاں غیر مسلموں سے سود لینے کو جائز قرار دینے سے غیر مسلم اقلیتوں (Minorities) پہ ظلم کا دروازہ کھل سکتا ہے، مگر جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں اور اعلیٰ مناصب پہ غیر مسلم بیٹھے ہوں وہاں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ لوگ پھر بھی کہتے ہیں کہ اسلام غیر مسلموں پہ ظلم کرتا ہے۔ ہائے یہ مظلومی!!!!

مزید کہا گیا:

"If you lend money to one of my people among you who is needy, do not be like a moneylender; charge him no interest."

(Exodus: 22/25, NIV, IBS, New Jersey, America, ©1973, 1978, 1984)

''اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی محتاج کو جو تیرے پاس رہتا ہو کچھ قرض دے تو اُس سے قرضخواہ کی طرح سلوک نہ کرنا اور نہ اُس سے سود لینا۔'' (خروج:۲۲/۲۵)

بنی اسرائیل کو مفلس اسرائیلی کے لیے یہ حکم دیا گیا:

"You must not lend him money at interest or sell him food at a profit." (Leviticus: 25/37, NIV, IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

''تو اپنا روپیہ اُسے سود پہ مت دینا اور اپنا کھانا بھی اسے نفع کے خیال سے نہ دینا۔'' (اَحبار:۲۵/۳۷)

بائبل میں ان کے علاوہ کم از کم درج ذیل مقامات پہ بھی سود کی قباحت وشناعت کو بیان کیا گیا ہے: اَحبار: ۲۵ /۳۵۔۳۸، زبور: ۱۵ /۵، اَمثال:۲۸ /۸، حزقیال: ۱۸/۵۔۹، ۱۸/۱۰۔۱۳، ۱۸/۱۴۔۱۸، ۲۲/۹۔۱۲۔''

ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ صرف سود کے ڈر کی وجہ سے جلد قرض لوٹا دیتے ہیں، ایسے لوگوں کی ذہنیت یہ ہے کہ اگر ان سے سود نہ لیا جائے تو وہ جلد قرض واپس نہیں دیں گے۔ ایسوں سے قرض وصولی کا طریقہ کیا ہوگا......؟؟ اب ایسوں کو قرض نہ دیا جائے تو وہ بھکمری پہ مجبور ہوں گے جو بالکل غلط ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا حل اِسلام نے پہلے سے دے رکھا ہے اور آپ اس پر عمل بھی کرتے ہیں، وہ ہے رہن یا ضمانت جسے بینک کی اصطلاح میں 'سکیوریٹی' (Security) کہا جاتا ہے، اصول وضوابط کے مطابق بینک کسی رہن یا ضمانت کے بغیر کسی بھی فرد کو قرض نہیں دیتے ہیں۔ ضمانت کا ایک معاشرتی فائدہ یہ ہے کہ ہر شخص سماج میں اچھا بن کر رہے گا تا کہ مجبوری کی حالت میں کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ برے ریکارڈ کی بنیاد پہ ہر کوئی اس کا ضامن بننے سے اِنکار کر دے۔

واضح رہے کہ اسلام ''مُضاربت'' کو حلال قرار دیتا ہے، اس کے لیے کئی شرطیں ہیں جن کی تفصیل آپ بصورت سوال لکھ کر کہنہ مشق مفتیان کرام سے پوچھ سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی شرط یہ ہے کہ نقصان کی صورت میں رقم لگانے والے کا خسارہ ہوگا۔ اور یہ چیز سودی قرض کے لین دین میں مفقود ہوتی ہے جو اِن دونوں یعنی 'مضاربت' اور سودی لین دین کے درمیان ایک واضح لکیر کھینچ دیتی ہے۔

(۳)رشوت۔

ظلم وستم اور مجبوروں کے استحصال کی بدترین صورت کا ایک نام رشوت ہے۔ یہ خامی بہت سے ملکوں کو اس کی صلاحیت وقابلیت سے کم ترقی کرنے پر مجبور کر دیتی ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ ایشیا کے اکثر ممالک بالخصوص ہند و پاک اپنے باصلاحیت اور قابل فرزندوں کی مدد سے جتنی زیادہ ترقی کر سکتے ہیں انہیں رشوت اور رشوت خور وُزرا اَور آفیسروں کی بدعملی کی وجہ سے اس سے آدھا موقع بھی میسر نہیں ہو پاتا ہے۔ سرکاری نوکریوں میں مستحقین سے زیادہ غیر مستحق اَفراد کی شمولیت حد درجہ افسوسناک ہے۔ رشوت کی برائی نے کتنے حقداروں کو حق سے محروم کر دیا۔ حد تو یہ ہے کہ ان ممالک میں انصاف کے سرچشمہ جج صاحبان کے خلاف بھی رشوت خوری کے مقدمات چل رہے ہیں۔ بہت سے ایسے کیسیز کا خلاصہ ہوا جن میں جج صاحبان نے مظلوم پہ ہی انصاف کی کوٹھری میں اور ظلم ڈھا دیا۔ بحیثیت تجزیہ نگار ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ چونکہ بچوں کو چار سال کی عمر سے ہی یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ فلاں کورس کو پڑھنا ہے کیونکہ اس میں اتنا پیسہ اور اس میں اتنی دولت ہے، جس کی وجہ سے اس طرح کی سوچ لیے پروان چڑھنے والی نسل حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر دولت کی ذخیرہ اندوزی میں جٹ جاتی ہے اور موقع نہ ہونے پر بھی ایسے لوگ چانس بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حرام کی کمائی سے ٹھاٹ کی زندگی گذارنے والے اشخاص کو سماج اس حلال خور غریب سے زیادہ رتبہ دیتا ہے جس کی ایک ایک پائی خون اور پسینہ کی ہے۔ اس طرح کی منفی سوچ نے بھی سماج وریاست کو بڑی حد تک رسوا اور برباد کیا ہے۔ اسلام اور مسیحیت نے رشوت کو پوری طرح مسترد کر دیا ہے اور اس طرح کے کام میں ملوث اشخاص کی سخت مذمت کی ہے۔

قرآن نے رشوت اور اس طرح کے تمام ناجائز مال کی حرمت کا اعلان فرماتے ہوئے کہا:

”وَلَا تَـأْكُلُوْا أَمْوٰلَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبٰطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا إِلَى الْحُكّٰمِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقًا مِنْ أَمْوٰلِ النَّاسِ بِالإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○“۔

”اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس غرض سے پہونچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طریقے سے جان بوجھ کر کھاؤ“ (سورة البقرة: ۱۸۸)

اور حرام مال کھانے سے منع نہ کرنے پر پادریوں کو زجر کیا گیا:

"لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ○"۔

"گناہ کی بات کہنے اور ناجائز کھانے سے ربی اور پادری انہیں کیوں نہیں روکتے ہیں۔"

(سورة المائدة: ٦٣)

حضرت عمر بن سلمہ ﷺ راوی ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِيَ وَ الْمُرْتَشِيَ وَالرَّائِشَ الَّذِيْ يَمْشِيْ بَيْنَهُمَا۔"

"اللہ کی لعنت ہے اس پر جو رشوت لے یا دے یا رشوت کے لین دین کے درمیان واسطہ بنے۔"

(المستدرك للحاكم: الحديث ٧١٦٨، مشكل الآثار للطحاوي: الحديث ٤٩٤٩، مصنف عبد الرزاق: الحديث ١٤٦٧٠، مسند أحمد: الحديث ٩٢٦٠، ٩٢٦٨، مصنف ابن أبي شيبة: الحديث ٢١٩٦٩، المعجم الكبير: الحديث ١٩٣٨٧، صحيح ابن حبان: الحديث ٥١٦٧، ٥١٦٨، ٥٠٧٥، ٥٠٧٦)

پیغمبر اسلام ﷺ بے انصاف ججوں کے لیے جہنم کی سزا اور انصاف پسند منصفوں کے لیے جنت کی جزا کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ، وَاحِدٌ فِيْ الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِيْ النَّارِ، فَأَمَّا الَّذِيْ فِيْ الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِيْ النَّارِ۔"

"قاضی (جج) تین طرح کے ہیں، جن میں سے ایک جنتی اور بقیہ دونوں جہنمی ہیں۔ جنت میں وہ جج جائے گا جس نے حق کو پہچان کر صحیح فیصلہ دیا۔ جس قاضی نے حق کو جان کر ناحق فیصلہ کیا وہ جہنمی ہے اور اسی طرح جس قاضی نے معاملہ کی تحقیق کیے بغیر فیصلہ دیا وہ بھی جہنمی ہے۔"

(سنن أبي داؤد: الحديث ٣٥٧٥، جامع الترمذي: الحديث ١٣٧٢، سنن ابن ماجة: الحديث ٢٤٠٤، مشكل الآثار للطحاوي: الحديث ٣٩، ٤٠، مصنف عبد الرزاق: الحديث ٢٠٦٧٥، المعجم الكبير للطبراني: الحديث ١١٤١، ٤٧٣، المعجم الأوسط للطبراني: الحديث ٣٧٥٤، شعب الايمان للبيهقي: الحديث ٧٢٧٢، مجمع الزوائد: الحديث ٦٩٨٩)

بائبل نے اس حکم میں بھی اسلام کے موقف کی پرزور حمایت کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے خسر نے مشورہ دیا جس پہ انہوں نے (خروج: ۱۸/ ۲۴۔۲۷) عمل بھی کیا:

"Moreover thou shalt provide out of all the people able men, such as fear God, men of truth, hating covetousness; and place such over them, to be rulers of thousands, and rulers of hundreds, rulers of fifties, and rulers of tens: And let them judge the people at all seasons: and it shall be, that every great matter they shall bring unto thee, but every small matter they shall judge: so shall it be easier for thyself, and they shall bear the burden with thee. If thou shalt do this thing,

and God command thee so, then thou shalt be able to endure, and all this people shall also go to their place in peace." (Exodus: 18/21-23)

''اور تو اِن لوگوں میں سے اَیسے لائق اَشخاص چُن لے جو خُدا ترس اور سچے اور رشوت کے دُشمن ہوں اَور اُنکو ہزار ہزار اَور سو سو اَور پچاس پچاس اَور دس دس آدمیوں پر حاکم بنا دے۔ کہ وہ ہر وقت لوگوں کا اِنصاف کیا کریں اَور اَیسا ہو کہ بڑے بڑے مقدّمے تو وہ تیرے پاس لائیں اَور چھوٹی چھوٹی باتوں کا فیصلہ خود ہی کر دیا کریں۔ یوں تیرا بوجھ ہلکا ہو جائیگا اَور وہ بھی اُسکے اُٹھانے میں تیرے شریک ہو جائینگے۔ اگر تو یہ کام کرے اور خدا بھی تجھے ایسا ہی حکم دے تو سب کچھ جھیل سکیگا اور یہ لوگ بھی اپنی جگہ اطمینان سے جائینگے۔'' (خروج:۱۸/۲۱۔۲۳)

بائبل کے اس پیراگراف سے یہ معلوم ہوا کہ رشوت ایک بری چیز ہے اور خدا سے ڈرنے والے اس سے دور ہی رہتے ہیں۔ مزید یہ کہ رشوت خوروں کو کسی بھی عہدہ پہ فائز کرنا قوم اور خدا سے بے وفائی کے مترادف ہے۔

رشوت بنام تحفہ و ہدیہ کی خرابیاں گناتے ہوئے مزید کہا گیا:

"Thou shalt not wrest the judgment of thy poor in his cause. Keep thee far from a false matter; and the innocent and righteous slay thou not: for I will not justify the wicked. And thou shalt take no gift: for the gift blindeth the wise, and perverteth the words of the righteous." (Exodus: 23/6-8, KJV, by TBR, BSI, 2008. NIV, by IBS, NJ, USA)

''تو اپنے کنگال لوگوں کے مقدمہ میں اِنصاف کا خُون نہ کرنا۔ جھوٹے معاملہ سے دور رہنا اور بے گناہوں اور صادقوں کو قتل نہ کرنا کیونکہ میں شریر کو راست نہیں ٹھہراؤنگا۔ تو رشوت نہ لینا کیونکہ رشوت بیناؤں کو اندھا کر دیتی ہے اَور صادقوں کی باتوں کو پلٹ دیتی ہے۔'' (خروج:۲۳/۶۔۸)

رسول اللہ ﷺ نے بھی ''تَهَادَوْا تَحَابُّوا '' آپس میں ہدیہ دیا کرو محبت بڑھے گی'' کہہ کر تحفہ دینے لینے کی حوصلہ افزائی کی ہے مگر جج صاحبان اور سرکاری نوکر شاہوں کے تحائف میں تفصیلات ہیں جن میں سے بہت سی صورتیں ناجائز بھی ہیں۔

رشوت سے پرہیز کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا گیا:

"Who lends his money without usury and does not accept a bribe against the innocent. He who does these things will never be shaken." (Psalms: 15/5, NIV, IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

''وہ جو اپنا روپیہ سود پر نہیں دیتا اور بے گناہ کے خلاف رِشوت نہیں لیتا۔ اَیسے کام کرنے والا کبھی جنبش نہیں کھائیگا۔'' (زبور:۱۵/۵)

رشوت کو ملک وریاست کے لیے دیمک قرار دیتے ہوئے کہا گیا:

"By justice a king gives a country stability, but one who is greedy for bribes tears it down." (Proverb: 29/4, NIV, IBS, NJ, US, ©1973, 1978, 1984)

''بادشاہ عدل سے اپنی مملکت کو قیام بخشتا ہے لیکن رشوت ستان اُسکو ویران کرتا ہے۔'' (اَمثال:۲۹/۴)

بائبل میں رشوت کو ناقابل معافی جرم قرار دیتے ہوئے یہ نقل کیا گیا ہے:

"And it came to pass, when Samuel was old, that he made his sons judges over Israel. Now the name of his firstborn was Joel; and the name of his second, Abiah: they were judges in Beer-sheba. And his sons walked not in his ways, but turned aside after lucre, and took bribes, and perverted judgment." (1Samuel: 8/1-3)

''جب سموئیل بڑھا ہو گیا تو اُس نے اپنے بیٹوں کو اِسرائیلیوں کے قاضی ٹھہرایا۔ اُسکے پہلوٹھے کا نام یوئیل اور اُسکے دوسرے بیٹے کا نام ابیاہ تھا وہ دونوں بیرسبع میں قاضی تھے۔ پر اُسکے بیٹے اُسکی راہ پر نہ چلے بلکہ وہ نفع کے لالچ سے رشوت لیتے اور اِنصاف کا خُون کردیتے تھے۔'' (سموئیل اول:۸/۱۔۳)

ان کا یہ جرم اتنا بڑا تھا کہ خدا نے انہیں باپ کے شاہی تخت کا وارث بننے سے محروم کر دیا۔ (سموئیل اول:۸/۴۔۹/۱۷)

ان کے علاوہ تواریخ دوم: ۱۹/۷، اَیوب: ۱۵/ ۳۴ اور عاموس: ۵/ ۷۔۱۶ میں رشوت کی مذمت کا بیان وارد ہے۔

نوٹ: نیوانٹرنیشنل ورشن میں اگرچہ ناجائز کمائی رشوت کو کھلے لفظوں ''Bribe'' کہا گیا ہے مگر کنگ جیمس ورشن میں اس کے لیے ''Gift'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

ہم نے رشوت کے ناجائز ہونے پر بائبل سے اتنے پیراگراف اس لیے نقل کیے ہیں کہ امریکہ نے لابنگ (Lobbying) کو قانونی جواز فراہم کر دیا ہے جبکہ یہ بھی رشوت ستانی اور بدعنوانی کی ایک شاخ بلکہ اعلیٰ اور طاقت ور قسم ہے۔

(۴) **جوا اور لاٹری۔**

انسان کی بڑی نفسیاتی کمزوریوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جلد از جلد مالدار بننا چاہتا ہے اور اس کے لیے مختصر سے مختصر راستہ بھی اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، جس کی ایک شکل کا نام جوا ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

''يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَمَنٰفِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا.''

''وہ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے اس میں بڑے گناہ ہیں، اور لوگوں کے کچھ فائدے بھی ہیں، مگران کا گناہ فائدے سے زیادہ ہے۔''(سورة البقرة: ۲۱۹)

اس آیت میں دور جدید کے اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے کہ جوا میں بہت فائدہ ہے، ایک غریب اور ناکارہ آدمی پل بھر میں مالدار بن جاتا ہے اور لگزری زندگی گذارنے لگتا ہے۔ اگر ایک کمزور اور غریب کو یہ فائدہ ملتا ہے تو اس میں اسلام کو کیا تکلیف ہے جو یہ جوا اور لاٹری کو حرام قرار دیتا ہے؟ قرآن نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ایک شخص جو اَب تک چٹائی اور ٹاٹ پہ بیٹھنے والا غریب تھا اب مالداروں کی طرح ٹھاٹ کی زندگی گذار رہا ہے۔ مگر چونکہ اسلام کا دوسرا نام فطرت (Nature) ہے جو صرف ایک پہلو کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ ہر چہار پہلو کو دیکھتا ہے۔ جوا جہاں ایک غریب کو کروڑ پتی بنا دیتا ہے وہیں ایک کروڑ پتی کنگال ہو جاتا ہے۔ یعنی ایک آدمی خون پسینہ بہا کر سالوں سال کی محنت کے بعد جو دھن جمع کرتا ہے وہ ایسے شخص کے ہاتھ میں پہونچ جاتا ہے جس کے جسم و جان کی محنت اس دولت میں شامل نہیں ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ کبھی خودکشی کی شکل میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور اکثر جوا جیتنے والوں کو بھی کوئی فائدہ نہیں ملتا ہے کیونکہ مال مفت دلِ بے رحم۔ مفت کی کمائی مفت میں اڑ جاتی ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کسی کو فری میں بے محنت مالدار بنانا زیادہ اچھا ہے یا کسی کی محنت کی کمائی اور اس کی جان کو بچانا؟؟ اور رہا لاٹری کا مسئلہ تو اس کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ لاٹری جیتنے والے کی نگاہ سے دیکھیں تو بڑی خوبصورت چیز بلکہ دھن کی پری ہے، مگر ایک جیتنے والے کو چھوڑ کر بقیہ ۹۹ رفیصد کی نظر سے دیکھیں تو ضیاعِ وقت و دولت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ لاٹری کی بہت سی قسمیں نکل گئی ہیں جن میں سے انٹرنیٹ اور موبائیل لاٹری کے نام پہ دنیا بھر میں جو ٹھگی جاری ہے اس کا نتیجہ بھی جگ ظاہر ہے کہ لاٹری کو قانونی جواز دینے سے جو فائدہ ہے اس کا نقصان کہیں بڑھ کر ہے۔ اور عقلمندوں کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ نفع و نقصان کا تجزیہ کرنے کے بعد اعلیٰ و اَنفع کو پسند کیا جاتا ہے نہ کہ اَدنیٰ و

نقصاندہ کو۔اسی کی طرف قرآن نے یہ کہہ کراشارہ کیا ہے کہ اس کا نقصان فائدہ سے زیادہ ہے۔

ہمیں کنگ جیمس ورشن اور نیوانٹرنیشنل ورشن وغیرہ بائبلوں میں جوا کا ذکر نہیں ملا، البتہ! بائبل کچھ میں ایسے اقتباسات ہیں جو جوا اور لاٹری (لالچ) کے خلاف ہیں۔کتاب اَحبار میں ہے:

"Thou shalt not covet thy neighbour's house, thou shalt not covet thy neighbour's wife, nor his manservant, nor his maidservant, nor his ox, nor his ass, nor any thing that is thy neighbour's." (Exodus: 20/17)

''تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ اُسکے غلام اور اُسکی لونڈی اور اُسکے بیل اور اُسکے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اَور چیز کا لالچ کرنا۔'' (خروج:۲۰/۱۷)

اسی طرح کتاب اِستثنا میں ہے:

"Neither shalt thou desire thy neighbour's wife, neither shalt thou covet thy neighbour's house, his field, or his manservant, or his maidservant, his ox, or his ass, or any thing that is thy neighbour's" (Deuteronomy: 5/21)

''تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ اپنے پڑوسی کے گھر یا اُسکے کھیت یا غلام یا لونڈی یا بیل یا گدھے یا اُسکی کسی اَور چیز کا خواہاں ہونا۔'' (اِستثنا:۵/۲۱)

ان دونوں پیراگرافوں میں بائبل نے لالچ سے منع فرمایا ہے، جو جوا اور لاٹری کی سب سے اہم بنیاد ہے۔

جوا لالچ کے حسین خواب سے شروع ہوتا ہے مگر آہستہ آہستہ ایسا نشہ بن جاتا جس میں وہ اچھے برے کی تمیز بھی کھو دیتا ہے، اور سب کچھ ہارنے کے بعد اپنی عزت وآبرو ماں بیٹی کو بھی داؤ پہ لگا دیتا ہے، سال ۲۰۱۳ء میں مالدہ، مغربی بنگال (ہند) میں:

"In a shocking incident, a gambler has fixed his 13-year-old daughter's marriage to his neighbour after losing to him during a marathon gambling session at Krishnapur - Buritala village in Malda district. The father, a compulsive gambler, was locked in a gambling bout with local youth Sukumar Mandal on December 1. After losing everything, he put his girl at stake, and again lost. The two families started making wedding plans immediately after that."
(http://indiatoday.intoday.in/story/father-loses-daughter-in-gambling-to-marry-her-off-to-winner/1/331004.html-3-231.html) (http://indianexpress.com/article/india/india-others/west-bengal-father-to-marry-off-daughter-after-losing-in-gambling/)

''ضلع مالدہ کے کرشناپور بُری تلہ گاؤں میں پیش آئے دل دہلا دینے والے ایک حادثہ میں ایک جواری نے میراتھن جوا میں جوان پڑوسی سے اپنی ۱۳ر سالہ بیٹی کو ہارنے کے بعد اس کی

شادی اسی نوجوان کے ساتھ طے کردی، عادی جواری نے ۱ر دسمبر کو مقامی جوان سکمار منڈل سے جوا میں سب کچھ گنوانے کے بعد اپنی بیٹی کو داؤ پہ لگادیا اور پھر ہار گیا۔ جس کے بعد دونوں خاندان والوں نے فوراً شادی کی تیاری شروع کردی۔''

اس ایک حادثہ کو ہم نے صرف بطور مثال پیش کیا ہے، ورنہ اہل نظر جانتے ہیں کہ ہر سال اس طرح کے سینکڑوں حادثات رونما ہوتے ہیں اور یہ بھی ''Human Trafficking'' کا ایک بڑا سبب بنتا ہے۔

(۵) ناپ تول۔

بہت سے تاجروں میں ایک بڑی خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ وہ ناپ تول میں کمی کرکے اپنی تجارت کو ناجائز طریقہ سے فروغ دینا چاہتے ہیں۔ ایک بے ایمان اور چور آدمی بھی اسے ناپسند کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ بے ایمان تاجر کو جب اس بارے میں کہا جاتا ہے تو وہ چڑ جاتا ہے۔ قرآن اور بائبل نے بھی اس کی شدت سے مذمت کی ہے اور اسے باعث شرمندگی اور قابل نفرت گناہ قرار دیا ہے۔ اس پہ حکومت تعزیر کرسکتی ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

''أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِo وَأَقِيْمُوْا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوْا الْمِيْزَانَ o''۔

''ترازو میں ناانصافی نہ کرو، انصاف کے ساتھ تولو اور وزن میں کمی نہ کرو۔'' (سورة الرحمن: ۸۔۹)

مزید ارشاد فرمایا:

''وَأَوْفُوْا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ، وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيْلاً o''۔

''اور جب ناپو تو پورا پورا ناپو، اور برابر ترازو سے تولو، یہ بہتر اور اچھا ہے۔'' (الإسراء: ٣٥)

ایک جگہ مزید فرمایا گیا:

''وَأَوْفُوْا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلا وُسْعَهَا''۔

''ناپ اور تول کو برابری سے پورا کرو، ہم کسی بھی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں دیتے۔'' (سورة الأنعام: ١٥٢)

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو جہنم کی وعید سناتے ہوئے کہا گیا:

''وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ o الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ o وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَو

وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ٥ اَلَا يَظُنُّ أُولٰئِکَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ٥ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ٥ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥ كَلَّا اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ٥"۔

"کم تولنے والوں کے لیے خرابی ہے، وہ جب اَوروں سے ماپ لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں، کیا انہیں خیال نہیں ہے کہ انہیں بڑے دن کے لیے اٹھنا ہے جس دن سبھی لوگ دنیا کے پالنہار کے حضور کھڑے ہوں گے۔ بے شک حد سے گذرنے والوں کی لکھت سب سے نیچے سجین میں ہے۔" (سورة المطففين: ۱-۷)

بائبل نے بھی اس چیز کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"Ye shall do no unrighteousness in judgment, in meteyard, in weight, or in measure. Just balances, just weights, a just ephah, and a just hin, shall ye have: I am the LORD your God, which brought you out of the land of Egypt. Therefore shall ye observe all my statutes, and all my judgments, and do them: I am the LORD." (Leviticus: 19/35-37)

"تم انصاف اور پیائش اور وزن اور پیمانہ میں ناراستی نہ کرنا۔ ٹھیک ترازو۔ ٹھیک باٹ۔ پورا ایفہ اور پورا ہین رکھنا۔ جو تمکو ملک مصر سے نکال کر لایا میں ہی ہوں خداوند تمہارا خدا۔ سو تم میرے سب آئین اور سب احکام ماننا اور اُن پر عمل کرنا۔ میں خداوند ہوں۔" (اَحبار: ۱۹/ ۳۵-۳۷)

اور ایک دیگر مقام پہ کہا گیا:

"Divers weights are an abomination unto the LORD; and a false balance is not good." (Proverbs: 20/23)

"دو طرح کے باٹ سے خدا کو نفرت ہے اور دغا کے ترازو ٹھیک نہیں۔" (اَمثال: ۲۰/ ۲۳)

اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خدا تجارت میں بے ایمانی کو سخت ناپسند کرتا ہے اور ایسے شخص کو انجام کار پچھتانا پڑتا ہے۔

مگر افسوس آج کل کم ناپ تول کو بھی ایک جدید سوچ اور برابر تولنے کو فرسودہ خیال کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ اکثر کمپنیوں کی مصنوعات کا حال ایسا ہی ہے۔

(۶) امانت۔

ضروریات کے مجسمہ انسانوں کے سامنے زندگی میں ایسے مواقع آتے رہتے ہیں جب وہ اپنی چیز دوسروں کے پاس امانت رکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جس نے زندگی کے ہر گوشہ کا حکم صاف صاف بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں بھی

اسلام کی رہنمائی ملتی ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

"إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ٥"۔

"اللہ حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہونچاؤ اور جب فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ دو، اللہ تمہیں کیا ہی اچھی نصیحت کرتا ہے، یقیناً اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔" (سورة النساء: ٥٨)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"ثَلَاثٌ لَيْسَ لِأَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ فِيْهِنَّ رُخْصَةٌ، بِرُّالْوَالِدَيْنِ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا، وَالْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ لِمُسْلِمٍ كَانَ أَوْ كَافِرًا، وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ إِلٰى مُسْلِمٍ كَانَ أَوْ كَافِرًا۔"

"تین چیزوں میں کسی کو بھی رخصت نہیں (۱) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک چاہے وہ مسلمان ہوں یا کافر۔ (۲) وعدہ پورا کرنا چاہے سامنے والا مسلم ہو یا کافر اور (۳) حق دار تک اس کی امانت پہونچانا خواہ وہ مسلم ہو یا کافر۔"

(شعب الایمان للبیهقی: الحدیث ٤١٩٣، ٤٣٦٣، جمع الجوامع: حرف الثاء٥٨)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب ابوسفیان سے ہرقل نے پیغمبر اسلام ﷺ کی اچھی صفتوں کے بارے میں پوچھا:

"مَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، قَالَ: وَهٰذِهِ صِفَةُ نَبِيٍّ۔"

"وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں تو تم نے کہا: وہ تمہیں نماز، صدقہ، پاک دامنی، ایفاے عہد اور امانت ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں، اے وفد مکہ! سن لو، یہ ایک نبی کی صفت ہے۔"

(صحیح البخاری: الحدیث ٢٦٨١، ٢٥٣٥، ٢٩٤١، مسند أحمد: الحدیث ١٧٦٦، ٢٤١١، ٢٣١٦١، المعجم الكبير: الحدیث ٧٢٧٢، صحیح ابن خزیمة: الحدیث ٢٠٧٣)

امانت داری اتنی اہم چیز ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت مدینہ کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امانت کی ادائیگی کے لیے وکیل بنا کر اپنے بستر نور پر سلا گئے تھے جبکہ مشرکین مکہ کے دشمن جوان آپ کو شہید کرنے کی غرض سے آپ کے کاشانۂ اقدس کے باہر تلواریں بے نیام کیے کھڑے تھے۔

بائبل نے بھی اسلامی قانون کی حمایت کرتے ہوئے امانت واپس کرنے کا حکم

دیا ہے۔ کتاب خروج میں ہے:

"If a man deliver unto his neighbour an ass, or an ox, or a sheep, or any beast, to keep; and it die, or be hurt, or driven away, no man seeing it: Then shall an oath of the LORD be between them both, that he hath not put his hand unto his neighbour's goods; and the owner of it shall accept thereof, and he shall not make it good. And if it be stolen from him, he shall make restitution unto the owner thereof. If it be torn in pieces, then let him bring it for witness, and he shall not make good that which was torn. And if a man borrow ought of his neighbour, and it be hurt, or die, the owner thereof being not with it, he shall surely make it good." (Exodus: 22/10-14)

''اگر کوئی اپنے ہمسایہ کے پاس گدھا یا بیل یا بھیڑ یا کوئی اور جانور امانت رکھے اور وہ بغیر کسی کے دیکھے مر جائے یا چوٹ کھائے یا ہنکا دیا جائے۔ تو اُن دونوں کے درمیان خُداوند کی قسم ہو کہ اُس نے اپنے ہمسایہ کے مال کو ہاتھ نہیں لگایا اور مالک اُسے سچ مانے اور دوسرا اُسکا معاوضہ نہ دے۔ پر اگر وہ اُسکے پاس سے چوری ہو جائے تو وہ اُسکے مالک کو معاوضہ دے۔ اور اگر اُسکو کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو تو وہ اُسکو گواہی کے طور پر پیش کر دے اور پھاڑے ہوئے کا نقصان نہ بھرے۔''
(خروج: ۲۲/۱۰۔۱۴)

اس پیراگراف سے مکمل رضامندی کے بغیر یہ کہنا صحیح ہے کہ بائبل نے بھی امانت دار کو اس کی چیز واپس دینے کے اسلامی اور عقلی قانون کی حمایت کی ہے اور اس میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہئے۔

ہمیں بائبل میں ایک عجیب و غریب حکم ملتا ہے:

"When thou comest into thy neighbour's vineyard, then thou mayest eat grapes thy fill at thine own pleasure; but thou shalt not put any in thy vessel. When thou comest into the standing corn of thy neighbour, then thou mayest pluck the ears with thine hand; but thou shalt not move a sickle unto thy neighbour's standing corn." (Deuteronomy: 23/24-25)

''جب تو اپنے ہمسایہ کے تاکستان میں جائے تو جتنے انگور چاہے پیٹ بھر کھانا پر کچھ اپنے برتن میں نہ رکھ لینا۔ جب تو اپنے ہمسایہ کے کھڑے کھیت میں جائے تو اپنے ہاتھ سے بالیں توڑ سکتا ہے پر اپنے ہمسایہ کے کھڑے کھیت کو ہنسوا نہ لگانا۔'' (استثنا: ۲۳/۲۴۔۲۵)

اس پیراگراف کو دیکھ کر کہیں آپ اس شبہ میں نہ پڑ جائیں کہ ہم نے آپ کے سامنے ''اندھیر نگری چوپٹ راجہ'' نامی کسی تفریحی کتاب کا کوئی اقتباس نقل کر دیا ہے۔ آپ اطمینان رکھیں

ہم نے یہ اقتباس دور جدید کے ناخداؤں کی سب سے مقدس کتاب بائبل سے نقل کیا ہے۔

اسلامی قوانین کو دور جدید کے لیے نامناسب کہنے والے مسیحیوں کا ناطقہ بند کرنے کے لیے بائبل کا یہی ایک اقتباس کافی ہے۔ اور تمام مسلمانوں کو اس پیراگراف کو کتاب اور آیات نمبر کے حوالہ کے ساتھ یاد رکھنا چاہئے تاکہ کسی بھی وقت اور کہیں بھی کام آئے۔

(باب ششم) غذائی احکام۔

اللہ جل شانہ نے دنیا کی تمام چیزوں کو انسان کے فائدے کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو انسان کے لیے کسی طرح کارآمد نہ ہو۔ اگر فرق ہے تو طریقۂ استعمال میں۔ انسان اگر صحیح معلومات کے ساتھ کسی چیز کو استعمال کرے تو اسے بہت منافع حاصل ہوں لیکن اگر مکمل معلومات کے بغیر استعمال میں لائے تو اس کا نقصان ہوسکتا ہے۔ مثلاً سانپ، بہ ظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس سے نقصان کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا ہے مگر اس کے جسم اور چمڑے میں کتنی بیماریوں کا علاج چھپا ہے یہ ڈاکٹروں سے معلوم کریں۔ اسی نکتہ کو اللہ جل شانہ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

هُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ٥"۔

''وہی ہے جس نے تمہارے نفع کے لیے ان تمام چیزوں کو پیدا کیا جو زمین میں ہیں، پھر جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے اس نے آسمان کی طرف اِستوا فرمایا، تو سات آسمان بنائے اور وہ ہر چیز کو سننے اور جاننے والا ہے۔'' (سورۃ البقرۃ: ۲۹)

اس لیے اس آیت کریمہ سے علما نے یہ قاعدہ اور ضابطہ نکالا ہے کہ جب تک کسی چیز کے بارے میں یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس میں نفع سے زیادہ نقصان ہے اس کو منع نہیں کیا جاسکتا ہے، یعنی اصل الاشیاء الاباحۃ۔

اسی طرح بائبل میں ہے:

"When I consider thy heavens, the work of thy fingers, the moon and the stars, which thou hast ordained; What is man, that thou art mindful of him? and the son of man, that thou visitest him? For thou hast made him a little lower than the angels, and hast crowned him

with glory and honour. Thou madest him to have dominion over the works of thy hands; thou hast put all things under his feet: All sheep and oxen, yea, and the beasts of the field; The fowl of the air, and the fish of the sea, and whatsoever passeth through the paths of the seas."
(Psalms: 8/3-8)

''جب میں تیرے آسمان پر جو تیری دستکاری ہے اور چاند اور ستاروں پر جنکو تو نے مقرر کیا غور کرتا ہوں تو پھر انسان کیا ہے کہ تو اُسے یاد رکھے اور آدم زاد کیا ہے کہ تو اُسکی خبر لے؟ کیونکہ تو نے اُسے خُدا سے کچھ ہی کمتر بنایا ہے اور جلال و شوکت سے اُسے تاجدار کرتا ہے۔ تو نے اُسے اپنی دستکاری پر تسلط بخشا ہے۔ تو نے سب کچھ اُسکے قدموں کے نیچے کر دیا ہے۔ سب بھیڑ بکریاں گائے بیل بلکہ سب جنگلی جانور ہوا کے پرندے اور سمندر کی مچھلیاں اور جو کچھ سمندروں کے راستوں میں چلتا پھرتا ہے۔'' (زبور:۸/۳۔۸)

اس بات سے قطع نظر کہ یہ پیرا گراف ہمارے اعتقاد سے مکمل ہم آہنگ نہیں ہے، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خدا کی ہر مخلوق انسان کے فائدہ کے لیے ہے۔

انگریزی اور اردو اقتباسات کے خط کشیدہ لفظ کو غور سے دیکھیں! ''Angles'' کا ترجمہ اردو میں ''خدا'' لکھا گیا ہے۔ اس ترجمہ نگاری سے کیا مفہوم نکلتا ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا یہ ہمارے اس دعوی کی حمایت نہیں کرتا ہے کہ انسان کی کاریگری نے آسمان سے اتارے گئے صحائف انبیا علیہم السلام میں بہت حد تک تبدیلی پیدا کر دی ہے اور بائبل نامی یہ کتاب مکمل طور پر قابل یقین نہیں ہے؟؟؟

(۱) حلال اور حرام جانور۔

دنیا کے بعض جانوروں کو اگر کھایا جائے تو فائدہ مند ثابت ہوں گے اور بعض نقصاندہ۔ اسی لیے اللہ جل شانہ نے حلال اور حرام جانوروں کی ایک فہرست دی ہے کہ مسلمان بلکہ انسان ان جانوروں کو کھائیں اور ان جانوروں سے پرہیز کریں۔ ہمیں یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ بائبل نے بہت حد تک اسلام کی اس فہرست کی تائید کی ہے:

Clean and unclean food

"Ye are the children of the LORD your God: ye shall not cut yourselves, nor make any baldness between your eyes for the dead. for thou art an holy people unto the LORD thy God, and the LORD hath chosen thee to be a peculiar people unto himself, above all the nations that are upon the earth. Thou shalt not eat any abominable

thing. These are the beasts which ye shall eat: the ox, the sheep, and the goat, The hart, and the roebuck, and the fallow deer, and the wild goat, and the pygarg, and the wild ox, and the chamois. And every beast that parteth the hoof, and cleaveth the cleft into two claws, and cheweth the cud among the beasts, that ye shall eat. Nevertheless these ye shall not eat of them that chew the cud, or of them that divide the cloven hoof; as the camel, and the hare, and the coney: for they chew the cud, but divide not the hoof; therefore they are unclean unto you. And the swine, because it divideth the hoof, yet cheweth not the cud, it is unclean unto you: ye shall not eat of their flesh, nor touch their dead carcase. These ye shall eat of all that are in the waters: all that have fins and scales shall ye eat: And whatsoever hath not fins and scales ye may not eat; it is unclean unto you. Of all clean birds ye shall eat. But these are they of which ye shall not eat: the eagle, and ossifrage, and the ospray, And the glede, and the kite, and the vulture after his kind, And every raven after his kind, And the owl, and the night hawk, and the cuckow, and the hawk after his kind, The little owl, and the great owl, and the swan, And the pelican, and the gier eagle, and the cormorant, And the stork, and the heron after her kind, and the lapwing, and the bat. And every creeping thing that flieth is unclean unto you: they shall not be eaten. But of all clean fowls ye may eat. Ye shall not eat of any thing that dieth of itself: thou shalt give it unto the stranger that is in thy gates, that he may eat it; or thou mayest sell it unto an *alien*: for thou art an holy people unto the LORD thy God. Thou shalt not seethe a kid in his mother's milk." (Deuteronomy: 14/1-21, Leviticus: 11/1-23)

''تم خُداوند اپنے خُدا کے فرزند ہو۔ تم مُردوں کے سبب سے اپنے آپ کو زخمی نہ کرنا اور نہ اپنے اَبرو کے بال مُنڈوانا۔ کیونکہ تو خُداوند اَپنے خُدا کی مقدس قوم ہے اَور خُدا نے تجھ کو رویِ زمین کی اَور سب قوموں میں سے چن لیا ہے تاکہ تو اُسکی خاص قوم ٹھہرے۔ تو کسی گھنونی چیز کو مت کھانا۔ جن چوپایوں کو تم کھا سکتے ہو وہ یہ ہیں یعنی گائے بیل اَور بھیڑ اَور بکری۔ اَور ہرن اَور چکارا اور چھوٹا ہرن اَور بُزکوہی اَور سابر اَور نیل گائے اَور جنگلی بھیڑ۔ اَور چوپایوں میں سے جس جس کے پاؤں الگ اَور چِرے ہوئے ہوں اَور وہ جُگالی بھی کرتا ہو تم اُسے کھا سکتے ہو۔ لیکن اُن میں سے جو جُگالی کرتے ہیں یا اُنکے پاؤں چِرے ہوئے ہیں تم اُنکو یعنی اونٹ اَور خرگوش اَور سافان کو نہ کھانا کیونکہ یہ جگالی کرتے ہیں لیکن اِنکے پاؤں چِرے ہوئے نہیں ہیں سو یہ تمہارے لئے ناپاک ہیں۔ اَور سوأر تمہارے لئے اِس سبب سے ناپاک ہے کہ اُسکے پاؤں تو چِرے ہوئے ہیں پر وہ جُگالی نہیں کرتا۔ تم نہ تو اُنکا گوشت کھانا اَور نہ اُنکی لاش کو ہاتھ لگانا۔ آبی جانوروں میں سے تم اُنہی کو کھانا جِنکے پر اَور چھلکے ہوں۔ لیکن جِنکے پر اَور چھلکے نہ ہو تم اُسے مت کھانا۔ وہ تمہارے لئے

ناپاک ہے۔ پاک پرندوں میں سے تم جسے چاہو کھا سکتے ہو لیکن اِن میں سے تم کسی کو نہ کھانا یعنی عُقاب اور اُستخوان خوار اور بحری عُقاب۔ اور چیل اور باز اور گدھ اور اُنکی اَقسام۔ ہر قسم کا کوّا۔ اور شُتر مرغ اور چُغد اور کوکل اور قسم قسم کے شاہین۔ اور بوم اور اُلّو اور قاز۔ اور حواصل اور رخم اور ہڑ گیلا۔ اور لقلق اور ہر قسم کا بگلا اور ہُد ہُد اور چمگادڑ۔ اور سب پر دار رینگنے والے جانور تمہارے لئے ناپاک ہیں۔ وہ کھائے نہ جائیں۔ اور پاک پرندوں میں سے تم جسے چاہو کھاؤ۔ اور جو جانور آپ ہی مر جائے تم اُسے مت کھانا۔ تو اُسے کسی پردیسی کو جو تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو کھانے کو دے سکتا ہے یا اُسے کسی **اجنبی آدمی** کے ہاتھ بیچ سکتا ہے کیونکہ تو خُداوند اپنے خُدا کی مقدس قوم ہے۔ تو حلوان کو اُسی کی ماں کے دودھ میں نہ اُبالنا۔" (استثنا:۱۴/۱-۲۱،احبار:۱۱/۱-۲۳)

اخیر کی دو لائنوں کو پڑھ کر اسلام کے اس حکم کی وجہ سمجھ میں آ گئی کہ مسلمان کے لیے غیر مسلم کے ہاتھ کا ذبیحہ / گوشت کیوں ناجائز ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی واضح ہو گیا کہ گوروں اور کالوں اور ایشیائی اور مغربی وامریکی کے درمیان نفرت کی دیوار کونسی کتاب کھینچتی ہے۔

(۲) خنزیر کا حکم۔

ایک ایسا جانور جس کا گوشت مختلف بیماریوں کے لیے گندے سرچشمہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ خنزیر ہے۔ نئی بیماری خنزیری بخار (Swine Flue) خنزیر کا گوشت کھانے والے سے پھیلتی ہے اور اتنی سرعت سے قرب وجوار کے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے کہ بسا اوقات انسان کو اس بھنک بھی نہیں لگ پاتی ہے۔ اللہ رب العزت نے اس کے ہر عضو کو ناپاک قرار دیتے ہوئے اس کا گوشت کھانے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ یہ حکم صرف قرآن ہی میں نہیں ہے بلکہ بائبل بھی اس حکم میں قرآن کے ساتھ مکمل اتحاد کا نعرہ لگاتی ہوئی نظر آتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

"إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o"۔

"بے شک تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر وقت ذبح خدا کے علاوہ کا نام لیا گیا وہ جانور حرام کیا گیا ہے، تو جو مجبوری کی حالت میں ضرورت بھر کھالے جبکہ اس کا دل اس کا

خواہاں نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ بخشش اور رحم والا ہے۔" (سورة البقرة: ۱۷۳)

اسی طرح بائبل میں ہے:

"And the swine, because it divideth the hoof, yet cheweth not the cud, it is unclean unto you: ye shall not eat of their flesh, nor touch their dead carcase." (Deuteronomy: 14/8)

اور سوأر تمہارے لئے اِس سبب سے ناپاک ہے کہ اُسکے پاؤں تو چِرے ہوئے ہیں پر وہ جُگالی نہیں کرتا۔ تم نہ تو اُنکا گوشت کھانا اور نہ اُنکی لاش کو ہاتھ لگانا۔" (اِستثنا:۸/۱۴)

کتاب اَحبار میں ہے:

"And the swine, though he divide the hoof, and be clovenfooted, yet he cheweth not the cud; he is unclean to you. Of their flesh shall ye not eat, and their carcase shall ye not touch; they are unclean to you." (Leviticus: 11/7-8)

"اور سوأر کو کیونکہ اُسکے پاؤں الگ اور چِرے ہوئے ہیں پر وہ جُگالی نہیں کرتا۔ وہ بھی تمہارے لئے ناپاک ہے۔ تم اُنکا گوشت نہ کھانا اور اُنکی لاشوں کو نہ چھونا۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہیں۔" (اَحبار:۱۱/۷-۸)

کتاب یسعیاہ میں خنزیر کھانے والوں کو سخت لہجہ میں وعید سناتے ہوئے کہا گیا:

"They that sanctify themselves, and purify themselves in the gardens behind one tree in the midst, eating swine's flesh, and the abomination, and the mouse, shall be consumed together, saith the LORD." (Isaiah: 66/17)

"وہ جو باغوں کے وسط میں کسی کے پیچھے کھڑے ہونے کے لئے اپنے آپ کو پاک وصاف کرتے ہیں جو سوأر کا گوشت اور مکروہ چیزیں اور چوہے کھاتے ہیں خُداوند فرماتا ہے وہ باہم فنا ہو جائینگے۔" (یسعیاہ:۶۶/۱۷)

مزید کہا گیا کہ خنزیر خوری بھی ان گناہوں میں سے ایک ہے جن پر اللہ سخت پکڑ فرمائے گا:

"I am sought of them that asked not for me; I am found of them that sought me not: I said, Behold me, behold me, unto a nation that was not called by my name. I have spread out my hands all the day unto a rebellious people, which walketh in a way that was not good, after their own thoughts; A people that provoketh me to anger continually to my face; that sacrificeth in gardens, and burneth incense upon altars of brick; Which remain among the graves, and lodge in the monuments, which eat swine's flesh, and broth of abominable things is in their vessels; Which say, Stand by thyself, come not near to me; for I am holier than thou. These are a smoke in my nose, a fire that burneth all the day. Behold, it is written before me: I will not keep silence, but will recompense, even recompense into their bosom, Your

iniquities, and the iniquities of your fathers together, saith the LORD, which have burned incense upon the mountains, and blasphemed me upon the hills: therefore will I measure their former work into their bosom." (Isaiah: 65/1-7)

''جو میرے طالب نہ تھے میں اُنکی طرف متوجہ ہُوا۔ جنہوں نے مجھے ڈھونڈا نہ تھا مجھے پالیا۔ میں نے ایک قوم سے جو میرے نام سے نہیں کہلاتی تھی فرمایا دیکھ میں حاضر ہوں۔ میں نے سرکش لوگوں کی طرف جو اپنی فکروں کی پیروی میں بُری راہ پر چلتے ہیں ہمیشہ ہاتھ پھیلائے۔ ایسے لوگ جو ہمیشہ میرے روبُرو باغوں میں قربانیاں کرنے اور اینٹوں پر خوشبو جلانے سے مجھے برافروختہ کرتے ہیں۔ جو قبروں میں بیٹھتے اور پوشیدہ جگہوں میں رات کاٹتے اور سوأر کا گوشت کھاتے ہیں اور جن کے برتنوں میں نفرتی چیزوں کا شوربا موجود ہے۔ جو کہتے ہیں تو الگ ہی کھڑا رہ۔ میرے نزدیک نہ آ کیونکہ میں تجھ سے زیادہ پاک ہوں۔ یہ میری ناک میں دھوئیں کی مانند اور دن بھر جلنے والی آگ کی طرح ہیں۔ دیکھو میرے آگے یہ قلمبند ہوا ہے۔ پس میں خاموش نہ رہوں گا بلکہ بدلہ دونگا۔ خداوند فرماتا ہے ہاں اُنکی گود میں ڈالدونگا۔ تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بدکرداری کا بدلہ اکٹھا دونگا جو پہاڑوں پر خوشبو جلاتے اور ٹیلوں پر میری تکفیر کرتے تھے۔ پس میں پہلے اُنکے کاموں کو اُنکی گود میں ناپ کر دونگا۔'' (یسعیاہ: ۶۵/۱-۷)

اس میں خدا کی ناراضگی کے اسباب میں ایک وجہ خنزیر کھانے کو بھی شمار کیا گیا ہے۔

خنزیر خوری کے حوالے سے بائبل کا انداز بیان قرآن سے کہیں زیادہ سخت اور تیز ہے مگر اس کے باوجود بائبل پہ ایمان رکھنے والی قوم خنزیر کھانے میں سب سے آگے ہے۔ مسیحی یہ کہہ سکتے ہیں کہ خنزیر کو توریت (کتاب اَحبار اور کتاب اِستثنا) اور کتاب یسعیاہ میں حرام کہا گیا ہے اور مسیح کی آمد کے بعد اسے حلال کر دیا گیا۔ اس پر عرض ہے کہ مسیح کا یہ قول پڑھیں اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں:

"Think not that I am come to destroy the law or the Prophets, I am not come to destroy but to fulfill, for verily I say unto you till heaven and earth pass one jotor one tittle shall in no wise pass from, till all be fulfilled. Whosever therefore shall break one of these least commandments and shall teach men so he shall be called the least in the kingdom of heaven, but whosever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heavens." (Matthew: 5/17-19)

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ

پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جوان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔'' (متی:۵/۱۷۔۱۹)

اگر مسیحی یہ مانتے ہیں کہ بائبل کا یہ اقتباس جعلی نہیں ہے تو ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں بچ جاتا ہے کہ وہ قرآن کے اس حکم کو مان لیں کہ خنزیر حرام ہے اور ان کے مذہبی رہنماؤں نے انہیں حقیقی دینِ عیسوی سے بہت دور پہونچا دیا ہے۔ بستی میں آم لانے والا کہہ رہا ہے کہ میں مفت میں بانٹنے کے لیے لایا ہوں مگر جن کو تقسیم کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ پیسہ کے عوض بیچنے کے لیے لایا گیا ہے، یہ کھلی بد دیانتی اور بے ایمانی کی اعلیٰ قسم ہے۔

۲۰/جنوری ۲۰۱۴ء کو ہم ایک کانفرنس میں تھے، دورانِ اجلاس ایک جید عالم کی طبیعت خراب ہوئی اور انہیں وِمبر لی گنج پرائمری ہیلتھ سینٹر لے جایا گیا، کانفرنس ختم ہونے کے بعد ہم بھی ان سے ملنے گئے، ایک بند وارڈ کے اوپر لگے اس بورڈ نے ہماری توجہ کھینچ لی:

''خنزیری بخار ویرانہ وارڈ'' "Swine Flu Isolation Ward"

غالبا ہماری زندگی کا یہ پہلا واقعہ تھا جب ہم نے کسی طرح کے مریض کے لیے کسی ہاسپٹل کے اندر ''ویرانہ وارڈ'' کا بورڈ لگا دیکھا تھا۔ ہم نے اپنے موبائل کا استعمال کرتے ہوئے فوراً تصویر محفوظ کر لی تا کہ تحقیق میں آسانی ہو۔ جب ہم نے اس سلسلے میں امریکی انتظامیہ کی ویب سائٹ (http://www.cdc.gov/h1n1flu/guidelines_infection_control.htm) کو کھنگالا تو ہمیں یہ جانکاری حاصل ہوئی کہ خنزیری بخار والوں پہ سب سے کم عذاب یہ ہے کہ ان کے ساتھ چھوت چھات کا رویہ برتا جانا چاہئے اور ان کے ساتھ اچھوت کی رسم سے بھی زیادہ زیادتی مجبوری بن جاتی ہے، محفل کی زینت رہنے والے شخص کو بھی زندوں کے لیے سب سے بڑی سزا ''تنہائی'' کاٹنی پڑ جاتی ہے۔ میڈیکل رپورٹ خنزیری بخار کے مریضوں کے ساتھ جو رویہ اپنانے کا حکم دیتی ہے وہ نہایت لرزہ خیز ہے، یہ سب عذاب ہے خدا کے حکم کو ٹھکرانے کا۔

کسی بھی چیز کو کھانے سے اتنی خطرناک وائرس بھری بیماری نہیں پیدا ہوتی ہے جتنی خنزیر کو کھانے سے ہوتی ہے۔ اس پیراگرف کو پڑھیں:

"Although isolation is difficult to achieve in the long-term care setting, caregivers should endeavor to the extent possible to keep infected residents in their rooms and away from other residents."
(www.amda.com/tools/clinical/swineinfluenza.pdf)
(www.betterhealth.vic.gov.au/bhcv2/bhcarticles.nsf/pages/Swine_flu)
(www.who.int/csr/resources/publications/swineflu/clinical_management_h1n1.pdf)

''طویل مرحلۂ علاج میں خنزیری بخار والوں سے دوری اگرچہ بہت مشکل ہے مگر پھر بھی دیکھ بھال کرنے والوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ متاثر مریض کو ان کے کمروں میں محصور اور دوسرے لوگوں سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔''

(۳) جانور کا خون۔

خون اگرچہ اپنے اندر کتنی ہی ضروریات رکھتا ہو مگر بہتا خون پینا انسان کے لیے مشکلات پیدا کرنے کا سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے خون کو حرام قرار دیا ہے۔ اور یہ فیصلہ صرف قرآنی نہیں ہے بلکہ بائبل میں بھی بیسیوں مرتبہ خون پینے سے منع کیا گیا ہے۔

قرآن ارشاد فرماتا ہے:

''إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝''۔

''بے شک تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر وقت ذبح اللہ کے علاوہ کا نام لیا گیا وہ جانور حرام کیا گیا ہے، تو جو مجبوری کی حالت میں ضرورت بھر لے لے جبکہ اس کا دل اس کا خواہش مند نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ بخشش اور رحم والا ہے۔'' (سورة البقرة: ۱۷۳)

اسی طرح بائبل میں کہا گیا ہے:

"Ye shall not eat any thing with the blood: neither shall ye use enchantment, nor observe times." (Leviticus: 19/26)

''تم کسی چیز کو خون سمیت نہ کھانا اور نہ جادو منتر کرنا۔ نہ شگون نکالنا۔'' (اَحبار: ۲۶/۱۹)

بائبل کی پہلی کتاب پیدائش میں کہا گیا:

"But flesh with the life thereof, which is the blood thereof, shall ye not eat." (Genesis: 9/4)

''مگر تم گوشت کے ساتھ خون کو جو اُسکی جان ہے نہ کھانا۔'' (پیدائش: ۴/۹)

ان کے علاوہ درج ذیل جگہوں سے خون پینے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے:

''احبار: ۳/۱۷، ۷/۲۶۔۲۷، ۱۷/۱۰، ۱۷/۱۲، ۱۷/۱۴، استثنا: ۱۲/۱۶، ۱۲/۲۳، ۱۲/۲۴، ۱۲/۲۵، سموئیل اول: ۱۴/۳۱۔۳۵۔''

(۴) مردار۔

وہ جانور جو خود بخود مر جاتا ہے اسے مردار کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں اسلامی قانون یہ ہے کہ اس کو نہ کھایا جائے۔ بائبل کا بھی یہی موقف ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ، اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ، الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○".

''مردار، خون، سور، جس جانور پہ ذبح کے وقت اللہ کے سوا کا نام بلند کیا گیا ہو، گلا گھونٹا، بے دھار کی چیز سے مارا گیا جانور، جو گر کر مرا ہو، جو کسی جانور کی سینگ سے مرا ہو یا جسے کسی درندہ نے کھا لیا ہو یہ سب تم پہ حرام ہیں۔ مگر جنہیں تم ذبح کرلو اور جو کسی تھان پہ ذبح کیا گیا ہو وہ حلال ہیں۔ پانسہ ڈال کر تقسیم کرنا گناہ ہے، آج تمہارے دین سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی، تو تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو، آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پہ اپنی نعمت پوری کردی اور دین اسلام کو تمہارے لیے پسند کیا۔ جو بھوک پیاس کی شدت میں بے بس ہو دراں حالیکہ دل گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو بے شک اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔'' (سورة المائدة: ۳)

بائبل نے اس معاملہ میں بھی اسلام کے موقف کی حمایت کی ہے۔ اس نے اپنی چہیتی قوم بنی اسرائیل سے کہا:

"Ye shall not eat of any thing that dieth of itself: thou shalt give it unto the stranger that is in thy gates, that he may eat it; or thou mayest sell it unto an alien: for thou art an holy people unto the LORD thy God. Thou shalt not seethe a kid in his mother's milk."
(Deuteronomy: 14/21)

''اور جو جانور آپ ہی مر جائے تم اُسے مت کھانا۔ تو اُسے کسی پردیسی کو جو تیرے پھاٹکوں کے اندر

ہو کھانے کو دے سکتا ہے یا اُسے کسی اجنبی آدمی کے ہاتھ بیچ سکتا ہے کیونکہ تو خُداوند اپنے خُدا کی مقدس قوم ہے۔ تو حلوان کو اُسی کی ماں کے دودھ میں نہ اُبالنا۔" (استثنا:۱۴/۲۱)

ان کے علاوہ اَحبار:۷/۲۴، ۱۷/۱۵، ۲۲/۸، حزقی ایل:۴/۱۴، ۴۴/۳۱ مواقع پہ بھی مردار نہ کھانے کا حکم سنایا گیا ہے۔

مسیحیوں کے رسول پولس جو دین کو لوگوں کی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے قانون کے موجد ہیں انہوں نے مسیحیوں کے لیے دین کو بہت آرام دہ بناتے ہوئے صرف چار چیزوں پہ عمل کا حکم دیا جو درج ذیل ہیں:

"That ye abstain from meats offered to idols, and from blood, and from things strangled, and from fornication: from which if ye keep yourselves, ye shall do well. Fare ye well."(Acts: 15/29, 15/19-20, 21/25)

"تم بُتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اَور لہو اَور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اَور حرامکاری سے پرہیز کرو۔ اگر تم اِن چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے۔"
(اَعمال:۱۵/۲۹، ۱۵/۱۹-۲۰، ۲۱/۲۵)

یہ اس شخص کا قول ہے جو مسیح کے حواریوں میں سے بھی نہیں ہے، اور یہی نہیں بلکہ انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ مسیحیوں کی دشمنی میں گذارا، نہ جانے کتنے مسیحیوں کو یہودیوں کے ساتھ مل کر گرفتار کروایا، قید خانہ میں ڈلوا کر انہیں اذیت ناک موت سے ہمکنار کروایا (اَعمال:۲۲/۳-۵) مگر اچانک رُخ بدلا اور تنہائی میں پیش آئے ایک حادثہ (جس پہ اعتبار نہیں کیا جا سکتا)۔ اَعمال:۲۲/۶-۲۹) کو مدعا بنا کر مسیحیت کے پرچارک ہی نہیں بلکہ "سربراہِ اعلیٰ" اور رسول تک بن بیٹھے۔ انہوں نے مسیح کی ساری تعلیمات کو یک لخت قلم زد کرتے ہوئے مسیحیت کی ساری بنیادوں کو ڈھا دیا، افسوس تو ان پادری اور عیسائی اسکالرز پہ ہے جن کی نگاہوں کے سامنے ان کے مالک ومختار کے احکام کی کھلی خلاف ورزی کی گئی اور پھر بھی خاموش رہے، کیا ایسے لوگ جنہوں نے مسیح کی تعلیمات کا خون کیا یا خون ہوتے دیکھ کر بھی چپ تماشائی بنے رہے مسیح کی خوشی حاصل کر پائیں گے......؟؟

(۵) غیر مسلم کی دوکان اور ہوٹل کا گوشت۔

غیر مسلم کی دوکان اور ہوٹل سے گوشت خریدنے اور ان کی پارٹی/ دعوت کے گوشت

کے بارے میں اسلامی ضابطہ یہ ہے کہ ذبح کرنے والا مسلم ہو جس نے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا ہو اور کھانے والے مسلمان کے ہاتھ میں پہونچنے تک کسی بھی لمحہ وہ گوشت مسلمان کی نظر یا حفاظت سے غائب نہ ہوا ہو۔ اگر ایک سکنڈ کے لیے بھی نظر مسلم سے غائب رہا تو وہ گوشت مسلمان کے لیے حرام ہو جائے گا۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جو بہت سے لوگوں کے ذہن میں شبہات پیدا کر سکتا ہے۔ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ بھائی چارگی کا تقاضا یہ ہے کہ مذہب کے نام پہ اس طرح کا فرق نہ کیا جائے۔ مگر ہمارے ایسے بھائی خود اچنبھے میں پڑ کر چکرا جائیں گے جب بائبل کا آنے والا پیراگراف پڑھیں گے۔ ایک ایک لفظ پہ زور دے کر پڑھیں:

"Ye are the children of the LORD your God: ye shall not cut yourselves, nor make any baldness between your eyes for the dead. for thou art an holy people unto the LORD thy God, and the LORD hath chosen thee to be a peculiar people unto himself, above all the nations that are upon the earth. Thou shalt not eat any abominable thing.......... Ye shall not eat of any thing that dieth of itself: thou shalt give it unto the stranger that is in thy gates, that he may eat it; or thou mayest sell it unto an alien: for thou art an holy people unto the LORD thy God. Thou shalt not seethe a kid in his mother's milk." (Deuteronomy: 14/1-21)

"تم خُداوند اپنے خُدا کے فرزند ہو۔ تم مُردوں کے سبب سے اپنے آپ کو زخمی نہ کرنا اور نہ اپنے اَبرو کے بال مُنڈوانا۔ کیونکہ تو خُداوند اپنے خُدا کی مقدس قوم ہے اور خُدا نے تجھ کو روی زمین کی اَور سب قوموں میں سے چن لیا ہے تا کہ تو اُسکی خاص قوم ٹھہرے۔ تو کسی گھنونی چیز کو مت کھانا۔...... اَور جو جانور آپ ہی مر جائے تم اُسے مت کھانا۔ تو اُسے کسی پردیسی کو جو تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو کھانے کو دے سکتا ہے یا اُسے کسی اجنبی آدمی کے ہاتھ بیچ سکتا ہے کیونکہ تو خُداوند اپنے خُدا کی مقدس قوم ہے۔ تو حلوان کو اُسی کی ماں کے دودھ میں نہ اُبالنا۔" (اِستثنا:۱۴/۱۔۲۱)

امید ہے کہ یہ اقتباس پڑھنے کے بعد ہمارے مسلمان دانشور اور اہل فکر حضرات مثلا سیاست داں، سائنسداں، صحافی، ڈاکٹرز، پروفیسرز، انجینیئرس، نوکرشاہ، تاجر وغیرہ اسلام سے متعلق کسی بھی مسئلہ پہ اپنی رائے کا اظہار کرنے اور نئے فیشن کو اپنانے سے پہلے جید علما سے رابطہ کر کے اسلامی نقطۂ نظر کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

اور ہم نے جن جملوں کو انڈر لائن کیا ہے انہیں اپنے ذہن کی تختی پہ ہمیشہ ہمیش کے لیے محفوظ کر لیں تا کہ بہت سے شبہات و اعتراضات کا جواب خود بخود مل جائے۔

(۶) بتوں کا چڑھاوا۔

عبادت کے لائق صرف ایک ہستی ہے اللہ جل شانہ۔ اس کے سوا کسی کی بھی عبادت جائز نہیں ہے، بلکہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی پوجا غیر مشروط شرک ہے جس کا کرنے والا اگر توبہ نہ کرے تو (بائبل اور قرآن دونوں بلکہ عقل کے مطابق بھی) سخت عذاب کا مستحق ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا اسے وہاں سے کبھی چھٹکارا نصیب نہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے آدمی کے لیے خدا سے شفاعت نہیں فرمائیں گے چاہے وہ ان کا کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو۔

چونکہ صرف اللہ کی عبادت درست ہے اس لیے ہر وہ قربانی اور جانور حرام ہے جس کی قربانی سے اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت اور پوجا کی نیت کی جائے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

"إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥".

"بے شک تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر وقت ذبح اللہ کے علاوہ نام لیا گیا ہو وہ جانور حرام کیا گیا ہے، تو جو مجبوری کی حالت میں ضرورت بھر کھا لے جبکہ اس کا دل اس کا خواہاں نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ بخشش اور رحم والا ہے۔" (سورة البقرة: ۱۷۳)

اور سورۂ انعام میں کہا گیا:

وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ٥".

"اس جانور کا گوشت نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، یقیناً یہ (ذبح کے وقت خدا کا نام جان بوجھ کر چھوڑ دینا) ایک بڑا گناہ ہے۔ بے شک شیطان اپنے چیلوں کی طرف بات پہونچاتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں، اور اگر تم نے ان کی پیروی کی تو تم بھی مشرک ٹھہرو گے۔" (الأنعام: ۱۲۱)

اسی طرح بتوں کی قربانی کے گوشت کو بائبل میں بھی حرام گردانتے ہوئے کہا گیا:

"Wherefore my sentence is, that we trouble not them, which from among the Gentiles are turned to God: But that we write unto them, that they abstain from pollutions of idols, and from fornication, and from things strangled, and from blood." (Acts: 15/19-20, 15/29, 21/25)

"پس میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو غیر قوموں میں سے خدا کی طرف رجوع ہوتے ہیں ہم اُنکو

تکلیف نہ دیں۔ مگر اُنکو لکھ بھیجیں کہ بتوں کی مکروہات اور حرامکاری اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہو سے پرہیز کریں۔" (اَعمال: ۱۹/۱۵۔۲۰، ۲۹/۱۵، ۲۵/۲۱)

اگر آپ غور کریں تو آپ کو درج بالا پیراگراف کے بین السطور (Between Lines) سے یہ پیغام بھی مل رہا ہوگا کہ مادی ترقی کے دور میں مذہب عیسائیت بہت تیزی سے پھیلے گا، جو آج ہو رہا ہے۔ کیونکہ پولس کا واضح پیغام ہے کہ غیر قوم سے مسیحیت میں آنے والوں کو تکلیف نہ دو۔

مسیحیت کے رسول پولس نے مزید کہا:

"That ye abstain from meats offered to idols, and from blood, and from things strangled, and from fornication: from which if ye keep yourselves, ye shall do well. Fare ye well." (Acts: 15/29)

"تم بُتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اَور لہو اَور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اَور حرامکاری سے پرہیز کرو۔ اگر تم اِن چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے۔" (اَعمال: ۲۹/۱۵)

اس مقام پہ ایک چیز کی وضاحت ضروری ہے کہ کسی کی عبادت کرنا اور کسی کی خوشی چاہنا دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اگر آپ جانور اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی نیت سے ذبح کریں تو یہ کھلا شرک ہے جو توبہ کے بغیر قابل معافی نہیں، لیکن اگر آپ کسی انسان مثلاً اہل خانہ، رشتہ دار اور دوستوں کی خوشی لیے جانور خدا کا نام لے کر ذبح کریں تو یہ جائز ہے۔ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ اگر مسلمانوں کو خوش کرنے کی نیت کے ساتھ دعوت کو سنت ابراہیمی اور سنت رسول ﷺ سمجھ کر جانور ذبح کریں تو اجر عظیم پائیں گے بشرطیکہ ذبح کے وقت صرف اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

(۷) درندوں کا جوٹھا۔

جس جانور کو کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو اس کے متعلق قانون اسلامی یہ ہے کہ اس کا گوشت ضائع کر دیا جائے، کسی مسلمان کے لیے اس کو کھانا جائز نہیں ہے۔ اس معاملہ میں بائبل بھی ہماری تائید کے لیے کمر بستہ نظر آتی ہے۔

اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ"۔

"تمہارے لیے مردار، خون، خنزیر، جس پہ ذبح کے وقت اللہ کے علاوہ کا نام بلند کیا گیا ہو، گلا گھونٹا

ہوا، بے دھار کی چیز سے مارا گیا جانور، جو گر کر مرا ہو، جو کسی جانور کی سینگ سے مرا ہو یا جسے کسی درندہ نے کھالیا ہو یہ سب حرام ہیں۔" (سورۃ المائدۃ: ۳)

مسیحیوں کی مذہبی کتاب بائبل نے اس مقام پہ بھی اسلام کا ہاتھ تھام رکھا ہے:

"And ye shall be holy men unto me: neither shall ye eat any flesh that is torn of beasts in the field; ye shall cast it to the dogs."
(Exodus: 22/31, Leviticus: 17/15-16)

"اور تم میرے لئے پاک آدمی ہونا۔ اِس سبب سے درندوں کے پھاڑے ہوئے جانور کا گوشت جو میدان میں پڑا ہوا ملے مت کھانا۔ تو اُسے کتوں کے آگے پھینک دینا۔"
(خروج: ۲۲/۳۱، اَحبار: ۱۷/۱۵۔۱۶)

مزید کہا گیا:

"And the fat of the beast that dieth of itself, and the fat of that which is torn with beasts, may be used in any other use: but ye shall in no wise eat of it." (Leviticus: 7/24)

"جو جانور خود بخود مر گیا ہو اور جسکو درندوں نے پھاڑا ہو اُنکی چربی اور کام میں لاؤ تو لاؤ پر اُسے تم کسی حال میں نہ کھانا۔" (اَحبار: ۷/۲۴)

ان کے علاوہ اَحبار: ۱۷/۱۵، ۲۲/۸، حزقی ایل: ۴/۱۴، ۴۴/۳۱ میں بھی درندوں کے پھاڑے ہوئے جانور کے گوشت اور مردار کو کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

(۸) شراب اور نشہ آور چیز۔

بہتی ہوئی ایک ایسی چیز جو شروع میں بھلی لگتی ہے اور دل کو کھینچتی ہے مگر انجام کار بربادی تک پہونچا کر دم لیتی ہے، اس کا نام شراب ہے۔ اس نے اب تک بے شمار گھروں کو اجاڑا ہے اور آج بھی اس کے قہر کا سلسلہ جاری ہے۔ شراب کے متوالے خواہ اس کے جتنے بھی فوائد شمار کرائیں لیکن اتنا تو انہیں ماننا ہی پڑے گا کہ اس میں اچھائی سے زیادہ خرابی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شراب کو قانونی جواز فراہم کرنے والی حکومتوں کی جانب سے بھی سڑکوں پہ عام طور پر اس طرح کا بورڈ لگایا جاتا ہے:

"Don't mix drinking and driving"

"نشہ اور ڈرائیونگ کو جمع نہ کریں" یعنی شراب پی کر گاڑی نہ چلائیں۔

اور انہی حکومتوں نے شراب پی کر گاڑی چلانے کو ایک قانونی جرم گردانا ہے۔ حالانکہ شراب پی کر گاڑی چلانے یا محلّہ میں گھومنے یا گھر میں رہنے سے نتیجہ کچھ زیادہ نہیں بدلتا ہے۔

نشہ میں بدمست شخص کیا کیا کرتوت انجام دیتا ہے اس سے ہر کوئی دانا اور ذی ہوش باخبر ہے۔خود بائبل نے (پیدائش: ۹/۲۰-۲۷ میں) ذکر کیا ہے کہ شراب کی وجہ سے (معاذ اللہ) نوح کو اتنی بے خبری ہوگئی کہ وہ برہنہ ہوگئے مگر کوئی ہوش نہیں رہا۔ اسی طرح اسی بائبل (پیدائش: ۱۹/۳۰-۳۸) میں یہ بھی لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) لوط کو ان کی بیٹیوں نے شراب میں مست کر کے ان سے قریب ہوئیں اور بچے جنے۔اور یہ صرف بائبل کی بات نہیں ہے، بلکہ تجربے سے بھی اس کے نقصانات ثابت ہوتے ہیں۔آپ انٹرنیٹ پہ اس موضوع پہ تلاش کر کے دل کی تسلی کر لیں۔

شراب بنانے، بیچنے اور پینے کو قانونی حیثیت دے کر پھر اس سے بچنے کی تلقین اور نصیحت دی جاتی ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص آپ کے گھر میں سانپ چھوڑ دے اور پھر اس سے بچنے کی ترکیب بتائے۔یقیناً کوئی بھی ایسے شخص کو دانا دوست اور ہمدرد نہیں گردانے گا۔

کسی بھی عقلمند مہذب قوم نے شراب جیسی نشہ آور چیز کی کبھی بھی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔شراب ہر آسمانی شریعت میں حرام رہی ہے اور قیامت تک حرام رہے گی۔

اللہ جل شانہ قرآن حمید میں شراب اور جوا کے متعلق تمام شبہات کو سمیٹتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَمَنٰفِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا وَيَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝"

"(اے نبی ﷺ!) وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ اس میں بڑا گناہ اور لوگوں کے لیے کچھ فائدہ ہے، اور ان میں نقصان فائدہ سے کہیں زیادہ ہے، وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجئے کہ حاجت سے زیادہ کو، اللہ اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیوں کو ظاہر فرماتا ہے تا کہ تم غور وفکر کرو۔" (سورۃ البقرۃ: ۲۱۹)

صرف قرآن ہی وہ اکیلی کتاب نہیں ہے جس نے شراب کی حرمت، قباحت اور برائیوں کو بیان کیا ہے بلکہ بائبل نے تقریباً پچاس سے زائد مقامات پہ شراب کی خرابی، اس سے پیدا ہونے والی مشکلات اور اس کے مفسدات کو ذکر کیا ہے۔

بائبل شراب کی حقیقت کو ایک جملہ میں بیان کرتے ہوئے کہتی ہے:

"Wine is a mocker, strong drink is raging: and whosoever is deceived thereby is not wise." (Proverb: 20/1)

''مے مسخرہ اَور شراب ہنگامہ کرنے والی ہے اَور جو کوئی اِن سے فریب کھاتا ہے دانا نہیں۔'' (اَمثال:۱/۲۰)

حرام کاری اور شراب کو عقل کے لیے زہر ہلاہل قرار دیتے ہوئے کہا:

"Whoredom and wine and new wine take away the heart."(Hosea: 4/11)

''بدکاری اور مے اور نئی مے سے بصیرت جاتی رہتی ہے۔'' (ہوسیع:۱۱/۴)

شراب کی خرابی کو بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

"It is not for kings, O Lemuel, it is not for kings to drink wine; nor for princes strong drink: Lest they drink, and forget the law, and pervert the judgment of any of the afflicted." (Proverb: 31/4-5)

''بادشاہوں کو اَے لموایل! بادشاہوں کو میخواری زیبا نہیں اَور شراب کی تلاش حاکموں کو شایان نہیں مبادا وہ پی کر قوانین کو بھول جائیں اَور کسی مظلوم کی حق تلفی کریں۔'' (اَمثال:۳۱/۴-۵)

کاش امریکہ و یورپ کے حکمراں اس قانون کے پابند ہوتے!!! تو عالمی جنگوں میں کروڑوں جانوں کا نقصان اور پھر اس کے بعد قتل و غارت کے نہ تھمنے والا سلسلے کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، اور نہ ہی ہیروشیما و ناگاساکی پہ ایٹم بموں کی بارش ہوتی۔

نشہ میں دھت شرابی کیسی کیسی حرکتیں کرتا ہے، بائبل نے انہیں بھی ذکر کیا ہے:

"Who hath woe? who hath sorrow? who hath contentions? who hath babbling? who hath wounds without cause? who hath redness of eyes? They that tarry long at the wine; they that go to seek mixed wine. Look not thou upon the wine when it is red, when it giveth his colour in the cup, when it moveth itself aright. At the last it biteth like a serpent, and stingeth like an adder. Thine eyes shall behold strange women, and thine heart shall utter perverse things. Yea, thou shalt be as he that lieth down in the midst of the sea, or as he that lieth upon the top of a mast. They have stricken me, shalt thou say, and I was not sick; they have beaten me, and I felt it not: when shall I awake? I will seek it yet again." (Proverbs: 23/29-35)

''کون اَفسوس کرتا ہے؟ کون غمزدہ ہے؟ کون جھگڑالو ہے؟ کون شاکی ہے؟ کون بے سبب گھایل ہے؟ اور کس کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ وہی جو دیر تک مے نوشی کرتے ہیں۔ وہی جو ملائی ہوئی مے کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جب مے لال لال ہو۔ جب اُسکا عکس جام پر پڑے اور جب وہ روانی کے

ساتھ نیچے اترے تو اُس پر نظر نہ کر کیونکہ انجام کار وہ سانپ کی طرح کاٹتی اور افعی کی طرح ڈس جاتی ہے۔ تیری آنکھیں عجیب چیزیں دیکھیں گی اور تیرے منہ سے الٹی سیدھی باتیں نکلیں گی۔ بلکہ تو اُسکی مانند ہوگا جو سمندر کے درمیان لیٹ جائے یا اُسکی مانند جو مستول کے سرے پہ سورہے۔ تو کہیگا اُنہوں نے تو مجھے مارا ہے پر مجھکو چوٹ نہیں لگی۔ اُنہوں نے مجھے پیٹا ہے پر مجھے معلوم بھی نہیں ہوا۔ میں کب بیدار ہونگا؟ میں پھر اُسکا طالب ہونگا۔'' (اَمثال:۲۳/۲۹۔۳۵)

اس پیراگراف کا ایک ایک لفظ قابل توجہ ہے اور ہماری حمایت میں سرفروش بنا ہوا ہے۔اس مقام پہ ترجمہ کی ایک اور خیانت سے پردہ اُٹھاتے چلیں۔کنگ جیمس بائبل میں ہے:

"Thine eyes shall behold strange women." (Proverb: 23/33)

''تیری آنکھیں اجنبیہ عورتوں پہ نظر ڈالیں گی۔''

بائبل کا یہ انگریزی ترجمہ اس سروے رپورٹ کی صراحۃ تصدیق کرتا ہے کہ عورتوں کے سر سے چادرِ عزت چھیننے میں شراب کا اہم کردار ہے۔

نیو انٹرنیشنل ورشن میں ہے:

"Your eyes will see strange sights." (Proverb: 23/33)

''تمہاری آنکھیں عجب منظر دیکھیں گی۔''

جبکہ بائبل سوسائٹی ہند کی اردو بائبل میں ہے:

''تیری آنکھیں عجیب چیزیں دیکھیں گی۔''

شراب کے متعلق پولسی مذہب (موجودہ مسیحیت) کے بانی پولس اِفسی مسیحیوں کو کہتے ہیں:

"And be not drunk with wine, wherein is excess; but be filled with the Spirit;" (Ephesians: 5/18)

''اَور شراب میں متوالے نہ بنو کیونکہ اِس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے بلکہ روح سے معمور ہوتے جاؤ۔'' (اِفسیوں:۵/۱۸)

شراب کو ام الخبائث اور فساد اور غلطیوں کی جڑ بتاتے ہوئے کہا گیا:

"But they also have erred through wine, and through strong drink are out of the way; the priest and the prophet have erred through strong drink, they are swallowed up of wine, they are out of the way through strong drink; they err in vision, they stumble in judgment." (Isaiah: 28/7)

''لیکن یہ بھی مَے خواری سے ڈگمگاتے اور نشہ میں لڑکھڑاتے ہیں۔ کاہن اور نبی بھی نشہ میں

چور اور مے میں غرق ہیں۔ وہ نشہ میں جھومتے ہیں۔ وہ رُویا میں خطا کرتے اور عدالت میں لغزش کھاتے ہیں۔'' (یسعیاہ:۲۸/۷)

آفریں برتو! بائبل نے تو مسلمانوں کے منہ کی بات چھین لی ہے۔

اوپر ذکر کیے گئے تمام اقتباسوں کو پڑھیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی صوفی مسلم اسکالر کے وعظ ونصیحت کی مجلس ہے جس میں کسی خوف کے بغیر وہ اپنی بات کھل کر کہہ رہے ہیں۔ یہ اسلام کی حقانیت کی دلیلوں میں سے ہے کہ جو قوم مسلمانوں کو شراب حرام کہنے کی بنیاد پر طعن وتشنیع کا نشانہ بناتی ہے خود ان کی مقدس اور مذہبی کتاب شراب نوشی کو تمام برائیوں کی جڑ بتاتے ہوئے سختی سے منع کرتی ہے۔

ان کے علاوہ بھی بہت سے مقامات مثلاً اَحبار۱۰/۸، اَمثال۲۳/۲۰، سموئیل اول ۱/۱۱۔۱۷، رومیوں۱۴/۲۱ میں بھی شراب سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

برطانوی حکومت بھی تسلیم کرتی ہے کہ شراب پی کر ڈیوٹی اچھی بات نہیں ہے۔ برطانوی پولیس کے لیے حالیہ دنوں میں دس نکاتی نیا ضابطہ اَخلاق نافذ کیا جا رہا ہے جس کا یہ حصہ خاص قابل مطالعہ ہے:

"The code will advise officers against turning up for work 'unfit or impaired for duty as a result of drinking alcohol', using drugs."
(www.dailymail.co.uk/news/article-2689664/Police-face-sack-rude-public-banned-having-sex-duty-new-code-ethics.html) (www.telegraph.co.uk/news/politics/georgeosborne/10963080/Police-officers-must-swear-to-be-polite.html)

''نیا ضابطہٴ اَخلاق شراب یا نشہ آور چیز استعمال کرنے کی صورت میں اہلکاروں کو ڈیوٹی کے لیے نااہل قرار دے گا۔''

ایک ہندوستانی نیوز چینل کے سروے کے مطابق ۲۰۱۳ء میں کم از کم سو سے زائد پائلٹ شراب کے نشہ میں ہوائی جہاز چلاتے ہوئے پائے گئے، جس کی وجہ سے کئی مرتبہ حادثات ہوتے ہوتے بچے، اگر حکومت شراب کمپنیوں کو لائسنس فراہم نہیں کرتی تو اس طرح کے خطرات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

بس اسی بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایک مسلمان بالغ ہونے کے بعد سے موت تک اپنے خدا کی ڈیوٹی پہ ہوتا ہے، تو کیا شراب اسے خدا کی ڈیوٹی سے دور نہیں کرے گی؟؟؟

مشہور برطانوی اَخبار ڈیلی میل نے ۱ر جنوری ۲۰۱۴ء کی آن لائن اشاعت میں یہ خبر شائع کی ہے کہ وہاں خواتین کو متنبہ کرنے کے لیے یہ پوسٹر جگہ جگہ لگایا گیا ہے:

"Sorry sisters, but girls who get blind drunk ARE risking rape"
(www.dailymail.co.uk/debate/article-2532033/Sorry-sisters-girls-blind-drunk-ARE-risking-rape.html)(http://connection.ebscohost.com/c/articles/93388630/sorry-sisters-but-girls-who-get-blind-drunk-are-risking-rape)

''بہنو! معاف کرنا، جو لڑکیاں زیادہ شراب پیتی ہیں وہ آبرو ریزی کے خطرے میں ہیں۔''

یہ صرف پوسٹر کا اعلان نہیں ہے بلکہ حقیقت بھی ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

قرآن اور بائبل کی شہادت کہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے، کے علاوہ ہم آپ کے سامنے ایک ایسی رپورٹ پیش کرنے جارہے ہیں جنہیں پڑھ کر آپ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھئے گا:

"Drug use, especially alcohol, is frequently involved in rape. A study (only of rape victims that were female and reachable by phone) reported detailed findings related to tactics. In 47% of such rapes, both the victim and the perpetrator had been drinking. In 17%, only the perpetrator had been. 7% of the time, only the victim had been drinking. Rapes where neither the victim nor the perpetrator had been drinking were 29% of all rapes." (www.en.wikipedia.org/wiki/Rape_statistics)
(www.usatoday.com/story/news/nation/2013/10/28/alcohol-most-common-drug-in-sexual-assaults/3285139/)(http://womenshealth.gov/publications/our-publications/fact-sheet/date-rape-drugs.html?from=AtoZ)
(http://www.k-state.edu/counseling/student/date_rape_drugs.html#sexualassault)

''نشہ آور چیز بالخصوص شراب کا عصمت دری میں بہت بڑا کردار ہے۔ (فون کے ذریعہ قابل رسائی متاثرہ خواتین کے) تفصیلی جائزہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ آبرو ریزی کے ۴۷ر فیصد حادثات کے وقت مجرم اور متاثرین دونوں نشہ میں تھے۔ جبکہ ۱۷ر فیصد حادثات میں صرف مجرم اور ۷ر فیصد واقعات میں صرف متاثرہ عورتیں نشہ میں تھیں، عصمت ریزی کے وہ حادثات جن میں دونوں میں سے کسی نے بھی نشہ نہیں کیا تھا صرف ۲۹ر فیصد ہیں۔''

یعنی ہر سو میں سے ۷۱ر خواتین کے سر سے چادرِ عزت چھیننے کے جرم میں شراب شریک مجرم ہے۔ ڈیلی میل نے ۲۲ر نومبر ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں عصمت دری کے حوالے سے برطانوی عوام کا سروے شائع کیا، جس کا تقریباً ہر ہر لفظ اسلامی قانون کی تصدیق کرتا ہے، فی الحال ہم ضرورت اور وقت کی مناسبت سے صرف درج ذیل اقتباس نقل کرتے ہیں:

"In fact more women (5pc) than men (3pc) thought a woman was "totally responsible" for being raped if she was intoxicated."

(www.dailymail.co.uk/news/article-369262/Women-blame-raped.html)
(www.thephora.net/forum/showthread.php?t=1624)
(www.mmo-champion.com/threads/1333512-Women-Are-Responsible-People/page4)

''مردوں (تین فیصد) کی بہ نسبت زیادہ خواتین (پانچ فیصد) کی سوچ یہ ہے کہ اگر خاتون نشہ میں تھی تو عصمت دری کے لیے وہی مکمل ذمہ دار ہے۔''

خواتین کیوں ذمہ دار ہیں؟ اس کی ایک وجہ جاننے کے لیے برطانوی اخبار ڈیلی میل کی ۱۵ر فروری ۲۰۱۰ء کی اشاعت میں شامل ایک سروے کا یہ حصہ غور سے پڑھیں:

"Thirteen per cent of men admitted having sex with a partner who was too drunk to know what was happening."

(www.dailymail.co.uk/news/article-1251040/Rape-Its-fault-victims-say-50-women.html)
(www.telegraph.co.uk/uknews/crime/7241486/Half-of-women-blame-the-victims-of-sexual-assault.html) (http://www.abovetopsecret.com/forum/thread543776/pg1)

''۱۳ر فیصد مردوں نے یہ اعتراف کیا کہ انہوں نے اپنے دوستوں کے ساتھ اس وقت جنسی تعلق قائم کیا جب وہ نشہ کی وجہ سے اپنی کیفیت کو سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھیں۔''

اس سروے سے ایک بات اور کھل کر سامنے آتی ہے کہ مرد و عورت کی دوستی کتنی ہی پاک کیوں نہ ہو اندر کا شیطان اس رشتہ کو تار تار کرنے کے لیے اُکساتا رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ برطانوی مردوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے بے جھجک یہ قبول کیا ہے کہ وہ اپنے دوست کی عزت ''دوستی کی آڑ'' میں موقع ملتے ہی لوٹ لیتے ہیں۔

اور اتنے پر بس نہیں، بلکہ ایڈز سمیت متعدد جنسی بیماریوں کے فروغ میں نشہ اہم کردار اَدا کر رہا ہے۔ ذرا اس سروے رپورٹ کو پڑھیں:

"Sixty percent of college women who have acquired sexually transmitted diseases (including AIDS) were under the influence of alcohol at the time they had intercourse."

(www.kstate.edu/counseling/student/date_rape_drugs.html#sexualassault)
(http://www2.potsdam.edu/alcohol/underagedrinking.html#.VO1UtXyUdEg)
(http://licadd.com/info/about-drug-alcohol-treatment/underage-drinking/)

''ایڈز سمیت مختلف جنسی بیماریوں میں مبتلا ۶۰ر فیصد کالج خواتین جنسی تعلق کے وقت نشہ میں تھیں۔''

ہم جانتے ہیں کہ یورپ و امریکہ کے حکمراں طبقہ کو اسلام کے نام سے بھی دشمنی ہے پھر وہ اس کے قانون کو کیسے نافذ کر سکتے ہیں، مگر ہم ان سے یہ درخواست ضرور کریں گے کہ اسلام دشمنی میں آپ اس پودے کو نہ اکھاڑیں جس سے بے مثال خوشبو آتی ہے اور جو آپ کے گھر کو معطر سکتا ہے۔ لائق مبارک باد ہے ہندوستانی ریاست کیرلا کے وزیر اعلیٰ اُومّین چنڈی (Oommen

Chandy) کی حکومت، جس نے اصلاحی قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے ریاست کو آہستہ آہستہ دس سالوں کے اندر ''Alcohol-free'' (شراب - آزاد) بنانے کا پلان پاس کیا اور ابتدائی اقدام کے طور پہ بہت سی شراب دوکان اور بیر بار کو دوبارہ لائسنس نہ دینے کا فیصلہ کیا اور پانچ ستارہ سے کم درجہ والے ہوٹلوں کے لیے شراب کو مکمل طور پہ ممنوع قرار دیا ہے۔ انسانی بھلائی کے لیے خلوص نیت سے کیا گیا فیصلہ ضرور قابل ستائش ہے، کاش شراب کی مکمل بیخ کنی پہ عمل ہو۔
(The Daily Telegrams, Port Blair, A&N Islands, India, Aug 23, & Sep. 09, 2014)

(باب هفتم) ازدواجی احکام۔

خدا نے دنیا کا نظام ایسا بنایا ہے کہ مرد وعورت یا ان کے مادہ منویہ کے اختلاط کے بغیر نسل انسانی باقی نہیں رہ سکتی ہے۔ دنیا کی سب سے عقلمند مخلوق انسان کو دھرتی پہ باقی رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ مرد وعورت کا ملاپ ہو۔ لیکن اس ملاپ کا طریقہ کیسا ہو اور اس تعلق کی حیثیت کیا ہونی چاہئے یہ بھی ایک بڑا سوال ہے۔ ہم اگر تھوڑے غور وفکر سے کام لیں تو یہ بات بڑی آسانی سے ذہن میں اتر جاتی ہے کہ ''شادی'' اور صرف شادی ہی ایک ایسا حل ہے جس کے ذریعے مرد وعورت کے باہمی تعلق کے بندھن کو مضبوط اور نسل انسانی کو پائیدار بنایا جاسکتا ہے۔ ذرا اس پر بھی توجہ دی جائے کہ شاید ہی دنیا میں کوئی ایسی قوم ہو جس کے ہاں کسی عہد و پیمان (شادی) کے بغیر جنس مخالف سے رشتہ کو جائز کہا جاتا ہو۔ جب سے دنیا قائم ہے تبھی سے ہر قوم میں شادی کو ہی مرد وعورت کے رشتہ کی بنیاد مانا جاتا ہے اور اس معاملہ میں تعلیم یافتہ اور جاہل، مہذب اور غیر مہذب، شہری اور جنگلی سبھی قومیں برابر ہیں۔ اس سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ انسانی عقل کا یہ فطری تقاضا ہے کہ مرد وعورت شادی کے بغیر تعلقات قائم نہ کریں۔ اور یہ عقلی قانون انسان اول آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہر قبیلہ میں رائج ہے جس پر تقریباً پانچ چھ ہزار سے زائد کی مدت بیت گئی اور شاید ہی کسی ذی ہوش نے اس پر انگلی اٹھانے کی زحمت کی ہو۔ اس سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ شادی کے بغیر مرد وعورت کے رشتہ کے حرام ہونے پر انسان نے ''جمہوری طور پر'' نہیں بلکہ ''کلی طور پر'' اور وہ بھی بھی از آدم وحوا ہزاروں برس تک عمل کیا ہے جسے ''اقلیتی طور پر'' فیصلہ کر کے منسوخ نہیں کیا جاسکتا۔

(۱) شادی۔

قرآن اور بائبل دونوں نے مرد وعورت کے درمیان رشتہ کی استوارگی کے لیے شادی کو ایک ضروری اور ناگزیر چیز گردانا ہے۔ ہم نے قرآن وحدیث اور بائبل میں ایک بھی ایسے رشتہ کا تذکرہ نہیں پڑھا جو شادی کے بغیر وجود میں آیا ہو اور خدا نے اس کو منظوری دی ہو اور یہی وجہ ہے کہ دونوں کتابوں نے شادی کے بندھن کے بغیر رشتہ قائم کرنے والے مرد وعورت کے لیے کوڑے سے لے کر سنگسار تک کی سزا سنائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے شادی سے باہر کے تعلقات کو ناجائز قرار دیتے ہوئے نکاح پہ ابھارا ہے:

"یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔"

''اے جوانو! تم میں سے جو شادی کی حیثیت رکھتا ہے وہ شادی کرے، اور جو صاحب استطاعت نہیں وہ روزہ رکھے کہ یہ اس کے لیے گناہوں سے روکنے والا ہے۔''

(صحیح البخاری: باب قول النبی ﷺ من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، صحیح المسلم: باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه، جامع الترمذی: باب ما جاء فی فضل التزویج و الحث علیه)

بائبل میں شوہر و بیوی کے رشتہ کو کتنا مضبوط بتایا گیا ہے، اسے بھی ملاحظہ فرمالیں:

"And the rib, which the LORD God had taken from man, made he a woman, and brought her unto the man. And Adam said, This is now bone of my bones, and flesh of my flesh: she shall be called Woman, because she was taken out of Man. Therefore shall a man leave his father and his mother, and shall cleave unto his wife: and they shall be one flesh." (Genesis: 2/22-24)

''اور خُداوند خُدا نے اُس پسلی سے جو اُس نے آدم میں سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر اُسے آدم کے پاس لایا۔ اور آدم نے کہا کہ یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اِسلئے وہ ناری کہلائیگی کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی۔ اس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا اور اپنی بیوی سے ملا رہیگا اور وہ ایک تن ہونگے۔'' (پیدائش: ۲/ ۲۲-۲۴)

آج کے دور میں بھی شادی از حد ضروری ہے، جو لوگ شادی کو غیر ضروری کہہ کر اپنا پلہ جھاڑ رہے ہیں، ان کا بھیانک انجام دنیا کے سامنے ہے:

"43% of US children live without their father [US Department of

Census] 90% of homeless and runaway children are from fatherless homes. [US D.H.H.S., Bureau of the Census] 80% of rapists motivated with displaced anger come from fatherless homes. [Criminal Justice & Behaviour, Vol 14, pp. 403-26, 1978] 71% of pregnant teenagers lack a father. [U.S. Department of Health and Human Services press release, Friday, March 26, 1999] 63% of youth suicides are from fatherless homes. [US D.H.H.S., Bureau of the Census] 85% of children who exhibit behavioral disorders come from fatherless homes. [Center for Disease Control] 85% of youths in prisons grew up in a fatherless home. [Fulton County Georgia jail populations, Texas Department of Corrections, 1992] " (http://fatherhoodfactor.com/us-fatherless-statistics)
(http://born4change.tumblr.com/post/981717253/43-of-us-children-live-without-their-biological)
(www.k-state.edu/wwparent/aboutdads/Blog/Entries/2009/3/6_Test_files/Father_Matters.pdf)

''۴۳ر فیصد امریکی بچے باپ کے بغیر رہتے ہیں، بے گھر اور بھاگے ہوئے بچوں میں سے ۹۰ر فیصد بن باپ والے گھرانوں کے ہیں، آوارگی کے غصہ میں آبرو ریز بنے مجرموں میں سے ۸۰ر فیصد کا تعلق ایسے گھروں سے ہے جن میں باپ نہیں ہے، نابالغی میں حاملہ ہونے والی لڑکیوں میں ۷۰ر فیصد وہ ہیں جو باپ کے سایہ سے محروم ہیں، خودکشی کرنے والے جوانوں میں سے ۶۳ر فیصد کا تعلق ان گھروں سے ہے جہاں باپ نہیں ہیں، ناشائستہ حرکتوں میں ملوث بچوں میں ۸۵ر فیصد وہ ہیں جو باپ کی شفقت سے محروم ہیں اور جیل میں قید نوجوانوں میں ۸۵ر فیصد ان گھروں کے پروردہ ہیں جن میں باپ کا چھایا نہیں تھا۔''

شادی نئی نسل کے لیے کیا کیا رحمتیں لے کر آتی ہے انہیں بھی دیکھ لیں:

"The safest family environment for a child is a home in which the biological parents are married.

Contrary to current theory about the effects of marriage on children, recent research demonstrates that marriage provides a safe environment for all family members, one in which child abuse and fatality are lowered dramatically."
(www.heritage.org/research/reports/1997/05/bg1115-the-child-abuse-crisis)
(www.lifesitenews.com/news/cdc-study-traditional-two-parent-biological-family-the-safest-environment-f)
(http://familyfacts.org/briefs/6/benefits-of-family-for-children-and-adults)

''بچوں کا سب سے محفوظ آشیانہ وہ گھر ہے جہاں ان کے والدین شادی شدہ ہیں، بچوں پہ شادی کے منفی اثرات کے (خودساختہ) نظریہ کے بالکلیہ خلاف موجودہ تحقیق نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ شادی تمام فیملی ممبر کو ایک محفوظ ٹھکانا فراہم کرتی ہے، جہاں حیرت انگیز طور پہ بچوں کے ساتھ زیادتی اور تناؤ کا گراف کافی کم ہے۔''

یورپ کی آزادانہ تہذیب آئندہ نسل کو کس طرح برباد کر دیتی ہے اسے بھی جان لیں:

"Cohabitation, an increasingly common phenomenon, is a major

factor in child abuse.

"Cohabitation implies a lack of commitment. The evidence suggests that a lack of commitment between biological parents is dangerous for children, and that a lack of commitment between mother and boyfriend is exceedingly so. The risk of child abuse is 20 times higher than in traditional married families if parents are cohabiting (as in "common law" marriages) and 33 times higher if the single mother is cohabiting with a boyfriend.

(www.heritage.org/research/reports/1997/05/bg1115-the-child-abuse-crisis)
(http://heartland.org/sites/all/modules/custom/heartland_migration/files/pdfs/4306.pdf)
(http://www.civitas.org.uk/hwu/cohabitation.php)

''تیزی سے پھیلنے والی ''ہم خانگی'' (شادی کے بغیر ایک ساتھ رہنے کے کلچر) کا بچوں کے ساتھ زیادتی میں سب سے بڑا دخل ہے۔ ہم خانگی (مرد و عورت کے درمیان) وابستگی میں کمی کی طرف اشارہ کرتی ہے اور دلائل یہ کہتے ہیں کہ حقیقی ماں باپ کے درمیان گرم جوشی کی کمی بچوں کے لیے خطرناک ہے، اسی طرح ماں اور اس کے مرد دوست کے درمیان یہ کمی تو اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔ شادی شدہ والدین کے برعکس ہم خانگی میں رہنے والے والدین کے بچوں کے ساتھ زیادتی کا خطرہ ۲۰ گنا زائد ہے اور اگر ماں مرد دوست کے ساتھ رہتی ہے تو یہ خطرہ ۳۳ گنا بڑھ جاتا ہے۔''

شادی نہ صرف بچوں کے لیے فائدہ مند ہے بلکہ مرد و عورت کے لیے بھی سود مند ہے:

"Married mothers are less likely to experience abuse and violence. Even when the very high rates of abuse of separated and divorced mothers were added into the statistic, the rates of abuse among mothers who had ever been married were still lower than the rates of abuse among women who had never married and those who were cohabiting. Among mothers who were currently married or had ever been married, the rate of abuse was 38.5 per 1,000 mothers. Among mothers who have never been married the rate was 81 per 1,000 mothers. Married fathers tend to have better psychological well-being. Divorced fathers were, on average, more depressed than their married counterparts, whether or not their children resided with them."(http://familyfacts.org/briefs/6/benefits-of-family-for-children-and-adults)
(www.heritage.org/research/reports/2004/03/marriage-still-the-safest-place-for-women-and-children)

''مطلقہ اور علیحدہ ہو چکی ماؤں کی مظلومیت کی اونچی شرح کو شامل کرنے کے باوجود نتیجہ یہ ہے کہ شادی شدہ ماؤں کے تناؤ اور تشدد میں گھرنے کا خطرہ بہت کم ہے۔ کبھی بھی شادی شدہ رہ چکی ماؤں کے مظلوم ہونے کا تناسب غیر منکوحہ اور ''ہم خانہ'' ماؤں کی بہ نسبت بہت کم ہے۔ جو مائیں ابھی بھی یا ابھی تک شادہ شدہ ہیں/ تھیں ان کے مظلوم ہونے کا تناسب ۱۰۰۰ میں سے ۳۸.۵ (یعنی ۳.۸۵ فیصد) ہے۔ جبکہ جن ماؤں نے کبھی شادی نہیں کی، ان کے تشدد میں پھنسنے کا خطرہ

۱۰۰۰ میں ۸۱ (یعنی ۸.۱ فیصد) ہے۔ اسی طرح شادی شدہ باپ جسمانی طور پہ اچھی صحت والے ہوتے ہیں، جبکہ شادی کے بندھن سے آزاد باپ - خواہ بچے ان کے ساتھ ہوں یا نہ ہوں- شادی کے بندھن سے جڑے باپوں کی بہ نسبت زیادہ ذہنی دباؤ میں ہوتے ہیں۔"

شادی نہ کرنے والے چرچ کے خادموں کا حال کیا ہے انہیں آپ نے "اختلاط مردوزن" کے عنوان میں ملاحظہ فرمالیا ہے، مزید دیکھیں کیتھولک پوپ کیا کہتے ہیں:

"One in 50 priests is a paedophile: Pope Francis says child abuse is 'leprosy' infecting the Catholic Church....He also said that many more in the Church are guilty of covering it up"
(www.dailymail.co.uk/news/article-2690575/Pope-Francis-admits-two-cent-Roman-Catholic-priests-paedophiles-interview-Italian-newspaper.html)
(www.express.co.uk/news/world/488569/Pope-Francis-Two-per-cent-of-Catholic-clergy-are-paedophiles) (www.bbc.com/news/world-europe-28282050)
(www.theweek.co.uk/world-news/59439/pope-francis-one-priest-in-50-is-a-paedophile)

"ہر پچاس میں سے ایک پادری چائلڈ سیکس کا رسیا ہے، پوپ نے کہا کہ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کوڑھ کی بیماری ہے جو کیتھولک کلیساؤں کو برباد کر رہی ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ بہت سے ذمہ داران چرچ ان حادثات کی لیپا پوتی میں بھی ملوث ہیں۔"

پوپ صاحب نے یہ بھی اشارہ کر دیا ہے کہ اعداد وشمار کو بہت زیادہ کم کر کے بیان کر رہا ہوں کیونکہ اس معاملہ میں لیپا پوتی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے اسلام نے ہر بے جوڑ کو جوڑا بنانے کا حکم دیا اور شادی کے بغیر ایمان کو آدھا قرار دیا ہے۔ شادی کے بغیر تعلقات کی آزادی نے تو ڈھیر سارے مسائل کا دروازہ کھول دیا ہے۔ امریکہ و یورپ میں 'Teen Age Pregnancy' (نابالغی حمل) بھی ایک بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ کنڈوم کی ترکیبیں بھی کارگر ثابت نہیں ہو رہی ہیں۔ اور آج کی تاریخ میں امریکہ نابالغی حمل کی سب سے بڑی تعداد رکھتا ہے۔

اس موقع پہ بجا طور پہ ہم ہندوستانی وزیر صحت ہرش وردھن کے الفاظ امریکہ و یورپ کے لیے دہرانا چاہیں گے:

"Condom use messages encourage illict sexual relationship ...... Culture is more important than condoms in controlling AIDS .... However, for the general public, the minister has asked to stress in morals like being faithful, not indulging in pre-marital and extra-marital sex".
(http://www.ibtimes.co.uk/indian-health-minister-claims-culture-not-condoms-will-help-aids-control-1454121)(http://timesofindia.indiatimes.com/india/Health-minister-Dr-Harsh-Vardhan-questions-stress-on-condoms-in-AIDS-fight/articleshow/37173742.cms)
(http://articles.economictimes.indiatimes.com/2014-06-25/news/50855782_1_dr-harsh-vardhan-indian-culture-health-minister)(http://indiatoday.intoday.in/story/harsh-vardhan-clarifies-have-no-moral-problem-with-condoms/1/368502.html)

''کنڈوم کے استعمال کا پرچار غیر اخلاقی جنسی تعلقات کی حمایت کرتا ہے۔ ایڈز کی روک تھام میں کنڈوم سے زیادہ تہذیب اہم ہے، منتری جی نے عام لوگوں سے اپیل کی ہے کہ اخلاقیات پہ توجہ دیں، شریک حیات کے ساتھ وفادار رہیں، قبل شادی یا شادی سے باہر جنسی تعلقات نہ قائم کریں۔''

(۲) شادی کس کی پسند سے؟

ہم لڑکے لڑکیوں کی اپنی پسند کی شادی کو حرام نہیں کہتے اور نہ اس کے مخالف ہیں اگر کفو کی شرط کے ساتھ ہو تو، مگر اتنی بات ضرور ہے کہ تجربہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ لڑکی اور لڑکے کی شکل وصورت دیکھنے کی حد تک ہم حمایت کرتے ہیں مگر بقیہ امور مثلاً سیرت، اَخلاق، پچھلے اَحوال، خاندان اور عادات واطوار وغیرہ کا فیصلہ والدین اور سرپرست کریں تو زیادہ اچھا ہے۔ کیونکہ محبت کے نشہ میں انسان ہر برائی اور خامی کو نظر انداز کر دیتا ہے اور حقیقت سامنے آتی ہے تو پچھتاوا کے سوا کچھ نہیں بچتا ہے۔ بالخصوص اسکول، کالج، ساتھ کام کرنے، انٹرنیٹ اور موبائل کے ذریعہ دوست بننے والوں کی شادی کا انجام دنیا کے سامنے ہے۔ ساتھ پڑھنے اور ساتھ کام کرنے والوں کی شادی اکثر اِس لیے ٹوٹتی ہے کہ دونوں ملاپ کی جگہ پہ ایک دوسرے کو متاثر کرنے کے لیے خود کو اپنی اوقات سے کئی گنا زیادہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں، مگر شادی کے بعد سارا راز کھل جاتا ہے۔ انٹرنیٹ، موبائل اور آفس سے ہونے والی محبت کی شادیوں میں بہت مرتبہ مردوں کی جانب سے یہ دھوکا ملتا ہے کہ وہ بیوی والے ہو کر بھی خود کو اکیلا ظاہر کر کے لڑکیوں کی خوشیوں سے کھلواڑ کرتے ہیں۔ یونہی لڑکیوں کی جانب سے عموماً جھوٹی تصویر دکھا کر اور پہلے کی شادیاں اور تعلقات چھپا کر پھانسنے کی شکایات ملتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَإِذْنُهَا الصُّمُوتُ."

''ثیبہ کا نکاح اس سے مشورہ کے بغیر نہ کیا جائے، نہ ہی کنواری کی شادی اس کی اجازت کے بغیر، اور خاموشی اس کی اجازت ہے۔''

(جامع الترمذی: الحدیث ۱۱۳۱، باب مَا جَاءَ فِي اسْتِئْمَارِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ، سنن أبی داؤد: ۲۰۹۴، سنن ابن ماجة: الحدیث ۱۹۴۴، سنن النسائی: ۳۲۷۸، سنن الدارمی: ۲۲۴۱)

دنیا کے سب سے مالدار اور ترقی یافتہ بلکہ عالمی منڈی کی راجدھانی تسلیم کیے

جانے والے ملک امریکہ کا حال یہ ہے کہ وہاں تقریباً صرف پچاس فیصد لوگ شادی کرتے ہیں، بقیہ پچاس فیصد کنوارے رہنا پسند کرتے ہیں، جو پچاس فیصد شادی کرتے ہیں ان میں بھی تقریباً پچاس فیصد طلاق اور علیحدگی کا راستہ اپناتے ہیں۔ اسی لیے وہاں کے ملکوں میں ''Single Parent Family'' (ماں باپ میں سے ایک پہ مشتمل خاندان) کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یعنی جوانی بیتنے کے بعد عورتوں کو بے سہارا رہنا پڑتا ہے۔ شباب ڈھلتے ہی شوہر نے اپنی راہ لی اور بچوں نے نوجوانی میں علیحدگی اختیار کی۔ اگر اپنی پسند کی شادی زیادہ اچھی ہوتی تو امریکہ میں طلاق کی شرح ۵۰ر فیصد کے قریب نہیں ہوتی۔

جوشِ محبت میں انسان کچھ نہیں دیکھتا ہے مگر جب نشہ اترتا اور نشیب و فراز کا سامنا ہوتا ہے تو ہوش و خرد ٹھکانے لگتے ہیں، نسل، اَخلاق، تہذیب، خاندان، تعلیم، مذہب، پیشہ اور عمر کے فرق کی مضبوط دیواروں کا بعد میں احساس ہوتا ہے اور پھر یہی چیزیں طلاق کا سبب بن کر دونوں کو علیحدہ ہونے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ امریکہ جو دنیا کا سب سے زیادہ ترقی اور تہذیب یافتہ ہونے کا دعویدار ہے وہاں بھی ان چیزوں کا طلاق میں ایک اہم رول ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ طلاق کے نمایاں وجوہ میں درج ذیل دو چیزیں بھی ہیں:

"1.race/ethnicity 2.importance of religion to the couple"
(en.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)

''۱۔نسل اور ۲۔ جوڑے کی نظر میں مذہب کی اہمیت۔''

ہم ابھی ہندوستان کی چند ریاستوں کا تجزیہ کر کے دیکھتے ہیں۔ ہندوستان کی بہت سی ریاستوں میں آج بھی ماں باپ اور سرپرستوں کی مرضی شامل ہوئے بغیر شادی نہیں ہوتی ہے، وہاں طلاق کی شرح بہت کم ہے۔ ان کے برخلاف جن ریاستوں میں محبت کی شادی زیادہ ہوتی ہے وہاں طلاق اور آوارگی و تنہائی کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ ان ریاستوں میں ایک اور بیماری یہ دیکھی گئی ہے کہ محبت کی شادی کرنے والا مرد کچھ سالوں بعد جب عورت کچھ عمر دراز ہو جاتی ہے اسے چھوڑ کر اپنی الگ یا دوسری راہ لیتا ہے، اَنڈمان میں ہزاروں ایسے بچے ہیں جن کے ماں باپ نے زبان اور کلچر کے اعتبار سے اجنبی ہونے کے باوجود محبت میں شادی رچائی مگر دو چار دس

سالوں بعد آوارہ عاشقوں نے بچوں کو بے سہارا چھوڑ کر بھاگنا پسند کیا۔ اس طرح محبت کی شادی عورتوں اور بچوں پہ ظلم کا ایک نیا اور بڑا دروازہ کھولتی ہے، جس کا احساس انہیں سب کچھ لٹ جانے کے بعد ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف جو شادی بزرگوں کے مشورے اور ان کی مرضی سے انجام پاتی ہے ان میں پائیداری رہتی ہے کیوں کہ اُس صورت میں مرد و عورت اپنے بزرگوں کی عزت کی وجہ سے اس رشتہ کو دائمی سمجھ کر قبول کرتے ہیں اور جب تک کہ باہم جینا ناممکن کی طرح مشکل نہ ہو جائے وہ طلاق اور جدائی کے متعلق سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ بالخصوص لڑکی کی شادی میں ماں باپ، یا بھائی وغیرہ خیر خواہ رشتہ داروں کی پسند بھی شامل ہونی چاہئے۔ آپ آئے دن اس طرح کی خبریں سنتے اور پڑھتے ہیں کہ فلاں شہر یا ریاست میں ایک لڑکی / عورت نے یہ کہہ کر ایک مرد یا لڑکے پہ عصمت دری کا مقدمہ درج کرایا ہے کہ شادی کا جھانسا دے کر ایک عرصہ سے وہ مرد اس کی عزت سے کھیلتا رہا ہے۔ اس کھیل میں غریب کے لڑکے سے لے کر وزرا تک کے سپوت ہیں جبکہ لُٹنے والیوں میں غریب کی بیٹیوں سے لے کر مشہور خواتین بھی شامل ہیں، جیسے ہندوستان کے ریلوے وزیر سدا نندا گوڑا کے فرزند کارتک گوڑا ایک کنڑ اداکارہ کے عشقیہ معاملہ میں جیل میں ہیں۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے جمہوری ملک ہندوستان کی ریاست راجستھان کے ہائی کورٹ کی دو رکنی بینچ (جسٹس دلیپ سنگھ اور جسٹس سجن سنگھ کوٹھاری) کو اکتوبر ۲۰۱۱ء میں 'لو میریج' یعنی محبت کی شادی کو 'جنسی ہوس کا نمونہ' کہنا پڑا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی شادی کو ان کے چچا ابو طالب نے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کو رسول اللہ ﷺ نے منظوری دی تھی۔

بائبل کے درج ذیل پیراگراف سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ لڑکی کی شادی باپ کی منظوری کے بغیر نہ ہو:

"If a man seduces a virgin who is not pledged to be married and sleeps with her, he must pay the bride-price, and she shall be his wife. If her father absolutely refuses to give her to him, he must still pay the brideprice for virgins."

(Exodus: 22/16-17, NIV, Pub. IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

''اور اگر کوئی کسی کُنواری کو جس کی نسبت نہ ہوئی ہو پھُسلا کر اُس سے مباشرت کرے تو وہ ضرور

ہی اُسے مہر دیکر اُس سے بیاہ کرے۔ لیکن اگر اُسکا باپ ہرگز راضی نہ ہو کہ اُس لڑکی کو اُسے دے تو وہ کنواریوں کے مہر کے مطابق اُسے نقدی دے۔" (خروج:۲۲/۱۶۔۱۷)

سنائی گئی سزا سے قطع نظر اس اقتباس نے ان لڑکیوں کو نادان گردانا ہے جو والدین کی مرضی کے بغیر کسی کے بہکاوے یا جھوٹی محبت کے جھانسے میں آ کر از خود تعلق قائم کر بیٹھتی ہیں۔ اسی طرح اس پیراگراف سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اس عمر میں لڑکیوں کی عقل اتنی پختہ نہیں ہوتی ہے کہ وہ اچھے برے میں اچھی طرح تمیز کر سکیں اور پھسلانے والوں کی چال کو سمجھ سکیں، اسی لیے ان کی شادی کا مکمل اختیار ان کے باپ کو دیدیا گیا۔ اس مقام پہ بائبل کے ذریعے یورپ و امریکہ کے "نعرۂ آزادی" کو سختی کے ساتھ دبا دیا گیا ہے۔ دیکھتے ہیں بائبل کے خلاف امریکی و مغربی اسکالرز کیا حکم جاری کرتے ہیں۔

بائبل کے مطابق داؤد اور اس وقت کے اسرائیلی بادشاہ ساؤل کی دوسری بیٹی میکل کے دل میں بھی ایک دوسرے کے لیے جذبات تھے مگر میکل نے بھاگ کر شادی نہیں کی بلکہ اس نے باپ کی پسند کا مکمل احترام کیا۔ اور یہی نہیں بلکہ اس کے باپ نے جب داؤد کے سامنے مشکل اور خطروں بھرا مہر (دو سو فلستیوں کی چمڑی) کی شرط رکھی تو بھی وہ باپ کے فیصلہ کے آگے اطاعت والدین کا مجسمہ بنی کھڑی رہی۔ (سموئیل اول:۱۸/۲۰۔۲۹)

ذرا ایک نظر اس مسیحی رپورٹ پہ ڈال لیں:

"طلاق بازی بڑی تیزی سے عام ہوتی جارہی ہے۔ سپین میں بیسویں صدی کے آخری دَہے کے شروع سے طلاق کی شرح ۸ شادیوں میں سے ا تک بڑھ گئی۔ صرف ۲۵ سال پہلے ۱۰۰ میں سے ا، ایک بڑی جست۔ رپورٹ کے مطابق یورپ میں طلاق کی بلند ترین شرح برطانیہ میں ہے (۱۰ میں سے ۴ شادیوں کے ناکام ہونے کی توقع کی جاتی ہے) والدین میں سے ایک پر مشتمل خاندانوں کی تعداد میں اضافہ اچانک سامنے آیا ہے۔ .... فرانسیسی بھی اکثر کم شادیاں کرتے ہیں، اور جو شادی کرتے بھی ہیں پہلے کی نسبت اور زیادہ جلدی طلاق دیدیتے ہیں۔ لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد شادی کی ذمہ داریوں کے بغیر اکھٹے رہنے کو ترجیح دیتی ہے۔ اِسی طرح کے رجحانات تمام دنیا میں دِکھائی دیتے ہیں۔ بچوں کی بابت کیا ہے؟ ریاستہائے

متحدہ اور بہت سے دیگر ممالک میں زیادہ سے زیادہ بچے شادی کے بندھن کے بغیر پیدا ہوتے ہیں، بعض کم سن نوعمروں سے۔ بہت سی نوعمر لڑکیاں کئی ایک بچے پیدا کرتی ہیں جنکے والد مختلف ہوتے ہیں۔ تمام دنیا سے رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ لاکھوں بے خانماں بچے سڑکوں پر مارے مارے پھرتے ہیں، بہیتر ے بدسلوکی کرنے والے گھروں سے بھاگے ہوئے ہیں یا اَیسے خاندانوں سے نکال دیے گئے ہیں جو مزیداُنکی کفالت نہیں کر سکتے۔''

(خاندانی خوشی کا راز: ص ۸-۹، ناشر: انٹرنیشنل بائبل اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن بروکلین، نیویارک، امریکہ، ۱۹۹۶ء)

ذرا بتائیں کہ بے باپ کے ان بچوں کا کیا ہوگا؟؟ گورنمنٹ یہ کہہ سکتی ہے کہ وہ ان کا ذمہ اٹھائے گی مگر ماں کی ممتا اور باپ کا سایہ کہاں سے لائے گی؟؟ وہ بھی خاص کر اس دور میں جبکہ بدعنوانی کا دور دورہ ہے۔ اس بات کی یقین دہانی کون کرائے گا کہ ان کی غذاؤں میں کرپشن کا دھواں شامل نہیں ہوگا؟؟ اور آج جبکہ آشرم اور ٹھکانوں کے متعلق نت نئے انکشافات سامنے آرہے ہیں اس بات کی گارنٹی کون لے گا کہ وہاں وہ بچے بچیاں محفوظ رہیں گے؟؟ ان کا ذہنی، جسمانی اور جنسی استحصال نہیں ہوگا؟؟ اور کیا حکومت کے ذریعہ چلائے جانے والے پناہ گاہوں کے ذمہ داروں پہ بھروسہ کیا جا سکتا ہے جبکہ ہر سال کروڑوں بچے بچیوں کی جنسی بازاروں میں خرید وفروخت ہوتی ہے؟؟ کیا ماں باپ اور غیروں کی نظر میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے؟؟ اور خاص کر اس وقت جبکہ ایک آدمی بیسیوں بچوں کی نگہبانی کی نوکری کرے؟؟ کیا والدین کی محبت پاش نظر اور پیسے کے عوض خدمت کرنے والوں کی نگاہوں میں کوئی امتیاز نہیں ہے؟؟ دنیا بھر کی حکومتیں یہ کہہ سکتی ہیں کہ انہوں نے مرد وعورت کو بھر پور آزادی دی ہے مگر اس کے ساتھ ان حکمرانوں کو یہ الزام بھی سہنا ہوگا کہ انہوں نے بچے بچیوں سے ان کا بچپن، ان کے ماں باپ کا سایہ اور ان کی عفت کی گارنٹی چھین لی ہے۔ ایک نظر اس خبر پہ:

"Children are sold into the global sex trade every year. Often they are kidnapped or orphaned, and sometimes they are sold by their own families". (www.en.wikipedia.org/wiki/Prostitution)
(http://my.telegraph.co.uk/hatefsvoiceofpeace/hatefsvoice/144/human-trafficking-and-modern-day-slavery/)

''عالمی جنسی تجارت کے لیے ہر سال بچوں کی خرید وفروخت ہوتی ہے، اس کے لیے اکثر وبیشتر انہیں اِغوا کیا جاتا ہے، یا یتیم بنایا جاتا ہے، کبھی خود انہیں اپنے خاندان والے بیچ دیتے ہیں۔''

اس معاملہ میں امریکہ کی صورت حال اور بھی بدتر ہے:

"As many as 2.8 million children run away each year in the U.S. Within 48 hours of hitting the streets, 1/3 of these children are lured or recruited into the underground world of prostitution & pornography." (www.wingsofrefuge.net/the-facts.html)
(http://www.washingtontimes.com/news/2005/apr/28/20050428-095319-7893r)
(http://www.focusas.com/Runaways-WhyTeensRunAway.html)

''امریکہ میں ہر سال گھر سے بھاگنے والے اٹھائیس لاکھ بچوں میں سے ایک تہائی (زائد از نو لاکھ) اڑتالیس گھنٹے کے اندر اندر پھسلا کر جنسی ویڈیو گرافی اور جنسی تجارت کی زیرزمیں دنیا میں پھینک دیے جاتے ہیں۔''

تعداد کی قلت اور کثرت میں اختلاف ممکن ہے مگر امریکہ کی اس بدترین حالت پہ اتفاق ہے کہ وہاں لاکھوں بچے/بچیاں جنسی فیکٹریوں میں غلامی کرنے پہ مجبور ہیں۔

کیا اس بدترین حالت کے ہوتے ہوئے بچوں کو ماں کی ممتا اور باپ کے سایہ سے محروم کر کے آشرموں کے حوالہ کرنے کو اپنی بڑی کامیابی ماننا مضحکہ خیز نہیں ہے؟؟؟

جب سے شادی میں دماغ سے زیادہ دل کو اہمیت دی جانے لگی ہے تب سے جرم کی بہت سی قسمیں بڑھ گئی ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ بلیک میلروں کی ایک ٹیم چند آوارہ اور بد قماش لڑکیوں کو سامنے رکھ کر امیر لوگوں کو ان کی دولت اور ان کی زندگی دونوں سے محروم کر دیتی ہے۔ ایک عورت کسی رئیس آدمی سے قربت بڑھاتی اور جھوٹی محبت کا اظہار کرتی ہے جو انجام کار شادی تک پہنچ جاتی ہے، ٹھگوں کو اپنا باپ چچا اور بھائی بتا کر شادی کے منڈپ میں ان سے ہی آشیرواد لیتی ہے اور بے چارے امیر کے دل میں گھر بنا لیتی ہے، کچھ مدت اس کے ساتھ گذارنے کے بعد ہنی مون میں ہی اسے حادثاتی موت کے نام سے ٹھکانے لگا کر اس کی بیوہ ہونے کی حیثیت سے ساری دولت ہڑپ کر لیتی ہے، اور انہیں بیچ کر کسی دوسرے شکار کی تلاش میں نکل پڑتی ہے۔

محبت دیکھنے اور سننے میں بڑی بھلی لگتی ہے، نوجوان کانوں میں رس گھول دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ناتجربہ کار اور کم ہوش نوجوان محبت کی شادی کو بڑی بات سمجھتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس میں چونکہ دونوں ایک دوسرے کو جان لیتے اور ایک دوسرے کی عادات واطوار سے واقف ہو جاتے ہیں اس لیے اس میں ٹوٹنے کی بات ہی نہیں ہے، مگر

رپورٹ، تجزیہ اور تجربہ کیا کہتا ہے، ذرا اسے بھی پڑھیں:

"Studies have shown that roughly 90 per cent do not marry their lover. Of the remaining 10 per cent who do marry them, 70 per cent will eventually separate."
(www.dailymail.co.uk/news/article-2311947/The-infidelity-epidemic-Never-marriage-vows-strain-Relationship-expert-Kate-Figes-spent-3-years-finding-adultery-%E2%80%A62/9)

''مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ تقریباً ۹۰ رفیصد اپنے محبوب سے شادی نہیں کرتے ہیں، اور بقیہ ۱۰ رفیصد جو محبت میں شادی بھی کرتے ہیں ان میں سے ۷۰ رفیصد علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں۔''

کیا سمجھے آپ! ۹۷ رفیصد امریکی و برطانوی لوگ اپنے محبوب کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے ہیں، مطلب صرف ۳ رفیصد لوگ اپنے محبوب کا ساتھ نبھانا چاہتے ہیں، اور ارینج میرج (والدین کی پسند کی شادی) کی کامیابی کا تناسب محبت کے بالمقابل کتنا زیادہ ہے اسے بیٹھ کر حساب کر کے دیکھیں، ارینج میرج کے جوڑے یہی چاہتے ہیں کہ مرتے دم تک دونوں ساتھ رہیں، اور ممکن ہو تو اسے پورا بھی کرتے ہیں۔ یہ رپورٹ صاف ظاہر کرتی ہے کہ:

"Love starts with cheers but ends with tears"

''محبت کی شروعات خوشگوار جبکہ انجام ناگوار ہے۔''

بائبل (سموئیل دوم: ۱۳/۱-۲۲) بھی یہی کہتی ہے کہ ہوس پرست عاشقوں کی جانب سے کئی طرح کا حربہ استعمال ہوتا ہے۔

اگر صرف یہ ہدایت دے دی جاتی کہ ماں باپ کی منظوری یا ان سے مشورہ تعلقات قائم کرنے سے پہلے ضروری ہے تو پھر اس طرح کی صورت حال پیش نہ آتی:

"An engaged couple who dated for five years have been left in turmoil after their families met and they discovered they were brother and sister. The woman, who is due to give birth next month, is devastated by the discovery that the father of her child is her brother. The couple, who met at university, had decided they wanted to introduce their single parent families to each other before they got married But at the meeting it emerged they were brother and sister who had been separated as small children."
(www.dailymail.co.uk/news/article-2057081/Engaged-couple-discover-brother-sister-parents-meet-days-wedding.html)

''پانچ سال سے ملن کے دھاگہ میں بندھا جوڑا، دونوں خاندانوں کی ملاقات کے بعد ہوئے انکشاف کہ دونوں بھائی بہن ہیں، بڑی الجھن میں پھنس گیا ہے۔ آٹھ ماہ کی حاملہ خاتون یہ جان کر بہت ہی اداس ہے کہ اس کے بچے کا باپ اس کا اپنا بھائی ہے۔ دونوں کی پہلی ملاقات یونیورسٹی

میں ہوئی تھی اور دونوں نے فیصلہ کیا کہ دونوں ایک دوسرے کے 'سنگل پیرنٹ فیملی' کو ملائیں گے
مگر اس ملاقات نے اس راز سے پردہ اٹھا دیا کہ وہ دونوں بچپن میں اُلگ ہوئے بھائی بہن ہیں۔''

کیا یورپ و امریکہ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ دونوں کے غم، غصہ اور ناحق تکلیف کی ذمہ داری غیر ذمہ دار کلچر پہ عائد ہوتی ہے؟؟ اگر اسلامی تہذیب اور مسلم قانون یہاں نافذ ہوتے تو ہرگز یہ حادثہ پیش نہ آتا۔ امریکی و یورپی قانون بھی دونوں خاندان کی ملاقات کی اجازت دیتے ہیں مگر فرق اتنا ہے کہ وہ سب کچھ برباد ہونے کے بعد کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور اسلام مناسب وقت پہ۔

شاید اسی لیے بائبل نے کہا ہے:

"A wise son maketh a glad father: but a foolish man despiseth his mother." (Proverb: 15/20)

''دانا بیٹا باپ کو خوش رکھتا ہے پر احمق اپنی ماں کی تحقیر کرتا ہے۔'' (اُمثال:۱۵/۲۰)

ڈبلیو این ڈی میگزین (www.wnd.com) نے ۱۸رجنوری ۲۰۱۳ء کی اشاعت میں ایک مضمون بن باپ کی بچیوں پہ شائع کیا ہے، ایسے تو تقریباً اس کے تمام جملے بامعنی ہیں مگر ان میں سے چند سطریں آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ رپورٹ کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے تجزیہ نگار کے الفاظ یہ ہیں:

"In short, fatherless girls have babies. Without fathers."
(http://www.wnd.com/2013/01/fatherless-girls)

''مختصراً یہ یاد رکھیں کہ باپ کے بغیر رہنے والی لڑکیاں بن باپ کے بچوں کو جنم دیتی ہیں۔''

مساواتِ نسواں کے جوشیلے نعروں کے غبارہ سے ہوا نکالتے ہوئے تجزیہ نگار رقم طراز ہے:

"Since the 1960s, women have been sold a bill of goods when they were told they could have it all. And for too many women, "having it all" included having children without the financial support of a husband." (http://www.wnd.com/2013/01/fatherless-girls)

''۱۹۶۰ء کی دہائی سے عورتوں کو، جب انہیں یہ بتایا گیا کہ وہ کچھ بھی کر سکتی ہیں، سامان کے بل کی طرح بیچا جا رہا ہے'' کچھ بھی کر سکتی ہیں'' کا مطلب بہت سے عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ وہ شوہر کے مالی تعاون کے بغیر بچے بھی پیدا کر سکتی ہیں۔''

مزید روشنی ڈالی گئی:

"It's ironic that 40 years after feminists told women they should be

valued for their intelligence and that men were useless ("A woman without a man is like a fish without a bicycle"), we now have more and more fatherless girls who seek self-esteem through promiscuity rather than education, marriage and motherhood. *This is progress?*
(http://www.wnd.com/2013/01/fatherless-girls)

''مساوات نسواں کے علمبر داروں نے ۴۰ رسال قبل عورتوں سے کہا تھا کہ ان کی ہوشیاری کی وجہ سے ان کی بہت اہمیت ہوگی (عورت بغیر مرد کے بے پر مچھلی کی طرح ہے) مگر خلاف اُمید آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ بے باپ کی بچیوں کا ایک سمندر ہے جو اپنی پہچان تعلیم، شادی اور مادریت کی بجائے ایک سے زائد مرد رکھنے کی وجہ سے بنانا چاہتی ہیں۔ کیا یہی ترقی ہے؟''

آنے والے پیرا گراف نے تو یورپی تہذیب کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی ہے:

"in most cases the *tragedy of fatherlessness can be laid at the feet of women through bad choices*. It's not enough to say that men should "man up" and father their offspring, though of course they should. Women also need to "man up" and show men that intimacy won't happen outside of the proper conditions. Savvy? Reducing fatherlessness is the only true preventative for violence in our society. We don't need to disarm America; we need to restore fathers."
(http://www.wnd.com/2013/01/fatherless-girls)

''زیادہ تر مقدمات میں بچوں کے باپ کے غائب ہونے کی ذمہ داری عورتوں کے غلط انتخاب پہ ڈالی جاسکتی ہے، صرف یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ مرد ذمہ دار بنیں اور اپنے بچے کی کفالت کریں (اگرچہ انہیں ایسا ضرور کرنا چاہئے) بلکہ عورتوں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مردوں کو کھلے لفظوں یہ کہیں کہ ان کے صحیح شرائط وحالات کے بغیر ان کے تعلقات آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں، باپ کی کم ہوتی تعداد کو کنٹرول کرنا ہی ہمارے معاشرے کے جرائم کی مناسب دوا ہے، ہمیں امریکہ کو بے دست وپا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بچوں کو ان کے باپ سے ملانے کی ضرورت ہے۔''

ہمیں خوشی ہے کہ تجزیہ نگار نے کھل کر ہماری اس بات کی تصدیق کی ہے کہ عورتوں کے ''غلط انتخاب'' کو اس طرح کے حادثات کے لیے ذمہ دار مانا جائے، مگر زہر کو دور کرنے کی جو دوا اُنہوں نے تجویز کی ہے وہ کارگر نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ (۱) یورپ وامریکہ میں اکثر وبیشتر دل دینے اور تعلقات بنانے کا معاملہ ہوشمندی کی عمر سے بہت پہلے ہو چکا ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہاں نابالغ ماؤوں کی ایک بڑی دنیا آباد ہے، کیا کوئی عقلمند یہ امید کرسکتا ہے کہ ایک ۱۳ یا ۱۴ ر سالہ لڑکی کسی سے تعلقات قائم کرنے سے پہلے اپنی شرائط منوا سکے گی؟؟ (۲) جب دل کسی پر

آجاتا ہے تو وہ یہ بھی ماننے کو تیار نہیں ہوتا ہے کہ بھینس کالی ہوتی ہے یا ایڈز کے مریضوں کی زندگی بہت کم ہوتی ہے۔ اس کا صحیح حل وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے کہ شادی کے بغیر تعلقات حرام ہے، اور شادی کے لیے بھی مناسب یہی ہے کہ بچوں کی جانب سے خصوصیات بیان کی جائیں اور ماں باپ تلاش کا بیڑا اٹھائیں جنہیں آدمی پہچاننے کا تجربہ بچوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ و یورپ کے آزادانہ ماحول کے بالمقابل ماں باپ کی سربراہی والے ایشیائی حصوں میں ''بھگوڑے باپ'' کی تعداد نہیں کی حد تک ہے۔ جب تک آپ اسلامی قانون کو نہیں اپناتے آپ کو سکون میسر نہیں ہوگا کیونکہ آپ کا ہلکا قانون اور ڈھیلی پالیسی 'نابالغی حمل' کو روکنے میں ناکام ہے جو بن باپ کے بچوں کا ایک بڑا سرچشمہ ہے۔

(۳) مہر دین۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ شادی مرد و عورت کے رشتہ کی پہلی اور اولین شرط ہے تو اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ عورت کے حق مہر کی کیا حیثیت بنتی ہے۔ کیا صرف ایک مذہب اسلام ہی ایسا ہے جس نے مہر دین کا حکم دیا ہے یا اس سے پہلے کی شریعتوں میں بھی مہر کا حکم تھا؟ جب ہم نے اس مقصد سے بائبل کو کھنگالا تو ہمیں اس کی دوسری کتاب (خروج) میں ہی اس بات کا تذکرہ مل گیا کہ مہر کا اسلامی حکم نیا نہیں ہے بلکہ اللہ جل شانہ نے بنی اسرائیل پر بھی مہر دین کو واجب و ضروری قرار دیا تھا۔

پہلے قرآن کا موقف دیکھیں:

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا ۝

''اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دیدو، پھر اگر وہ اپنی خوشی سے ان میں سے کچھ تمہیں دیدیں تو اسے کھاؤ خوشی سے۔'' (سورة النساء: ٤)

بائبل کے درج ذیل پیراگراف میں بھی مہر دین کا حکم ملتا ہے:

"If a man seduces a virgin who is not engaged, he must pay the bride-price for her and marry her. But if her father refuses to let him marry her, he must pay the father a sum of money equal to the bride price for a virgin." (Exodus: 22/16-17, GNB, BSI, Bangalore, 2008-2009)

''اگر کوئی آدمی کسی کنواری کو جس کی نسبت نہ ہوئی ہو پھسلا کر اُس سے مباشرت کرے تو وہ

ضرور ہی اُسے مَہر دیکر اُس سے بیاہ کرے۔ لیکن اگر اُسکا باپ ہرگز راضی نہ ہو کہ اُس لڑکی کو اُسے دے تو وہ کُنواریوں کے مَہر کے موافق اُسے نقدی دے۔'' (خروج:۲۲/۱۶۔۱۷)

بائبل کی اس آیت نے یہ صاف کر دیا ہے کہ مہر دین کا حکم کوئی نیا نہیں ہے۔

ہم نے یہاں جان بوجھ کر کنگ جیمس ورشن (KJV) بائبل کا اقتباس نقل نہیں کیا بلکہ بائبل سوسائٹی ہند بنگلور (کرناٹک، ہند) کی جدید انگریزی زبان پہ مشتمل Good News Bible (GNB) کا اقتباس نقل کیا ہے۔ اس کی وجہ اس اقتباس کا خط کشیدہ لفظ ''Bride-Price'' ہے۔

صرف بائبل سوسائٹی ہند والے مسیحیوں نے ہی مہر دین کو ''Bride-Price'' یعنی ''دلہن کی قیمت'' سے تعبیر نہیں کیا ہے بلکہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی نیوجرسی امریکہ سے شائع بائبل کے انٹرنیشنل ورشن کا پی رائٹ ۱۹۷۳، ۱۹۷۸، ۱۹۸۴ میں، نیز The Gideons International in India سکندر آباد سے نشر کردہ نیو کنگ جیمس ورشن ۲۰۰۹ء اور اسی طرح امریکن بائبل سوسائٹی نیویارک امریکہ سے شائع (CEV) بائبل یعنی ''Contemporary English Version'' بائبل کا پی رائٹ ۱۹۹۵ء میں بھی ''مہر دین'' کو ''Bride-Price'' یعنی ''دلہن کی قیمت'' کہا گیا ہے۔

صنف نازک کے لیے مساوات اور برابری کی تحریک چلانے والے ان کے حق مہر دین کو اس طرح ان کی قیمت گردان سکتے ہیں، یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا ہے۔ جدید بائبلوں میں اس لفظ کی موجودگی نے یہ صاف کر دیا ہے کہ مسیحی مفکرین اور کرسچین اسکالرز عورتوں کو زرخرید سے زیادہ درجہ دینے کو تیار نہیں ہیں۔

لیّاہ اور راخل کے مہر دین میں بنی اسرائیل کے دادا جان یعقوب کو ان دونوں خواتین کے باپ لابن کی چودہ سالوں تک خدمت کرنی پڑی تھی۔ (پیدائش:۲۹/۱۵۔۳۰)

اسی طرح بنی اسرائیل کے بہادر نبی داؤد (عبرانیوں: ۱۱/۳۲) کی شادی کے لیے ان کی محبوبہ میکل کے باپ ساؤل نے مہر دین کے لیے یہ پیغام بھیجا:

"The king wants no other price for the bride than a hundred Philistine foreskins, to take revenge on his enemies."

(1Samuel: 18/25, NIV, IBS, New Jersey, America, © 1973, 1987, 1984)

''بادشاہ مہر نہیں مانگتا۔ وہ فقط فلستیوں کی سو کھلڑیاں چاہتا ہے تا کہ بادشاہ کے دشمنوں سے اِنتقام لیا جائے۔'' (سموئیل اول: ۱۸/۲۵)

اس مقام پہ بھی بائبل دوستوں نے صنف نسواں کے تعلق سے اپنی ذہنیت کا اظہار کیا ہے۔ حوالہ میں نقل کی گئی انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی نیوجرسی امریکہ سے شائع بائبل کے انٹرنیشنل ورشن کی عبارت ''price for the bride'' یعنی ''دلہن کی قیمت'' کے علاوہ بائبل سوسائٹی ہند کی Good News Bible مطبوعہ ۲۰۰۸ء۔۲۰۰۹ء میں مہر دین کو ''payment for the bride'' یعنی ''دلہن کی اجرت'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس مقام پہ بحیثیت ہندوستانی ہم بھارتی عوام کی طرف سے انگریزی ترجمہ نگاروں کو یہ احساس ضرور دلانا چاہیں گے کہ انہوں نے میاں بیوی کے مقدس رشتہ اور بازاری دوستی میں کوئی فرق نہیں سمجھا جس کا نتیجہ سامنے ہے کہ وہ خاندانی خوشی کے لیے ترس رہے ہیں۔

پھر آگے کی کہانی سنئے کہ داؤد نے وہ مہر دین قبول کیا یا نہیں:

"David and his men went and killed 200 Philistines, He took their foreskins to the king, and counted them all out to him, so that he might became his son-in-law so Saul had to give his daughter Michal in marriage to David." (1Samuel: 18/27, GNB, BSI, 2008-2009)

''داؤد اٹھا اور اپنے لوگوں کو لے کر گیا اور دو سو فلستی قتل کر ڈالے اور داؤد ان کی کھلڑیاں لایا اور انہوں نے ان کی پوری تعداد میں بادشاہ کو دیا تا کہ وہ بادشاہ کا داماد ہو اور ساؤل نے اپنی بیٹی میکل اسے بیاہ دی۔'' (سموئیل اول: ۱۸/۲۷)

شادی کرنا اور اس میں مہر ادا کرنا ایک اچھی بات ہے۔ یہ شریفوں کی علامت ہے کہ خواہشات نفسانی نکاح کر کے اور مہر دے کر پوری کرے۔ عیسائیوں کے پیغمبر کے اس جذبے کو خراج تحسین پیش کیا جا سکتا ہے مگر اقوام متحدہ کی قرارداد اس کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ اور تو اور شاید ہمارے مسیحی بھائی بھی ہمیں اس طرح کے کسی دوسرے شخص کی تعریف کرنے پر معاف نہیں کریں گے۔

اسلام اور مسیحیت کے علاوہ براعظم افریقہ کے بہت سے قبیلوں میں بھی مہر کی

روایت کا تذکرہ ملتا ہے۔ ڈیلی میل کے ۳؍نومبر ۲۰۱۱ء کی آن لائن اشاعت میں ہے:

"In many African cultures it is traditional for the family of a male partner to pay a lobola, or 'bride price', to that of his fiancée."
(www.dailymail.co.uk/news/article-2057081/Engaged-couple-discover-brother-sister-parents-meet-days-wedding.html) (http://en.wikipedia.org/wiki/Lobolo)

''افریقہ کے متعدد کلچر میں مذکر شریک حیات کی جانب سے منگیتر کو (شادی کی تاریخ متعین کرنے کے دن) 'لوبولا' یعنی مہر دینے کی روایت ہے۔''

المختصر! مہر دین عورت کا حق ہے جسے اللہ رب العزت نے لازم کیا ہے، اس سے کم از کم کسی مسیحی، بائبل کے تقدس کے قائل اور اس پہ حلف لینے والے اور مسلمان کو انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

(۴) ایک سے زائد بیوی۔

دور جدید میں اسلام کا یہ حکم کہ مرد انصاف کی شرط کے ساتھ ایک وقت میں چار بیویاں تک رکھ سکتا ہے، تنقید کی زد پہ ہے۔ اسلام کے اس حکم کو بھی عورتوں کے ساتھ نا انصافی کی ایک بڑی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس پر کائنات کی ابتدا سے تقریباً ہر قوم میں عمل ہوتا رہا ہے۔ اور آج بھی بہت سی قوموں میں رائج ہے۔ حالانکہ اسلام نے واضح طور پہ ایسی شرطیں عائد کی ہیں جن سے مشکل حالات میں ہی ایک سے زائد بیوی رکھنے کی اجازت ملے گی اور اس میں بھی ضروری ہے کہ اپنی پہلی بیوی کو اعتماد میں لے اور اس کی رضامندی سے ایسا کرے۔

اسلام کے اس حکم کی بہت سی عقلی وجہیں ہیں جن کی طرف خود اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے جس میں ایک سے زائد شادی کو یقینی انصاف کی شرط کے ساتھ جائز قرار دیا گیا ہے:

"وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمٰنُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا ○".

''اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم یتیموں کے معاملہ میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تمہیں بھا جائیں ان سے شادی کرو، دو دو اور تین تین اور چار چار، اور اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے تو پھر صرف ایک سے شادی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو، یہ

اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم سے بچ سکو۔" (سورۃ النساء: ۳)

اس آیت مبارکہ کو غور سے پڑھنے کے بعد کوئی شبہ نہیں رہ جاتا ہے۔اس میں ایک سے زائد کے لیے عدل کی شرط کو ذکر کیا گیا اور قانون کے پس منظر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

بائبل کی پانچویں کتاب اِستثنا میں ہے:

"If a man have two wives, one beloved, and another hated, and they have born him children, both the beloved and the hated; and if the firstborn son be hers that was hated: Then it shall be, when he maketh his sons to inherit that which he hath, that he may not make the son of the beloved firstborn before the son of the hated, which is indeed the firstborn: But he shall acknowledge the son of the hated for the firstborn, by giving him a double portion of all that he hath: for he is the beginning of his strength; the right of the firstborn is his." (Deuteronomy: 21/15-17)

"اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور ایک محبوبہ اور دوسری غیر محبوبہ ہو اور محبوبہ اور غیر محبوبہ دونوں سے لڑکے ہوں اور پہلوٹھا بیٹا غیر محبوبہ سے ہو۔ تو جب وہ اپنے بیٹوں کو اپنے مال کا وارث کرے تو وہ محبوبہ کے بیٹے کو غیر محبوبہ کے بیٹے پر جو فی الحقیقت پہلوٹھا ہے فوقیت دیکر پہلوٹھا نہ ٹھہرائے۔ بلکہ وہ غیر محبوبہ کے بیٹے کو اپنے سب مال کا دونا حصہ دیکر اُسے پہلوٹھا مانے کیونکہ وہ اُسکی قوت کی ابتدا ہے اور پہلوٹھے کا حق اُسی کا ہے۔" (اِستثنا:۲۱/۱۵۔۱۷)

اس کے علاوہ ان سطور کو بھی پڑھیں:

(۲) بائبل کی روایت کے مطابق حضرت ابراہیم نے بھی ہاجرہ وسارہ کے علاوہ قطورہ نامی ایک اور عورت سے شادی کی تھی۔ (پیدائش:۲۵/۱)

(۳) لیاہ اور راخل دونوں بہنوں کو بنی اسرائیل کے دادا جان یعقوب نے ایک ہی وقت میں بیوی بنا رکھا تھا۔ (پیدائش:۲۹/۱۵۔۳۰،۳۲/۲۲)

(۴) لمک کی بھی عدہ اور ضلّہ نامی دو بیویاں تھیں۔ (پیدائش:۴/۱۹،۴/۲۳)

(۵) بنی اسرائیل کے جدامجد عیسو کی بھی کم از کم تین بیویاں تھیں جن کے نام یہودِتھ، بشامتھ (اُہلیبامہ) اور مہلت (بشامہ) تھے۔ (پیدائش:۲۶/۳۴،۲۸/۹،۳۶/۲۔۵)

(۶) شمعون کی بھی کم از کم دو شادی تھی۔ (پیدائش:۴۶/۱۰)

(۷) بائبل کے مطابق ایک ہی وقت میں ایک آزاد عورت اور زر خرید لونڈی دونوں کو بیوی

بنا کر رکھنا بھی جائز ہے۔ (خروج:۲۱/۱۰)

(۸) جدعون کی بہت سی بیویاں تھیں جن سے ۷۰/ بیٹے پیدا ہوئے تھے۔ (قضاۃ:۸/۳۰-۳۱)

(۹) سموئیل کے والد القانہ کی بھی حنّہ اور فِنّنہ دو بیویاں تھیں۔ (سموئیل اول:۱/۱-۲)

(۱۰) حبرون میں رہتے ہوئے داؤد کے پاس کم از کم چھ بیویاں تھیں اور یروشلم میں آنے کے بعد انہوں نے اور بہت سی بیویاں اور کم سے کم دس حرمیں رکھ لی تھیں۔
(سموئیل اول:۲۵/۳۸-۴۳، ۲۷/۳، ۳۰/۵-۱۸، سموئیل ثانی:۲/۲، ۳/۲-۵، ۵/۱۳-۱۶، ۱۲/۸، تواریخ اول:۱۴/۳)

(۱۱) سلاطین اول:۱۱/۳ کے مطابق سلیمان کی سات سو بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں۔

(۱۲) اسرائیلی بادشاہ اخی اب کے پاس بہت سی بیویاں تھیں۔ (سلاطین اول:۲۰/۳-۷)

(۱۲) یہو کیان بادشاہ کی بھی بہت سی بیویاں تھیں۔ (سلاطین دوم:۲۴/۱۵)

(۱۳) تقوع بھی کم از کم دو بیویاں رکھتے تھے، حیلاہ اور نعراہ۔ (تواریخ اول:۴/۵)

(۱۴) سحریم کے پاس حوسیم، بعراہ اور ہودس نامی تین بیویاں تھیں۔ (تواریخ اول:۸/۸-۹)

(۱۵) رحبعام کی ۱۸/ بیویاں اور ۶۰/ حرمیں تھیں۔ (تواریخ دوم:۱۱/۲۱، ۱۱/۲۳)

(۱۶) ابیاہ نے ۱۴/ عورتوں سے شادی کر رکھی تھی۔ (تواریخ دوم:۱۳/۲۱)

(۱۷) یوآس نے بھی دو عورتوں کو بہ یک وقت بیوی بنا رکھا تھا۔ (تواریخ دوم:۲۴/۱-۳)

بنی اسرائیل کے نبی سموئیل (کتاب سموئیل اول:۳/۲۰) کے ابا حضور القانہ کی بھی کم از کم دو بیویاں تھیں:

"Now there was a certain man of Ramathaim-zophim, of mount Ephraim, and his name was Elkanah, the son of Jeroham, the son of Elihu, the son of Tohu, the son of Zuph, an Ephrathite: And he had two wives; the name of the one was Hannah, and the name of the other Peninnah: and Peninnah had children, but Hannah had no children." (1Samuel: 1/1-2)

''افرائیم کے کوہستانی ملک میں راماتیم صوفیم کا ایک شخص تھا جس کا نام القانہ تھا۔ وہ افرائیمی تھا اور یروحام بن الیہو بن توحو بن صوف کا بیٹا تھا: اُسکے دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام حنّہ تھا اور دوسری کا نام فِنّنہ اور فِنّنہ کے اولاد ہوئی پر حنّہ بے اولاد تھی:'' (سموئیل اول:۱/۱-۲)

ہم مزید بتا دیں کہ بائبل میں کسی ایک عورت کے لیے بہ یک وقت ایک سے

زائد قانونی شوہر کے جواز کا کوئی تذکرہ نہیں آیا ہے، بلکہ درج ذیل پیراگراف سے عورت کے لیے ایک وقت میں ایک سے زائد شوہر کے حرام ہونے کا حکم واضح ہوتا ہے:

"When a man hath taken a wife, and married her, and it come to pass that she find no favour in his eyes, because he hath found some uncleanness in her: then let him write her a bill of divorcement, and give it in her hand, and send her out of his house. And when she is departed out of his house, she may go and be another man's wife. And if the latter husband hate her, and write her a bill of divorcement, and giveth it in her hand, and sendeth her out of his house; or if the latter husband die, which took her to be his wife; Her former husband, which sent her away, may not take her again to be his wife, after that she is defiled; for that is abomination before the LORD: and thou shalt not cause the land to sin, which the LORD thy God giveth thee for an inheritance." (Deuteronomy: 24/1-4)

''اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اُس میں کوئی ایسی بیہودہ بات پائے جس سے اُس عورت کی طرف اُسکی اِلتفات نہ رہے تو وہ اُسکا طلاقنامہ لکھکر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نکال دے۔ اور جب وہ اُسکے گھر سے نکل جائے تو وہ دوسرے مرد کی ہوسکتی ہے۔ پر اگر دوسرا شوہر بھی اُس سے ناخوش رہے اور اُسکا طلاقنامہ لکھکر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نکال دے یا وہ دوسرا شوہر جس نے اُس سے بیاہ کیا ہو مر جائے۔ تو اُسکا پہلا شوہر جس نے اُسے نکال دیا تھا اُس عورت کے ناپاک ہو جانے کے بعد پھر اُس سے بیاہ نہ کرنے پائے کیونکہ ایسا کام خُداوند کے نزدیک مکروہ ہے۔ سو تو اُس ملک کو جسے خُداوند تیرا خُدا میراث کے طور پر تجھ کو دیتا ہے گنہگار نہ بنانا۔'' (اِستثنا:۲۴/۱۔۴)

ایک شوہر کے ہوتے ہوئے عورت کی دوسری شادی کے ناجائز ہونے پہ ایک اور صریح اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"The wife is bound by the law as long as her husband liveth; but if her husband be dead, she is at liberty to be married to whom she will; only in the Lord." (1Corinthians: 7/39)

''جب تک عورت کا شوہر جیتا ہے وہ اُسکی پابند ہے پر جب اُسکا شوہر مر جائے تو جس سے چاہے بیاہ کر سکتی ہے مگر صرف خُداوند میں۔'' کرنتھیوں اول:۷/۳۹)

مسیحی حضرات اس اقتباس کو بھی پڑھیں:

"Know ye not, brethren, (for I speak to them that know the law,) how that the law hath dominion over a man as long as he liveth? For the woman which hath an husband is bound by the law to her husband

so long as he liveth; but if the husband be dead, she is loosed from the law of her husband. So then if, while her husband liveth, she be married to another man, she shall be called an adulteress: but if her husband be dead, she is free from that law; so that she is no adulteress, though she be married to another man." (Romans: 7/1-3)

اَے بھائیو! کیا تم نہیں جانتے (میں اُن سے کہتا ہوں جو شریعت سے واقف ہیں) کہ جب تک آدمی جیتا ہے اُسی وقت تک شریعت اُس پر اختیار رکھتی ہے؟۔ چنانچہ جس عورت کا شوہر موجود ہے وہ شریعت کے موافق اپنے شوہر کی زندگی تک اُسکے بند میں ہے لیکن اگر شوہر مر گیا تو وہ شوہر کی شریعت سے چھوٹ گئی۔ پس اگر شوہر کے جیتے جی دوسرے مرد کی ہوجائے تو زانیہ کہلائیگی لیکن اگر شوہر مر جائے تو وہ اُس شریعت سے آزاد ہے۔ یہاں تک کہ اگر دوسرے مرد کی ہوجائے تو بھی زانیہ نہ ٹھہرے گی۔'' (رومیوں: ۷/۱۔۳)

عورت صرف ایک شوہر کی بیوی رہے اس کا ثبوت بائبل کی درج ذیل حکایت سے بھی ہوتا ہے:

سموئیل اول (۱۸/ ۲۰۔۲۹) کے مطابق بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کی دوسری بیٹی میکل کی شادی دوسو فلستینیوں کی چمڑیوں کے عوض مسیحیوں کے نبی داؤد سے ہوئی تھی۔ اس کے بعد ساؤل نے داؤد کی دشمنی میں میکل کو لیس کے بیٹے فلطی کو دیدیا (سموئیل اول: ۲۵/ ۴۴)۔ پھر ساؤل کی موت کے بعد جب داؤد بادشاہ بنا تو اس نے ساؤل کے بیٹے اِشبوست کو پیغام بھجوایا کہ میری بیوی میکل میرے حوالے کرو، اس وقت میکل کو فلطی ایل سے چھین کر داؤد کو دوبارہ دیدیا گیا جس کی وجہ سے فلطی ایل کی حالت قابل رحم تھی۔ وہ دیوانہ وار روتے روتے اس کے پیچھے حوریم شہر تک آیا جہاں سے اسے خالی ہاتھ لوٹا دیا گیا۔ (سموئیل ثانی: ۳/ ۱۴۔۱۶)

اس طرح اس فصل میں ذکر کیے گئے بائبل کے حوالوں اور پیرا گرافوں نے یہ صاف کر دیا کہ اسلام کے حکم تعدد ازدواج پہ ہونے والے اس اعتراض کا جواب بھی بائبل میں موجود ہے۔

دنیا بھر کے وہ بہت سے ممالک جو یقینی انصاف کی شرط کے ساتھ ایک سے زائد بیوی رکھنے کی اسلامی اجازت پہ انگلیاں اٹھاتے ہیں وہ خود ایک سے زائد عورت سے جسمانی تعلق کو غلط نہیں کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی ساری توجہ اور خرچ کنڈوم کے اشتہار پہ ہے

مگر 'وفاداری' کے پرچار پہ پھوٹی کوڑی بھی نہیں دیتے، جبکہ ایڈز کے لیے 'وفاداری' سب سے موثر دوا ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف اتنا کہ اسلام شادی کے قانونی بندھن میں بندھنے کے بعد انصاف کی شرط کے ساتھ جائز کہتا ہے اور وہ بغیر کسی بندھن کے صحیح کہتے ہیں، دوسرا فرق یہ ہے کہ اسلام زیادہ سے زیادہ چار تک کی اجازت دیتا ہے مگر یورپ وامریکہ کا ڈھیلا قانون ''بے شمار عورتوں'' سے تعلقات کو بھی غلط نہیں مانتا ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ اسلامی قانون پہ عمل کرنے کی صورت میں نسل محفوظ رہتی ہے جب کہ مغربی قانون پہ عمل کرنے سے انسان بہن، بھانجی، بھتیجی وغیرہ سے بھی شادی کر لیتا ہے اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔

ہم چشم کشائی کے لیے امریکی اور مغربی معاشرہ میں رہنے والے مردوں کے جنسی حالات نقل کر دیتے ہیں:

"The number of men that have used a prostitute at least once varies widely from country to country, from an estimated low of between 7% and 8.8% in the United Kingdom, to a high of between 59% and 80% in Cambodia. In the United States, a 2004 TNS poll reported 15% of all men admitted to having paid for sex at least once in their life."

(en.wikipedia.org/wiki/Prostitution)

''جن مردوں نے اپنی زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ طوائف سے ملاقات کی، بہ اعتبار ملک ان کی نمبر شماری اس طرح ہے۔ سب سے کم تعداد برطانوی مردوں کی ہے، جن کی عام شرح ۷٪ سے ۸.۸٪ فیصد کے درمیان ہونے کا اندازہ ہے، وہیں سب سے زیادہ ۵۹٪ سے ۸۰٪ فیصد کمبوڈیائی ہیں۔ جبکہ ٹی این ایس کے ۲۰۰۴ء کے سروے کے مطابق ۱۵٪ فیصد امریکی مردوں نے یہ قبول کیا ہے کہ انہوں نے زندگی میں کم سے کم ایک مرتبہ جنسی تعلقات کے لیے ادائیگی کی ہے۔''

یہ تو پیسہ خرچ کر کے طوائف سے تعلقات قائم کرنے کا حال ہے، ورنہ آج کتنے فیصد امریکی اور یورپی اور ان کے ہمنوا اپنی بیویوں/اور 'ہم خانگی' شریک کے وفادار ہیں، اس سوال کے جواب میں نیچے کی خبر پڑھیں:

"Although precise figures remain elusive, surveys in the UK and the U.S. suggest that between 25 and 70 per cent of women — and 40 and 80 per cent of men — have engaged in at least one extramarital sexual encounter."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2311947/The-infidelity-epidemic-Never-marriage-vows-strain-Relationship-expert-Kate-Figes-spent-3-years-finding-adultery-worryingly-common.html)
(www.telegraph.co.uk/culture/10230794/Our-Cheating-Hearts-Love-and-Loyalty-Lust-and-Lies-by-Kate-Figes-review.html)(http://kuhu-unplugged.com/infidelity-a-grave-mental-trauma)

''صحیح گنتی اگر چہ پورے طور پہ معلوم نہیں ہے مگر امریکہ و برطانیہ میں کیے گئے سروے کا آنکڑا یہ ہے کہ ۲۵ تا ۷۰ / فیصد خواتین جبکہ ۴۰ تا ۸۰ / فیصد مردوں نے زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ غیر سے تعلقات قائم کیے ہیں۔''

انصاف کی شرط کے ساتھ دوسری شادی کے اسلامی حکم کو عورتوں کی غیرت سے کھلواڑ قرار دینے والے مغربی مفکرین اس سوال کا جواب دینا پسند کریں گے کہ اگر ایک مسلمان پہلی بیوی کو اعتماد میں لے کر اور انصاف کی شرط کو ملحوظ رکھ کر قانونی طور پہ جائز دوسری شادی کرے تو اس کی پہلی بیوی کو غیرت محسوس ہو اور جب کوئی مغربی و امریکی غیر عورت سے ناجائز تعلقات قائم کرتا ہے تو اس کی عورت کو غیرت محسوس نہیں ہوتی ہے؟؟ کیا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ صرف مسلم خواتین ہی غیرت مند ہیں؟؟

جب مرد ناجائز راستہ اختیار کر لے تو پھر وہ کس منہ سے خواتین کو غیر قانونی حرکت اور بداخلاقی سے روک سکے گا۔ چنانچہ ٹائمز آف انڈیا نے ۲۸ / فروری ۲۰۱۴ء کی آن لائن اشاعت میں یہ سروے شائع کیا ہے:

"A new survey has found that women now-a-days have become more sexually liberated as compared to men, and are engaging in sexual activities with several partner at a younger age."
(www.timesofindia.com/life-style/relationship/man-woman/women-today-have-more-sex-partners-than-men/articleshow/26422943.cms)(www.khojindia.tv/FullNews.asp?news_id=4136&Cat=News)(www.aninews.in/videogallery11/17994-today-039-s-women-starting-younger-and-having-more-sexual-partners-than-men.html)

''ایک حالیہ سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ آج کل خواتین جنسی آزادی میں مردوں سے آگے نکل چکی ہیں اور جوانی میں ان کا کئی ایک مردوں سے تعلق رہتا ہے۔''

اس مقام پہ پہونچ کر قرآن کریم پہ ایمان اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ نیچے ذکر کی گئی آیت مبارکہ کو پڑھ لیں:

''اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ.''

''گندی عورتیں گندوں کے لیے اور آلودہ مرد آلودہ عورتوں کے لیے ہیں، پاکیزہ خواتین پاک مردوں کے لیے اور پاک دامن مرد پاک دامن عورتوں کے لیے ہیں۔'' (سورۃ النور: ۲۶)

واضح رہے کہ یہ قرآن کا قاعدۂ کلیہ نہیں ہے، ایک دو معاملہ اس کے برعکس بھی ہوسکتا

ہے مگر مجموعی نتیجہ وہی نکلے گا جس کی قرآن نے پیشن گوئی کر دی ہے۔

(۵) محرم عورتیں۔

مرد کے لیے ہر ایک عورت سے شادی کو شاید کسی بھی معاشرہ میں اچھا نہیں سمجھا جاتا ہوگا۔ بلکہ کچھ عورتیں ایسے رشتہ میں آتی ہیں جن سے جنسی تعلقات کو کوئی بھی باغیرت شخص قبول نہیں کرے گا۔ اسے اسلام کی اصطلاح میں ''محرم خواتین'' کہتے ہیں یعنی وہ عورتیں جن سے ہمیشہ کے لیے شادی حرام ہے۔ جہاں تک ہم نے بائبل کو کھنگالا ہے اس معاملہ میں بھی بائبل اسلام کی دی گئی لسٹ سے تقریباً اتفاق کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ قرآن اور بائبل دونوں نے ان عورتوں کی ایک مکمل فہرست دی ہے جن سے مرد کو شادی حلال نہیں ہے۔ ہم قرآن وحدیث اور بائبل کی آیات کو پے در پے نقل کرتے ہیں۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

''حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضٰعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝''۔

''تم پہ حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، پوتیاں، نواسیاں، وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا، رضاعی بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں، تمہاری ان بیویوں کی بیٹیاں جن سے تم نے وطی کی ہو، البتہ اگر تم نے وطی نہ کی ہو تو وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ اسی طرح تمہارے اپنے بیٹوں پوتوں کی بیویاں۔ اور دو بہنوں سے بہ یک وقت نکاح حرام ہے۔ مگر ہاں! پہلے جو ہو چکا (اللہ اس پر پکڑ نہیں فرمائے گا) بے شک اللہ بخشش اور رحم والا ہے۔'' (سورۃ النساء: ۲۳)

اسی طرح ہر طرح کی ماں اور دادی سے بھی نکاح حرام ہے:

''وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِيْلًا۝''۔

''اور ان سے شادی نہ کرو جن سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا، مگر جو گذر گیا (اس پر سزا

نہیں) بے شک یہ بے حیائی اور گندا کام اور برا راستہ ہے۔" (سورۃ النساء: ۲۲)

سوتیلی ماں کے تعلق سے بائبل میں ہے:

"Do not have sexual relations with your father's wife; that would dishonor your father." (Leviticus: 18/8, 20/11, Deuteronomy: 22/30, NIV, Pub. by IBS, New Jersey, America, © 1973, 1978, 1984)

"تو اپنے باپ کی بیوی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے باپ کا بدن ہے۔"
(اَحبار: ۸/۱۸، ۱۱/۲۰، اِستثنا: ۳۰/۲۲)

حقیقی ماں کے بارے میں کہا گیا:

"The nakedness of thy father, or the nakedness of thy mother, shalt thou not uncover: she is thy mother; thou shalt not uncover her nakedness." (Leviticus: 18/7)

"تو اپنے ماں کے بدن کو جو تیرے باپ کا بدن ہے بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیری ماں ہے۔"
(اَحبار: ۷/۱۸)

بہن سے شادی کے متعلق کہا گیا:

"The nakedness of thy sister, the daughter of thy father, or daughter of thy mother, whether she be born at home, or born abroad, even their nakedness thou shalt not uncover." (Leviticus: 18/9, 18/11)

"تو اپنی بہن کے بدن کو چاہے وہ تیرے باپ کی بیٹی ہو چاہے تیری ماں کی اَور خواہ وہ گھر میں پیدا ہوئی ہو خواہ اَور کہیں بے پردہ نہ کرنا۔" (اَحبار: ۹/۱۸، ۱۱/۱۸)

پوتی اور نواسی کا حکم بیان کیا گیا:

"The nakedness of thy son's daughter, or of thy daughter's daughter, even their nakedness thou shalt not uncover: for theirs is thine own nakedness." (Leviticus: 18/10)

"تو اپنی پوتی یا نواسی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ اُن کا بدن تو تیرا ہی بدن ہے۔" (اَحبار: ۱۰/۱۸)

پھوپھی کے متعلق قانون سنایا گیا:

"Thou shalt not uncover the nakedness of thy father's sister: she is thy father's near kinswoman." (Leviticus: 18/12, 20/19)

"تو اپنی پھوپھی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے باپ کی قریبی رشتہ دار ہے۔"
(اَحبار: ۱۲/۱۸، ۱۹/۲۰)

خالہ کے لیے بیان کیا گیا:

"Thou shalt not uncover the nakedness of thy mother's sister: for she is thy mother's near kinswoman." (Leviticus: 18/13, 20/19)

"تو اپنی خالہ کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیری ماں کی قریبی رشتہ دار ہے۔"

(اَحبار:۱۸/۱۳،۲۰/۱۹)

بہو کے بارے میں حکم شرعی یہ دیا گیا:

"Thou shalt not uncover the nakedness of thy daughter in law: she is thy son's wife; thou shalt not uncover her nakedness."
(Leviticus: 18/15, 20/12)

''تو اپنی بہو کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے بیٹے کی بیوی ہے۔ سو تو اُسکے بدن کو بے پردہ نہ کرنا۔'' (اَحبار:۱۸/۱۵،۲۰/۱۲)

حقیقی اور سوتیلی بیٹی، سوتیلی پوتی اور سوتیلی نواسی کے بارے میں کہا گیا:

"Thou shalt not uncover the nakedness of a woman and her daughter, neither shalt thou take her son's daughter, or her daughter's daughter, to uncover her nakedness; for they are her near kinswomen: it is wickedness." (Leviticus: 18/17, 20/14)

''تو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا اور نہ تو اُس عورت کی پوتی یا نواسی سے بیاہ کر کے اُن میں سے کسی کے بدن کو بے پردہ کرنا کیونکہ وہ دونوں اُس عورت کی قریبی رشتہ دار ہیں۔ یہ بڑی خباثت ہے۔'' (اَحبار:۱۸/۱۷،۲۰/۱۴)

دو بہنوں کو ایک ساتھ عقد میں رکھنے کو حرام قرار دیتے ہوئے کہا گیا:

"Neither shalt thou take a wife to her sister, to vex her, to uncover her nakedness, beside the other in her life time." (Leviticus: 18/18)

''تو اپنی سالی سے بیاہ کر کے اُسے اپنی بیوی کے لئے سوکن نہ بنانا کہ دوسری کے جیتے جی اِسکے بدن کو بھی بے پردہ کرے۔'' (اَحبار:۱۸/۱۸)

ہمیں بائبل میں ایک عجیب وغریب حکم ملتا ہے۔ بائبل بنی اسرائیل کے مذہبی منصب داریعنی کاہنوں کے لیے مطلقہ اور بیوہ کو حرام قرار دیتی ہے:

"And he shall take a wife in her virginity. <u>A widow, or a divorced woman, or profane, or an harlot</u>, these shall <u>he not take: but he shall take a virgin of his own people</u> to wife. Neither shall he profane his seed among his people: for I the LORD do sanctify him."
(Leviticus: 21/13-15, 21/7)

''اور وہ کنواری عورت سے بیاہ کرے۔ جو <u>بیوہ یا مطلقہ یا ناپاک عورت یا فاحشہ</u> ہو اُن سے وہ بیاہ نہ کرے بلکہ وہ اپنی ہی قوم کی کُنواری کو بیاہ لائے۔ اور وہ اپنے تخم کو اپنی قوم میں ناپاک نہ ٹھہرائے کیونکہ میں خُداوند ہوں اُسے مقدس کرتا ہوں۔'' (اَحبار:۲۱/۱۳۔۱۵،۲۱/۷)

بائبل کے برخلاف اسلام نے علما وعوام دونوں کے لیے کنواری، بیوہ اور مطلقہ

سبھوں سے شادی کو حلال رکھا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کوئی کنواری نہیں تھیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو دو مرتبہ کی بیوہ تھیں اور جب آپ کی شادی پیغمبر اسلام ﷺ سے ہوئی تو آپ چالیس سال کی تھیں جبکہ رسول اللہ ﷺ صرف پچیس سال کے تھے۔ ویسے بھی عوام مذہبی رہنماؤں کے تابع ہوتے ہیں۔ دھرم گرو کے قول و فعل کو اپنے لیے حجت سمجھتے ہیں۔ جب مذہبی رہنماؤں کے لیے غیر کنواری کو ناپاک قرار دیا جائے گا تو کوئی بھی مطلقہ اور بیوہ کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔ فاحشہ اور آوارہ عورت کو اس مقام پہ بھی بائبل نے دھتکارا ہے اور شریف لوگوں کی صحبت کے لیے ایسوں کو نااہل قرار دیا ہے۔

برطانیہ اور امریکہ کے دستور 'محرم خواتین' کے معاملہ میں بہت حد تک بائبل کے مطابق ہیں۔ البتہ! کچھ شقیں بہت زیادہ چونکا دینے والی ہیں، مثلاً برطانوی قانون میریج اَیکٹ ۱۹۸۶ء چند شرطوں کے ساتھ ساس اور بہو سے شادی کو جائز قرار دیتا ہے۔ برطانیہ میں ۱۹۸۶ء تک یہ قانون نافذ تھا کہ حقیقی ماں، دادی، نانی، بیٹی، پوتی اور نواسی کی طرح ساس، حقیقی و سوتیلی بہو، سوتیلی بیٹی، سوتیلی ماں اور سوتیلی نواسی و پوتی سے نکاح حرام ہے مگر میریج اَیکٹ ۱۹۸۶ء نے رشتوں کے تقدس کی پامالی کا راستہ بہت حد تک آسان بنا دیا ہے۔
(http://www.legislation.gov.uk/ukpga/1986/16/body)
(http://en.wikipedia.org/wiki/Prohibited_degree_of_kinship)

اسلام کا قانون یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی بہو کو شہوت کے ساتھ چھو دیا یا اُس سے غلط حرکت کر بیٹھا تو وہ اس پر اور اس کے بیٹے دونوں پر حرام ہو جائے گی اور مجرم کو سنگسار کیا جائے گا۔ بیٹے پہ اس لیے حرام کہ باپ کی حرکت کی وجہ سے وہ باپ کی استعمال کی ہوئی ہو گئی اور باپ پر اس لیے کہ وہ بہو ہے، یہ مسئلہ ۲۰۰۵ء میں ہندمیڈیا ٹرائل کی زینت بنا اور اسے اسلام دشمنوں نے خوب اچھالا، چونکہ ہماری کتاب کے عنوان کا تقاضا یہ ہے کہ اس مسئلہ کو بھی واضح کیا جائے، لہٰذا ہم اس کی وضاحت تحریر کرتے ہیں۔ بائبل نے بہو سے تعلقات کو ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیتے ہوئے کہا:

"And if a man lie with his daughter in law, both of them shall surely be put to death: they have wrought confusion; their blood shall be

upon them." (Leviticus: 20/12)

''اور اگر کوئی شخص اپنی بہو سے صحبت کرے تو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ اُنہوں نے اَوندھی بات کی ہے۔ اُنکا خون اُن ہی کی گردن پر ہوگا۔'' (اَحبار:۲۰/۱۲)

بہو ہونے کی وجہ سے وہ باپ پہ پہلے سے حرام تھی اور جب بے غیرت اور بے حیا باپ نے اسے چھوڑ دیا تو بیٹے پر بھی حرام ہوگئی، کیونکہ:

"The nakedness of your father's wife you shall not uncover; *it is your father's nakedness*" (Leviticus: 18/8, 20/11, Deuteronomy: 22/30, NKJV, Pub. by The Gideons International in India, Secundrabad, A.P. India, 2009)

''تو اپنے باپ کی بیوی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے باپ کا بدن ہے۔''
(اَحبار:۱۸/۸، ۲۰/۱۱، اِستثنا:۲۲/۳۰)

ہم نے انگریزی پیراگراف کے جس جملہ پہ خط کھینچ دیا ہے، وہ خاص توجہ کا طالب ہے، اس کے ہر نقطہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ باپ کے استعمال کی وجہ سے وہ اس کی محرم راز بن گئی، اور دنیا کے ہر عقل و ہوش والے انسان کا قانون یہ ہے کہ باپ کی محرم راز سے تعلق ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہے۔

ہم صرف ایک سوال با غیرت دانشوروں سے پوچھتے ہیں۔ کیا وہ اس عورت سے جسمانی تعلقات بنانا چاہیں گے جس سے ان کے باپ یا بیٹے نے ایک مرتبہ بھی رشتہ قائم کیا ہو؟؟ اس سوال میں سارے جواب پوشیدہ ہیں۔

اب رہا یہ شبہ کہ عورت کو کسی غلطی کے بغیر سزا مل رہی ہے کہ اس کا بسا بسایا گھر اجڑ رہا ہے، جو غلط ہے۔ تو یہ سوال ذہن کا پھیر اور کم توجہی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، صرف یہی ایک مسئلہ نہیں ہے جس میں کسی کو بغیر غلطی کے سزا ملتی ہے۔ کسی انسان کو کسی جرم میں پھانسی ہوتی ہے تو اس کے بوڑھے ماں باپ در بدر بھیک مانگنے پہ مجبور ہو جاتے ہیں، ایسی صورت میں ضرر ضمنی (Secondary Damage) کی وجہ سے کسی قاعدۂ کلیہ میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ جیسے ہندوستانی حکومت اور امریکہ کی پالیسی ہے کہ قابل گردن زنی جرم میں ملوث لوگوں کو پھانسی پہ لٹکا دیا جاتا یا زہر کا انجکشن دیدیا جاتا ہے یا کم از کم عمر قید کی سزا دی جاتی ہے، اب امریکی عدالت میں ایک ایسا مجرم آیا جس کے کئی ایک چھوٹے چھوٹے بچے ہوں، جن میں سے کچھ گونگے

بہرے بھی ہیں، ماں باپ بہت بوڑھے ہیں جو بستر پہ بیٹھنے تک کی قابلیت نہیں رکھتے ہیں، اور پھانسی یا عمر قید کے قانون کو نافذ کرنے میں لاچار ماں باپ بے سہارا، بیوی بیوہ اور معذور بچے پتھر کی لاش بن کر رہ جائیں گے تو کیا عدالت ان چیزوں کی بنیاد پہ اسے رہا کرنے کا حکم دے گی؟؟

اس طرح کی غلطی اس بنیاد پہ ہوتی ہے کہ ہم قانون کو عقل کی بجائے وقتی جذبات کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

اور رہا مجرم باپ تو اس کے لیے اسلام نے پتھر کی ہلاکت سے کم سزا نافذ نہیں کی ہے۔

(۲) دیندار عورت سے شادی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ."

''عورت سے اس کے مال، خاندان، حسن یا دینداری کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے، تم دینداری کو ترجیح دینا، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

(صحيح البخاري: باب استحباب نكاح ذات الدين، صحيح المسلم: باب استحباب نكاح ذات الدين، جامع الترمذي: باب ما جاء ان المرأة تنكح علىٰ ثلاث، سنن أبي داؤد: باب ما يومر به من تزويج ذات الدين، سنن ابن ماجة: باب تزويج ذوات الدين، سنن النسائي: باب علىٰ ما تنكح المرأة، مسند أحمد: مسند أبي هريرة)

رسول اللہ ﷺ نے مال وحسن پہ دینداری کو ترجیح دینے کی وجہیں بیان فرمائیں:

"لَا تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ فَعَسٰى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُرْدِيَهُنَّ وَلَا تَزَوَّجُوْهُنَّ لِأَمْوَالِهِنَّ فَعَسٰى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ وَلٰكِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَى الدِّيْنِ."

''حسن کی بنیاد پہ خواتین سے نکاح نہ کرو کہ حسن بربادی کا ذریعہ بن سکتا ہے، نہ ہی ان کی مالداری دیکھ کر شادی کرو کہ وہ ان میں سرکشی پیدا کرسکتا ہے، ہاں! دینداری کی بنیاد پہ شادی کرو۔''

(سنن ابن ماجة: الحديث ١٩٣٢، باب تزويج ذوات الدين، مسند البزاز: الحديث ٢٤٣٨)

اس حدیث پاک میں آج کی سماجی حالت کی بربادی کے دو بڑے کردار کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کیا کوئی اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ 'نمائش حُسن' اور 'غیر ضرورت مند عورتوں کی مخلوط نوکری' موجودہ تمام مسائل کے سب سے بنیادی اَسباب ہیں......؟؟؟

ایک دیندار عورت سے شادی کرنے میں کم سے کم درج ذیل فائدے ہیں:

(۱) طلاق کا امکان ناممکن سے قریب ہوگا۔
(۲) ٹکراؤ کی صورت پیدا نہیں ہوگی کیونکہ دیندار عورت اپنی مرضی اور خواہش پہ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو فوقیت دے گی جس سے ہر تنازع و اختلاف کی صورت میں آسانی ہوگی کیونکہ شریعت اسلامیہ نے ہر ایک کے حق کو اس طرح بیان کر دیا ہے کہ کہیں کسی کا حق دوسرے کے حق سے نہیں ٹکراتا ہے، ایسی صورت میں مرد یا عورت جو بھی خطا پہ ہوں گے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خوف سے معافی تلافی کے لیے پہل کریں گے۔
(۳) گھر کا ماحول کافی خوشگوار رہے گا۔
(۴) بچوں کی صحیح تربیت ہوگی۔ ان کے لیے ایماندار اور نیک بننا آسان ہوگا۔
(۵) کبھی احساس کمتری یا ناشکری کا جذبہ نہیں پیدا ہوگا کیونکہ وہ اللہ کی مصلحتوں اور تقدیر پہ ایمان رکھنے والی ہوگی۔
(۶) آپ گناہ اور حرام خوری جیسی چیزوں سے محفوظ رہیں گے کیونکہ اسے جتنا ملے گا اسی پہ خدا کا شکر ادا کرے گی، ناجائز راستہ سے آنے والی دولت سے نفرت کرے گی۔
(۷) نام و نمود اور دکھاوا کے لیے کی جانے والی فضول خرچی اور اسراف سے دور رہے گی اور آپ کو بھی دور رکھے گی۔ جس کی وجہ سے قرض اور سودی قرض کی مصیبتوں سے محفوظ ہوں گے۔
(۸) دینی مزاج ملنے کی وجہ سے دین پہ چلنا بہت آسان ہو جائے گا اور اس طرح جنتیوں سا عمل کرتے ہوئے آپ کی موت ہوگی۔
(۹) انتقال کے بعد آپ کے نام صدقہ و خیرات اور ذکر و ختم قرآن کا سلسلہ جاری رہے گا جس سے آپ کو موت کے بعد قبر میں بھی فائدہ پہنچتا رہے گا۔

حدیث شریف کی موافقت بائبل میں اس طرح ہے:

"And he shall take a wife in her virginity. A widow, or a divorced woman, or profane, or an harlot, these shall he not take: but he shall take a virgin of his own people to wife. Neither shall he profane his seed among his people: for I the LORD do sanctify him."

(Leviticus: 21/13-15, 21/7)

''اور وہ کنواری عورت سے بیاہ کرے۔ جو بیوہ یا مطلقہ یا ناپاک عورت یا فاحشہ ہو اُن سے وہ بیاہ

نہ کرے بلکہ وہ اپنی ہی قوم کی کُنواری کو بیاہ لائے۔ اور وہ اپنے تُخم کو اپنی قوم میں ناپاک نہ ٹھہرائے کیونکہ میں خُداوند ہوں اُسے مقدس کرتا ہوں۔'' (اَحبار:۲۱/۱۳ـ۱۵،۲۱/۷)

مزید کہا گیا:

"They shall not take a wife that is a whore, or profane; neither shall they take a woman put away from her husband: for he is holy unto his God." (Leviticus: 21/7, 21/13-15, Ezekiel: 44/21-22)

''وہ کسی فاحشہ یا ناپاک عورت سے بیاہ نہ کرے اور نہ اُس عورت سے بیاہ کرے جسے اُسکے شوہر نے طلاق دی ہو کیونکہ کاہن اَپنے خُدا کے لئے مقدس ہے۔'' (اَحبار:۲۱/۷،۲۱/۱۳ـ۱۵،حزقیال:۴۴/۲۱ـ۲۲)

انگریزی کے دونوں پیراگرافوں میں ایک لفظ ''Profane'' استعمال کیا گیا ہے، جس کا ترجمہ اردو میں 'ناپاک' لکھا گیا ہے۔ اس لفظ کے معنی آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے شائع شدہ آکسفورڈ اڈوانسیڈ لرنرڈ کشنری کے ساتویں ایڈیشن میں یوں لکھے ہیں:

"having or showing a lack of respect for God or holy things."

''خدا یا مقدس چیزوں کے لیے کم عقیدت رکھنے یا دکھانے والا۔''

اب معنی یہ ہوگا کہ کاہن یعنی بنی اسرائیل کے مقدس اَشخاص ایسی عورتوں سے شادی نہ رچائیں جن کے اندر دینی جذبہ کی کمی ہو۔ کیونکہ ایسی عورتیں انکے دین وعقیدے کو بگاڑ سکتی ہیں۔ اور یہی حکم اسلام کا ہے کہ دیندار خاتون کو شریک حیات بناؤ، فرق اتنا ہے کہ بائبل نے صرف کاہنوں کے لیے یہ حکم دیا اور اسلام کی نظر میں تمام لوگ یکساں ہیں۔ کیونکہ اسلام مساوات اور برابری کا علمبردار ہے۔

مزید صراحت کے ساتھ کہا گیا:

"Favour is deceitful, and beauty is vain: but a woman that feareth the LORD, she shall be praised." (Proverb: 31/30)

''حسن دھوکا اور جمال بے ثبات ہے لیکن وہ عورت جو خداوند سے ڈرتی ہے ستودہ ہوگی۔''
(اَمثال:۳۱/۳۰،۳۱/۱۰ـ۳۰)

آیئے! اب لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور صحبت اختیار کرنے کے متعلق اولین امریکی صدر اور امریکیوں کے باپو جناب جارج واشنگٹن (۲۲ رفروری ۱۷۳۲ء۔۱۴ر دسمبر ۱۷۹۹ء) کے موقف کو بھی دیکھیں۔ ان کا کہنا ہے کہ:

"Associate yourself with men of good quality if you esteem your own

reputation; for 'tis better to be alone than in bad company."
(www.americanhistory.about.com/cs/georgewashington/a/quotewashingt)
(www.en.wikiquote.org/wiki/George_Washington)

''معزز بننا چاہتے ہوتو اچھے لوگوں کے ساتھ رہو، کہ اکیلے رہنا بری صحبت سے بہتر ہے۔''

دنیا میں چند سالوں کے لیے ساکھ بنانے اور انہیں باقی رکھنے کے لیے جب ایسے لوگوں کی صحبت میں ایک بھی لمحہ گذارنے سے منع کیا گیا جو اس کی راہ میں رکاوٹ کا ذریعہ بن سکتے ہیں تو پھر ہمیشہ کے گھر جنت کی راہوں میں رکاوٹ بننے والی چیز کو صبح وشام اپنے پاس رکھنے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔ (۱) برے مرد یا بری عورت کے ساتھ رہنے سے عادات واطوار میں بدلاؤ آتا ہے (۲) پھر سوچ اور فکر میں تبدیلی آتی ہے اور (۳) مرد و عورت کا اگر مذہب سے لگاؤ نہیں ہے تو آخیر میں مذہب اور عقیدے میں بگاڑ آتا ہے۔

(۷) شادی سے پہلے ایک ساتھ رہنا۔

شادی سے پہلے ایک ساتھ وقت گذارنا، تخلیہ کرنا وغیرہ چیزیں عقل ونقل دونوں جہتوں سے انسانی فکر سے ماوراہیں۔ کیا کوئی ذی ہوش اور قانون داں شخص بالخصوص وکیل اور جج حضرات کسی ایسی زمین پہ عمارت بنانے کو دانشمندی کہیں گے جس کی بات ہوگئی ہو مگر رجسٹری نہیں ہوئی ہو؟؟ شادی سے پہلے ایک ساتھ وقت گذارنے کی اجازت دینی کسی طور پہ درست نہیں ٹھہرائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ شادی سے قبل رشتہ کی ڈور کچی ہوتی ہے اور شادی کے بندھن سے یہ مضبوط رسی میں بدل جاتی ہے۔ اور جیسا کہ سبھی جانتے ہیں کہ کچے دھاگے کا ٹوٹنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اس کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ شادیوں کی بہ نسبت رشتہ، منگنی اور دوستی وغیرہ زیادہ ٹوٹتی ہیں اور اس کی حمایت امریکی ومغربی ملکوں کی حالتوں سے بھی ہوتی ہے جہاں بے سہارا نابالغ ماؤں کی ایک عظیم دنیا آباد ہے اور بن باپ کے لاکھوں بچے سڑکوں پہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ اسی لیے قرآن، بائبل اور تجزیہ وتجربہ نے شادی کے بغیر ایک ساتھ گھومنے اور خلوت سے منع کیا ہے۔ اسلام نے اپنے شوہر اور قریبی رشتہ داروں کے علاوہ سبھوں سے پردہ کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

''وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصٰرِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوٰنِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوٰنِهِنَّ اَوْ

بَنِیٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمٰنُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝".

''اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں، اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچّے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار، اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔'' (سورة النور: ٣١)

جن مردوں سے شادی نہیں ہوئی اسلام نے ان کے ساتھ رہنے اور گھومنے کی بات تو بہت دور ہے خواتین کو بے پردہ ہونے کی بھی اجازت نہیں دی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ مِنْهَا إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ۔"

''جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے اور اس کے لیے ممکن ہو تو چہرہ دیکھ کر نکاح کرے۔''

(مسند أحمد: الحديث ١٤٩٦٠، ١٥٢٥٠، سنن أبي داؤد: الحديث ٢٠٨٢، ٢٠٨٤، شرح معاني الآثار: الحديث ٣٩٦٠)

اور وہ بھی صرف چہرہ اور ہتھیلی دیکھنے کی اجازت ہے۔ ان کے علاوہ نہیں۔

قرآن کی طرح بائبل نے بھی شادی سے پہلے ایک ساتھ رہنے کو حرام کہا ہے۔ جب مسیحیوں کے دادا جان اِسحاق اور ان کی دادی جان رِبقہ کی شادی سے پہلے آپسی ملاقات ہوئی تو ہونے والے میاں بیوی کی حیثیت سے اِسحاق اور رِبقہ آج کی مغربی تہذیب کے دلداوں کی طرح ایک دوسرے سے گلے ملنے کے لیے نہیں بڑھے، بلکہ رِبقہ نے انہیں دیکھ کر پردہ کرلیا:

"And when she saw Isaac, she lighted off the camel. For she had said unto the servant, What man is this that walketh in the field to meet us? And the servant had said, It is my master: therefore she took a vail, and covered herself. And the servant told Isaac all things that he had done. And Isaac brought her into his mother Sarah's tent, and took Rebekah, and she became his wife; and he loved her: and Isaac

was comforted after his mother's death." (Genesis: 24/64-67)

''اور رِبقہ نے نگاہ کی اور اِضحاق کو دیکھ کراونٹ پر سے اتر پڑی۔ اور اُس نے نوکر سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو ہم سے ملنے کو میدان میں چلا آ رہا ہے؟ اُس نوکر نے کہا یہ میرا آقا ہے۔ تب اُس نے بُرقع لیکر اپنے اوپر ڈال لیا۔ نوکر نے جو جو کیا تھا سب اِضحاق کو بتایا۔ اور اِضحاق رِبقہ کو اپنی ماں سارہ کے ڈیرے میں لے گیا۔ تب اُس نے رِبقہ سے بیاہ کر لیا اور اُس سے محبت کی اور اِضحاق نے اپنی ماں کے مرنے کے بعد تسلی پائی۔'' (پیدائش: ۲۴/ ۶۴-۶۷)

ایک خاص نکتہ جو سارہ کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے ہونے والے شوہر کو دیکھ کر پردہ کرنا (چھپنا) ان کا پسندیدہ طریقہ ہے۔ ایک بہترین اولاد وہ ہوتی ہے جو اپنے قابلِ فخر پیش روؤں کی تہذیب کی پیروی کرتی ہے نہ کہ ان کی تہذیب کو عورتوں کی غلامی کا نام دے کر ان کا مذاق اڑاتی ہے، بائبل کی اس آیت نے بھی صاف کر دیا کہ عصرِ حاضر میں بھی علمائے اسلام کی جانب سے دیا جانے والا یہ فتویٰ کہ شادی سے قبل ایک سے زائد ملاقات اور خلوت تو کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، سو فیصدی صحیح اور قابلِ تعریف ہے، نہ کہ قابلِ تنقید۔ ہمیں کہہ لینے دیا جائے کہ اگر آج کے یورپ کو اسلام کے اس حکم سے اتنی ہی نفرت ہے تو پہلے وہ یہ اعلان کریں کہ ان کا یعقوب سے کوئی رشتہ نہیں ہے اور انہیں اس بات پر شرمندگی ہے کہ وہ ان کی نسل سے ہیں جنہوں نے عورتوں کی غلامی کی بنیاد ڈالی اور انہیں اسرائیلی کہا جاتا ہے۔ پھر وہ ہمیں کوئی مشورہ دیں تو ان کے لیے لائق عزت ہوگا۔

ذیل میں مزید جو اقتباسات ہم نقل کرنے جا رہے ہیں اُن میں سے اول الذکر دو کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اُن اقتباسات سے شادی سے قبل ایک ساتھ گھومنے پھرنے اور رہنے کی حرمت کو صرف ہم نے ہی مستنبط نہیں کیا ہے بلکہ ہمارے شناسا ایک سابق ہندو مسیحی کارکن برناباس (ملّیو رم منار گھاٹ، جزیرۂ اَنڈمان، ہند) نے نیو یارک امریکہ سے شائع شدہ مسیحی لٹریچر ''خاندانی خوشی کا راز'' نامی جو کتاب ہمیں بطور تحفہ دی ہے اس میں بھی ان اقتباسات کا حوالہ اسی مقصد کے لیے تحریر کیا گیا ہے۔ توجہ کے ساتھ دونوں اقتباسات کو ملاحظہ فرمائیں:

"Now concerning the things whereof ye wrote unto me: It is good for a man not to touch a woman. Nevertheless, to avoid fornication, let every man have <u>his own wife</u>, and let every woman have <u>her own</u>

husband. Let the husband render unto the wife due benevolence: and likewise also the wife unto the husband. The wife hath not power of her own body, but the husband: and likewise also the husband hath not power of his own body, but the wife. Defraud ye not one the other, except it be with consent for a time, that ye may give yourselves to fasting and prayer; and come together again, that Satan tempt you not for your incontinency." (1Corinthians: 7/1-5)

''مرد کے لئے اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے۔ لیکن حرامکاری کے اندیشہ سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر مرد اپنا شوہر رکھے۔ شوہر بیوی کا حق ادا کرے اور ویسا ہی بیوی شوہر کا۔ بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر ہے۔ اسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی۔ تم ایک دوسرے سے جُدا نہ ہو مگر تھوڑی مدت تک اُس کی رضامندی سے تا کہ دُعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکٹھے ہو جاؤ۔ اَیسا نہ ہو کہ غلبۂ نفس کے سبب سے شیطان تم کو آزمائے۔'' (کرنتھیوں اول: ۷/۱-۵)

ایک ایک لفظ پہ زور دیں! پہلے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ عورت مرد کے لیے مکمل طور پر حرام ہے، پھر اندیشۂ زنا کو سبب بتاتے ہوئے کہا گیا کہ زنا اور حرامکاری سے بچنے کے لیے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ خاص کر لفظ ''اپنا'' اور ''اندیشہ'' پر توجہ دیں اس سے واضح طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف اپنی بیوی اور صرف اپنے شوہر کے ساتھ تعلقات اور تخلیہ کی اجازت ہے۔ بالخصوص انگریزی پیراگراف میں ''Own Husband'' اور ''Own Wife'' کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ جب تک شادی کے ذریعہ شوہر و بیوی ایک دوسرے کے نہ ہو جائیں اس سے قبل ان کے لیے ایک دوسرے سے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں۔ اور ''To avoid fornication'' (حرامکاری سے بچنے کے لیے) کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنی عورت کے علاوہ کے ساتھ تخلیہ بھی جائز نہیں۔

دوسری چیز یہ ہے کہ عقلِ سلیم کا یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کی بحالتِ مجبوری اجازت دی جاتی ہے وہ مجبوری کی حالت تک محدود رہتی ہے، مجبوری کی حالت ختم ہوتے ہی وہ دوبارہ خود بخود حرام اور ممنوع ہو جاتی ہے۔ اس طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شادی سے پہلے بھی تعلقات قائم کرنا حرام ہے اور شادی کے بعد اپنے ہمسفر کے علاوہ سے تعلقات بھی حرام ہے، کیونکہ جہاں تک زنا اور حرامکاری سے بچنے کا سوال ہے تو وہ صرف اپنے

شریک حیات سے تعلقات قائم کرنے سے پورا ہو جائے گا، لہٰذا دوسروں سے تعلقات کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی ہے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ چونکہ حرامکاری کا اندیشہ ہے اسی لئے شادی کی اجازت دی گئی ہے تو جب تک کہ شادی نہ ہو جائے ان کے ایک ساتھ رہنے سے بھی یہ خطرہ ہے (اور مشاہدہ بھی ہے) کہ وہ حدوں کو پھلانگ کر حرامکاری کر بیٹھیں گے اسی لیے شادی سے پہلے وہ ایک دوسرے کے قریب نہ آئیں بلکہ ایک دوسرے سے دوری اور پردہ اختیار کریں جیسا کہ بنی اسرائیل کے جد اعلیٰ اسحاق اور ان کی جدۂ عالیہ رِبقہ نے کیا تھا۔ دوسرا اقتباس:

"Meats for the belly, and the belly for meats: but God shall destroy both it and them. Now the body is not for fornication, but for the Lord; and the Lord for the body. And God hath both raised up the Lord, and will also raise up us by his own power. Know ye not that your bodies are the members of Christ? shall I then take the members of Christ, and make them the members of an harlot? God forbid. What? know ye not that he which is joined to an harlot is one body? for two, saith he, shall be one flesh. But he that is joined unto the Lord is one spirit. Flee fornication. Every sin that a man doeth is without the body; but he that committeth fornication sinneth against his own body." (1Corinthians: 6/13-18)

''کھانے پیٹ کے لئے ہیں اور پیٹ کھانوں کے لئے لیکن خُدا اُسکو اور اِنکو نیست کریگا مگر بدن حرامکاری کے لئے نہیں بلکہ خُداوند کے لئے ہے اور خُداوند بدن کے لئے۔ اور خُدا نے خُداوند کو بھی جلایا اور ہم کو بھی اپنی قُدرت سے جلائیگا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے بدن مسیح کے اعضاء ہیں؟ پس کیا میں مسیح کے اعضاء لے کر کسبی کے اعضاء بناؤں؟ ہرگز نہیں!۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جو کوئی کسبی سے صحبت کرتا ہے وہ اُسکے ساتھ ایک تن ہو جاتا ہے؟ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ وہ دونوں ایک تن ہوں گے۔ اور جو خُداوند کی صحبت میں رہتا ہے وہ اُسکے ساتھ ایک روح ہو جاتا ہے۔ حرامکاری سے بھاگو۔ جتنے گناہ آدمی کرتا ہے وہ بدن سے باہر ہیں مگر حرامکار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے۔'' (کرنتھیوں اول: ۶/ ۱۳۔۱۸)

اس اقتباس میں متعدد طریقوں سے اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ جس عورت سے شادی نہیں ہوئی ہے اس سے بھاگو، دور رہو، ان کی قربت سے اپنے آپ کو ناپاک نہ کرو، اور ایک خاص نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس کے پاس جو بدن ہے وہ اللہ کا عطا کردہ ہے تو اسے اسی

موقع پہ استعمال کرے جب اللہ کی جانب سے اجازت مل جائے اور چونکہ اللہ شادی کے بغیر جسمانی تعلقات کی اجازت نہیں دیتا ہے لہٰذا اُس سے اوراس کے اسباب سے بھی دور بھاگے۔

شادی کے بغیر مردوں سے میل جول رکھنے والی عورتوں کو بائبل میں شیطان کی پیروکار سے تعبیر کیا گیا ہے:

"I will therefore that the younger women marry, bear children, guide the house, give none occasion to the adversary to speak reproachfully. For some are already turned aside after Satan."

(1Timothy: 5/14-15)

ترجمہ: پس میں چاہتا ہوں کہ جوان عورتیں بیاہ کریں۔ اُنکے اولاد ہو۔ گھر کا انتظام کریں اور کسی مُخالف کو بدگوئی کا موقع نہ دیں۔ کیونکہ بعض گمراہ ہوکر شیطان کی پیرو ہوچکی ہیں۔''

اس میں واضح طور پہ کہا گیا ہے کہ پہلے شادی کریں پھر بچہ کی بابت سوچیں۔ مگر قبل نکاح 'ہم آہنگی' کی کوشش معاملہ کو پلٹ دیتی ہے جس بنا پہ اس کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی ہے۔

شادی سے پہلے ایک دوسرے کے ساتھ وقت گذارنے کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو سمجھ لیں پھر شادی کے بندھن میں بندھیں تو زیادہ اچھا ہوگا کہ اس سے شادی کے پائیدار ہونے کی زیادہ امید ہے۔ اس کا جواب ہم خود دینے کی بجائے ''خاندانی خوشی کا راز'' نامی مسیحی کتاب سے آپ کے سامنے نقل کرتے ہیں:

''طلاق بازی بڑی تیزی سے عام ہوتی جارہی ہے۔ سپین میں بیسویں صدی کے آخری دَہے کے شروع سے طلاق کی شرح ۸ شادیوں میں سے ا تک بڑھ گئی۔ صرف ۲۵ سال پہلے ۱۰۰ میں سے ا، ایک بڑی جست۔ رپورٹ کے مطابق یورپ میں طلاق کی بلند ترین شرح برطانیہ میں ہے (۱۰ میں سے ۴ شادیوں کے ناکام ہونے کی توقع کی جاتی ہے) والدین میں سے ایک پر مشتمل خاندانوں کی تعداد میں اضافہ اچانک سامنے آیا ہے۔ .... فرانسیسی بھی اکثر کم شادیاں کرتے ہیں، اور جو شادی کرتے بھی ہیں پہلے کی نسبت اور زیادہ جلدی طلاق دیدیتے ہیں۔ لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد شادی کی ذمہ داریوں کے بغیر اکٹھے رہنے کو ترجیح دیتی ہے۔ اِسی طرح کے رجحانات تمام دنیا میں دکھائی دیتے ہیں۔ بچوں کی بابت کیا ہے؟ ریاستہائے متحدہ اور بہت سے دیگر ممالک میں زیادہ سے زیادہ بچے شادی کے بندھن کے بغیر پیدا ہوتے ہیں، بعض کم سن نوعمروں سے۔ بہت سی نوعمر لڑکیاں

کئی ایک بچے پیدا کرتی ہیں جنکے والد مختلف ہوتے ہیں۔تمام دنیا سے رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ لاکھوں بے خانماں بچے سڑکوں پر مارے مارے پھرتے ہیں،بہیتر ے بدسلوکی کرنے والے گھروں سے بھاگے ہوئے ہیں یا اَیسے خاندانوں سے نکال دیے گئے ہیں جو مزید اُنکی کفالت نہیں کر سکتے۔" (خاندانی خوشی کا راز:ص ۸۔۹،ناشر:انٹرنیشنل بائبل اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن بروکلین،نیویارک،امریکہ،۱۹۹۶ء)

شادی سے پہلے ایک ساتھ رہ کر ایک دوسرے کو سمجھنے کی روایت سب سے زیادہ یورپ وامریکہ میں پائی جاتی ہے مگر ایک دوسرے کو سمجھنے کے باوجود طلاق کی شرح برطانیہ میں ۴۰رفیصد ہے۔ ہر سو میں سے چالیس شادی ٹوٹ جاتی ہے۔اور اسپین میں ۱۲.۵۰رفیصد یعنی ہر آٹھویں شادی ٹوٹتی ہے۔ ہندوستان میں عام طور پہ شادی سے پہلے ایک ساتھ وقت گذارنے کا رواج نہیں ہے اور اکثر تو شادی سے پہلے اپنے شریک حیات کو دیکھتے بھی نہیں ہیں،صرف والدین کی پسند پہ شادی ہوتی ہے،مگر پھر بھی یہاں طلاق کی شرح ۵رفیصد بھی نہیں ہے۔لفظوں کے حساب سے تو امریکی ویورپی فکر کی دلیل بہت مضبوط ہے مگر تجربہ نے اسے رد کر دیا ہے کیونکہ ان کی دلیل عملی میدان میں ایک قدم بھی چلنے سے قاصر ہے۔

محبت کی شادیوں کی ناکامی کے کئی اسباب ہیں:۔

(۱) یہ جوڑا سماجی دباؤ سے آزاد اور بزرگوں کے تجربہ سے محروم ہوتا ہے اسی لیے جلد بازی میں غلط صحیح فیصلے کر لیتا ہے۔اگر وہ اپنے فیصلہ میں بزرگوں کو بھی شامل کریں تو اس طرح کے تکلیف دہ نتیجہ سے بچا جا سکتا ہے۔اس کی طرف قرآن کی درج ذیل آیت کریمہ اشارہ کر رہی ہے:

"وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا اِنْ يُرِيْدَا اِصْلٰحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝":

"اور اگر تم لوگوں کو میاں بیوی میں علیحدگی کا اندیشہ ہو تو ایک آدمی شوہر کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے بھیجو اگر وہ دونوں بھلائی چاہتے ہوں،اللہ ان دونوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا فرمادے گا،بے شک اللہ علم وخبر والا ہے۔" (سورة النساء: ٣٥)

(۲) محبت میں صرف رومانس ہوتا ہے۔صرف خوشی کی باتیں ایک دوسرے سے شیئر کی جاتی ہیں اور بہت سے لوگ حقیقتوں کو جہاں تک ممکن ہوتا ہے چھپاتے بھی ہیں مگر شادی

کے بعد تو ساری حقیقت کھل جاتی ہے جس کی بنیاد پہ نوبت ٹوٹنے تک پہونچ جاتی ہے۔
(۳) محبت کی اکثر شادیاں ہوش سے زیادہ جوش کی بنیاد پہ وجود میں آتی ہیں۔ تجربہ نہ ہونے کے باعث عام طور پہ انتخاب میں بھی غلطی ہوتی ہے اور جب حقیقت کا احساس ہوتا ہے تو دل ٹکڑوں میں بٹ کر رہ جاتا ہے اور وہی عاشق و معشوق جو اپنے اپنے والدین کی عزتوں کا جنازہ نکال کر یک جان بنتے ہیں ناز و نخرے اور غصہ و غرور میں کئی کئی دنوں تک ایک دوسرے سے ناراض رہتے ہیں جو ان کے درمیان غلط فہمی پیدا کر کے نہ پٹنے والی خلیج اور کھائی بنا دیتا ہے۔
(۴) محبت میں صرف خوشی دینے کی قسمیں کھائی جاتی ہیں مگر شادی کے بعد جب زندگی کی گاڑی چلتی ہے تو دونوں پہیوں کو احساس ہوتا ہے کہ زندگی کا راستہ بہت کٹھن ہے، انہیں اپنا خواب ٹوٹتا اور وہ عمارت ڈھہتی ہوئی محسوس ہوتی ہے جس کی بنیاد پہ محبت کا رشتہ قائم کیا گیا تھا، نتیجۃً مزاج چڑ چڑا ہو جاتا ہے۔ آپس میں بہت جلد نا اتفاقی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ کڑواہٹ انجام کار علیحدگی کا باعث بنتی ہے۔
(۵) محبت کی شادی کرنے والے بہت سے لوگوں سے بات چیت کر کے ہم نے جدائی کی وجہ جاننے کی کوشش کی تو ایک سبب یہ بھی معلوم ہوا کہ دونوں ایک دوسرے پہ اعتبار کم کرتے ہیں، چونکہ دونوں اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں کہ دونوں ہی عقل کی بنیاد پہ کم اور دِل کی آواز پہ لبیک زیادہ کہتے ہیں، اسی لیے اصل زندگی میں جیسے ہی مصروفیت بڑھتی یا ساتھ کام کرنے والے کسی جنس مخالف سے کسی وجہ سے زیادہ گفتگو ہونے لگتی ہے اور ایک دوسرے کو وقت کم دیا جاتا ہے شک وشبہ کی دیوار حائل ہو جاتی ہے جو نیا ڈبو کر ہی دم لیتی ہے۔
(۶) عموماً ہر سفر کی ایک منزل ہوتی ہے جس کو پالینے کے بعد نئے مقاصد چنے جاتے ہیں۔ عام طور پہ زندگی کا مقصود حصولِ خوشی، طمانیتِ قلبی نیز نسل انسانی کو آگے بڑھانا ہوتا ہے۔ مگر محبت کی چکیوں میں پستے جوڑوں کا سب سے اہم ہدف ایک دوسرے کو پانا ہی بن جاتا ہے جس کے لیے وہ ہر حد سے گذر جاتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی منزل مل جاتی ہے اُلٹی گنتی شروع ہو جاتی ہے۔ جبکہ اَریج میریج میں تو منزل (بیوی) بغیر کسی ہدف ونشہ کے ملتی ہے جس کی بنیاد پہ خوبصورت عمارت

کی تعمیر آسان ہوجاتی ہے، اور چونکہ اس ستون کی جڑوں میں بزرگوں کا تجربہ بھی شامل ہوتا ہے جو کسی بھی طرح کی کجی کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے، لہذا یہ عمارت سالم رہتی ہے۔

(۷) عام طور پہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز جب تک نہیں ملی ہوتی ہے اس کی بڑی اہمیت ہوتی ہے، کیونکہ صرف اس کی اچھائیوں کا علم رہتا ہے مگر ہاتھ میں آنے کے بعد اس کی خوبیوں کے علاوہ اس کی خامیوں کا احساس بھی ہوتا ہے۔ جیسے ایک صاحب کی نظر میں وزارت عظمیٰ کی اہمیت تھی مگر جب مل گئی تو اس تاج کے کانٹوں کا بھی علم ہوا اور اس کی اہمیت پہلے کی طرح نہیں رہی، بعض اوقات انہوں نے اس عہدہ سے استعفیٰ کا من بھی بنالیا۔ یہی حال لو میرج کا ہے۔ جس خاص کو 'انمول' اور 'بے عیب' سمجھ کر اس کے لیے خودکشی تک کا من بنالیا، ماں باپ اور رشتہ داروں کو بھی چھوڑ دیا، جب وہ مل جاتی ہے اور اس کے ساتھ رہنے سے مثبت و منفی دونوں پہلوؤں کا علم ہوتا ہے تو دل کا آبگینہ ٹوٹ جاتا ہے اور الزام در الزام کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جو ایک گہری کھائی کھود دیتا ہے، اور اس موقع پہ جو چیز اس کھائی کو دور کرسکتی ہے یعنی بزرگوں کا سایہ اور ان کی سرپرستی وہ نہیں مل پاتی، جس کی بنیاد پہ وہ کھائی ایک لمبی چوڑی ندی بن کر دونوں کناروں کو ہمیشہ ہمیش کے لیے جدا کردیتی ہے۔

محبت کی شادیاں سب سے زیادہ یورپ میں ہوتی ہیں اور شرح طلاق کے معاملہ میں بھی یورپ ورلڈ ریکارڈ رکھتا ہے۔ ایسی شادیوں کی ناکامی کے وجوہ کو سمیٹتے ہوئے مغربی تہذیب کا بہت قریب سے جائزہ لینے والے دور جدید کے عظیم اسلامی اسکالر علامہ قمر الزماں خاں اعظمی مصباحی مدظلہ (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، برطانیہ) نے بڑی پیاری بات کہی ہے کہ شادی سے پہلے کی جانے والی محبت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اسی لیے جلد ختم ہوجاتی ہے جبکہ شادی کے بعد کی جانے والی محبت رحمٰن کی طرف سے ہوتی ہے اسی لیے پائیدار ہوتی ہے۔''

(۸) کفار و مشرکین سے شادی۔

شادی اس عہد کا نام ہے جس میں ایک مرد اور ایک عورت آخری سانس تک ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا پیمان باندھتے ہیں۔ جب تک کہ صورت حال ناقابل برداشت نہ

ہوجائے وہ ایک دوسرے کے لیے جینے مرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس رشتہ کی پائیداری اور مضبوطی کے لیے ضروری ہے کہ قبل نکاح ہی ان تمام اسباب کو دیکھا جائے، پرکھا جائے اور ان کو دور کیا جائے جن سے دونوں کے درمیان دوری پیدا ہوسکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں شادی ''ہم آہنگی'' کا نام ہے کہ دونوں اپنے کو ایک دوسرے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس جوڑے میں یہ چیز مفقود ہوتی ہے وہ زیادہ مدت تک نہیں چل پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شادی کے لیے باضابطہ دیکھ ریکھ، چھان بین اور مکمل تحقیق ہوتی ہے۔ جب دونوں یا ان کے سرپرستوں کو اطمینان ہوجاتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی ایسی چیز نہیں جو ان کے درمیان ایک خلیج بن کر حائل ہوسکے تو بات آگے بڑھتی ہے۔ عادات واطوار کا بدلنا تو نسبۃً آسان ہے مگر افکار ونظریات میں تبدیلی کا مرحلہ بہت کٹھن ہے۔ بالخصوص جب بات ان عقائد کی ہو جو جنت یا جہنم کی طرف لے جانے والے ہوں تو کسی بھی مذہب کا ماننے والا شخص اپنے مسلمہ نظریات سے روگردانی کے لیے تیار نہیں ہوگا اور یہی وہ لمحہ ہے جب دو الگ الگ نظریات یا مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان علیحدگی کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے اور پھر ایک بسا بسایا آشیانہ اجڑ جاتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے اس طرح کی صورت حال کو روکنے کے لیے یہ حکم دیا ہے کہ مسلمان مرد مسلم خواتین سے شادی کریں اور غیر مسلم افراد غیر مسلم عورتوں سے۔ تاکہ جوڑے کے عقائد میں ٹکراؤ نہ ہونے کے سبب ان کی علیحدگی کے لیے جو چیز بڑا سبب بن سکتی ہے اس کو قبل از وقت ہی کاٹ کر دور کردیا جائے۔ یہ حکم صرف اسلام ہی کا نہیں بلکہ مسیحیوں کی کتاب مقدس بھی یہی قانون سناتی ہے۔ اور امریکہ و یورپ کا تجزیہ اور تجربہ بھی یہی کہتا ہے۔

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

''وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝''۔

''تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک وہ ایمان لے آئیں، ایک مسلمان کنیز ایک آزاد مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ مشرکہ تمہیں بھلی معلوم ہو۔ (اسی طرح تم اپنی بہن بیٹیوں کا)

مشرکوں سے نکاح نہ کرو، ایک غلام مسلمان آزاد مشرک سے بہتر ہے اگر چہ وہ تمکو بھائے، مشرکین تمہیں جہنم کی طرف کھینچتے ہیں جبکہ اللہ جنت اور اپنی رضا سے مغفرت و بخشش کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لیے اپنی نشانیوں کو ظاہر فرماتا ہے تاکہ عبرت حاصل کریں۔" (سورة البقرة: ۲۲۱)

قرآن کے اس حکم کی موافقت بائبل میں ان الفاظ میں درج ہے:

"Lest thou make a covenant with the inhabitants of the land, and they go a whoring after their gods, and do sacrifice unto their gods, and one call thee, and thou eat of his sacrifice; And thou take of their daughters unto thy sons, and their daughters go a whoring after their gods, and make thy sons go a whoring after their gods."

(Exodus: 34/15-16, Ezra: 9/1-3)

"سو اَیسا نہ ہو کہ تو اُس مُلک کے باشندوں سے کوئی عہد باندھ لے اَور جب وہ اَپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اَور اَپنے معبودوں کے لئے قربانی کریں اَور کوئی تجھ کو دعوت دے اَور تو اُسکی قربانی میں سے کچھ کھالے۔ اَور تو اُنکی بیٹیاں اَپنے بیٹوں سے بیاہے اور اُنکی بیٹیاں اَپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اَور تیرے بیٹوں کو بھی اَپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار بنادیں۔" (خروج: ۳۴/۱۵-۱۶، عزرا: ۹/۱-۳)

ذرا قرآن اور بائبل کے الفاظ پہ غور کریں۔ بائبل نے اس حکم کی وجہ وہی بیان کی ہے جو قرآن نے بتائی ہے کہ مشرکوں سے شادی بیاہ کرنے سے خطرہ ہے کہ تم اللہ کے راستہ سے بھٹک کر دور چلے جاؤ اور بت پرستی و مشرکانہ اعمال میں مبتلا ہو کر اپنی آخرت برباد کر بیٹھو۔

بائبل کے عہد نامۂ جدید کی کتاب کرنتھیوں دوم میں ہے:

"Be ye not unequally yoked together with unbelievers: for what fellowship hath righteousness with unrighteousness? and what communion hath light with darkness? And what concord hath Christ with Belial? or what part hath he that believeth with an infidel? "

(2Corinthians: 6/14-15)

"بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جوئے میں نہ جُتو کیونکہ راست بازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی اور تاریکی میں کیا شراکت؟ مسیح کو بلیعال کے ساتھ کیا موافقت؟ یا ایماندار کا بے ایمان سے کیا واسطہ؟" (کرنتھیوں دوم: ۶/۱۴-۱۵)

ذرا اندازِ بیان اور جملوں میں غور کریں! بے ایمانوں کی صحبت کو کس طرح ایمان کے لیے قاتل اور زہر ہلاہل گردانا جارہا ہے، جب کچھ دیر کے لیے ان کی ہم نشینی سے اتنی شدت

سے منع کیا جا رہا ہے تو پھر زندگی بھر ان کے ساتھ رہنے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے۔

ایک اور اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"The wife is bound by the law as long as her husband liveth; but if her husband be dead, she is at liberty to be married to whom she will; only in the Lord." (1Corinthians: 7/39)

''جب تک عورت کا شوہر جیتا ہے وہ اُسکی پابند ہے پر جب اُسکا شوہر مر جائے تو جس سے چاہے بیاہ کر سکتی ہے مگر صرف خُداوند میں۔'' (کرنتھیوں اول: ۷/۳۹)

اس پیراگراف کا سب سے آخری کلمہ ہمارے استدلال کا مرکزی نقطہ ہے۔ پہلے اقتباس کی طرح اس میں بھی صاف لفظوں میں صرف ہم عقیدہ مسیحیوں میں شادی کی اجازت دی گئی کہ جب عورت کا شوہر مر جائے تو وہ خُداوند یعنی مسیح میں ایمان رکھنے والے کسی بھی فرد سے نکاح کر سکتی ہے، کسی غیر مذہب والے سے نہیں۔

الحاصل! اسلام تنہا مذہب نہیں ہے جس نے بین مذاہب (Interfaith) شادی کو جائز اور قانونی نہیں گردانا ہے بلکہ اس محاذ پہ مسیحیوں کی کتاب مقدس بائبل بھی اسلام کے دفاع کے لیے مستعد کھڑی ہے۔

چند سکنڈ کے لیے کسی کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے متعلق اولین امریکی صدر جناب جارج واشنگٹن کی فکر یہ ہے:

"Associate yourself with men of good quality if you esteem your own reputation; for 'tis better to be alone than in bad company."
(www.americanhistory.about.com/cs/georgewashington/a/quotewashington.htm)
(www.en.wikiquote.org/wiki/George_Washington)

''معزز بننا چاہتے ہو تو اچھے لوگوں کے ساتھ رہو، کہ اکیلے رہنا بری صحبت سے بہتر ہے۔''

جب حقیر چیز دنیا کمانے اور اس میں عزت و مقام پانے کے لیے ایسے لوگوں کی صحبت میں ایک لمحہ کے لیے بھی بیٹھنے سے منع کیا گیا جو دنیا اور نام کمانے میں کانٹا بن سکتے ہیں تو پھر ہمیشہ کے گھر جنت کی راہوں میں رکاوٹ بننے والی چیز کو صبح و شام اپنے پاس رکھنے اور محرم راز بنانے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے۔(۱) غیر مذہب والے سے شادی کرنے سے عادات و اطوار میں بدلاؤ آتا ہے (۲) پھر سوچ و فکر بدلتی ہے (۳) یہ خطرہ رہتا ہے کہ آخر میں

مذہب میں بدلاؤ آجائے۔ اس کے لیے ایک نہیں ہزاروں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس دنیا میں آج بھی ہزاروں ایسے لوگ زندہ ہیں جنہوں نے اپنے ہمسفر کی خوشی کے لیے ایمان و عقیدے اور اپنے دھرم کا سودا کرلیا مگر پھر بھی سکون میسر نہیں ہوا۔ اور (۴) یہ خطرہ تو بہر حال قائم ہے کہ نسل ملحد، دہریہ، مذہب بے زار یا مذبذب پیدا ہو جو کسی ایک گوشہ کو ترجیح نہ دے سکے۔ یا (۵) اگر دونوں کے دل میں اپنے اپنے دھرم کے لیے محبت ہو تو بچے دو فٹبا لروں کے بیچ فٹ بال بن کر رہ جائیں گے جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے۔ ان کے علاوہ ایک اور پریشانی ہوسکتی ہے کہ اس طرح کی شادیوں سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔

دور جدید بھی اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ شادی ایک ہی مذہب والے کے درمیان ہو، نہ کہ الگ الگ دھرم میں ایمان رکھنے والوں کے درمیان۔ ایک وکیل کے لیے وکیل، ڈاکٹر کے لیے ڈاکٹر، انجینئر کے لیے انجینئر، اسی طرح ہر پیشہ والا اپنے لیے ہم پیشہ شریک حیات تلاش کرتے ہیں۔ آخر کیوں؟؟ تاکہ ذہنی مطابقت زیادہ ہو اور رشتہ میں پائیداری اور مضبوطی رہے۔ الگ الگ نسل اور مختلف مذہب کے ماننے والوں کے بیچ ہونے والی شادی میں ٹوٹنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ امریکہ میں جو چیزیں عام طور پہ طلاق کا سبب بنتی ہیں ان میں سے درج ذیل بھی ہیں:

"1.race/ethnicity 2.importance of religion to the couple"
(en.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)

''۱۔ نسل اور ۲۔ جوڑے کی نظر میں مذہب کی اہمیت۔''

(۹) حاکم کون؟ شوہر یا بیوی؟

ہر وہ خاندان، جماعت، کمیٹی یا قافلہ جس میں ایک سے زائد آدمی ہوں، ان میں سے کوئی ایک ان کا سربراہ، نگراں یا ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی انکوائری کمیشن یا اہم کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے تو ان میں سے ضرور کسی ایک کو اس کمیٹی کا سربراہ نامزد کیا جاتا ہے خواہ وہ کمیشن دو ہی فرد پر کیوں نہ مشتمل ہو، اسی طرح جب دورکنی عدالتی بینچ کسی معاملے کی سنوائی کرتی ہے تو ان دو ججوں میں سے ایک اس عدالتی بینچ کا مکھیا ہوتا ہے۔ گھر بھی اسی طرح متعدد افراد کے مجموعہ پر مشتمل ایک جماعت ہوتا ہے جس کی دیکھ ریکھ اور مکمل ذمہ داری اٹھانے کے لیے کسی نہ کسی کو اس کا سربراہ ہونا چاہئے جس کے فیصلہ کو اس گھر میں ایک اہم حیثیت دی جائے اور اختلاف

آرا کی صورت میں اس کی بات کو ترجیح دینا اگر مشکل نہ ہو تو ضرور عمل میں لایا جانا چاہئے۔ علیحدہ پریوار (Single Family) میں عام طور پر ایک مرد، اس کی بیوی اور ان کے بچے ہوتے ہیں ایسی صورت میں ان میں سے کس ایک کو گھر کے سربراہ کی ذمہ داری سونپی جائے اور کسے حاکم و مختار کی حیثیت دی جائے، یہ فیصلہ کرنا زیادہ مشکل نہیں ہے۔ ہر ذی عقل اس بدیہی امر کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے لیے قرعہ اندازی، بحث، حجت یا سیمینار کی حاجت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ تقریباً سات آٹھ ہزار سالہ دنیا کی تاریخ میں ہر قوم وملک اور ہر مذہب نے (کچھ مستثنیات کو چھوڑ کر۔ شاید) ان دونوں صنفوں میں سے صرف ایک یعنی مرد کو بطور حاکم تسلیم کیا، اور عورتوں کو قیادت دینے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی رائے بھی نہیں پیش کی گئی۔ آدم تا ایں دم آدم کے تمام بیٹوں اور حوا کی تمام بیٹیوں کا یہی متفقہ فیصلہ رہا ہے کہ مرد حاکم اور عورت اس کی تابع ہے۔

لیکن امریکہ و یورپ کی قابل تعریف ترقی کے منفی اثرات (Side Affects) یعنی کچھ لوگوں کی الٹی سوچ (سائنسی ترقی کو اسلام کے خلاف استعمال کرنے کی فکر) نے اس آسان سے مسئلہ کو بھی پیچیدہ بنا دیا۔ عورتوں کی آزادی اور برابری کا نعرہ اس شدت سے لگایا گیا کہ جتنی ہلاکت ہیروشیما پہ ایٹم بم برسانے سے نہیں ہوئی اس سے زیادہ اس قضیہ سے ہو رہی ہے۔ ہر دن سینکڑوں گھر برباد ہو رہے ہیں اور اس کی وجہ سے ہزاروں بچے ماں باپ کے سایہ سے محروم ہو رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نعرہ کے پیچھے بھی 'حب علی' کم اور 'بغض معاویہ' کا عنصر زیادہ کارفرما ہے۔ اصل نشانہ اہل اسلام اور مسلم گھرانے ہیں۔ اس معاملہ کو اچھال کر اسلام کو بدنام کرنے کے لیے کچھ شوشے گوشے ان کے ہاتھ لگ جائیں، بس یہی مقصودِ محنت ہے۔ مگر شکرِ خُدا کہ عورت پر مرد کی برتری اور حکومت کو جس طرح قرآن حکیم اور اسلام نے بیان کیا ہے اس سے کہیں زیادہ شدت سے مسیحیوں کی مذہبی کتاب بائبل نے بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم قرآن اور بائبل دونوں کے موقف کو بیان کریں گے۔ اوراق پلٹئے اور بائبل سے قرآن اور اسلامی قوانین کی حقانیت کی ایک اور سند بطور تحفہ قبول کیجئے۔

قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

"اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ○".

''مرد عورتوں پہ حاکم ہیں، اس سبب سے کہ اللہ نے ان کو ان پر فضیلت دی اور اس وجہ سے کہ وہ اپنے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (سورة النساء: ٣٤)

ایک اور چیز بتا دیں کہ کم از کم ہم اپنی معلومات کی حد تک یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج بھی کسی ملک یا مذہب کے قانون نے عورت پہ مرد کا خرچہ لازم نہیں کیا ہے، صرف مردوں پہ ہی بیویوں کا خرچ لازم ہے۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ عورتیں بے بس ہیں وہ کماتی ہی کہاں ہیں؟؟ کیونکہ مختلف ملکوں میں آپ کو کروڑوں ایسی خواتین مل جائیں گی جو نوکری کر رہی ہیں اور ہر ماہ ایک خطیر رقم کماتی ہیں لیکن ان کی کمائی میں شوہروں کی حصہ داری کا کوئی ضابطہ نہیں ہے۔

ایک دوسری آیت کریمہ میں فرمایا گیا:

"وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْا اِصْلَاحًا، وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○".

''مطلقہ عورتیں خود کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ ان کے لیے روا نہیں کہ چھپائیں اس کو جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا فرمایا ہے، اگر وہ اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہیں۔ ان کے شوہر انہیں لوٹانے کے زیادہ حقدار ہیں اگر ان کا ارادہ صالح ہو، عورتوں کا بھی ویسا ہی حق ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق، اور مردوں کو ان پر فضیلت حاصل ہے، اور اللہ غلبہ اور حکمت والا ہے۔''
(سورة البقرة: ٢٢٨)

اب بائبل کے اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔ عہد نامۂ جدید میں ہے:

"Wives, submit yourselves unto your own husbands, as unto the Lord. For the husband is the head of the wife, even as Christ is the head of the church: and he is the saviour of the body. Therefore as the church is subject unto Christ, so let the wives be to their own husbands in every thing. Husbands, love your wives, even as Christ also loved the church, and gave himself for it; That he might sanctify and cleanse it with the washing of water by the word, That he might present it to himself a glorious church, not having spot, or wrinkle, or any such thing; but that it should be holy and without blemish. So ought men to love their wives as their own bodies. He that loveth his

wife loveth himself. For no man ever yet hated his own flesh; but nourisheth and cherisheth it, even as the Lord the church: For we are members of his body, of his flesh, and of his bones. For this cause shall a man leave his father and mother, and shall be joined unto his wife, and they two shall be one flesh. This is a great mystery: but I speak concerning Christ and the church. Nevertheless let every one of you in particular so love his wife even as himself; and the wife see that she reverence her husband." (Ephesians: 5/22-33)

''اے بیویو! اَپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے خُداوند کی۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے کہ مسیح کلیسا کا سر ہے اور وہ خُود بدن کا بچانے والا ہے۔ لیکن جیسے کلیسا مسیح کے تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں۔ اَے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو جیسے مسیح نے بھی کلیسا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اُسکے واسطے موت کے حوالہ کر دیا۔ تا کہ اُسکو کلام کے ساتھ پانی سے غُسل دے کر اور صاف کر کے مقدس بنائے۔ اور ایک ایسی جلال والی کلیسا بنا کر اپنے پاس حاضر کرے جسکے بدن میں داغ یا جھُرّی یا کوئی اَور ایسی چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو۔ اِسی طرح شوہروں کو لازم ہے کہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں۔ جو اپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے آپ سے محبت رکھتا ہے۔ کیونکہ کبھی کسی نے اپنے جسم سے دشمنی نہیں کی بلکہ اُسکو پالتا اور پرورش کرتا ہے جیسے کہ مسیح کلیسا کو۔ اِسلئے کہ ہم اُسکے بدن کے عضو ہیں۔ اِسی سبب سے آدمی باپ سے اور ماں سے جُدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہیگا اور وہ دونوں ایک جسم ہونگے۔ یہ بھید تو بڑا ہے مگر مسیح اور کلیسا کی بابت کہتا ہوں۔ بہر حال تم میں سے بھی ہر ایک اپنی بیوی سے اپنی مانند محبت رکھے اور بیوی اِس بات کا خیال رکھے کہ اَپنے شوہر سے ڈرتی رہے۔'' (اِفسیوں:۵/۲۲۔۳۳)

اس اقتباس کے خط کشیدہ الفاظ خاص طور پہ ''مساوات کے تابوت'' کے لیے آخری کیل کی حیثیت رکھتے ہیں، بار بار پڑھیں اور غور کریں۔ اگر آج کے مسیحی مفکرین اور اسکالرز کے سامنے بائبل کے اس اقتباس کو کسی مسلم اسکالر کے بیان کا نام دے کر پیش کیا جائے تو ''عورتوں کی توہین'' کا کیس میڈیا یا کورٹ میں ہفتوں چلتا رہے گا۔

مزید اور ایک مقام پہ ہے:

"Wives, submit yourselves unto your own husbands, as it is fit in the Lord. Husbands, love your wives, and be not bitter against them." (Colossians: 3/18-19)

''اے بیویو! جیسا خُداوند میں مُناسب ہے اَپنے شوہروں کے تابع رہو۔ اَے شوہرو! اپنی

بیویوں سے محبت رکھو اور اُن سے تلخ مزاجی نہ کرو۔'' (کُلسّیوں:۳/۱۸۔۱۹)

ایک بات ان تمام اقتباسات کے انگریزی پیراگراف میں ہے کہ سب میں
''Submit yourselves unto your husbands''
ہے۔ انگریزی داں حضرت اگر ان الفاظ پہ غور کریں تو انہیں ان اقتباسات میں صاف طور پہ محسوس ہوگا کہ (۱) بیوی کو خود کو شوہر کی اطاعت کے لیے مکمل طور پہ ڈھالنے کا حکم دیا گیا ہے اور (۲) غیر مرد سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔

غیر معقول مساوات کے نعرہ کو مزید سختی سے دباتے ہوئے کہا گیا:

"But I suffer not a woman to teach, nor to usurp authority over the man, but to be in silence. For Adam was first formed, then Eve.
(1Timothy: 2/12-13)

''اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چُپ چاپ رہے۔ کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا اُس کے بعد حوّا۔'' (تیمتھیس اول:۲/۱۲۔۱۳)

ذیل کے پیراگراف نے تو مسیحیوں کی اسلام دشمنی کے غبارہ کی ہوا ہی نکال کر رکھ دی ہے:

"Likewise, ye wives, be in subjection to your own husbands; that, if any obey not the word, they also may without the word be won by the conversation of the wives; While they behold your chaste conversation coupled with fear. Whose adorning let it not be that outward adorning of plaiting the hair, and of wearing of gold, or of putting on of apparel; But let it be the hidden man of the heart, in that which is not corruptible, even the ornament of a meek and quiet spirit, which is in the sight of God of great price. For after this manner in the old time the holy women also, who trusted in God, adorned themselves, being in subjection unto their own husbands: Even as Sara obeyed Abraham, calling him lord: whose daughters ye are, as long as ye do well, and are not afraid with any amazement. Likewise, ye husbands, dwell with them according to knowledge, giving honour unto the wife, as unto the weaker vessel, and as being heirs together of the grace of life; that your prayers be not hindered."
(1Peter: 3/1-7)

''اَے بیویو! تم بھی اَپنے شوہر کے تابع رہو۔ اِسلئے کہ اگر بعض اُن میں سے کلام کو نہ مانتے ہوں تو تمہارے پاکیزہ چال چلن اَور خوف کو دیکھ کر بغیر کلام کے اَپنی اَپنی بیوی کے چال چلن سے خُدا کی طرف کھِنچ جائیں۔ اَور تمہارا سنگار ظاہری نہ ہو یعنی سر گوندھنا اَور سونے کے زیور اَور طرح طرح کے کپڑے پہننا۔ بلکہ تمہاری باطنی اَور پوشیدہ اِنسانیت حِلم اور مزاج کی غربت کی غیر فانی

آرائش سے آراستہ رہے کیونکہ خُدا کے نزدیک اِس کی بڑی قدر ہے۔ اَور اَگلے زمانے میں بھی خُدا پر اُمید رکھنے والی مقدس عورتیں اَپنے آپ کو اِسی طرح سنوارتی اَور اَپنے اَپنے شوہروں کے تابع رہتی تھیں۔ چنانچہ سارہ اَبرہام کے حکم میں رہتی اَور اُسے خُداوند کہتی تھی۔ تم بھی اگر نیکی کرو اَور کسی ڈراوے سے نہ ڈرو تو اُسکی بیٹیاں ہوئیں۔ اَے شوہرو! تم بھی اَپنی بیویوں کے ساتھ عقلمندی سے بسر کرو اَور عورت کو نازک ظرف جان کر اُسکی عزت کرو اَور یوں سمجھو کہ ہم دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں تاکہ تمہاری دعائیں رک نہ جائیں۔'' (پطرس اول:۳/۱-۷)

اس اقتباس بالخصوص انڈر لائن جملوں کو ایک بار نہیں، بار بار پڑھیں اور ان میں غور کریں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ پیراگراف اس مسلم اسکالر کے قلم سے نکلا ہے جسے مسیحی نشریاتی ادارے دَقیانوسی (Fuddy-Duddy) پسماندگی کی طرف ڈھکیلنے والا (Regressive) اور رجعت پسند (Retrogressive) سے کم گرداننے پر کسی طرح راضی نہیں ہیں۔ اس میں عورتوں سے متعلق ہر اس قضیہ پہ اسلام کی موافقت کی گئی ہے جس کی وجہ سے اسلام جانبدار محققین کی زبان وقلم کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ شاید ایسے ہی موقع پر کہتے ہیں کہ الفضل ما شھدت بہ الأعداء حق وہ ہے جو دشمنوں کے سر چڑھ کر بولے۔ مزید وہ لوگ کس منہ سے اسلام کو آنکھیں دکھا سکیں گے جن کے مذہب کا قانون یہ ہو:

"For a man indeed ought not to cover his head, forasmuch as he is the image and glory of God: but the woman is the glory of the man. For the man is not of the woman; but the woman of the man. Neither was the man created for the woman; but the woman for the man."
(1Corinthians: 11/7-9)

''البتہ مرد کو اپنا سر ڈھانکنا نہ چاہیے کیونکہ وہ خُدا کی صورت اور اُسکا جلال ہے مگر عورت مرد کا جلال ہے۔ اِسلئے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے۔ اور مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی۔'' (کرنتھیوں اول:۱۱/۷-۹)

دورِ جدید کے انگریزی ادبا و محققین بھی مانتے ہیں کہ میاں بیوی میں حاکمیت مرد کی ہوتی ہے، نہ کہ عورت کی۔ دلیل کے لیے لفظ مسٹر اور مسز پہ غور کرلیں، مزید فیملی نیم (خاندانی نام) کی حالتوں اور اس کے متعلق رائج قواعد وضوابط پہ۔ اس کی تفصیل ''بچوں کی دیکھ ریکھ کون کرے؟ شوہر یا بیوی'' کے عنوان کے تحت درج ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۰)طلاق اور اس کا اختیار۔

جب مرد وعورت شادی کے بندھن میں بندھ جائیں تو کیا وہ ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے؟؟ بہتر تو یہی ہے کہ ان کے درمیان جدائی صرف موت سے ہو کہ دونوں میں سے ایک اس دنیا کو الوداع کہہ دے، وہ بھی طبعی عمر گذارنے کے بعد۔لیکن اگر دونوں کی زندگی ایک دوسرے کی وجہ سے تلخ ہوجائے، دونوں کے مزاج اور اَطوار واخلاق میں نمایاں فرق ہو اور دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ گذارا ناممکن کی حد تک مشکل ہوجائے تو پھر وہ دونوں الگ ہوجائیں اسی میں ان کی اور ان کے خاندان اور پڑوسیوں نیز معاشرہ وملک کی بھلائی ہے۔قرآن نے اس کی اجازت دی ہے۔ویسے بائبل میں بھی طلاق کا تذکرہ ہے مگر انداز بیان کچھ اس طرح ہے کہ ایک دانشور کی عقل اسے قبول کرنے سے ہچکچاہٹ کا اظہار کرسکتی ہے۔بائبل اور قرآن دونوں کے مطابق طلاق دینے کا اختیار صرف مرد کو حاصل ہے۔

اللہ جل شانہ مہر دین اور اختیار طلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

''وَإِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُوْنَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوْا أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ٥''۔

''اور اگر تم انہیں چھونے سے قبل طلاق دیدو اور تم نے ان کے لیے مہر متعین کررکھا ہے تو متعینہ مہر کا نصف ادا کرو، البتہ اگر وہ (بیویاں) معاف کریں (تو نہیں دینا پڑے گا) یا وہ (یعنی مرد) معاف کردے جس کے ہاتھ میں طلاق کی ڈور ہے (تو پورا مہر دینا ہوگا) اور اے مردو! تم معاف کردو یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور آپس کی خوشگواری کو نہ بھولو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔'' (سورة البقرة: ۲۳۷)

اللہ جل شانہ طلاق اور اس کی قسموں کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

''اَلطَّلٰقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسٰنٍ.''

''طلاق دو مرتبہ ہے تو بھلائی کے ساتھ روک لے یا اچھائی کے ساتھ چھوڑ دے۔'' (سورة البقرة: ۲۲۹)

اس آیت کریمہ میں رجعی طلاق کا تذکرہ کیا گیا ہے۔یعنی دو طلاق تک مرد کو یہ

اختیار حاصل ہے کہ عدت پوری ہونے سے پہلے لفظ یا عمل کے ذریعہ رجوع کر لے یا عدت پوری ہونے کے بعد پھر سے نکاح کر لے۔لیکن اگر مرد نے تیسری مرتبہ طلاق دیدی تو اب اسے اسی عورت کو اپنی بیوی بنانے کے لیے مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ارشاد ہوتا ہے:

”فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝“۔

”تو جو (دو کے بعد تیسری مرتبہ) طلاق دے تو اب وہ عورت دوسرے مرد سے شادی کے بغیر اس کے لیے دوبارہ حلال نہیں ہوگی۔اور جب دوسرا مرد طلاق دیدے اور وہ دونوں (پہلا شوہر اور عورت) یہ یقین کریں کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ پھر سے میاں بیوی کے بندھن میں بندھ جائیں، یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں وہ لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے تا کہ وہ عبرت حاصل کریں۔“ (سورة البقرة: ٢٣٠)

بہ ظاہر دیکھنے میں اسلام کا یہ حکم جسے حلالہ کہا جا سکتا ہے عورت پر ظلم کے مترادف معلوم ہوتا ہے مگر عقل و دانش کی نظر میں یہ مجرموں کے لیے سخت سزا جرائم کا گراف گھٹانے کی حکمتوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔یعنی جب شوہر کو معلوم ہوگا کہ طلاق کوئی ہلکی چیز نہیں ہے بلکہ تین بار طلاق کی سزا میں اسے اپنی غیرت نفس گروی رکھنی ہوگی تو وہ کبھی بھی لفظ طلاق کے استعمال سے قبل ہزار مرتبہ سوچنا پسند کرے گا۔اس طرح صبح و شام بے انتہا جھگڑے لڑائی کی نوبت نہیں آئے گی اور شوہر اسی وقت طلاق دے گا جب وہ علیحدگی کا من دو سو فیصد بنا چکا ہوگا۔اس طرح عورت کی عزت روز روز کی ذلت سے محفوظ رہے گی اور معاشرہ میں طلاق کی شرح بہت کم ہوگی۔یہی وجہ ہے کہ مسلم قوم میں طلاق کا گراف سب قوموں سے کئی گنا کم ہے۔

طلاق اور اختیار طلاق کو بائبل کے اس اقتباس میں ذکر کیا گیا ہے:

"When a man hath taken a wife, and married her, and it come to pass that she find no favour in his eyes, because he hath found some uncleanness in her: then let him write her a bill of divorcement, and give it in her hand, and send her out of his house. And when she is departed out of his house, she may go and be another man's wife. And if the latter husband hate her, and write her a bill of divorcement, and giveth it in her hand, and sendeth her out of his house; or if the latter husband die, which took her to be his wife; Her former husband, which sent her away, may not take her again to be

his wife, after that she is defiled; for that is abomination before the LORD: and thou shalt not cause the land to sin, which the LORD thy God giveth thee for an inheritance." (Deuteronomy: 24/1-4)

''اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اُس میں کوئی ایسی بیہودہ بات پائے جس سے اُس عورت کی طرف اُسکی التفات نہ رہے تو وہ اُسکا طلاقنامہ لکھکر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نکال دے۔ اور جب وہ اُسکے گھر سے نکل جائے تو وہ دوسرے مرد کی ہو سکتی ہے۔ پر اگر دوسرا شوہر بھی اُس سے ناخوش رہے اور اُسکا طلاقنامہ لکھکر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نکال دے یا وہ دوسرا شوہر جس نے اُس سے بیاہ کیا ہو مر جائے۔ تو اُسکا پہلا شوہر جس نے اُسے نکال دیا تھا اُس عورت کے ناپاک ہو جانے کے بعد پھر اُس سے بیاہ نہ کرنے پائے کیونکہ ایسا کام خُداوند کے نزدیک مکروہ ہے۔ سو تو اُس ملک کو جسے خُداوند تیرا خُدا میراث کے طور پر تجھ کو دیتا ہے گنہگار نہ بنانا۔'' (اِستثنا:۲۴/۱۔۴)

اور انجیلوں میں مسیح کی طرف منسوب یہ حکم ملتا ہے:

Jesus' teaching on divorce

"It hath been said, Whosoever shall put away his wife, let him give her a writing of divorcement: But I say unto you, That whosoever shall put away his wife, saving for the cause of fornication, causeth her to commit adultery: and whosoever shall marry her that is divorced committeth adultery." (Matthew: 5/31-32, 19/17, Mark: 10/3-6)

''یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اُسے طلاقنامہ لکھ دے۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا اَور سبب سے چھوڑ دے وہ اُس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔'' (متی:۵/۳۱۔۳۲،۱۹/۱۷،مرقس:۱۰/۳۔۶)

ان دونوں پیراگرافوں سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) طلاق دینے کا اختیار صرف مرد کو ہے۔ عورت خود سے طلاق نہیں دے سکتی ہے۔

(۲) طلاق دینا صرف اس وقت جائز ہے جبکہ عورت نے حرامکاری کا جرم کیا ہو۔

(۳) ایک مرتبہ جس عورت سے رشتہ توڑ لیا اس سے دوبارہ رشتہ جوڑنا' جائز نہیں ہے۔

(۴) مرد حاکم ہے اور عورت اس کی تابع۔ میاں بیوی میں اصل محور (Axis) شوہر ہی ہے۔

(۵) شادی سے اگرچہ مرد و عورت دونوں کی پیاس بجھتی ہے مگر خرچہ اٹھانے کی ذمہ داری مرد کی ہے۔ مرد پہ بیوی کا نان و سکنی لازم و واجب ہے۔

اس مقام پہ بائبل وقرآن دونوں کے حکم کا موازنہ کریں تو یہ بات دو اور دو چار کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام نے حقوق نسواں کی حفاظت کے لیے بائبل سے زیادہ اقدامات کیے ہیں۔ اگر شوہر شرابی ہے، شبابی ہے، جواڑی ہے تو بیوی اسے جھیلتی رہے، روز اس کی اذیتوں اور ستم کو سہتی رہے مگر وہ اس سے علیحدہ نہیں ہوسکتی کیونکہ اسے خود تو طلاق دینے کا اختیار حاصل نہیں ہے اور اس کے شوہر کو بھی اجازت نہیں ہے، ہاں! یہ کہ وہ چھٹکارے کے لیے پہلے زنا کرائے اور پھر شوہر سے مطالبۂ طلاق کرے۔ کیا اسے صحیح کہا جاسکتا ہے؟؟

اسی طرح بیوی حرامکاری کے علاوہ اور دوسری چیزوں سے شوہر کو پریشان کردے، اس کی ناک میں دم کردے اور اس کا جینا حرام کردے مگر شوہر پھر بھی اس کو طلاق دینے کا حق نہیں رکھتا ہے اسے اس حال میں بھی اس کو ڈھونا ہوگا یا پھر بیوی کی زندگی کا چراغ گُل کرنا ہوگا، جو آج کل اکثر و بیشتر ہوتا ہے۔ یہ عقل میں سمانے والا حکم نہیں ہے کیونکہ زندگی کی گاڑی کے دونوں پہیوں کا بہت حد تک یکساں ہونا ضروری ہے۔

اسلام نے مردوں کو ہی طلاق کا اختیار کیوں دیا، عورتوں کو کیوں نہیں؟ اس کے اسباب درج ذیل ہیں:۔

(ا) عموماً عورتیں جذباتی زیادہ ہوتی ہیں، معمولی معمولی باتوں کو بھی دل پہ لے لیتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ اور معمولی سے غصہ کی حالت میں بھی طلاق کا مطالبہ کر بیٹھتی ہیں۔ ان کے برخلاف جو مرد شرابی نہیں ہوتے ہیں، عموماً وہ ضبط اور معاملہ فہمی میں عورتوں سے کہیں آگے رہتے ہیں، معاملہ کی نزاکت کو بھی محسوس کرتے ہیں اور طلاق کے انجام کو مدنظر رکھ کر ہی فیصلہ کرتے ہیں کہ کہیں انہیں پچھتانے کی نوبت نہ آجائے۔ البتہ! اسلام نے مرد کے ظلم وستم سے عورت کو بچانے کے لیے خلع اور دارالقضا کے ذریعہ فسخ نکاح کا دروازہ کھلا رکھا ہے، جس کی تفصیل کے لیے دارالافتا والقضا جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔ اعظم گڑھ۔ یوپی (ہند) سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ ذرا اس خبر کو پڑھیں:

"The National Center for Health Statistics reports that from 1975 to 1988 in the U.S., in families with children present, wives file for divorce in approximately two-thirds of cases. In 1975, 71.4% of the cases were filed by women, and in 1988, 65% were filed by women."
(www.en.wikipedia.org/wiki/Divorce)(http://en.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)
(http://www.cdc.gov/nchs/data/mvsr/supp/mv39_12s2.pdf)

''قومی مرکز برائے امور صحت کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۸ء تک بچوں والے خاندان میں سے طلاق کے لیے درخواست دینے والوں میں تقریباً دو تہائی (بلکہ اس سے زیادہ۔) بیویوں کی حصہ داری ہے، ۱۹۷۵ء میں ۷۱.۴ فیصد مقدمات خواتین نے دائر کیے ہیں۔ جبکہ سال ۱۹۸۸ء میں خواتین کے ذریعہ ۶۵ فیصد عرضیاں دی گئیں۔''

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ عورتوں نے تعلیم اور بیداری کی وجہ سے ظلم نہ سہتے ہوئے یہ عرضیاں دی ہیں، مگر یہ جواب یہ ظاہر کرتا (اور حقیقت بھی یہی) ہے کہ امریکہ جیسے تعلیم اور ترقی یافتہ ملک میں عورتوں سے متعلق امتیازی اور ظالمانہ رویہ میں کوئی کمی نہیں ہے، جو امریکہ کے لیے شرمناک ہے، اور اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ طلاق میں عورتوں کی سوچ کا زیادہ دخل ہے تو دبے لفظوں آپ کو یہ بھی قبول کرنا ہوگا کہ اسلام کا یہ کہنا برحق ہے کہ عورتوں کو طلاق کا اختیار دینے سے گھر زیادہ برباد ہوگا۔ اس پیراگراف کو پڑھیں:

"Although a home with biological parents who are married cannot guarantee that a child will be safe and happy, the evidence suggests that it represents the safest of all environments for children; at the same time--and in sharp contrast--the evidence also suggests that a home with adults who decide not to marry and to live together out of wedlock represents the most dangerous environment of all for children." (www.heritage.org/research/reports/1997/05/bg1115-the-child-abuse-crisis)
(http://heartland.org/sites/all/modules/custom/heartland_migration/files/pdfs/4306.pdf)
(http://www.civitas.org.uk/hwu/cohabitation.php)

''اگرچہ شادی شدہ والدین کے گھر میں بھی بچے کی حفاظت اور خوشی کی سو فیصد گارنٹی نہیں دی جاسکتی ہے مگر دلائل یہی کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ محفوظ ٹھکانا یہی ہے۔ مزید برآں دلائل کا یہ بھی کہنا ہے کہ جس گھر میں غیر شادی شدہ جوڑا رہتا ہے بچوں کے لیے وہ سب سے زیادہ غیر محفوظ ہے۔''

ایک اور رپورٹ ملاحظہ ہو:

"Compared to children in male-headed traditional families where their natural parents are married to each other, children living in female-headed single-parent, lesbian or other environments where they are deprived of their natural fathers are:
1. Eight times more likely to go to prison.
2. Five times more likely to commit suicide.
3. Twenty times more likely to have behavioral problems.
4. Twenty times more likely to become rapists.
5. 32 times more likely to run away."
(http://www.nownys.org/docs/fatherlessness%20article.pdf)

''مردوں کی حاکمیت والے روایتی گھر، جہاں جوڑا شادی شدہ ہوتا ہے، کے بالمقابل سنگل پیرنٹ فیملی، یا ہم جنس جوڑے یا باپ کے سایہ سے دور کسی اور مقام پہ رہنے والے بچوں کی حالت یہ ہے:

۱۔ جیل میں جانے (مجرم بننے) کا اندیشہ ۸ر گنا زیادہ ہے۔

۲۔ خودکشی کا خدشہ ۵ر گنا زیادہ ہے۔

۳۔ ان میں اَخلاقی تنزلی کا خطرہ ۲۰ر گنا زیادہ ہے۔

۴۔ آبروریز بننے کا چانس بھی ۲۰ر گنا زیادہ ہے۔

۵۔ بھگوڑا بننے کا اندیشہ ۳۲ر گنا زائد ہے۔

ذرا سوچئے! طلاق کو آسان بنا دینے سے کتنے کروڑ بچے ماں باپ کے مشترکہ پیار سے محروم ہیں، شاید یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ دنیا کے سب سے ترقی یافتہ اور مالدار ملک کے بچے والدین کے مشترکہ پیار اور خوشی کے معاملے میں ایشیائی بچوں سے کہیں زیادہ غریب ہیں۔

(۲) مرد پہ خرچہ اٹھانے کی ذمہ داری ہے جس کی وجہ سے دن میں عام طور پہ وہ گھر کے باہر رہتے ہیں اور عورتیں گھر کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ اگر عورت کو طلاق کا مالک بنا دیا جائے تو مرد گھر سے باہر رہے اور عورت اسے طلاق دے کر اس کے گھر بار کو بیچ کر اپنی راہ لے، خاص کر مالدار مردوں کی غریب بیویاں ایسا کریں گی یا امیروں کو لوٹنے کے لیے ٹھگ خوبصورت لڑکیوں کا اس مقصد کے لیے بہ آسانی استعمال کر سکتے ہیں، جیسے آج کل ہوتا ہے کہ لڑکیوں کو سامنے رکھ کر ٹھگ بہت سے مالداروں کو بلیک میل کرتے ہیں۔

(۳) عورتوں کو طلاق کا اختیار دینے سے امریکہ کس طرح کے مسائل سے جھوجھ رہا ہے، انہیں جاننے کے لیے نیچے کی سطریں پڑھیں:

"In their study titled "Child Custody Policies and Divorce Rates in the US," Kuhn and Guidubaldi find it reasonable to conclude that women anticipate advantages to being single, rather than remaining married. When women anticipate a clear gender bias in the courts regarding custody, they expect to be the primary residential parent for the children and recipient of the resulting financial child support, maintaining the marital residence, receiving half of all marital property, and gaining total freedom to establish new social relationships. In their detailed analysis of divorce rates, Kuhn and Guidubaldi conclude that acceptance of joint physical custody may reduce divorce. States whose family law policies, statutes, or judicial

practice encourage joint custody have shown a greater decline in their divorce rates than those that favor sole custody."
(www.en.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)
(http://www.fathermag.com/news/2779-WashPost80125.shtml)
(http://www.fatherssupportingfathers.org/research.html)

''کون اور گوڈبلڈی نے اپنے مطالعہ'امریکہ میں بچوں کی نگہداشت کی ذمہ داری اور شرح طلاق'میں خود کو اس نتیجہ پہ پایا ہے کہ عورتوں کو شادی شدہ سے زیادہ تنہائی کی زندگی فائدہ مند لگتی ہے،عورتوں کو عدالتوں میں بچوں کی دیکھ ریکھ کے حوالے سے واضح جنسی حمایت (مؤنث ہونے کا فائدہ) ملنے کی امید ہوتی ہے، وہ یہ توقع کرتی ہیں کہ انہیں بچوں کے نگہبان کی حیثیت سے (مردوں پہ) ترجیح ملے گی اور بچوں کی نگہداشت کے نام پہ مالی معاونت بھی ملے گی،شادی شدہ زندگی کا گھر،کل پراپرٹی کا آدھا اور ان کے علاوہ نئے سماجی تعلقات کے لیے مکمل آزادی ملے گی، ایسی صورت میں تجزیہ نگاروں کا خیال یہ ہے کہ بچوں کی کفالت کی ذمہ داری کو مشترک بنانے سے طلاق کی شرح کم ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن ریاستوں نے (ماں باپ دونوں کی) مشترکہ نگہبانی کا قانون نافذ کیا یا جہاں کی عدالتیں مشترکہ دیکھ ریکھ کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں وہاں طلاق کی شرح ان علاقوں کی بہ نسبت بہت حد تک گر چکی ہے جہاں کی ریاستیں انفرادی نگرانی کی حامی ہیں۔''

کم عمروں کی وجہ سے ڈھیر سارے مسائل سے جھوجھ رہے یورپ وامریکہ کو ان کے ان محققین درج ذیل تجویزیں دے رہے ہیں،ایک ایک لفظ کو غور سے دیکھیں:

"The Report article recommends to parents that to be successful in: •Preserving childhood. •Stay married. •Keep stress levels down; do not overbook children's activities. •Prevent obesity. •Provide a highfibre. •diet with plenty of fruits and vegetables. •Cut out fast food. •Keep your daughter active; get her interested in a sport or out playing with other kids. •Throw out the TV. •Send earlydeveloping girls to samesex or age segregated schools to reduce exposure to older boys."
(http://www.fatherssupportingfathers.org/research.html)
(http://www.fathersforlife.org/divorce/chldrndivstats2.htm)

''یہ رپورٹ کامیاب ماں باپ بننے کے لیے ان امور کا مشورہ دیتی ہے (۱) بچوں کی حفاظت کریں (۲) شادی کا بندھن نہ توڑیں (۳) دباؤ کم رکھیں (۴) بچوں کو بہت زیادہ مصروف نہ کریں (۵) موٹاپا سے بچائیں (۶) اچھی غذا دیں (۷) پھل اور سبزیاں کثرت سے کھلائیں (۸) فاسٹ فوڈ سے دور رکھیں (۹) بچی کو متحرک رکھیں اور اسے کھیل میں توجہ دلائیں یا دوسرے بچوں کے ساتھ باہر کھیلنے کے لیے بھیجیں (۱۰) ٹیلی ویژن کو اٹھا پھینکیں (۱۱) بڑی عمر کے لڑکوں

سے تعلقات میں کمی کے لیے اسے لڑکیوں کے یا ہم عمر بچیوں کے اسکول میں بھیجیں۔"

امید ہے کہ اپنے تجربہ کے بعد تو یورپی و امریکی حکمراں اور ادبا پچھتا کر اپنی غلط پالیسیوں سے رجوع کریں گے اور اسلام کی حقانیت کو قبول کر کے اور اسلامی قانون کو اپنے یہاں نافذ کر کے اپنی قوموں کو بچانے کی مخلصانہ جدوجہد دکھائیں گے۔

(۱۱) **دوسرا نکاح۔**

ایک مرد یا عورت دوسری شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ مرد تو ایک بیوی کی موجودگی میں ہی دوسری شادی کر سکتا ہے جبکہ عورت بہ یک وقت دو شوہر نہیں رکھ سکتی ہے جیسا کہ ہم نے پچھلے صفحات میں قرآن اور بائبل کے حوالے سے نقل کر دیا ہے۔ اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کیا عورت ایک شوہر سے الگ ہونے کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن اور بائبل دونوں نے طلاق، بیوگی اور علیحدگی کے بعد عورت کو دوسری شادی کرنے کا اختیار دیا ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝":

"اور تم میں جو بے جوڑ ہیں ان کا اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا نکاح کر دو، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ وسعت اور علم والا ہے۔" (سورۃ النور: ۳۲)

یہ آیت ہر اس فرد کو شامل ہے جو بے جوڑ ہو چاہے مرد ہو یا عورت۔ پہلے شادی ہو چکی ہو یا کنوارے ہوں۔

بائبل نے بھی مطلقہ اور بیوہ کو دوسری شادی کا اختیار دیا ہے۔ پہلا اقتباس ملاحظہ ہو:

"When a man hath taken a wife, and married her, and it come to pass that she find no favour in his eyes, because he hath found some uncleanness in her: then let him write her a bill of divorcement, and give it in her hand, and send her out of his house. And when she is departed out of his house, she may go and be another man's wife."

(Deuteronomy: 24/1-2, Matthew: 5/31-32)

"اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اُس میں کوئی ایسی بیہودہ بات پائے جس سے اُس عورت کی طرف اُسکی اِلتفات نہ رہے تو وہ اُس کا طلاقنامہ لکھکر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے

گھر سے نکال دے۔ اور جب وہ اُسکے گھر سے نکل جائے تو وہ دوسرے مرد کی ہو سکتی ہے۔''
(اِستثنا:۲۴/۱-۲، متی:۵/۳۱-۳۲)

بیوگی کے بعد نکاح کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا:

"The wife is bound by the law as long as her husband liveth; but if her husband be dead, she is at liberty to be married to whom she will; only in the Lord." (1Corinthians: 7/39)

''جب تک عورت کا شوہر جیتا ہے وہ اُسکی پابند ہے پر جب اُسکا شوہر مر جائے تو جس سے چاہے بیاہ کر سکتی ہے مگر صرف خُداوند میں۔'' (کرنتھیوں اول:۷/۳۹)

درج ذیل پیراگراف بھی بہت حد تک عورت کے لیے بیوگی کے بعد دوسری شادی کی راہ ہموار کرتا ہے:

"If brethren dwell together, and one of them die, and have no child, the wife of the dead shall not marry without unto a stranger: her husband's brother shall go in unto her, and take her to him to wife, and perform the duty of an husband's brother unto her. And it shall be, that the firstborn which she beareth shall succeed in the name of his brother which is dead, that his name be not put out of Israel." (Deuteronomy: 25/5-6)

''اگر کئی بھائی ملکر ساتھ رہتے ہوں اور ایک اُن میں سے بے اولاد مر جائے تو اُس مرحوم کی بیوی کسی اَجنبی سے بیاہ نہ کرے بلکہ اُسکے شوہر کا بھائی اُسکے پاس جا کر اُسے اپنی بیوی بنالے اور شوہر کے بھائی کا جو حق ہے وہ اُسکے ساتھ ادا کرے۔ اور اُس عورت کے جو پہلا بچہ ہو وہ اُس آدمی کے مرحوم بھائی کے نام کا کہلائے تا کہ اُسکا نام اِسرائیل میں سے مٹ نہ جائے۔'' (اِستثنا:۲۵/۵-۶)

اس غیر ضروری مگر خوشنما اور دلکش قانون میں ایک بہت بڑا نقصان چھپا ہے جو دیور۔ بھابی کے ناجائز رشتوں اور ان کے خون آشام انجام سے باخبر افراد پہ پوشیدہ نہیں ہے۔

اسی طرح بنی اسرائیل کے مذہبی پیشوا کاہنوں کے متعلق کہا گیا:

"Neither shall they take for their wives a widow, nor her that is put away: but they shall take maidens of the seed of the house of Israel, or a widow that had a priest before." (Ezekiel: 44/22, Leviticus: 21/7, 21/13-15)

''اور وہ بیوہ یا مُطلّقہ سے بیاہ نہ کرینگے بلکہ بنی اِسرائیل کی نسل کی کنواریوں سے یا اُس بیوہ سے جو کسی کاہن کی بیوہ ہو۔'' (حزقی ایل:۴۴/۲۲، اَحبار:۲۱/۷، ۲۱/۱۳-۱۵)

مطلب خدا کے عہدہ داروں کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بیوہ اور مطلقہ خواتین

شادی کر سکتی ہیں۔

کتاب یرمیاہ میں ہے:

"They say, If a man put away his wife, and she go from him, and become another man's, shall he return unto her again?." (Jeremiah: 3/1)

''کہتے ہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور وہ اُسکے ہاں سے جا کر کسی دوسرے مرد کی ہوجائے تو کیا وہ پہلا پھر اُسکے پاس جائیگا۔'' (یرمیاہ:۱/۳)

مزید عہد نامۂ جدید میں کہا گیا:

"So I counsel younger widows to marry, to have children, to manage their homes and to give the enemy no opportunity for slander. Some have in fact already turned away to follow Satan."

(1Timothy: 5/14-15, NIV, IBS, New Jersey, USA, © 1973, 1978, 1984)

''پس میں چاہتا ہوں کہ جوان بیوائیں بیاہ کریں۔ اُنکے اولاد ہو۔ گھر کا انتظام کریں اور کسی مُخالف کو بدگوئی کا موقع نہ دیں۔ کیونکہ بعض گمراہ ہوکر شیطان کی پیرو ہوچکی ہیں۔'' (تیمتھیس اول:۵/۱۴-۱۵)

ایک ایک لفظ پہ زور دے کر پڑھیں! اس پیراگراف کے انداز بیان اور اس کے ہر ایک لفظ سے یہ مفہوم مترشح ہوتا ہے کہ شادی کے بغیر مرد وعورت کا بندھن ناجائز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شادی بغیر رہنے والی یا شادی کے بغیر رشتہ قائم کرنے والی عورتوں کے متعلق کہا گیا: کسی مُخالف کو بدگوئی کا موقع نہ دیں کیونکہ بعض گمراہ ہوکر شیطان کی پیرو ہوچکی ہیں۔''

چلتے چلتے ہم بائبل پرستوں کی ایک اور خیانت سے پردہ اٹھاتے چلیں۔ ہم نے جو انگریزی اقتباس نقل کیا ہے وہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی، نیو جرسی امریکہ سے شائع نیو انٹرنیشنل ورژن (کاپی رائٹ ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۴ء) کا ہے اس میں جہاں ''Younger Widows'' کا لفظ ہے۔ اس مقام پہ دی بک روم، بائبل سوسائٹی آف انڈیا بنگلور، ہند سے نشر کردہ کنگ جیمس ورژن (مطبوعہ ۲۰۰۸ء) میں ''Younger Women'' کا لفظ ہے۔ جبکہ اسی بائبل سوسائٹی آف انڈیا کی Good News Bible میں ''Younger Widows'' اور اسی کی اردو بائبل (مطبوعہ ۲۰۰۹ء) میں ''جوان بیوائیں'' اور ہندی بائبل (مطبوعہ ۲۰۱۰ء) میں وہاں پر ''जवान विधवाएँ'' موجود ہے۔ اسی طرح امریکن بائبل سوسائٹی نیو یارک امریکہ سے ۱۹۹۵ء میں شائع کردہ

The Gideons ''اور''Contemporary English Version''
International in India'' سکندر آباد، آندھرا پردیش (ہند) سے ۲۰۰۹ء میں
شائع شدہ نیو کنگ جیمس ورژن میں بھی''Younger Widows'' کا ہی لفظ ہے۔اور
''Widow''(بیوہ)اور''Woman''(خاتون) میں جو فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

(۱۲)**مطلقہ کا نفقہ و سکنی۔**

ایک ایسی عورت جس کی اپنے شوہر سے جدائی ہوچکی ہو اس کا خرچہ کون اٹھائے گا؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔کیا اس کی دوسری شادی تک اس کے پرانے شوہر پر ہی اس کا خرچہ لازم ہوگا یا عدت گذرتے ہی اس کا نفقہ وسکنی اس کے ذمہ سے ختم ہوجائے گا؟ اس سلسلے میں بائبل اور قرآن دونوں کا موقف یہ ہے کہ نکاح کا رشتہ ختم ہوتے ہی شوہر کے ذمہ سے رہائش اور خرچ کی ذمہ داری ختم ہوجائے گی۔عقلی دلائل حدیث اور بائبل کے اقتباسات کے بعد تحریر کیے جائیں گے۔

عورت کی عدت تک ہی اس کا خرچہ مرد پہ لازم ہے،اس کے بعد نہیں:

"وَإِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَلَهَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى فِي عِدَّتِهَا رَجْعِيًّا كَانَ أَوْ بَائِنًا۔"

''مرد اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے یا بائن،عدت تک رہائش وخرچہ اسی کے ذمہ ہے۔''

(الهداية: فصل وإذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة و السكنى فى عدتها رجعيا كان أو بائنا، المبسوط: باب النفقة فى الطلاق والفرقة، فتح القدير: فصل وإذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة و السكنى فى عدتها رجعيا كان أو بائنا)

اسی طرح بائبل میں ہے:

"When a man hath taken a wife, and married her, and it come to pass that she find no favour in his eyes, because he hath found some uncleanness in her: then let him write her a bill of divorcement, and give it in her hand, and send her out of his house."

(Deuteronomy: 24/1, Matthew: 5/31-32)

''اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اُس میں کوئی اَیسی بیہودہ بات پائے جس سے اُس عورت کی طرف اُسکی اِلتفات نہ رہے تو وہ اُسکا طلاقنامہ لکھکر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نکال دے۔'' (اِستثنا:۲۴/۱،متی:۵/۳۱-۳۲)

مذکورہ اقتباس کا خط کشیدہ جملہ بتا رہا ہے کہ طلاق کے بعد ہی مرد اُسے اپنے گھر سے نکال دے۔معلوم ہوا کہ شاہ بانو کیس میں ہندوستان کے سپریم کورٹ کے ذریعہ دیا جانے والا یہ فیصلہ

قرآن اور بائبل دونوں کے خلاف تھا کہ شاہ بانو کا پرانا شوہر ہی اس کا خرچ اٹھائے گا۔امریکہ طلاق کے معاملہ میں سب سے آگے ہے، وہاں تقریبا ہر سو میں سے پچاس شادیاں ٹوٹ جاتی ہیں، کیا امریکی قانون ان مطلقہ خواتین کا کھانا خرچہ ان کے سابق شوہروں پہ لازم قرار دیتا ہے؟؟ نہیں۔

پرانے شوہر پر نفقہ و سکنی واجب نہ ہونے کی وجہیں درج ذیل ہیں:

(۱) میاں بیوی کا رشتہ بننے سے پہلے اس مرد پہ عورت کا نفقہ ضروری نہیں تھا اور شادی کی وجہ سے جو ذمہ داری مرد پہ عائد ہوئی تھی وہ شادی کے ختم ہوتے ہی ختم ہوگئی کیونکہ جس بنیاد پہ عمارت تعمیر کی گئی تھی جب وہ بنیاد ہی ڈھ گئی تو عمارت کیسے باقی رہ سکتی ہے۔

(۲) اگر دونوں کے درمیان نفرت کی دیوار حائل نہیں ہوتی تو پھر وہ جدا نہیں ہوتے، اب جبکہ انہوں نے ایک دوسرے کو اپنے دلوں سے نکال دیا تو پھر ایام عدت سے زیادہ اس کا خرچہ مرد پہ ڈالنا مناسب بھی نہیں ہے۔

(۳) اسلام یہ چاہتا ہے کہ شادی کے لائق کوئی بھی مرد یا عورت بے جوڑ نہ رہے تا کہ معاشرہ بد نگاہی اور بدکاری سے پاک رہے۔یہی وجہ ہے کہ صحیفہ صحیحہ قرآن مقدس میں کہا گیا:

''وَأَنكِحُوا الْاَيٰمٰى مِنكُمْ وَالصّٰلِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ٥'':

''اور تم میں جو بے جوڑ ہیں ان کا اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا نکاح کردو، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ وسعت اور علم والا ہے۔'' (سورۃ النور: ۳۲)

یہ آیت ہر اس فرد کو شامل ہے جو بے جوڑ ہو چا ہے مرد ہو یا عورت۔ پہلے شادی ہو چکی ہو یا کنوارے ہوں۔اسی لیے جب تک مطلقہ عورت عدت میں ہے اس کا پرانا شوہر یعنی جس نے طلاق دی ہے اس پر کھانا خرچہ لازم ہے اور بعد عدت جس سے نکاح کرے گی اسی پہ نفقہ و سکنی لازم ہوگا۔

(۴) طلاق لے چکی عورت کا خرچہ اس کے پرانے شوہر پہ لازم کرنے سے ایک نئی پریشانی یہ پیدا ہوگی کہ ایسی خواتین کا ''حادثاتی قتل''، بہت زیادہ ہوگا، کیونکہ جس کے لیے دل میں جگہ نہیں اس کا بوجھ اٹھانے پہ مجبور کیے جانے سے انسان کسی بھی حد تک جا سکتا ہے، بالخصوص جذباتی لوگ اپنی اُن پرانی بیویوں کا حادثاتی قتل کرنے سے گریز نہیں کریں گے جن کا خرچہ طلاق کے

بعد بھی ان پہ لازم ہوگا۔اس طرح بہ ظاہر عورتوں کی ہمدردی والا یہ قانون ان کی جان کا پھندا بن جائے گا،اگر کسی حکمراں کو یقین نہ ہو تو صرف دس سال کے لیے اس قانون کو آزما کر دیکھ لے۔

(۵) طلاق کے بعد بھی عورت کا خرچہ مرد پہ لازم کرنے سے مالدار مردوں کی بیویاں ان کے اور معاشرہ دونوں کے لیے پریشان کن ہوسکتی ہیں۔کیونکہ عورتوں کے کھانا خرچہ کی جو ذمہ داری عائد کی جاتی ہے وہ مرد کی حیثیت کی مطابق ہوتی ہے،مرد اگر امیر ہے تو عمدہ قسم کا کپڑا اور کھانا اور غریب ہے تو کم درجہ کا۔ایسی صورت میں لالچی ذہن کی خواتین شادی نہ کرکے امیر مردوں پہ بوجھ بنیں گی اور اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے ناجائز طریقہ کا سہارا لے سکتی ہیں۔جس سے طلاق دینے کے باوجود خرچ اُٹھانے والے شوہر کو شدید ذہنی تکلیف پہونچے گی اور وہ کوئی بھی انتہائی اقدام کرنے پہ آمادہ ہوجائے گا۔

ہم نے جن چیزوں کو بیان کیا وہ کوئی خیالی تصورات نہیں ہیں، بلکہ یورپ و امریکہ میں وہ اپنے ڈھانچہ کے ساتھ موجود ہیں۔ذرا اس پیراگراف کو پڑھیں:

"In their study titled "Child Custody Policies and Divorce Rates in the US," Kuhn and Guidubaldi find it reasonable to conclude that women anticipate advantages to being single, rather than remaining married. When women anticipate a clear gender bias in the courts regarding custody, they expect to be the primary residential parent for the children and recipient of the resulting financial child support, maintaining the marital residence, receiving half of all marital property, and gaining total freedom to establish new social relationships. In their detailed analysis of divorce rates, Kuhn and Guidubaldi conclude that acceptance of joint physical custody may reduce divorce. States whose family law policies, statutes, or judicial practice encourage joint custody have shown a greater decline in their divorce rates than those that favor sole custody."

(www.en.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)
(http://www.deltabravo.net/cms/plugins/content/content.php?content.288)

’’کون اور گوڈبلڈی نے اپنے مطالعہ’امریکہ میں بچوں کی نگہداشت کی ذمہ داری اور شرح طلاق‘میں خود کو اس نتیجہ پہ پایا ہے کہ عورتوں کو شادی شدہ سے زیادہ تنہائی کی زندگی فائدہ مند لگتی ہے،عورتوں کو عدالتوں میں بچوں کی دیکھ ریکھ کے حوالے سے واضح جنسی حمایت (مؤنث ہونے کا فائدہ) ملنے کی امید ہوتی ہے، وہ یہ توقع کرتی ہیں کہ انہیں بچوں کے نگہبان کی حیثیت سے (مردوں پہ) ترجیح ملے گی اور بچوں کی نگہداشت کے نام پہ مالی معاونت بھی ملے گی،شادی شدہ

زندگی کا گھر ،کل پراپرٹی کا آدھا اور ان کے علاوہ نئے سماجی تعلقات کے لیے مکمل آزادی ملے گی، ایسی صورت میں تجزیہ نگاروں کا خیال یہ ہے کہ بچوں کی کفالت کی ذمہ داری کو مشترک بنانے سے طلاق کی شرح کم ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن ریاستوں نے (ماں باپ دونوں کی) مشترکہ نگہبانی کا قانون نافذ کیا یا جہاں کی عدالتیں مشترکہ دیکھ ریکھ کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں وہاں طلاق کی شرح ان علاقوں کی بہ نسبت بہت حد تک گر چکی ہے جہاں کی ریاستیں انفرادی نگرانی کی حامی ہیں۔''

(۶) خرچہ صرف مرد پر ہی کیوں؟ عورت پہ مرد کا نفقہ کیوں نہیں؟؟ اس سوال کا جواب ہم ان لوگوں سے چاہتے ہیں جو مطلقہ عورت کے لیے بعد عدت کھانا خرچہ کا مطالبہ کرتے ہیں؟؟

اسلام کے طلاق ونفقہ کو بلا وجہ موضوع بنانے والے سخن ور بھی یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ رشتہ ختم ہونے کے بعد نفقہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ خود یورپ وامریکہ میں جدائی وعلیحدگی کے بعد دونوں کے راستے جدا ہو جاتے ہیں اور مرد و عورت کو ایک دوسرے کی آئندہ آمدنی سے کوئی سروکار نہیں رہ جاتا ہے۔

امریکہ و یورپ میں طلاق کے وقت دونوں میں موجودہ پراپرٹی کو برابری کے ساتھ تقسیم کردیا جاتا ہے اور گھر اس کو دیا جاتا ہے جسے عدالت بچوں کا سرپرست قرار دیتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں مل کر کماتے ہیں مگر عقلی اور اسلامی قانون کے اعتبار سے عموماً صرف مرد کماتے ہیں اور عورتیں گھریلو ذمہ داریاں سنبھالتی ہیں۔اس تناظر میں کوئی مغرب کا دلدادہ یہ کہہ سکتا ہے کہ عورت کو کمانے کی کھلی چھوٹ بھی نہیں دیتے اور طلاق کے بعد کھانا خرچہ بھی بند کردینے کا قانون سنایا جاتا ہے پھر بے چاری کھائے گی کہاں سے؟؟ اس کے کئی ایک جواب ہیں:

الف:۔ اب سوال یہ ہے کہ مطلقہ خاتون اپنا گذارا کیسے کرے گی؟؟ اس کا حل اسلام نے پہلے سے دے رکھا ہے کہ خاتون دوسری شادی کرلے، یہ اس کے اور سماج و ملک سب کے لیے بہتر ہے۔ یا اگر شادی نہیں کرنا چاہتی ہے اور اس کے پاس صاحب استطاعت لڑکا ہو تو اس پر ماں کی کفالت کی ذمہ داری عائد ہوگی، یا خاتون کا باپ زندہ اور مستطیع ہو تو وہ یا خاتون کے دگر رشتہ دار مثلاً بھائی بھتیجا وغیرہ اس کا بوجھ اٹھائیں۔اور اگر کوئی صورت نہ ہو تو حکومت اس کا بار اٹھائے گی۔اسے وظیفہ (Pension) کے طور پر بیت المال سے ہر ماہ

گذارے کی رقم وا گذار کی جائے گی۔شادی کے علاوہ جتنی صورتیں ہیں اِسلام انہیں جائز تو قرار دیتا ہے لیکن قابل شادی خاتون کے لیے ان صورتوں کو اچھا نہیں کہتا ہے۔

ویسے اسلام کا قانون بھی کچھ ایسا ہے کہ ایک عورت خالی ہاتھ نہیں ہوگی کیونکہ اس کے پاس مہر دین کی رقم ہوگی، ماں باپ اگر انتقال کر چکے ہوں گے تو ان کے ترکہ میں سے حصہ ملا ہوگا، بھائی اگر زندہ ہوں تو وہ کفالت کریں اور اگر ان کا انتقال ہو چکا ہو تو ان کی بھی میراث ملے گی اگر بھتیجا نہ ہو، اور اگر بھتیجا ہو تو وہ دیکھ ریکھ کرے۔

ب:۔شاید امریکہ و یورپ کے والدین اپنی بیٹیوں سے اسی خدشہ کی وجہ سے نوکری کرواتے اور ان کی عزت کو جوکھم میں ڈالتے ہیں کہ طلاق کے بعد کہاں سے کھائے گی؟؟ مطلب کینسر سے پہلے احتیاط کے نام پہ ایسے غیر محتاط اِقدامات کیے جاتے ہیں جن سے کینسر کا خطرہ بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے مگر اسلام ایسا راستہ بتاتا ہے جس پہ چلنے سے کینسر کا اندیشہ ۹۹.۹۹ فیصد کم ہو جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ یورپ وامریکہ کے قانون کے سایہ تلے ہونے والی طلاقوں کا فیصد نظام مصطفیٰ والے آئین کی بہ نسبت کئی سو گنا زیادہ ہے۔اب لفظ ''انصاف'' کے ساتھ ''ظلم'' نہ کرتے ہوئے مغربی محققین ہی بتائیں کہ کونسا نظام صحیح ہے......؟؟؟ ان کا؟؟؟؟؟ یا ہمارا؟؟

(۱۳)بچوں کی دیکھ ریکھ کون کرے؟ شوہر یا بیوی۔

ایک شادی شدہ جوڑے کے پاس عام طور پہ گھر اور اولاد ہوتی ہے۔اور گھر بیٹھے زندگی کا پہیہ نہیں چلنے والا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ بیوی وشوہر میں سے کمانے کا کام کون کرے؟ اور گھر اور بچوں کی نگہداشت کون کرے؟؟

اگر عقل سے کام لیں اور مرد وعورت کی بناوٹ اور ان کی عام چیزوں اور حالات میں غور کریں تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ قدرت نے مرد وعورت کی جسمانی ساخت اس طرح رکھی ہے کہ بہ آسانی یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ شوہر کمانے اور بیوی گھر بار سنبھالنے کی ذمہ داری اٹھائے۔عام طور پر مرد طاقت ور اور عورتیں کمزور ہوتی ہیں، جتنا بھاری اور مشکل کام ایک مرد کر سکتا ہے عام طور پہ عورت نہیں کر سکتی ہے۔اس کے علاوہ ہر ماہ عورتوں کو ماہواری کی دشوار

گذار مدت گذارنی پڑتی ہے۔ نیز بچے سنبھالنے میں مردوں کی بہ نسبت عورتیں زیادہ کامیاب ہوتی ہیں۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ کم عمر بچے عام طور پہ محبت اور بہلانے والی باتیں پسند کرتے ہیں جو مردوں کی بہ نسبت عورتیں کئی گنا زیادہ دے سکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ نرسری اور پرائمری اسکولوں میں ٹیچروں کی تقرری کے وقت مرد پہ خاتون کو کئی گنا زیادہ ترجیح دی جاتی ہے بلکہ بیشتر نرسری و پرائمری اِسکولوں میں مرد ٹیچروں کی تقرری ہی نہیں کی جاتی ہے۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ عورتیں نرم دل اور مرد تیز دماغ ہوتے ہیں، مردوں کو عورتوں کی بہ نسبت غصہ جلد آجاتا ہے، اور بچوں کی تربیت میں غصہ کی ضرورت کم ہے جبکہ محبت کی ضرورت زیادہ ہے۔ چھٹا سبب یہ ہے کہ دو چار سالوں پہ تقریباً اکثر عورتوں کو حمل کے مشکل دور سے گذرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے وہ چھ ماہ تک بھاری اور مشکل کام کرنے کی اہل نہیں رہ جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں نوکری کرنے والی حاملہ خواتین کے لیے حکومت چھ ماہ کی رخصت منظور کرتی ہے۔ ساتویں چیز یہ ہے کہ خواتین گھر سے باہر غیر محفوظ ہوتی ہیں جس کا اعتراف ہر کسی کو ہے، فرق اتنا ہے کہ کچھ لوگ ہمیشہ کہتے ہیں اور کچھ صرف اس وقت جب کوئی عصمت دری کا معاملہ سامنے آتا ہے۔ ان اسباب کی بنیاد پہ بہتر یہی ہے کہ عورت اندرونی ذمہ داری سنبھالے اور مرد باہر کی۔

آنے والی سطروں میں ۱ تا ۵ نمبروں کے ساتھ جو کچھ تحریر ہے وہ یہی بتاتا ہے کہ یورپ و امریکہ اور ان سے ڈر کر ان کی ہاں میں ہاں ملانے والوں کے نزدیک بھی عورت کی حیثیت اتنی نہیں ہے جتنی وہ دکھاوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں:۔

(۱) ریس اور کرکٹ وغیرہ کھیلوں میں مرد و خواتین کے لیے الگ الگ جتھہ اور قانون بنا کر خود انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مرد و خواتین دونوں میں بہت فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف کھیلوں میں عورت بن کر گولڈ میڈل حاصل کرنے والے کتنے ہی مردوں سے تمغہ واپس لیا جا چکا ہے۔ اور خاص عورتوں کی ٹیم کا مقابلہ صرف مردوں والی ٹیم سے نہیں ہوتا ہے کیونکہ دونوں میں موازنہ درست نہیں۔

(۲) انگریزی زبان و ادب میں ایک لفظ ''Mrs.'' مسز کا استعمال ہوتا ہے۔ صرف یہی ایک لفظ یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ مساوات کا مغربی نعرہ ایک دھوکہ و فریب ہے۔

آکسفورڈ اڈوانسڈ لرنرز ڈکشنری میں لفظ ”.Mrs“ کے بارے میں لکھا ہے:

"a title that comes before a married woman's family name or before her first and family names together."

(Oxford Advanced Learner's Dictionary, 7th Edition)

”ایک ٹائٹل جو شادی شدہ خاتون کے فیملی نام، یا فرسٹ نیم اور فیملی نام دونوں سے پہلے استعمال کیا جاتا ہے۔“

آخر مسٹر بل کلنٹن کی اہلیہ مس ہلیری روڈَھم سے مسز ہلیری کلنٹن میں بدل گئی مگر مسٹر بل کلنٹن کے نام وو جود میں ایسی تبدیلی نہیں آئی۔ کیوں؟؟؟

مساوات کا انگریزی نعرہ اس وقت صحیح ہوگا جب عورتوں کی غلامی کی نشانی والے لفظ ”.Mrs“ اور اس طرح کے دیگر الفاظ کا وجود انگریزی زبان و ادب سے ختم کر دیا جائے یا پھر اس کی مثل کوئی ٹائٹل مرد کے لیے ایجاد کیا جائے جو شادی کے بعد اس کی بیوی کے نام کے کسی جز (خاندانی نام) پر مشتمل ہو۔

(۳) ہندوستانی حکومت کی جانب سے اجرا شدہ پاسپورٹ فارم کے ساتھ منسلک ہدایت نامہ ”Passport Information Booklet“ کے صفحہ نمبر چار کا درج ذیل حصہ غور سے پڑھیں:

(B) CHANGE OF NAME

I. Following marriage, remarriage or divorce.

a) A woman applying for change of name/surname in existing passport due to marriage must furnish:

(i) Photocopy of husband's passport, if any, and

(ii) An attested copy of marriage certificate issued by Registerar of marriage or an affidavit from the husband and wife along with a joint photograph,

b) Divorcees applying for change of name or for deletion of spouse's name in existing passport must furnish:

(i) Certified copy of divorce decree.

(ii) Deed poll/Sworn affidavit.

c) Re-married applicants applying for change of name/spouse's name must furnish:

(i) Divorce deed/death certificate as the case may be in respect of first spouse, and

(ii) Document as at (a) above relating to second marriage."

ترجمہ: **نام کی تبدیلی:۔**

نمبر ایک: مندرجہ ذیل قانون شادی، دوبارہ شادی اور طلاق کے متعلق ہے:

الف:۔ جو خاتون شادی کی وجہ سے موجودہ پاسپورٹ کے نام یا سرنیم میں تبدیلی کے لیے درخواست دے وہ درج ذیل چیزیں جمع کرے:

(i) اگر شوہر کا پاسپورٹ ہو تو اس کی ایک فوٹو کاپی۔ اور

(ii) شادی رجسٹرار کے ذریعہ اجرا شدہ میرج سرٹیفکیٹ کی تصدیق شدہ زیراکس کاپی یا شوہر و بیوی کی طرف سے حلف نامہ جس پر دونوں کی مشترکہ تصویر لگی ہو۔

ب:۔ مطلقہ خواتین جو موجودہ پاسپورٹ میں نام کی تبدیلی یا اپنے شریک حیات کے نام کو ختم کروانا چاہتی ہیں، وہ درج ذیل دستاویز جمع کریں:

(i) طلاق نامہ کی تصدیق شدہ کاپی۔ اور

(ii) نام کی تبدیلی کا حلف نامہ۔

ج:۔ دوسری شادی کر چکی خاتون جو اپنے نام یا شریک حیات کے نام میں بدلاؤ کے لیے درخواست دے رہی ہو وہ درج ذیل کاغذات جمع کرے:

(i) پہلے شریک حیات کے ساتھ جیسا معاملہ ہوا، اس کے حساب سے (اگر طلاق ہوئی تو) طلاق کے کاغذات یا (اگر انتقال کر گیا تو) ڈیتھ سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی جمع کرے۔ اور

(ii) دوسری شادی سے متعلق دستاویز۔

شادی کے بعد عورت کے سرنیم بدلنے کو اکثر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں عملا قانونی حیثیت حاصل ہے۔ یعنی عورت شادی سے پہلے فیملی نام کے طور پر باپ دادا کا نام استعمال کرے اور شادی کے بعد شوہر اور اس کے خاندان کا سرنیم استعمال کرے۔ عورتوں کے لیے برابری کا نعرہ لگانے والوں کا یہ مذاق بھی خوب ہے۔ ہم نے موجودہ زمانہ کے لوگوں کے لیے شادی اور طلاق کو اتنا آسان کھیل بنا دیا ہے کہ سال بہ سال بلکہ مہینہ مہینہ بیوی اور شوہر بدلنا زیادہ مشکل نہیں رہ گیا ہے، ایسی صورت میں بے چاری بیوی تو ساری زندگی سرنیم اور شوہر کا نام ہی بدلواتی رہے گی۔ خواتین کے برخلاف مرد کو اپنے سرنیم اور دستاویز میں بدلاؤ لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عورت کا اپنا کوئی نام اور اپنی کوئی حیثیت ہی نہیں رہ گئی ہے، شادی سے پہلے کے تمام کاغذات پہ سرنیم کے خانہ میں باپ دادا کا سرنیم اور شادی کے بعد شوہر کا سرنیم، طلاق کے بعد کیا کرے گی دوبارہ باپ دادا کا سرنیم لکھے گی یا طلاق دے چکے شوہر کے سرنیم کو باقی رکھے گی؟؟ یہ مذاق بھی خوب ہے!!!!

(۴) ہندوستانی قانون کے مطابق ایک خاتون کو ایک زچگی کے لیے ۱۸۰ر دن یعنی چھ ماہ کی رخصت دی جاتی ہے۔ اور پوری مدت خدمت یعنی پوری زندگی میں بچوں (کے ۱۸ر برس کے ہونے تک ان) کی دیکھ ریکھ کے نام پہ ۲ر سال کی چھٹی لینے کی اجازت دی گئی ہے۔ جبکہ مرد کے لیے اس طرح کی لمبی تعطیل کو قانونی حیثیت حاصل نہیں ہے، انہیں بچے کی پیدائش سے چھ ماہ کے اندر صرف پندرہ دن کی رخصت لینے کی اجازت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بچوں کی کفالت عورت کرے یہی بہتر ہے۔ ان کے لیے خاص الخاص رعایت رکھ کر اس بات کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے کہ مائیں بچوں کی نگہداشت باپ سے زیادہ کریں۔ یہی اسلامی تہذیب اور متحدہ ہندوستان کا ہزاروں سال پرانا کلچر ہے جس کی حمایت کے لیے اٹھائے گئے اس اقدام پہ ہم ہندوستانی حکومت کے ذی ہوش افراد کو شکریہ ضرور کہیں گے۔

ہم مسلمان اور ایشیائی اپنے باپ دادا کے قانون کہ عورت صنف نازک ہے جبکہ مرد قوی بدن ہوتا ہے اور عورت کو گھریلو ذمہ داری جبکہ مرد کو بیرونی ذمہ داری سنبھالنی چاہئے' کو آج بھی ایک بہترین قانون اور پرسکون تہذیب مانتے ہیں اور اس پہ ہر مسلمان اور ایشیائی کو فخر ہونا چاہئے۔

بائبل بھی اسلامی اور ہندوستانی کلچر کے اس نقطۂ نظر کی حمایت کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

"So I counsel younger widows to marry, to have children, to manage their homes and to give the enemy no opportunity for slander. Some have in fact already turned away to follow Satan."

(1Timothy: 5/14-15, NIV, IBS, New Jersey, USA, © 1973, 1978, 1984)

''پس میں چاہتا ہوں کہ جوان بیوائیں بیاہ کریں۔ اُنکے اولاد ہو۔ گھر کا انتظام کریں اور کسی مُخالف کو بدگوئی کا موقع نہ دیں۔ کیونکہ بعض گمراہ ہو کر شیطان کی پیرو ہو چکی ہیں۔'' (تیمتھیس اول: ۵/۱۴-۱۵)

اس اقتباس میں ''manage their homes'' اور ''گھر کا انتظام کریں'' سے یہ مراد ہے کہ وہ گھر بار سنبھال لیں اور گھر اور بچوں کی دیکھ ریکھ کریں۔ بائبل سوسائٹی ہند کی ہندی بائبل (مطبوعہ ۲۰۱۰ء) کا ترجمہ یہی بتاتا ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ ہو:

"इसलिए मैं यह चाहता हूँ कि जवान विधवाएँ विवाह करें, और बच्चे जनें और घरबार संभालेंए और किसी विरोधी को बदनाम करने का अवसर न दें।" (1तिमुथियुस: 5/14)

’’ترجمہ: اس لیے میں چاہتا ہوں کہ جوان وِدھوائیں (بیوائیں) شادی کریں، بچے جنیں اور گھر بار سنبھالیں اور کسی وِرودھی (مخالف) کو بدنام کرنے کا اَوسر (موقع) نہ دیں‘‘۔

اس اقتباس کے ایک ایک لفظ پہ زور دیں!! اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ عورت کی پیدائش بچے پیدا کرنے اور گھر بار سنبھالنے کے لیے ہی ہوئی ہے۔

مردوالی عورتیں بالخصوص نوکری پیشہ مردوں کی بیویوں کو نوکری دینے کی ہم وکالت نہیں کر سکتے ہیں۔ بے روزگار نوجوان مارے مارے پھر رہے ہیں، کہیں پیسہ برستا ہے اور کسی گھر میں چولھے کی آگ جلنی مشکل ہے۔ ہم ایک نہیں بلکہ ایسے سینکڑوں فیملی کی نشاندہی کر سکتے ہیں جن میں گھر کا ہر ممبر سرکاری نوکر ہے، پانچ سات لاکھ روپئے ماہانہ آمدنی ہے، مگر ٹھیک ان کے پڑوس میں رہنے والے ان کے برابر (یا کم زیادہ) تعلیم یافتہ لوگ روٹی کو ترس رہے ہیں۔ اگر بے روزگاری اور امیر وغریب کے درمیان بڑھتی خلیج کو کنٹرول کرنا ہے تو ہماری اس تجویز پہ سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔

اگر اس مقام پہ کنگ جیمس ورشن کا اقتباس نقل کیا جائے تو مفہوم میں اور کشادگی پیدا ہو جائے گی:

"I will therefore that the younger women marry, bear children, guide the house, give none occasion to the adversary to speak reproachfully." (1Timothy: 5/14, KJV, Pub. by TBR, BSI,Bangalore, 2008)

ترجمہ: اس لیے میں چاہتا ہوں کہ جوان عورتیں شادی کریں، بچے جنیں اور گھر بار سنبھالیں اور کسی مخالف کو بدنام کرنے کا موقع نہ دیں۔‘‘

بائبل کے صفحات سے مسیحیوں کے رسول سینٹ پال کے یہ جملے بھی دیکھ لیں:

"We were not looking for praise from men, not from you or anyone else. As apostles of Christ we could have been a burden to you, but we were gentle among you, like a mother caring for her little children." (1Thessalonians:2/6-7, NIV, IBS, NJ, USA, ©1973, 1978, 1984)

’’اور ہم نہ آدمیوں سے عزت چاہتے تھے نہ تم سے نہ اَوروں سے۔ اگرچہ مسیح کے رسول ہونے کے باعث تم پر بوجھ ڈال سکتے تھے۔ بلکہ جس طرح ماں اپنے بچوں کو پالتی ہے اسی طرح ہم تمہارے درمیان نرمی کے ساتھ رہے۔‘‘ (تھسلنیکیوں:۲/۶۔۷)

اس پیراگراف (بالخصوص انگریزی لفظ Care) کا تقاضا بھی یہی ہے کہ بچوں کی نگہداشت کے معاملہ میں عورتوں کو مردوں پہ کئی گنا برتری حاصل ہے اور ایک ماں کا کوئی

متبادل نہیں ہوسکتا ہے۔ اسی لیے جنت اس کے قدموں تلے رکھی گئی ہے۔

(۱۴) کتنے بچے۔

فیملی پلاننگ یعنی خاندانی منصوبہ بندی کی اجازت ہوسکتی ہے بشرطیکہ اس کے لیے غلط طریقہ کا سہارا نہ لیا گیا ہو۔ کسی تیار بچے کا اسقاط یا غیر محرم ڈاکٹر کے سامنے بے پردگی، مکمل نسبندی وغیرہ چیزوں کو اسلام حرام قرار دیتا ہے۔ اسی طرح اس سوچ کے ساتھ فیملی پلاننگ اختیار کرنا کہ زیادہ بچوں کو کھلانا پلانا کٹھن ہوگا، بہت غلط ہے کیونکہ رزق دینے والا اللہ تعالٰی ہے جو پہاڑ کے ایک چھوٹے سے سوراخ میں رہنے والی چیونٹی کو بھی اسباب فراہم کردیتا ہے، غریبی کے خوف کی سوچ اسلامی نہیں ہے۔ جب دنیا کی آبادی ایک کروڑ تھی تب بھی وہی انتظام کرتا تھا اور آج سات سو کروڑ ہے تو بھی وہی اسباب پیدا کرتا ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ.“

”مفلسی کے خوف سے اپنے بچوں کا قتل نہ کرو، انہیں اور تمہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں۔“

(سورة الأنعام: ۱۵۱، سورة الاسراء: ۳۱)

بائبل میں کہا گیا:

"We were not looking for praise from men, not from you or anyone else. As apostles of Christ we could have been a burden to you, but we were gentle among you, like a mother caring for her little children." (1Thessalonians:2/6-7, NIV, IBS, NJ, USA, ©1973, 1978, 1984)

”اور ہم نہ آدمیوں سے عزت چاہتے تھے نہ تم سے نہ اَوروں سے۔ اگرچہ مسیح کے رسول ہونے کے باعث تم پر بوجھ ڈال سکتے تھے۔ بلکہ جس طرح ایک ماں اپنے بچوں کو پالتی ہے اسی طرح ہم تمہارے درمیان نرمی کے ساتھ رہے۔“ (تھسلنکیوں: ۲/۶-۷)

کوئی انگریزی ادیب یہ کہہ سکتا ہے کہ بائبل کے اس اقتباس سے دو سے زائد بچوں کی پیدائش کا ثبوت نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس میں تعداد نہیں بتائی گئی ہے صرف جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا جو دو کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ اس پر عرض ہے:۔

(۱) آدم علیہ السلام کو بھی پانچ یا اس سے زائد لڑکے لڑکیاں تھیں۔ (پیدائش: ۵/۳-۴)

(۲) سیتؔ کو بھی کم از کم پانچ اولاد تھی۔ (پیدائش:۵/۶۔۷)
(۳) انوسؔ کو بھی پانچ یا اس سے زیادہ اولاد ہوئی۔ (پیدائش:۵/۸۔۱۱)
(۴) قینانؔ بھی کم سے کم پانچ بچوں کے باپ تھے۔ (پیدائش:۵/۱۲۔۱۴)
(۵) محلل ایلؔ بھی کم از کم پانچ بچوں کے باپ بنے۔ (پیدائش:۵/۱۵۔۱۷)
(۶) یاردؔ بھی پانچ یا اس سے زائد اولاد رکھتے تھے۔ (پیدائش:۵/۱۸۔۲۰)
(۷) حنوکؔ کی اولاد کے سلسلے میں بھی کچھ ایسا ہی لکھا ہے۔ (پیدائش:۵/۲۱۔۲۴)
(۸) متوسلحؔ کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ (پیدائش:۵/۲۵۔۲۷)
(۹) لمکؔ کے لیے بھی یہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (پیدائش:۵/۲۸۔۳۱)
(۱۰) نوحؔ کو بھی صرف بیٹے تین کی تعداد میں تھے۔ سِم، حام اور یافت۔ لڑکیوں کی تعداد معلوم نہیں۔ (پیدائش:۵/۳۲،۶/۱۰،۹/۱۸۔۱۹)
(۱۱) یافت کو صرف بیٹے سات تھے۔ (پیدائش:۱۰/۱۔۲)
(۱۲) جمر کو بھی صرف لڑکے تین کی تعداد میں تھے۔ (پیدائش:۱۰/۳)
(۱۳) یاوان بھی چار بیٹوں کا باپ ہوا۔ (پیدائش:۱۰/۴)
(۱۴) بنی اسرائیل کے خدا کے چہیتے نبی داؤد کے ۹ ر تو صرف بھائی تھے جبکہ بہن کی تعداد کا ذکر نہیں ملا۔ (سموئیل اول:۱۷/۱۲)
(۱۵) داؤد کو ڈیڑھ درجن یا اس بھی سے زیادہ بچے تھے۔ (سموئیل دوم:۳/۱۔۵، سموئیل دوم:۵/۱۳۔۱۷)
(۱۶) جِدعون کی بہت سی بیویاں تھیں جن سے ۷۰ ر بیٹے پیدا ہوئے تھے۔ (قضاۃ:۸/۳۰۔۳۱)

ان حوالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ بچے پیدا کرنا غلط نہیں ہے۔ اس طرح بائبل کے یہ حوالہ جات مغرب کے اس نو زائیدہ نعرہ ''Small family is a happy family'' یعنی چھوٹا خاندان خوشحال رہتا ہے اور ''ہم دو ہمارے دو'' کو سختی سے مسترد کرتے ہیں۔

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ شروع کا دور تھا جس میں انسان بہت کم تھے، اب تو انسانوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے اب اتنے بچے پیدا کرنا معاشی بحران پیدا کرنے کا

سبب ہے تو اس پر عرض ہے کہ:

کھانے خرچے کا ٹینشن مت لیجئے، ہندوستان کا کالا دھن جو سوئس اور دیگر بینکوں میں پڑا ہے اس سے کئی سالوں تک ہندوستان کے ہر آدمی کو کھانا کھلایا جاسکتا ہے اور کروڑوں نوجوانوں کے لیے روزگار مہیا کیا جاسکتا ہے۔ خود امریکی اور یورپی بینکوں میں عربوں کی جو دولت جمع ہے اس سے کتنے سالوں تک ساری دنیا کا خرچہ اٹھایا جاسکتا ہے، یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ امریکی کھرب پتی بل گیٹس کے پاس جو دولت ہے وہ ایک ملک کینیا کی قومی دولت کے دوگنا سے بھی زائد ہے، بے ایمانوں کی چوری اور پیسے کے ٹھہراؤ کو روکنے کی بجائے کھانا خرچہ اور غذائی بحران کا جھوٹا بہانہ بنا کر اسلام کو نشانہ بنانے کی حرکت قابل مذمت اور افسوسناک ہے۔ ایک خاص نکتہ پہ غور کریں کہ جب انسانوں کی آبادی ایک ارب تھی تو دن میں مشکل سے ایک بار اور وہ بھی سادہ کھانا، جبکہ چربی دار وغیرہ ماہانہ بلکہ اکثر و بیشتر کو سالانہ نصیب ہوتا تھا، لوگ گوشت کھانے کے لیے انتظار کرتے تھے کہ کسی کی شادی ہوگی تو گوشت نصیب ہوگا۔ مگر آج سات ارب سے زائد ہیں تو بھی اکثر کو دن میں پانچ بار، اور ہر بار من چاہا کھانا پینا نصیب ہوتا ہے۔ اس نقطہ پہ پہونچ کر بے ساختہ قرآن کی یہ آیت کریمہ یاد آجاتی ہے:

"وَلا تَقْتُلُوْا أَوْلادَكُمْ مِنْ إِمْلاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ."

"اپنے بچوں کو خرچہ کے ڈر سے نہ مارو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔" (الأنعام: ۱۵۱)

(۱۵) بچہ کتنی عمر میں ہوشمند/مکلف ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں اسلام کی رہنمائی یہ ہے کہ لڑکا ۱۲/سال کی عمر سے لے کر ۱۵/سال کی عمر تک کبھی بھی بالغ ہوسکتا ہے اور لڑکی ۹/سال کی عمر سے ۱۵/سال کی عمر میں بالغ ہوسکتی ہے اور جب یہ بالغ ہوں گے تبھی وہ مکلّف ہوں گے (ان پر قوانین نافذ کیے جائیں گے) اور اگر کوئی علامت نہ ملے تو پندرہ سال کی عمر میں بہرحال مکلّف مانے جائیں گے۔ اسلام کا یہ قانون بھی دور جدید کے کثیر جمہوری ملکوں میں رائج جُووِنائیل قانون (Juvenile Act) سے بہت مختلف ہے، دنیا کے اکثر و بیشتر ملکوں نے ۱۸/سال سے کم عمر لڑکے لڑکیوں کو نابالغ قرار دیا ہے جن پہ سخت قانون نافذ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اگر سترہ سال اور ۳۶۴/دنوں کا ایک لڑکا کوئی عظیم جرم کرتا ہے تو ترقی

یافتہ اور ترقی پذیر ملکوں کے دستور و آئین اسے سزا نہ دینے کی وکالت کرتے ہیں مگر اسلام کا نقطۂ نظر بہت جدا ہے، اسلام اس پہ سختی کے ساتھ قانون کے نفاذ کا حکم دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اگر وہ سزائے موت کا حقدار پایا گیا تو اسے سزائے موت بھی دی جا سکتی ہے۔ اسلام نے ایسا قانون کیوں بنایا ہے اور اس میں کتنے فائدہ ہیں انہیں سمجھنے کے لیے آنے والی سطروں کو غور سے پڑھیں۔

(۱) جو شخص اِتنا ہوشمند ہو کہ اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو، فائدہ و نقصان اور زندگی و موت کے بارے میں معلومات رکھتا ہو، جرم پہ قادر بھی ہو اور اُسے اس کے نتائج کے بارے میں بخوبی معلوم ہو، جرائم کی روک تھام اور معاشرہ کی پاکیزگی کے لیے اس کے اعمال کا محاسبہ از حد ضروری ہے اور اُس کے ساتھ بھی ہوش مندوں سا معاملہ کیا جانا چاہئے۔ اب سوال یہ ہے کہ کتنی عمر میں بچہ اس قابل ہو جاتا ہے جب اسے ہوشمند اور نتائج سے باخبر قرار دیا جائے؟ ہندوستان ٹائمز کی آن لائن اِشاعت (۳۰ر جولائی ۲۰۱۴ء) کے مطابق سائنسی تحقیقات نے بہت حد تک اسلام کے نقطۂ نظر کی تصدیق کر دی ہے:

"Now there is enough scientific evidence to prove a normal child's thoughts usually become more organised in the 11-16 years phase. By the time he/she reaches the age of 16, the person is perfectly capable of understanding the ramifications of their actions and what they're doing. So from a medical and psychological point of view, 16 is an age where a person has reached a level of maturity"
(www.hindustantimes.com/india-news/juvenile-crimes-don-t-install-a-kneejerk-bloodthirsty-justice-system/article1-1240548.aspx) (www.thehealthsite.com/diseases-conditions/delhi-gang-rape-why-we-need-to-rethink-our-juvenile-laws)
(The Echo of India Daily, Port Blair, A&N, India, August 2, 2014, P4)

''سائنسی تحقیقات اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ ایک غیر معذور بچے کی سوچ و فکر ۱۱۔۱۶ر سال کی عمر میں پختگی کے قریب پہونچ جاتی ہے، اور سولہ تک پہونچتے پہونچتے وہ مکمل طور پہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اپنے اعمال کے نتیجہ کو سمجھ سکے، چنانچہ جسمانی اور طبی نقطۂ نظر ثابت کرتا ہے کہ ۱۶ر سال کی عمر میں ایک انسان اچھا ہوشمند ہو جاتا ہے۔''

اسلام نے پندرہ سال عمر کو ہوشمندی کی عمر قرار دیا ہے جبکہ سائنسی تحقیقات نے سولہ کو، چلئے آپ اٹھارہ سے اتر کر سولہ پہ پہونچ ہی گئے ہیں، اور نوٹ کر لیں کہ بہت جلد آپ پندرہ سے بھی اتفاق کرنے پہ مجبور ہوں گے۔

(۲) دنیا بھر کے مما لک میں اٹھارہ سال سے کم عمر کے مجرموں میں بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے، اور ڈاکٹر ستیا نشو مکھر جی آسٹریلین انسٹی ٹیوٹ آف کرمنالوجی کی تحقیق (جو انہوں نے

آسٹریلین انسٹی ٹیوٹ آف کرمنالوجی کانفرنس جووینائیل کرائم اینڈ جووِنائیل جسٹس ما قبل و مابعد ۲۰۰۰ء، ایڈیلیڈ، آسٹریلیا میں ۲۶۔۲۷/جون ۱۹۹۷ء کو پیش کیا) سن کر آپ حیرت زدہ رہ جائیں گے دنیا کے بہت سے ترقی یافتہ ممالک میں اٹھارہ برس کے ہونے سے پہلے لڑکوں میں سے ۹۰/فیصد جبکہ لڑکیوں میں سے ۶۰۔۷۰ فیصد کم از کم ایک غیر قانونی کام میں ملوث رہے ہیں۔ آسٹریلیا میں ہر سال اوسطاً کل نابالغوں میں سے ۵/فیصد کو گرفتار کیا جاتا ہے اور ایک حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ کم از کم تیس فیصد بچوں کے بارے میں یہ امید ہوتی ہے کہ وہ ۱۸/سال کے ہونے سے قبل کم از کم ایک مرتبہ گرفتار ہوں گے۔

(http://www.aic.gov.au/media_library/conferences/juvenile/mukherjee.pdf)

(۳) امریکی محکمۂ انصاف کی سالانہ رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۸ء میں اٹھارہ سال سے کم عمر ۲۱/لاکھ سے زائد امریکی نوخیزوں کو مختلف جرائم میں گرفتار کیا گیا۔

(www.ncjrs.gov/pdffiles1/ojjdp/228479.pdf)(http://ncfy.acf.hhs.gov/library/2009/juvenile-arrests-2008)
(www.ncjrs.gov/app/publications/abstract.aspx?ID=250498)
(http://ojp.gov/newsroom/pressreleases/2009/OJJDP10034.htm)

(۴) دنیا کے سب سے بڑے جمہوری ملک ہندوستان میں پچھلے ایک سال ۲۰۱۳۔۲۰۱۴ء میں ہوئے عصمت دری کے حادثات میں اٹھارہ سال سے کم عمر کے بچوں کی حصہ داری تقریباً پچاس فیصد رہی، اور تو اور سولہ اور سترہ سالہ مجرموں کے انداز تشدد نے تو انہیں ناسمجھ کہنے والوں کے ہوش ہی اڑا دیے، اور یہی نہیں بلکہ ان کے جرائم کے طریقوں نے تو ان کے حامیوں کو بھی دنیا کے سامنے ناسمجھ اور کم فہم بنا کر پیش کر دیا ہے۔ ہندوستان میں ۱۸/سال سے کم عمر والوں کے لیے نابالغ ایکٹ لاگو ہے اور ان پہ قانون نافذ نہیں کیا جاتا ہے، سنگین سے سنگین جرم کی سزا میں بھی انہیں زیادہ سے زیادہ صرف تین سال کے لیے ''اصلاح خانہ'' بھیجا جا سکتا ہے، اور بس۔ مگر اکیسویں صدی کے دوسرے دہے کی شروعات دھماکہ دار رہی اور اب مسلمانوں کے لیے کوئی نرم گوشہ نہ رکھنے والوں کو بھی یہ کہنا پڑ رہا ہے:

"Treat under-18 rape accused on a par with adults"

"According to police, nearly half of all sexual crimes are committed by 16-year-olds. Reducing the age from 18 to 16 and treating the juveniles involved in pre-meditated rape cases on a par with adults will help in reducing heinous crime, especially sexual offences on

women. Ms. Maneka Gandhi said."

(The Hindu Daily, Chennai, India, July 14, 2014, P. No. 2)

''۱۸ر سال سے کم عمر کے آبرو ریز ملزموں سے بالغوں کی طرح نپٹو، پولیس کے مطابق عصمت دری کے مجرموں میں تقریباً آدھے سولہ سال یا اس سے زائد عمر کے بچے ہیں۔ نابالغ کی عمر اٹھارہ سے سولہ کر کے اور سوچے سمجھے آبرو ریزی معاملات میں ایسے مجرموں سے بالغوں سا معاملہ کرنے سے سنگین جرائم بالخصوص عورتوں کے خلاف زیادتی کے معاملات میں کمی آئے گی، منیکا گاندھی نے کہا۔''

واضح رہے کہ فروغ انسانی وسائل کی وزیر منیکا گاندھی وہی خاتون ہیں جو ''کتوں کے حقوق'' پہ تحریک چلاتی ہیں اور آوارہ اور آدم خور کتوں کو مارنے کی بھی سخت مخالف ہیں جبکہ ان کے اس نظریہ کی وجہ سے اب تک سینکڑوں ہندوستانی اپنی جان گنوا بیٹھے ہیں، مگر اس مقام پہ پہونچ کر ان کی عقل بھی اسلام کے آگے گھٹنے ٹیکنے پہ مجبور ہے۔ ابھی تک انہوں نے سولہ سال تک کے بچوں کو ہی بالغ قرار دینے کی حمایت کی ہے مگر بہت جلد وہ پندرہ پہ بھی پہونچ جائیں گی کیوں اس عمر کے مجرموں کی تعداد میں بھی روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

(۱۶) وراثت۔

انسان دولت کمانے اور جمع کرنے پر حریص ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ پیسہ ہاتھ میں لانے اور جائداد بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ خاص کر جس کی نظر میں یہ دنیا ہی سب کچھ ہے، اس کائنات کے بعد پہ اس کا ایمان نہیں ہے وہ جتنا بھی مال جمع کر لے اس کے دل سے بس کی آواز نہیں نکلتی ہے۔ بالخصوص آدمی کی عمر جوں جوں ڈھلتی جاتی ہے اور وہ موت سے قریب ہوتا جاتا ہے اس کے اندر دولت کی ہوس اور بڑھتی جاتی ہے۔ لیکن انسان جتنی بھی پراپرٹی بنا لے اسے ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر اس دنیا سے خالی ہاتھ جانا پڑتا ہے۔ جب موت کا شکنجہ کسا جاتا ہے تو پھر اپنا پرایا سبھی بیگانے ہو جاتے ہیں، زندگی بھر کی جمع پونجی بھی یہیں رہ جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ مرنے والے کی جائداد کا وارث کون ہوگا؟؟ کس بنیاد پر اس کی جائداد لوگوں میں تقسیم کی جائے گی؟؟ اور کتنے لوگ وارث ہوں گے؟؟ اور کس کو کتنا حصہ ملے گا؟؟ ان تمام سوالوں کا جواب قرآن میں تو تسلی بخش ملتا ہے مگر افسوس کہ بائبل میں وراثت کے مسئلہ کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی ہے۔

پہلے چند باتیں ذہن میں بٹھا لیں جن سے بہت سارے سوالات اور شبہات خود

بخود ختم ہو جائیں گے:۔

(۱) وراثت کا حقدار خونی قرابت (Blood-Relation) کی بنیاد پر گردانا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ارب پتی کا وارث اس کا ارب پتی بیٹا ہوتا ہے مگر کنگال پڑوسی یا دور کا فاقہ کش رشتہ دار نہیں، بلکہ فقیر بھائی بھی نہیں۔

(۲) قریبی رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور کا رشتہ دار وارث نہیں ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باپ کی موجودگی میں کسی بھی مہذب ملک کے آئین یا کسی بھی مشہور مذہب کے قانون میں دادا یا نانا کو ترکہ سے حصہ نہیں دیا جاتا ہے۔

(۳) ترکہ اور وراثت کی تقسیم قرابت کی بنیاد پر عقل سے قانون کا استعمال کر کے دیا جاتا ہے نہ کہ ہمدردی یا رحم کی بنیاد پر، یہی وجہ ہے کہ کھرب پتی کی موت کے بعد اس کے امیر بیٹوں اور مالدار بیوی کو تو جائداد ملتی ہے مگر اِن کی موجودگی میں اس کے فقیر بھائی کو کچھ نہیں ملتا ہے جبکہ ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے بھی اس کے بھائی کی چھوڑی ہوئی دولت سے (جس میں شاید اس کی بھی محنت شامل ہو) کچھ دِلوا دیا جائے مگر کسی بھی ملک یا مذہب کے قانون میں ایسا نہیں ہے۔ آیئے! اب اسلامی قانون کا مطالعہ کریں۔

اللہ رب العزت وراثت کا قانون سناتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلٰدِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ، فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ، وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ، وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ، فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ، فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ، مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ، اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○"۔

''اللہ تمہیں اولاد کے معاملہ میں یہ حکم دیتا ہے کہ (ترکہ میں سے) بیٹے کا بیٹی کے مقابلہ میں دوگنا ہے۔ اور اگر (بیٹا نہ ہو) اور بیٹیاں دو یا زائد ہوں تو ان کے لیے کل ترکہ کا دو تہائی (تقریباً ٦٦.٦٦%) ہے اور صرف ایک ہو تو نصف (۵۰%)۔ اور ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ (تقریباً ١٦.٦٦%) ہے اگر اولاد ہو تو، اور اگر اولاد نہ ہو تو (پھر بھی

باپ کے لیے چھٹا حصہ اور) ماں کے لیے تیسرا حصہ (تقریباً ۳۳.۳۳%) ہے۔ اور اگر بھائی ہوں تو ماں کے لیے بھی چھٹا حصہ ہے (اور بھائیوں کے لیے جو سب کو دینے کے بعد بچے گا وہ ہوگا) ترکہ کی تقسیم قرض اور وصیت کی ادائیگی کے بعد ہو۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ بیٹوں میں سے تمہارے لیے کون زیادہ فائدہ مند ہے، یہ اللہ کی جانب سے عائد کردہ فریضہ ہے، بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔" (سورۃ النساء: ۱۱)

اور میاں بیوی کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

"وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ"۔

"اگر تمہاری بیویوں کی اولاد نہ ہو تو تمہارے لیے ان کی چھوڑی ہوئی دولت کا آدھا ہے، اور اگر اولاد ہو تو ایک چوتھائی (۲۵%) ہے قرض کی ادائیگی اور وصیت پوری کرنے کے بعد۔ اور تمہارے چھوڑے ہوئے ترکہ سے ان کے لیے ایک چوتھائی ہے اگر تمہارے پاس اولاد نہ ہو تو، اور اگر تمہیں اولاد ہو تو ان کے لیے آٹھواں حصہ (۱۲.۵۰%) ہے تمہارا قرضہ چکانے اور وصیت پوری کرنے کے بعد۔" (سورۃ النساء: ۱۲)

ترکہ کی مکمل بحث کا یہ مقام نہیں ہے، البتہ مسلمانوں سے گذارش ہے کہ تقسیم ترکہ سے قبل اپنے علاقہ کے جید عالم یا باصلاحیت مفتی سے تفصیلی معلومات ضرور حاصل کرلیں۔ مزید تفصیل کے لیے مفتیان کرام اور علمائے عظام سے رجوع کریں۔ سردست ہمارا مقصود اسلامی قوانین کی حقانیت کو انصاف پسند لوگوں اور بائبل پرستوں کی نظر میں واضح کرنا ہے۔

قرآن کے برعکس بائبل ترکہ اور وراثت کے معاملہ میں یہ حکم دیتی ہے:

"And thou shalt speak unto the children of Israel, saying, If a man die, and have no son, then ye shall cause his inheritance to pass unto his daughter. And if he have no daughter, then ye shall give his inheritance unto his brethren. And if he have no brethren, then ye shall give his inheritance unto his father's brethren. And if his father have no brethren, then ye shall give his inheritance unto his kinsman that is next to him of his family, and he shall possess it: and it shall be unto the children of Israel a statute of judgment, as the LORD commanded Moses." (Numbers: 27/8-11)

''اور بنی اِسرائیل سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اُسکا کوئی بیٹا نہ ہو تو اُسکی میراث اُسکی بیٹی کو دینا۔ اگر اُسکی کوئی بیٹی بھی نہ ہو تو اُسکے بھائیوں کو اُسکی میراث دینا۔ اگر اُسکے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اُسکی میراث اُسکے باپ کے بھائیوں کو دینا۔ اگر اُسکے باپ کا بھی کوئی بھائی نہ ہو تو جو شخص اُسکے گھرانے میں اُسکا سب سے قریبی رشتہ دار ہو اُسے اُسکی میراث دینا۔ وہ اُسکا وارث ہوگا اور یہ حکم بنی اِسرائیل کے لئے جیسا خُداوند نے موسیٰ کو فرمایا واجبی فرض ہوگا۔'' (گنتی: ۲۷/۸۔۱۱)

بائبل نے بیٹوں کی موجودگی میں بیٹیوں کو بے زبان جانور کی طرح محروم قرار دیا ہے، اور میت کے بے چارے ماں باپ کو تو بیٹے کی موت سے دوہری سزا کا سامنا کرنا پڑے گا ایک تو بیٹا جیسی دولت گئی اور دوسرے یہ کہ ترکہ اور میراث سے بھی محروم۔ چچا تو ممکنہ وارثین میں ہے مگر بے چارہ باپ نہیں ہے۔ مزید یہ کہ بائبل کی اس لسٹ میں صرف ایک عورت (بیٹی) ہے اور وہ بھی مرد (بیٹا) نہ ہونے کی صورت میں۔ بقیہ سارے مرد ہی ہیں۔ بالخصوص انگریزی لفظ ''Kinsman'' نے تو ساری حقیقت بیان کردی ہے کہ صرف مرد ہی وارث ہو سکتے ہیں، عورتیں نہیں۔

''غیر جانبدار محققین'' کو انصاف کو قتل ہونے سے بچانے کے لیے بائبل کے اس اقتباس پہ بھی ضرور اپنی رائے پیش کرنی چاہئے اور جس طرح اسلام کے حکم کہ بیٹی کا دوگنا بیٹے کو ملے پہ ان کی ''انصاف پسند حلق'' ہمیشہ تر رہتی ہے اس سے کہیں زیادہ دھار دار رویہ انہیں بائبل کے متعلق اپنانے کی ضرورت ہے، اگر وہ سچ بولنے کا دعوی کرنے میں سچے ہیں۔

میت کو بیٹا نہ ہونے کی صورت میں اس کی بیٹیوں کو ترکہ ملنے کا اِسرائیلی قانون بھی اس شرط کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے:

"And every daughter, that possesseth an inheritance in any tribe of the children of Israel, shall be wife unto one of the family of the tribe of her father, that the children of Israel may enjoy every man the inheritance of his fathers." (Numbers: 36/8)

''اور اگر بنی اِسرائیل کے کسی قبیلہ میں کوئی لڑکی ہو جو میراث کی مالک ہو تو وہ اپنے باپ کے قبیلہ کے کسی خاندان میں بیاہ کرے تا کہ ہر اسرائیلی اپنے باپ دادا کی میراث پہ قائم رہے۔'' (گنتی: ۳۶/۸)

کیا بائبل کی یہ آیت مسیحیوں کے نعرۂ مساوات کے خلاف نہیں ہے؟ جہاں بحالت مجبوری ایک کمزور ذات کو خود اس کے باپ کی دولت اس شرط پہ دی جا رہی ہے کہ وہ

اپنے باپ کے رشتہ داروں میں ہی شادی کرے۔ مسیحی اسکالرز بتائیں کیا یہ کسی ناتواں کی مجبوری اور عورتوں کی جسمانی کمزوری کا ناجائز استحصال نہیں ہے؟؟؟

اس طرح ہم دیکھیں تو بائبل نے بیٹیوں کو محروم کر کے صرف بیٹوں کو ہی وارث قرار دیا ہے مگر افسوس کہ بیٹوں کے درمیان بھی انصاف اور برابری نہ کرنے کا جبری حکم سنایا جارہا ہے:

"If a man have two wives, one beloved, and another hated, and they have born him children, both the beloved and the hated; and if the firstborn son be hers that was hated: Then it shall be, when he maketh his sons to inherit that which he hath, that he may not make the son of the beloved firstborn before the son of the hated, which is indeed the firstborn: But he shall acknowledge the son of the hated for the firstborn, by giving him a double portion of all that he hath: for he is the beginning of his strength; the right of the firstborn is his." (Deuteronomy: 21/15-17)

''اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور ایک محبوبہ اور دوسری غیر محبوبہ ہو اور محبوبہ اور غیر محبوبہ دونوں سے لڑکے ہوں اور پہلوٹھا بیٹا غیر محبوبہ سے ہو۔ تو جب وہ اپنے بیٹوں کو اپنے مال کا وارث کرے تو وہ محبوبہ کے بیٹے کو غیر محبوبہ کے بیٹے پر جو فی الحقیقت پہلوٹھا ہے فوقیت دیکر پہلوٹھا نہ ٹھہرائے۔ بلکہ وہ غیر محبوبہ کے بیٹے کو اپنے سب مال کا دونا حصہ دیکر اُسے پہلوٹھا مانے کیونکہ وہ اُسکی قوت کی ابتدا ہے اور پہلوٹھے کا حق اُسی کا ہے۔'' (استثنا:۲۱/۱۵۔۱۷)

جتنے ناز ونخرے پہلی اولاد کے اٹھائے جاتے ہیں وہ دوسرے تیسرے کو نصیب بھی نہیں ہوتے ہیں مگر پھر بھی اسے دونا حصہ مل رہا ہے اور جو بے چارہ کبھی بھی ماں باپ کی محبت کا تنہا اور اکلوتا مالک نہیں رہا اس بے چارے پر بائبل کا یہ حکم پڑھ کر بڑا رحم آتا ہے۔

واضح رہے کہ اسلام نے ماں کی ایک صورت (جس میں اسے ترکہ کا ایک تہائی اور مرد یعنی باپ کو چھٹا حصہ ملتا ہے) اور اخیافی بہن بھائی میں تقسیم کے علاوہ تقریباً تمام صورتوں میں عورتوں کو مرد کے برابر بلکہ اکثر میں ان سے آدھے کا حقدار بنایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر عورت کا نان ونفقہ کسی نہ کسی مرد (باپ، شوہر یا بیٹا) پر واجب ہوتا ہے اس لیے ان کو خرچ کرنے کی ضرورت بہت کم پیش آتی ہے جبکہ مرد پہ عام طور پر کسی نہ کسی (ماں باپ، بیوی، اولاد) کا خرچہ لازم ہوتا ہے جس کی بنیاد پہ اسے زیادہ خرچہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح

عورت کم پا کر بھی ذخیرہ کر سکتی ہے مگر زیادہ پانے والے مرد کے لیے تھوڑا مشکل ہو سکتا ہے۔

(۱۷) یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ۔

اسلام کا یہ حکم بھی عام لوگوں کی سمجھ میں آسانی سے نہیں سماتا ہے کہ ایک یتیم بچہ جس کا باپ پہلے فوت ہو جائے اور اس کے بعد دادا یا دادی کا انتقال ہو تو اس کے لیے دادا اور دادی کی جائیداد میں کوئی واجبی حصہ نہیں بنتا ہے اور وہ بے چارہ محروم کہلاتا ہے۔ حالانکہ ہمدردی اور رحمدلی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے اس کے چچا سے کچھ زیادہ ہی دیا جائے تاکہ باپ کی کمی کا غم کھل سکے۔

یہ شبہ اصل میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم قانون کو عقل کی بجائے جذبات کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہم نے وراثت کی آیات سے قبل نمبر ایک دو تین لگا کر جن چیزوں کو ذکر کیا ہے ان میں غور کرنے سے یہ شبہ خود بخود دور ہو جاتا ہے۔ پھر بھی مسئلہ کی وضاحت کے لیے ہم مزید تفصیل تحریر کرتے ہیں۔ سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ وراثت کی بنیاد کیا ہے؟؟ غربت؟ یتیمی؟ یا رشتہ و قرابت داری؟؟

اس کا جواب ہر ایک یہی دے گا کہ وراثت کی بنیاد قرابت و رشتہ داری ہے۔ اور قریب کے رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ دار وارث نہیں ہوتا ہے جیسے ماں کے ہوتے ہوئے دادی یا نانی کو وارث نہیں مانا جاتا ہے، اسی طرح بیٹا کی موجودگی میں یتیم پوتا وارث نہیں ہوگا جس طرح اور دوسرے غریب پوتے جن کے باپ زندہ ہیں اور یتیم نواسے وارث نہیں ہوتے ہیں۔

یہ قانونی بنیاد پہ دیا جانے والا حکم ہے جس کے ضمن میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس بے چارے یتیم کی حق تلفی ہو رہی ہے یا اس پر ظلم ہو رہا ہے مگر دنیا کے کسی بھی قانون میں ضمنی اور ثانوی اثرات کی بنیاد پہ کوئی بڑی تبدیلی نہیں لائی جاتی ہے، جیسے قاتل اور جنسی مجرموں کو پھانسی دینے سے ان کی بیوی بیوہ، بچے یتیم اور بوڑھے ماں باپ بے سہارا ہو جاتے ہیں مگر اس بنیاد پہ کوئی بھی عدالت یا قانون ان کی رہائی کا حکم نہیں دیتا ہے۔ بیوہ ہو رہی عورت، یتیم ہو رہے بچوں اور بڑھاپے کی لاٹھی سے محروم ہو رہے بے چارے ماں باپ سے ہمدردی ہر کسی کو ہوتی ہے مگر پھر بھی مجرموں کے لیے موت کی سزا کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

وراثت کے اس مسئلہ میں اسلام نے یتیم پوتے کے ضررِ ضمنی کی بھرپائی کا بڑا سنہرا راستہ دکھایا ہے۔ اسلام نے اس کے لیے وصیت کا دروازہ کھول کر اسے اس کے چچاؤں سے زیادہ دولت کا مالک بنانے کی راہ ہموار کردی ہے۔ جب وہ یتیم وارث نہیں ہوگا تو اس کے حق میں وصیت کرنے کے لیے دادا کو کسی وارث سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور دادا ایک تہائی تقریباً ۳۳.۳۳% (جو عام طور پہ اس کے حصہ سے زیادہ بنتا ہے) دولت کی وصیت اس کے نام بلا کسی جھجک کے کرسکتا ہے جو اسے دادا کی موت کے بعد ملے گی، اور اس کے بعد بچی ہوئی دولت سے بقیہ وارثوں میں ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ مزید یہ ہے کہ دادا کے دل میں اگر ہمدردی ہو تو وہ اسے اپنی زندگی میں بطور عطیہ جس قدر اور جتنی دولت چاہے دے سکتا ہے۔ اس طرح اسلام نے قانون کی بنیادوں کی پاسداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس یتیم کے لیے دادا کی جائداد سے زیادہ سے زیادہ بخشش کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اور جو ہمدردی آپ کو یتیم سے ہے اگر وہی جذبہ دادا کے اندر زندہ ہوجائے تو وہ اپنی کل جائداد کا ۱۰۰ رفیصد تک اپنی زندگی میں ہی اپنے یتیم پوتے/پوتیوں کے نام کرسکتا ہے۔

(نہم) اَخلاقی اَحکام

(۱) تادیب اولاد۔

امریکہ و یورپ کا دیا ایک نیا قانون یہ ہے کہ والدین بھی بطور تنبیہ اپنے بچوں کی تادیب نہیں کرسکتے ہیں۔ اسلام اور مسیحیت دونوں اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ بچوں کو تنبیہ اور صحیح تربیت کے لیے اگر ضرورت پڑے تو ایسی سزا دی جاسکتی ہے جو محبت و شفقت کے مطابق ہو۔ اور ہمارا تجزیہ اور مشاہدہ اور یورپ و امریکہ کا تجربہ ہے کہ اسلام کا یہ اخلاقی نظام یورپ کے نوزائیدہ قانون و مشورہ سے کہیں زیادہ کامیاب ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔"

"تمہارے بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کا حکم دو، اور جب دس سال کے ہوں تو کوتاہی پہ سزا دو اور ان کے بستر الگ کردو۔" (سنن أبی داؤد: باب متى يؤمر الغلام بالصلاة)

اور مرد دانا حکیم لقمان فرماتے ہیں:

"ضَرْبُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ كَالْمَاءِ لِلزَّرْعِ۔"

''باپ کا بیٹے کو ضرب لگانا کھیتی کے لیے بارش کی مثل ہے۔'' (الدرالمنثور: سورۃ لقمان ۱۲)

بڑے پتے کی بات ہے، تجربہ، تجزیہ اور عقل و بائبل اس کی کھلی تصدیق کرتے ہیں۔

بائبل اس سلسلے میں ہمارے نقطۂ نظر سے پوری طرح متفق ہے:

"Chasten thy son while there is hope, and let not thy soul spare for his crying." (Proverb: 19/18)

''جب تک امید ہے اپنے بیٹے کی تادیب کئے جا اور اُسکی بربادی پہ دل نہ لگا۔'' (اَمثال:۱۹/۱۸)

نادانی کی وجہ سے بچوں کے شریر دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا:

"Foolishness is bound in the heart of a child; but the rod of correction shall drive it far from him." (Proverb: 22/15)

''حماقت لڑکے کے دل سے وابستہ ہے لیکن تربیت کی چھڑی اُسکو اُس سے دور کردیگی۔''
(اَمثال:۲۲/۱۵)

بچوں کی تنبیہ اور ان کی تادیب کیوں ہونی چاہئے؟؟ اس کا جواب دیتے ہوئے کہا گیا:

"Withhold not correction from the child: for if thou beatest him with the rod, he shall not die. Thou shalt beat him with the rod, and shalt deliver his soul from hell." (Proverb: 23/13-14)

''لڑکے سے تادیب کو دریغ نہ کر۔ اگر تو اسے چھڑی سے ماریگا تو وہ مرنہ جائیگا۔ تو اسے چھڑی سے ماریگا اور اُسکی جان کو پاتال سے بچائیگا۔'' (اَمثال:۲۳/۱۳۔۱۴)

بائبل کے یہ تینوں اقتباسات یورپ و امریکہ میں رہنے والے والدین بالخصوص مسلم ماں باپ اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں کیونکہ انہیں کبھی بھی کام آسکتے ہیں۔ جب انہیں اس طرح کی صورت حال کا سامنا کرنا پڑے تو وہ یورپ کے قانون سازوں اور ججوں سے صرف اتنا پوچھیں: اگر بائبل اور اس کے قانون معتبر نہیں ہیں تو پھر آپ لوگ اپنے عہدوں کا حلف لیتے وقت بائبل پہ ہاتھ رکھ کر کیوں قسم کھاتے ہیں؟؟

بعض مغربی ممالک میں ضابطہ یہ ہے کہ جن والدین کے متعلق یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تادیب کے لیے مارتے ہیں انہیں سزا دی جاتی ہے اور ان کے بچوں کو حکومت اپنی سرپرستی میں لے کر سرکاری آشرموں میں ڈال دیتی ہے، بہ ظاہر دیکھنے میں یہ قانون بڑا پیارا لگتا ہے مگر بدعنوانی کے اس دور میں حکومت سرکاری ٹھکانوں میں ماں

کی ممتا اور باپ کا محبتوں بھرا سائبان کہاں سے لائے گی......؟؟؟ ذرا یہ خبر بھی پڑھیں:

"Annually, according to U.S. Government-sponsored research completed in 2006, approximately 800,000 people are trafficked across national borders, which does not include millions trafficked within their own countries. Approximately 80 percent of transnational victims are women and girls and up to 50 percent are minors," estimated the US Department of State in a 2008 study, in reference to the number of people estimated to be victims of all forms of human trafficking. Due in part to the illegal and underground nature of sex trafficking, the actual extent of women and children forced into prostitution is unknown." (www.en.wikipedia.org/wiki/Prostitution) (www.state.gov/documents/organization/82902.pdf) (www.unhcr.org/50aa032c9.pdf) (http://2001-2009.state.gov/g/tip/c16465.htm) (http://www.ungift.org/doc/knowledgehub/resource-centre/GIFT_Human_Trafficking_An_Overview_2008.pdf)

''امریکی حکومت کے خرچ سے کی گئی ریسرچ ۲۰۰۶ء میں مکمل ہوگئی، اس کے مطابق ہر سال قومی سرحدوں پہ ۸/لاکھ انسانوں کی غیر قانونی خرید وفروخت ہوتی ہے، اس سروے میں اندرون ملک کروڑوں آدمیوں کی ہونے والی اسمگلنگ کو شامل نہیں کیا گیا ہے، عالمی اسمگلنگ کی شکار میں تقریبا ۸۰/فیصد (چھ لاکھ چونسٹھ ہزار) عورتیں اور لڑکیاں شامل ہیں، جن میں تقریبا ۵۰/فیصد چھوٹی بچیاں ہیں۔ امریکی ڈیپارٹمنٹ آف اسٹیٹ نے ۲۰۰۸ء کے مطالعہ میں کہا کہ جنسی تجارت کی غرض سے انسانوں کی خرید وفروخت کے غیر قانونی ہونے اور خفیہ طور پہ چلائے جانے کی وجہ سے جنسی کاروبار کے لیے اسمگلنگ کی جانے والی خواتین اور بچے/بچیوں کی صحیح تعداد نامعلوم ہے۔''

جب امریکہ جیسے تعلیم یافتہ اور سپر پاور ملک میں ہر سال لاکھوں چھوٹی بچیوں کی زبردستی خرید وفروخت کی جاتی ہے تو پھر ماں کے آنچل اور باپ کے سایہ سے اچھا کونسا ٹھکانا ہوسکتا ہے جہاں بچے بچیوں کی زندگی اور عزت وناموس محفوظ رہے گی......؟؟؟

عبرت کے لیے بائبل کے آخری اقتباس کے مطابق ایک واقعہ قلم بند کیا جاتا ہے:

''وقت کے ایک بڑے ڈاکو کو سزائے موت سنائی جاتی ہے۔ مرنے سے پہلے اسکی آخری خواہش پوچھی جاتی ہے، کہتا ہے: ماں سے ملوادو۔ جب اس کی ماں سامنے آتی ہے ڈاکو ایک زوردار طمانچہ اس کے منہ پہ رسید کردیتا ہے۔ وہاں موجود سارے لوگ اس ڈاکو پہ تھوتھو کرنے لگتے ہیں، اتنا کمینہ آدمی ہے مرنے سے پہلے ماں کو مارتا ہے، یقیناً دنیا میں اس سے بڑا مجرم کوئی نہیں ہوگا، ایسے کو تو ایک بار نہیں بار بار پھانسی ہونی چاہئے۔ ڈاکو کہتا ہے: یہ وہ طمانچہ ہے جسے میری ماں کو میرے گال پہ پچیس سال پہلے مارنا چاہئے تھا جب میں نے پڑوسی کے گھر میں ایک چھوٹی

سی چیز کی چوری کی تھی، اس بات کا علم ہونے کے باوجود میری ماں نے مجھے تنبیہ نہیں کی، جس سے میرا حوصلہ بڑھتا گیا اور آج میں ملک کے سب سے بڑے مجرم کی شکل میں پھانسی کے تختہ پہ ہوں، اگر میری ماں اُسی دن تادیب کر دیتی تو میں آج اس تختہ پہ نہیں ہوتا۔"

باب نہم:۔ تعزیراتی قوانین۔

ہر انسان کا ذہن و دماغ جدا جدا ہے۔ کوئی اتنا نرم ہوتا ہے کہ کسی کی دسیوں غلطیاں معاف کر دیتا ہے اور کوئی اتنا تندمزاج اور چڑچڑا ہوتا ہے کہ معمولی سی بات پہ ہنگامہ کھڑا کر دیتا اور قتل وقتال تک پہونچ جاتا ہے۔ کوئی اتنا ایماندار ہوتا ہے کہ اپنا کروڑوں ڈوب جائے تو کوئی پرواہ نہیں مگر وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی ایسا لقمہ اس کے حلق سے نیچے اتر جائے جس کے متعلق اسے اپنا ہونے کا شک ہو، وہیں بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو حلال وحرام کا فرق کیے بغیر لاکھوں کھا جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے۔ اس کے لیے وہ کسی طرح کا ہتھکنڈا استعمال کرنے سے نہیں چوکتے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ معاشرہ اور شہر و ملک کو پُر امن بنائے رکھنے کے لیے وہاں تعزیراتی قوانین (Penal Code) موجود ہوں جن کا ایمانداری اور مکمل سچائی کے ساتھ نفاذ ہوتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تقریبا دنیا کے ہر شہر، ہر ملک، ہر قوم اور ہر قبیلہ میں "سزا" کا تصور ملتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ کہیں مالی سزا دی جاتی ہے تو کہیں جسمانی وجانی اور کہیں دونوں طرح کی۔ تعزیراتی قوانین کے مقصد کو ان الفاظ میں سمجھا جا سکتا ہے:

(۱) قانون سازی کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملک کو منظّم، پُر امن اور فساد و شرارت سے پاک رکھا جائے۔ تعزیراتی قوانین اس طرح مرتب کیے جائیں کہ آئین وقانون کی شق شہریوں کو زیادہ سے زیادہ پُر امن رہنے پر مجبور کرے۔ انسان اِکراہ و اِضطرار (جس پر کسی انسان کا بس نہیں) کے بغیر اِرتکاب جرم کا تصور بھی ذہن میں نہ لائے۔

(۲) آئین میں سزاؤں کے ذکر کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مظلوم کو انصاف ملے اور اس کے اندر یہ احساس زندہ رہے کہ اس کی جان ومال اور عزت وآبرو محفوظ ہے اور ظالموں سے قانون انتقام لے گا۔

(۳) قانون میں حدود وتعزیرات کی تعیین کا سب سے اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ سزائیں دوسروں کے لیے عبرت ونصیحت ہوں۔ سزاؤں کو سن کر اور حدود کے نفاذ کو دیکھ کر تمام لوگ

سہم جائیں اور آئندہ جب ان کے اندر کبھی اس طرح کے جرم کا خیال آئے تو وہ تصور کو حقیقت کا روپ دینے سے قبل سینکڑوں بار تدبر و تفکر سے کام لیں۔ اس طرف ہمیں قرآن حکیم کی رہنمائی بھی ملتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبٰبِ."

"اے دانشمندو! تمہارے لیے (قتل و جراحات میں) قصاص میں ہی زندگی ہے۔" (البقرۃ:۱۷۹)

اور ایک دیگر مقام پہ جو ارشاد فرمایا اس میں یہ حکمت اور کھل کر سامنے آجاتی ہے:

"وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ."

اور اگر تم آخرت پہ کامل ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے دین کے معاملے میں زنا کرنے والوں پر تمہیں کسی طرح کا رحم نہ آئے۔ اور انہیں سزا دیتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود رہے۔" (النور: ۲)

اور اسی طرح قرآن حکیم کی اس حکمت کی موافقت بائبل میں بھی ملتی ہے:

"Because they must get rid for evil he brought into the community, everyone in Israel will be afaird when they hear how he was punished." (Deuteronomy: 21/21, CEV, ABS, NY, USA, ©1995)

"تب اُسکے شہر کے سب لوگ اُسے سنگسار کریں کہ وہ مر جائے۔ یُوں اَیسی بُرائی کو اپنے درمیان سے دور کرنا۔ تب سب اِسرائیلی سُنکر ڈر جائیں گے۔" (اِستثنا:۲۱/۲۱)

قرآن اور بائبل دونوں نے اپنی ریاستوں اور اپنے ماننے والوں کو دیگر قوانین کی طرح تعزیراتی قوانین کا سبق بھی دیا ہے۔ لیکن وقت اور صفحات کی کمی کے باعث ہم یہاں بہت مختصر میں چند طرح کی سزاؤں کو ذکر کریں گے جن سے بہت سی باتیں ذہن میں اتر جائیں گی اور بہت سے شبہات عقل سے دور ہو جائیں گے۔ مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب "**اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ**" باب دوم کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱) بشرط ندامت سزا غلطی کا کفارہ بن جاتی ھے۔

یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری ہے کہ حقوق العباد (Human Rights) میں سزا اور توبہ و معافی دونوں ہونے سے گناہ مٹتا ہے۔ اور جرم کی سزا پانے اور توبہ کرنے

سے دل کی صفائی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ۔"

''جو تم میں گناہ کرے اور اسے سزا مل جائے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے، اور جس کے گناہ کو اللہ چھپا دے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، چاہے گا تو عذاب دے گا یا بخش دے گا۔''

(جامع الترمذی: باب ما جاء ان الحدود كفارة لأهلها، باب ما جآء في المرأة اذا استكرهت على الزنا، صحيح المسلم: باب من اعترف عليه بالزنا، مسند أحمد بن حنبل: حديث وائل بن حجر)

اسی طرح بائبل کا بھی تصور ہے۔ ملاحظہ ہو:

"The blueness of a wound cleanseth away evil: so [do] stripes the inward parts of the belly." (Proverb: 20/30, KJV, TBR, BSI, 2008)

''کوڑوں کے زخم سے بدی دور ہوتی ہے اور مار کھانے سے دل صاف ہوتا ہے۔'' (اَمثال:۲۰/۳۰)

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب ایک شخص نے اپنے گناہوں کی سزا پالی اور غلطی کے بدلے میں مصیبتوں کا سامنا کر لیا تو اب وہ دھل گیا اور اس کا گناہ مٹ گیا بشرطیکہ اس میں سدھار ہو اور اس نے آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کیا ہو۔ ورنہ سزا مل جانے کے بعد بھی اس کے پیچھے پڑے رہنا اور ماضی کی خطاؤں کی بنیاد پہ اسے کمتر خیال کرنا اپنی ذات پہ ظلم و ستم ڈھانے کے برابر ہوگا، اور ایسا رویہ دکھانے والے کو خدا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔

(۲) مکمل ثبوت کے بغیر سزا کا نفاذ نہیں۔

عقل و نقل کا ایک قاعدہ ہے کہ جب تک کسی کے مجرم نہ ہونے کا شبہ قائم ہے، اسے ملزم سے مجرم نہیں کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے سزا سنائی جا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں اسلام و بائبل کا نظریہ اور یورپ و امریکہ کا 'کاغذی قانون' بھی یہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"اِدْرَءُ وْ الْحُدُوْدَ بِالشُّبْهَاتِ۔"

''شک کی حالت میں حد جاری نہ کرو۔''

(المقاصد الحسنة: حرف الهمزة، كنز العمال: الحديث ١٢٩٧٢، نصب الراية فى تخريج أحاديث الهداية: باب الوطئ الذي يوجب الحدود والذي لا يوجبه)

رسول اللہ ﷺ کے دوسرے خلیفہ اور تاریخ عالم کے بہترین حکمراں و کمانڈر

انچیف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَأَنْ أُعَطِّلَ الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُقِيْمَهَا بِالشُّبُهَاتِ".

''شبہ کی وجہ سے حد نہ قائم کرنا میرے نزدیک شک کی بنیاد پر حد قائم کرنے سے بہتر ہے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة: الحدیث ۲۸٤۹۳، کنز العمال: الحدیث ۱۳٤۱۵)

اسے آج کل ''Benefit of Doubt'' کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی ملزم کو شک کا فائدہ دیا جائے اور اسے سزا نہ دی جائے مگر اس پر عمل صفر (Zero) کے برابر ہورہا ہے۔ اسلام کا مطلوب یہی ہے کہ جب تک کوئی الزام سوفیصدی ثابت نہ ہوجائے ملزم کو سزا نہیں سنائی جاسکتی ہے۔ لیکن جب جرم حتمی طور پر ثابت ہوجائے تو پھر سزا میں کسی طرح کی رعایت کی گنجائش بھی نہیں نکالی جاسکتی ہے، بلکہ حد کو مکمل طور پر جاری کیا جائے گا۔

اسی طرح بائبل میں کہا گیا:

One witness shall not rise up against a man for any iniquity, or for any sin, in any sin that he sinneth: at the mouth of two witnesses, or at the mouth of three witnesses, shall the matter be established."

(Deuteronomy: 19/15)

''کسی شخص کے خلاف اُسکی کسی بدکاری یا گناہ کے بارے میں جو اُس سے سرزد ہوا ایک ہی گواہ بس نہیں بلکہ دو یا تین گواہوں کے کہنے سے بات پکی سمجھی جائے۔'' (اِستثنا:۱۹/۱۵)

ملزم کے لیے'شک کا فائدہ' بائبل کے درج ذیل پیراگراف سے بھی واضح ہے:

"Suppose you hear that in one of your towns some man or woman has sinned against the Lord & broken his covenant by worshiping & serving other gods or the sun or the moon or the stars, contrary to the Lord's commond. If you hear such a report, then investigate it thoroughly. if it is true that this evil thing has happened in Israel, Then take the person outside the town & stone him to death. However, he may be put to death only if two or more witnesses testify against him; he is not to be put to death if there is only one witness. The witnesses are to throw the first stones, and then the rest of the people are to stone that person; in this way you will get rid of this evel." (Deuteronomy: 17/2-7, GNB, Pub. by BSI, Bangalore, 2008-9)

''اور اگر تیرے درمیان تیری بستیوں میں جن کو خداوند تیرا خدا تجھ کو دے کہیں کوئی مرد یا عورت ملے جس نے خداوند تیرے خدا کے نزدیک یہ بدکاری کی ہو کہ اس کے عہد کو توڑا ہو۔ اور جا کر اور معبودوں کی یا سورج یا چاند یا اَجرامِ فلک میں سے کسی کی پرستش کی ہو۔ اور

یہ بات تجھ کو بتائی جائے اور تیرے سننے میں آئے تو تو جانفشانی سے تحقیق کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں اَیسا مکروہ کام ہوا۔ تو تو اُس مرد یا عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر پھاٹکوں پر لے جانا اور اُن کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مر جائیں۔ جو واجب القتل ٹھہرے دو یا تین آدمی کی گواہی سے مارا جائے۔ فقط ایک ہی آدمی کی گواہی سے وہ مارا نہ جائے۔ اُسکو قتل کرتے وقت گواہوں کے ہاتھ پہلے اُس پر اُٹھیں اُسکے بعد باقی سب لوگوں کے ہاتھ۔ یوں تو اپنے درمیان سے شرارت کو دور کیا کرنا۔'' (استثنا:۱۷/۲-۷)

بائبل کا جملہ ''اور یہ بات تجھ کو بتائی جائے اور تیرے سننے میں آئے تو تو جانفشانی سے تحقیق کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں ایسا مکروہ کام ہوا۔ تو تو اس مرد یا عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر پھاٹکوں پر لے جانا اور ان کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مر جائیں'' رسول اللہ ﷺ کے قول کے موافق ہے کہ شبہ کے ہوتے ہوئے کسی ملزم کو سزا نہ دی جائے۔

(۳) عدل و انصاف اور مجرم کی درازئ عمر۔

سماجی حیوان انسانوں کے ایک ساتھ رہنے میں مفادات کے ٹکراؤ یا غلط فہمی کے باعث آپسی جھگڑا کوئی زیادہ تعجب خیز چیز نہیں ہے۔ اور یہ چیز اتنی بڑی بھی نہیں ہے کہ اس کا تدارک نہ ہو سکے۔ برابری اور حق دلانے کا قانون ہر ملک و مذہب میں ہوتا ہے۔ اس طرح کے اختلافات کو دور کرنے کے لیے عدل و انصاف کسی بھی انسانی معاشرے کے لیے از حد ضروری ہے۔ جو ملک اور ریاستیں عدل فراہم کرنے میں ناکام ہوتی ہیں انہیں اندھیر نگری، ان کے حکمراں کو چوپٹ راجا اور آئین کو اندھا قانون کہا جاتا ہے۔ قرآن اور بائبل نے بھی ظلم اور بے انصافی سے دور بھاگنے اور انصاف کی راہوں کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

ماقبل میں بھی ہم نے اسلام کے انصاف کے اعلیٰ معیار کو تحریر کیا ہے۔ اور اب بھی اسلام، قرآن اور صاحب قرآن پیغمبر اسلام ﷺ کی عدالت و انصاف کے اعلیٰ مقام کو دنیا والوں کے سامنے مزید تاباں کرنے کے لیے صحیفۂ صحیحہ قرآن حکیم کی ایک آیت مقدسہ نقل کرتے ہیں۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

''یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰی أَنْفُسِکُمْ أَوِ

الْـوٰلِـدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوْا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوْا وَإِن تَلْوُوْا أَوْ تُعْرِضُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا o"۔

''اے ایمان والو! اللہ کے گواہ بنتے ہوئے عدل پر خوب قائم ہو جاؤ اگر چہ انصاف کرنے میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ انصاف کا حقدار غریب ہو یا مالدار اللہ کو اس پر سب سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔ انصاف کرتے وقت خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔ اگر تم ہیر پھیر کرو اور حق سے انحراف کرو تو (خوب یاد رکھو کہ) اللہ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے۔''
(سورة النساء: ١٣٥)

قرآن حکیم کی ایسی آیات اور پیغمبر اسلام ﷺ کی عملی تعلیمات کا اثر ہے کہ تاریخ عالم میں چند ایسے نادر واقعات بھی ملتے ہیں جو صرف اسلام کی خصوصیات سے ہیں۔ انہی میں سے درج ذیل روایت بھی ہے:

''پیغمبر اسلام ﷺ کے داماد و خلیفہ، مسلمانوں کے امیر اور سلطنت اسلامیہ کے حکمران حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہونے والی ایک جنگ میں تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کی زرہ راستے میں گر گئی۔ جب جنگ سے واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ کوفہ کے بازار میں ایک یہودی وہ زرہ بیچ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ زرہ میری ہے، جسے نہ میں نے کسی کے ہاتھ بیچا ہے اور نہ ہی بطور ہبہ دیا ہے۔ یہودی نے کہا: یہ زرہ میری ہے اور میری دلیل یہ ہے کہ میرے ہاتھ میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ قاضی شریح نے حضرت علی سے کہا: دو گواہ پیش کیجئے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قنبر اور حسن اس بات کے گواہ ہیں کہ اس یہودی کے پاس موجود زرہ میری ہے۔ قاضی شریح نے کہا: ''حسن رضی اللہ عنہ اگر چہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں مگر باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی قابل قبول نہیں۔ عدالت یہ فیصلہ دیتی ہے کہ یہ زرہ یہودی کی ملکیت ہے''۔ یہ سن کر یہودی نے کہا: اپنی یہ زرہ لیجئے۔ کتنا اعلیٰ انصاف ہے! بادشاہ کا نامزد کردہ ایک جج اسی کے خلاف فیصلہ سناتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ مذہب اسلام حق ہے۔ أشهد أن لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ۔ پھر اس نے بتایا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین کی طرف جا رہے تھے، میں بھی ان کے پیچھے پیچھے راستہ طے کر رہا تھا کہ زرہ گر گئی اور میں نے اسے اٹھا لیا۔''

(جامع الأحاديث: الحديث ٣٤٦٢٩، ٣٤٩٦٥، سنن البيهقي: الحديث ٢١١٤١، كنز العمال:

الحدیث ۱۷۷۹۵، حلیة الأولیاء: ٤/ ۱۳۹، ذکر شریح بن الحارث الکندی، تاریخ دمشق: ۲٤/۲۳، ذکر شریح بن الحارث بن قیس، الکامل فی الضعفاء: ۲/ ۲۲۰، من اسمه حکیم)

پیغمبر اسلام ﷺ کی عدالت اور ان کے انصاف کا معیار کتنا بلند اور غیر جانبدار تھا وہ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مخزومی عورت چوری میں ماخوذ ہوئی، اس کے قبیلہ والوں نے قریش کے ذریعے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو پیغمبر اسلام ﷺ کی بارگاہ میں سفارش کے لیے کہا۔ جب حضرت زید نے اس عورت کی سفارش کی تو پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا:

"أَيُمُ اللّٰهِ لَوُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنُتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتُ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا۔"

''بخدا! اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرے تو محمد (ﷺ) اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیں گے۔''

(صحیح البخاری: الحدیث ۸۸۷٦، سنن ابن ماجة: الحدیث ۲٦٤٥، مصنف ابن أبی شیبة: الحدیث ۲۸۰۸۱، المستدرك للحاکم: الحدیث ۸۱٤۷)

پیغمبر اسلام ﷺ کے عدل وانصاف کا معیار یہ تھا کہ اپنی لخت جگر فاطمہ کے ساتھ بھی کسی طرح کا امتیازی اور خصوصی سلوک نہیں فرمایا۔ کام کی زیادتی کے سبب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے۔ سوچنے لگیں کہ کسی خادمہ کا انتظام ہو جائے تو بہتر ہوگا مگر مالی حالت درست نہیں تھی اس لیے مجبور تھیں۔ اسی درمیان کہیں سے بارگاہ رسالت میں چند غلام اور کنیزیں آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ جا کر ابا حضور سے مانگ لیں۔ آئیں مگر بولنے کی ہمت نہیں ہوئی، واپس چلی گئیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ساتھ لے کر آئے اور سارا ماجرا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا میں تمہیں کچھ نہ دوں گا۔ اہل صفہ کی ضرورتوں کو نظر انداز کرنا کیسے ممکن ہے۔ فاقہ سے ان کے پیٹ سکڑ کر رہ گئے ہیں۔ میرے پاس انہیں دینے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ میں انہی غلام اور لونڈیوں کو بیچ کر ان کی حاجت برآری کروں گا۔'' (الاصابة فی معرفة الصحابة: ۴/۴۰، ۸/۵۸، ضیاء النبی: ۳/۴۲۶)

قرآن کی طرح بائبل نے بھی انصاف کا جھنڈا بلند رکھنے کی تلقین کی ہے:

"Thou shalt not follow a multitude to [do] evil; neither shalt thou speak in a cause to decline after many to wrest [judgment.] Neither shalt thou countenance a poor man in his cause." (Exodus: 23/5-6)

''اور نہ کسی مقدمہ میں اِنصاف کا خون کرانے کے لئے بھیڑ کا منہ دیکھ کر کچھ کہنا۔ اور نہ

مقدمہ میں کنگال کی طرفداری کرنا۔" (خروج:۲۳/۵-۶)

انصاف کی تلقین کرتے ہوئے مزید کہا گیا:

An appeal to keep God's judgments
"Thus saith the LORD, Keep ye judgment, and do justice: for my salvation is near to come, and my righteousness to be revealed. Blessed is the man that doeth this, and the son of man that layeth hold on it; that keepeth the sabbath from polluting it, and keepeth his hand from doing any evil." (Isaiah: 56/1-2)

"خُداوند یوں فرماتا ہے کہ عدل کو قائم رکھو اور صداقت کو عمل میں لاؤ کیونکہ میری نجات نزدیک ہے اور میری صداقت ظاہر ہونے والی ہے۔ مُبارک ہے وہ اِنسان جو اِس پر عمل کرتا ہے اور وہ آدم زاد جو اِس پر قائم رہتا ہے اور جو سبت کو مانتا اور اُسے ناپاک نہیں کرتا اور اپنا ہاتھ ہر طرح کی بدی سے باز رکھتا ہے۔" (یسعیا:۵۶/۱-۲)

ان کے علاوہ بائبل میں درج ذیل مقامات پہ بھی عدل وانصاف قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(اَمثال:۲/۱-۱۰، ۲۰/۸، ۲۱/۳، ۲۱/۷، ۲۲/۲۲-۲۳)

امریکہ ویورپ اور دوسری دنیا کے لیے الگ الگ قانون بنانے والوں سے ان کی مذہبی کتاب کے ان اقتباسات پہ عمل کی دہائی ہے۔

اب مجرم کی عمر کا سزا پہ کیا اثر مرتب ہوسکتا ہے ہم اس پہ کچھ عرض کر دیتے ہیں۔ اسلام اور بائبل دونوں کے نزدیک ایک عاقل بالغ اپنے عمل پہ نتائج کا خود ذمہ دار ہوگا اور درازیٔ عمر کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

"يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْـوٰلِـدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوْا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوْا وَإِن تَلْوُوْا أَوْ تُعْرِضُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ٥"۔

"اے ایمان والو! اللہ کے گواہ بنتے ہوئے عدل پر خوب قائم ہو جاؤ اگرچہ انصاف کرنے میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ انصاف کا حقدار غریب ہو یا مالدار اللہ کو اس پر سب سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔ انصاف کرتے وقت خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔ اگر تم ہیر پھیر کرو اور حق سے انحراف کرو تو (خوب یاد رکھو کہ) اللہ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے۔"
(سورة النساء: ١٣٥)

اللہ جل شانہ نے صرف جرم اور اس کی حیثیت کو دیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ غریب و امیر (یا جوان بوڑھے) کی رعایت کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔ یہ تو مجرم کو خود سوچنا چاہئے کہ میں غریب ہوں بچے یتیم اور بیوی بیوہ نیز ماں باپ بے سہارا ہو جائیں گے ایسا کام ہرگز نہ انجام دوں، اسی طرح عمر دراز آدمی خود سوچے کہ میں بزرگ ہو چکا ہوں معاشرہ میں ایک عزت ہے لوگ بھروسا کرتے ہیں ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں، لیکن جب خود وہی ان چیزوں کو نظر انداز کر دیں تو انہیں قانون سے کوئی امتیازی امید نہیں وابستہ رکھنی چاہئے۔ بی بی سی لندن کے ایک قاری (Bradford) نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے:

"Part of the problem we have is that young offenders know they cannot be touched by the law. Since we have a serious problem with crime committed by young people, is this proposal really going to help. This is another liberal proposal, taken from the point of view of the offender not the victim."
(www.bbc.co.uk/blogs/legacy/haveyoursay/2010/03/should_the_age_of_criminality.html)

''ہماری مشکلات کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نابالغ مجرمین بخوبی جانتے ہیں کہ قانون انہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے، ان حالتوں میں جب ہم نابالغ مجرموں سے سنگین جرائم کا سامنا کر رہے ہیں کیا اس طرح کی تجویز مددگار ثابت ہوگی؟ یہ آزادی خیالی کا ایک ایسا مشورہ ہے جو مجرموں کے نقطۂ نظر سے تو صحیح ہے مگر متاثرین کی نگاہ سے درست نہیں۔''

یہ تبصرہ اس ضمن میں آیا ہے کہ بچوں کو مکلّف ماننے کی عمر بڑھا دی جائے۔ یہی بات دراز عمر مجرموں کے حق میں ہے کہ ان کی صحت اور عمر کو سامنے رکھ کر فیصلہ سنانے کی بات کریں تو تجویز بڑی پیاری لگتی ہے مگر متاثرین کے نقطۂ نگاہ اور آئین کے مقصد انصاف کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو دو اور دو چار کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ انصاف اس بات کا متقاضی ہے کہ فیصلہ سناتے وقت صرف جرم کی شناعت دیکھی جائے، مجرم کی عمر نہیں۔

قانون دراز عمر مجرموں کو معاشی امداد وظیفہ (Pension) اور سماجی وقار فراہم کر سکتا ہے کہ جہاں صف میں لگنے کی ضرورت ہے وہاں کھڑے ہوئے بغیر ان کا کام کر دیا جائے، ان کے لیے گاڑیوں میں نشستیں محفوظ کر دی جائیں، مگر انہیں ''سزا سے بے خوفی'' کا تمغہ تو کسی بھی صحیح العقل انسان یا انصاف پرور آئین کے ذریعہ نہیں مل سکتا ہے۔ کیونکہ ''سزا سے بے خوفی'' یا جرم سے

کم سزا کا قانون ایک نہیں ہزاروں لاکھوں لوگوں کی جان و مال کو غیر محفوظ بنا دے گا بلکہ بنا رہا ہے۔

قرآن کی طرح بائبل میں بھی کہا گیا:

"Ye shall do no unrighteousness in judgment: thou shalt not respect the person of the poor, nor honour the person of the mighty: but in righteousness shalt thou judge thy neighbour." (Leviticus:19/15)

''تم فیصلہ میں ناراستی نہ کرنا۔ نہ تو غریب کی رعایت کرنا اور نہ بڑے آدمی کا لحاظ بلکہ راستی کے ساتھ اپنے ہمسایہ کا اِنصاف کرنا۔'' (اَحبار:۱۹/۱۵)

اس اقتباس میں بھی بلا کسی رو رعایت کے صرف جرم اور مجرم کا انصاف کرنے کو کہا گیا ہے۔ کسی بھی طرح کی رعایت دینے سے سخت منع کیا گیا ہے۔

اسی طرح اور مقامات پہ کہا گیا ہے، موسیٰ نے اِسرائیلی قاضیوں کو ہدایت دی:

"Ye shall not respect persons in judgment; but ye shall hear the small as well as the great; ye shall not be afraid of the face of man; for the judgment is God's: and the cause that is too hard for you, bring it unto me, and I will hear it." (Deuteronomy: 1/17, 16/18)

''تمہارے فیصلہ میں کسی کی رُو رِعایت نہ ہو۔ جیسے بڑے آدمی کی بات سنو گے ویسے ہی چھوٹے کی سننا اور کسی آدمی کا مُنہ دیکھ کر ڈر نہ جانا کیونکہ یہ عدالت خُدا کی ہے اور جو مقدمہ تمہارے لئے مشکل ہو اُسے میرے پاس لے آنا۔ میں اُسے سُنونگا۔'' (استثنا:۱/۱۷، ۱۶/۱۸)

اس اقتباس میں بھی ہر طرح کی رعایت کو ممنوع قرار دیا گیا اور صرف گناہ اور غلطی کو دیکھ کر فیصلہ سنانے کا حکم دیا گیا ہے۔

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب ایک آدمی کی عقل سلامت ہے اور وہ جرم کرنے پہ قادر ہے تو اسے کسی بھی طرح کی رعایت نہ دی جائے، کیونکہ اس طرح کی رعایتوں سے جرم اور بوڑھے مجرموں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ حالیہ دِنوں میں بچوں کی طرح بوڑھے مجرموں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے، بکثرت اس طرح کی خبریں اخبارات کی زینت بن رہی ہیں کہ کسی بوڑھے نے پوتی عمر کی لڑکی پہ دست درازی کی۔ دراز عمر مجرموں کے لیے جو فکر ہم اِستعمال کر رہے وہی انہیں سوچنا چاہئے کہ اپنی بزرگی، عزت اور کمزور ہڈیوں کی سلامتی کے بارے میں جرم سے قبل بار بار سوچیں۔

(۴) قید و بند کی سزا۔

اسلام نے قید و بند کی سزاؤں کا بھی ذکر کیا ہے، اس سلسلے میں ایک ضابطہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جن حرام کاموں کی سزا کا بیان نہیں ہوا ان پہ مجرموں کو سزا دی جائے گی۔ مگر کتنی دی جائے گی اسے فقہا اور سلطان اسلام کی رائے پہ چھوڑ دیا گیا ہے کہ وقت اور مجرم کے ریکارڈ کی مناسبت سے جو بہتر ہوا سے نافذ کیا جائے۔ مثلاً شراب بیچنے اور سود کھانے کو اسلام نے حرام اور سخت حرام کہا ہے مگر قرآن و حدیث میں ان دونوں کی سزا نہیں ذکر کی گئی ہے، ان دو جرموں کے لیے فقہا نے ضابطہ کے تحت یہ حکم سنایا ہے:

"وَالْمُسْلِمُ الَّذِی یَبِیعُ الْخَمْرَ أَوْ یَأْکُلُ الرِّبَا یُعَزَّرُ وَیُحْبَسُ..... وَکَذَا یُسْجَنُ مَنْ قَبَّلَ أَجْنَبِیَّةً أَوْ عَانَقَهَا أَوْ مَسَّهَا بِشَهْوَة۔"

''جو مسلمان شراب بیچے یا سود کھائے اس کی تعزیر کی جائے اور پھر جیل میں ڈال دیا جائے ......اسی طرح جو شخص کسی اجنبی عورت کا بوسہ لے، یا اس سے گلے ملے یا شہوت کے ساتھ اسے چھوئے، اسے بھی قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔'' (فتح القدیر: فصل فی التعزیر)

بائبل میں قید خانہ کا تذکرہ تو ہے مگر کسی کو قید و بند کی سزا دینے کا تذکرہ ہمیں نہیں ملا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ شاید یورپ و امریکہ کو اس بات سے خوشی ہونی چاہئے کہ ان کی پسندیدہ سزا قید کو اسلام نے پہلے سے ہی اپنا رکھا ہے۔

(۵) کوڑے کی سزا۔

اسلام نے کوڑے کی سزا کو درست اور صحیح ٹھہرایا ہے۔ یہ شبہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کوڑے کی سزا آدمیت کی تذلیل اور بے عزتی ہے لہذا اس طرح کی سزائیں انسانوں کو نہ دی جائیں۔ اس شبہ کے کم از کم تین جوابات ہیں:۔

(ا) جب انسان جرم اور خاص کر ایک بڑے جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ انسانیت کے درجہ سے نیچے اتر جاتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اپنی آدمیت کی تذلیل کرتا ہے، کوڑے سے اسے یہ سبق دیا جاتا ہے کہ انسان جب خود اپنی عزت خراب کرتا ہے تو اسے دوسروں سے زیادہ توقعات نہیں وابستہ کرنی چاہئے۔ اور اس وقت انسانیت کے اعلی مرتبہ سے گری ذات کو سزا دی جاتی ہے نہ

کہ انسانیت وآدمیت کو۔ سزا خاص شخص کو دی جاتی ہے، انسانیت وآدمیت کو نہیں۔
(۲) کوئی بھی سزا انسان کو شرف کا تمغہ نہیں دیتی ہے۔ بلکہ ہر سزا انسان کو ذلیل ورسوا کرتی ہے۔ جس شخص کو جیل میں قید کی سزا دی جاتی ہے یا مالی جرمانہ لگایا جاتا ہے اسے اور اس کے اہل خانہ وخاندان کو معاشرہ ذلیل اور کمتر ہی خیال کرتا ہے۔ تو پھر کیا انہیں کسی طرح کی سزا نہیں دی جانی چاہئے......؟؟
(۳) اگر ناممکن نہ ہو تو سزا جرم سے بڑھ کر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ عام طور پر بے ٹکٹ سفر کرنے والوں کے لیے اس طرح کی تنبیہ لکھی ہوتی ہے:

"Passengers found travelling without ticket, will be fined 10 times."

''بے ٹکٹ سفر کرتے پکڑے جانے والوں کو دس گنا جرمانہ لگایا جائے گا۔''

اسی طرح بائبل میں ہے:

"If a man shall steal an ox, or a sheep, and kill it, or sell it; he shall restore five oxen for an ox, and four sheep for a sheep."(Exodus: 22/1)

''اگر کوئی آدمی بیل یا بھیڑ چرالے اور اُسے ذبح کردے یا بیچ ڈالے تو وہ ایک بیل کے بدلے پانچ بیل اور ایک بھیڑ کے بدلے چار بھیڑیں بھرے۔'' (خروج:۱/۲۲)

بائبل کے اس پیراگراف سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ سزا جرم سے کئی گنا زائد ہوتی ہے، اگر سزا جرم کے برابر ہو تو پھر چوری ڈکیتی عام سی بات ہوگی۔ جیسا کہ آج کل رائج ہے۔

اب اہل انصاف ہی بتائیں! کہ جس شخص نے آئین وشریعت کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے ناجائز تعلقات قائم کیے یا کسی باعزت شخص کے خلاف گندا اِلزام عائد کیا یا شراب جیسی بربادی لانے والی چیز کا استعمال کیا، اس کے لیے اس کے اس جرم سے بڑی کونسی سزا ہوسکتی ہے جس میں آدمیت اور انسانیت کی تحقیر نہ ہو؟؟

واضح رہے کہ کوڑوں کی سزا کا حکم صرف اسلام ہی نہیں دیتا ہے بلکہ امریکہ و یورپ کی وہ مذہبی کتاب جس پر ہاتھ رکھ کر مغربی وامریکی حکمراں اپنے عہدوں کا حلف لیتے ہیں یعنی بائبل بھی کوڑے کی سزا کا حکم دیتی نظر آتی ہے۔

اسلام نے مالی جرمانہ کو قابل قبول نہیں گردانا ہے کیونکہ مالداروں کے لیے یہ آسان اور غریبوں کے لیے مشکل ہوگا جس سے سزا کا سب سے بڑا مقصد ''دوسروں کو

نصیحت دینا'' فوت ہوجائے گا۔ مثلاً کوئی ارب پتی شخص اٹھ کر وزیر اعظم پہ کوئی سنگین الزام لگاتا ہے عدالت اس پہ ایک کروڑ کا جرمانہ عائد کرتی ہے، وہ آسانی سے دیدے گا۔ پھر بار بار ایسا ہی کرے گا اور اپنی دولت کا دسواں حصہ (جو اس کے لیے ہندوستانی ٹیکس تیس فیصد سے کہیں کم ہے) خرچ کر کے وزیر اعظم کی عزت سے کھیلتا رہے گا۔ اور اس طرح مالداروں کے لیے امیر وغریب سبھوں کی عزت سے کھیلنا آسان ہوجائے گا۔ اسی کے مثل اگر کسی زانی پہ جرمانہ عائد کیا جائے تو بڑی کمپنیوں کے مالک کھلم کھلا عصمت دری کرتے اور جرمانہ دے کر آگے بڑھتے نظر آئیں گے بلکہ عصمت ریزی سے قبل ہی جرمانہ ادا کردیں گے۔ اسی طرح قیاس کرتے چلے جائیں تو احساس ہوگا کہ آئین غریبوں کے لیے صرف نقصان کا باعث اور امیروں کے مفادات کا محافظ بن کر رہ جائے گا جس سے ملک سے امن ناپید ہوجائے گا۔

اسلام نے کنوارگی میں زنا کرنے والوں کی سزا سو کوڑے متعین کی ہے:

"اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيُ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥"

''(کنوارے) زانی اور زانیہ کو سو سو کوڑے لگاؤ، اور اللہ کے دین کے معاملہ میں تمہیں ان پر ترس نہ آئے اگر تم اللہ اور آخری دن پہ ایمان رکھتے ہو، اور ان دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک مجمع موجود رہے۔'' (سورۃ النور: ۲)

قرآن کی طرح بائبل میں بھی کوڑے کی سزا کا ذکر موجود ہے:

"If there be a controversy between men, and they come unto judgment, that the judges may judge them; then they shall justify the righteous, and condemn the wicked. And it shall be, if the wicked man be worthy to be beaten, that the judge shall cause him to lie down, and to be beaten before his face, according to his fault, by a certain number. Forty stripes he may give him, and not exceed: lest, if he should exceed, and beat him above these with many stripes, then thy brother should seem vile unto thee."

(Deuteronomy: 25/1-3, Exodus: 21/24-25)

''اگر لوگوں میں کسی طرح کا جھگڑا ہو اور وہ عدالت میں آئیں تا کہ قاضی اُنکا انصاف کریں تو صادق کو بے گناہ ٹھہرائیں اور شریر پر فتویٰ دیں۔ اور اگر وہ شریر پٹنے کے لائق نکلے تو قاضی اُسے زمین پر لٹوا کر اپنی آنکھوں کے سامنے اُسکی شرارت کے مطابق اُسے گِن گِن کر کوڑے

لگوائے۔ وہ اُسے چالیس کوڑے لگائے۔ اِس سے زیادہ نہ مارے تا نہ ہو کہ اِس سے زیادہ کوڑے لگانے سے تیرا بھائی تجھ کو حقیر معلوم دینے لگے۔'' (اِستثنا:۲۵/۱۔۳،خروج:۲۱/۲۴۔۲۵)

اس پیراگراف کے ایک ایک لفظ پہ خاص توجہ دے کر پڑھیں، کوڑے لگانے کے اسلامی حکم پہ مغرب و امریکہ کے مسیحی اسکالرز کی چیخ و پکار کو خاموش کرنے کے لیے بائبل کا یہی ایک اقتباس کافی ہے۔ انداز بیان اور الفاظ خصوصی توجہ کے طالب ہیں۔

اس کے علاوہ (خروج:۲۱/۲۵، کنگ جیمس ورشن دی بک روم بائبل سوسائٹی ہند بنگلور، ہند، ۲۰۰۸ء) میں بھی کوڑے کی سزا کا ذکر ہے۔

(۲)موت کی سزا۔

اسلام نے موت کی سزا کی بھی تعیین کی ہے۔ اس کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ڈاکہ زنی، ناحق قتل وغیرہ جرائم کی سزا موت ہے۔ بائبل نے بھی بہت سے جرموں کی سزا میں موت کا قانون سنایا ہے، جن میں سے ایک یہ ہے:

"If you are guilty of kidnaping Israelites and forcing them into slavery you will be put to death to remove this evil from the community."
(Deuteronomy: 24/7, Exodus: 21/16, CEV, Pub. by ABS, NY, America,1995)

''اور اگر کوئی شخص اپنے اسرائیلی بھائیوں میں سے کسی کو غلام بنائے یا بیچنے کی نیت سے چراتا ہوا پکڑا جائے تو وہ چور مار ڈالا جائے۔ یوں تو ایسی برائی اپنے درمیان سے دفع کرنا۔'' (اِستثنا:۲۴/۷، خروج:۲۱/۱۶)

ہم سمجھتے ہیں کہ Human Trafficking (انسانی خرید و فروخت) سے پریشان امریکہ و برطانیہ کو 'اِسرائیلی بھائیوں' کی قید ہٹا کر بائبل کے اس پیراگراف کو یا اس سے کچھ قریب سزا کے نفاذ پہ ضرور غور کرنا چاہیے، ورنہ جس سپر پاور ملک کے اندر اور سرحد پہ لاکھوں انسانوں (جس میں خواتین اور بچے بچیوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے) کی تجارت ایک سال میں ہوتی ہے اس کے لیے بڑی مشکل پیدا ہو سکتی ہے۔

ہم نے انگریزی اور اردو ترجموں کے جن جملوں کے نیچے لائن کھینچ دی ہے وہ خاص توجہ طلب ہیں، بالخصوص انگریزی جملہ کی ساخت، یہ جملہ سابق ہندوستانی وزیر داخلہ شُشیل کمار شندے کے اس جملہ کی تقریباً مکمل کاپی ہے جو انہوں نے ۱۶؍ دسمبر ۲۰۱۲ء دہلی عصمت دری

حادثہ کے مجرموں کو دلی کی ایک ذیلی عدالت کے ذریعہ پھانسی کی سزا سنائے جانے کے بعد کہا تھا۔امید ہے کہ اس جملہ سے ہوش والوں کو اس سوال کا جواب بڑی آسانی سے سمجھ میں آجائے گا کہ اسلام نے سخت سزائیں کیوں دی ہیں؟ اور ان سے ملک وسماج کو فائدہ ہے یا نقصان؟؟

ویسے ہم بتادیں کہ تقریبا دنیا کے تمام ملکوں میں سزائے موت دی جاتی ہے، مگر صرف ان مجرموں کو جن سے حکمراں طبقہ اور انہیں مالی مدد دینے والوں کو خطرہ محسوس ہوتا ہے، اور غریبوں کے قاتل اور ان کی عصمت کے لٹیروں کو قانونی داؤ پیچ کا حوالہ دے کر دو چار سال کی سزا سنا کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔اسلام حکمراں اور عوام دونوں کو ایک ہی برابر گردانتا ہے اسی لیے مجرم کو سزا دیتے وقت صرف جرم اور اس کی شناعت کو دیکھا جاتا ہے، مجرم کی حیثیت اور اس کی رشتہ داری کو نہیں۔

آج بھی امریکہ کی دو تہائی ریاستیں سزائے موت کے قانون کی حامی ہیں۔
(www.deathpenaltyinfo.org/methods-execution)

امریکی ریاستوں (شاید دنیا کی تمام ریاستوں) میں سزائے موت دینے کا ریکارڈ رکھنے والی ریاست ٹیکساس ۱۹۸۲ء سے جولائی ۲۰۱۳ء تک ۵۰۰ رسے زائد انسانوں کو آنجہانی بنا چکی ہے۔
(www.dailymail.co.uk/news/article-2382750/Americas-active-death-penalty-state-Texas-running-execution-drug.html)

(۷) سنگسار کی سزا۔

سنگسار کا مطلب ہے کسی سنگین جرم کا ارتکاب کرنے والے شخص کو سماج والے اس تک وقت پتھر مارتے رہیں جب تک اس کی سانس نہ بند ہو جائے، یعنی پتھر مار کر ہلاک کرنا۔آج کے زمانے میں اسلام کا یہ حکم بھی شدید تنقید کی زد پہ ہے اور بہت سے اہل فکر انسان کو اس پہ بھی اعتراض ہے۔لیکن ذہن نشیں رہے کہ قرآن کے علاوہ بائبل بھی اسے جائز بلکہ واجب وضروی قرار دیتی ہے۔اگر دونوں کتابوں میں فرق ہے تو صرف اتنا کہ ایک کے خلاف بولنے سے دولت اور کرسی ملتی ہے اور دوسرے کے خلاف بولنے سے کرسی کھسکتی ہے۔ورنہ کیا وجہ ہے کہ وہ ساری چیزیں جن کی بنیاد پہ اسلام کو تنقید کی زد پہ رکھا جاتا ہے، بائبل میں بھی موجود ہیں مگر اس کے باوجود اسے اس قدر محترم سمجھا جاتا ہے کہ اس کی پاکی کی قسم کھائے بغیر منسٹروں کو ان کی اپنی کرسی بیٹھنے کو نہیں ملتی ہے۔بہرحال قرآن و بائبل کے اقتباسات تحریر کیے جاتے ہیں۔ہم نے سنگساری کے متعلق قوانین میں بائبل کے تمام احکام کو جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، امید ہے کہ پڑھنے

کے بعد انصاف پسند اپنی زبانوں پہ تالا لگانا پسند کریں گے یا مظلوم اسلام کی حمایت۔

پیغمبرِ اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَازَنَیَافَارْجُمُوْھُمَا الْبَتَّۃَ نَکَالاً مِّنَ اللّٰہِ''.

''غیر کنوارے مرد وعورت اگر زنا کریں تو انہیں ضرور سنگسار کرو یہ (دوسروں کے لیے) اللہ کی جانب سے عبرت ناک سزا ہوگی۔''

(المستدرك للحاكم: الحديث ٨١٨٥، ٢٩٥٣، المعجم الكبير للطبراني: الحديث ٢٠٣٢١، ٢٠٩٦٢، صحيح ابن حبان: الحديث ٤٥٠٥، سنن ابن ماجة: الحديث ٢٦٠٥، سنن الدارمي: الحديث ٢٣٧٨، مسند أحمد: الحديث ٢١٨٠٨، الموطاء للامام محمد: الحديث ٦٩١، ٦٩٢، ٦٩٤)

بائبل میں زنا کرنے والے مرد وعورت کے متعلق کہا گیا:

"Then ye shall bring them both out unto the gate of that city, and ye shall stone them with stones that they die; the damsel, because she cried not, being in the city; and the man, because he hath humbled his neighbour's wife: so thou shalt put away evil from among you."
(Deuteronomy: 22/24)

''تو تم اُن دونوں کو اُس شہر کے پھاٹک پر نکال کر لانا اور اُن کو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں۔ لڑکی کو اس لئے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی اور مرد کو اِسلئے کہ اُس نے اپنے ہمسایہ کی بیوی کو بے حرمت کیا۔ یوں تو اَیسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا۔'' (اِستثنا:۲۲/۲۴)

مسیحی مفکرین وحکمراں نوٹ فرمالیں کہ بائبل نے درج ذیل جرموں کی سزا میں بھی سنگساری کا حکم سنایا ہے:

(۲) کفر بکنا۔ (اَحبار:۲۴/۱۰۔۱۶)

(۳) شرک۔ (اِستثنا:۱۳/۶۔۱۸، ۱۷/۲۔۷)

(۴) اولاد کو مولک کے لیے نذر ماننا۔ (اَحبار:۲۰/۱۔۲)

(۵) کوہ سینا کو چھونا۔ (خروج:۱۹/۱۱۔۱۳)

(۶) جادوگری۔ (اَحبار:۲۰/۲۷)

(۷) زنا۔ (اِستثنا:۲۲/۲۳۔۲۴)

(۸) سبت یعنی ہفتہ کے دن لکڑی چننا۔ (گنتی:۱۵/۳۲۔۳۶)

(۹) ماں باپ کی نافرمانی۔ (اِستثنا:۲۱/۱۸۔۲۱)

(۱۰) کنوارگی میں زنا کرنے والی لڑکی۔ (استثنا:۲۲/۱۳۔۲۱)

(۱۱) سینگ مارنے والے بیل کو بھی سنگسار کرنے کا حکم ہے۔ (خروج:۲۱/۲۸۔۲۹)

(۱۲) کسی کے اوپر قابل سزائے موت جرم کی تہمت لگانا۔ (استثنا:۱۹/۱۵۔۲۱)

ان سزاؤں کو غور سے دیکھیں، کیا اب بھی آپ کے انصاف پسند ضمیر کی یہی آواز ہے کہ اسلام سنگساری کا حکم دینے کی وجہ سے مجرم ہے جبکہ بائبل پہرہ دار اور جج ہے......؟؟؟

بائبل میں تیر سے چھدوا کر موت کی سزا دینے کا بھی بیان ملتا ہے:

"And the Lord said to Moses, "Go to the people and consecrate them today and tomorrow. Have them wash their clothes and be ready by the third day, because on that day the Lord will come down on Mount Sinai in the sight of all the people. Put limits for the people around the mountain and tell them, 'Be careful that you do not go up the mountain or touch the foot of it. Whoever touches the mountain shall surely be put to death. He shall surely be stoned or shot with arrows; not a hand is to be laid on him. Whether man or animal, he shall not be permitted to live.' Only when the ram's horn sounds a long blast may they go up to the mountain."

(Exodus: 19/10-13, NIV, Pub.by IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

''اور خُداوند نے موسیٰ سے کہا کہ لوگوں کے پاس جا اور آج اور کل اُنکو پاک کر اور وہ اپنے کپڑے دھولیں۔ اور تیسرے دن تیار رہیں کیوں کہ خداوند تیسرے دن سب لوگوں کو دیکھتے دیکھتے کوہِ سینا پر اترے گا۔ اور تو لوگوں کے لئے چاروں طرف حد باندھ کر ان سے کہہ دینا کہ خبردار تم نہ اِس پہاڑ پر چڑھنا اور نہ اس کے دامن کو چھونا۔ جو کوئی پہاڑ کو چھوئے ضرور جان سے مارڈالا جائے۔ مگر اسے کوئی ہاتھ نہ لگائے بلکہ لاکلام سنگسار کیا جائے یا تیر سے چھیدا جائے خواہ وہ انسان ہو خواہ حیوان وہ جیتا نہ چھوڑا جائے اور جب نرسنگا دیر تک پھونکا جائے تو وہ سب پہاڑ کے پاس آجائیں۔'' (خروج:۱۹/۱۰۔۱۳)

پیراگراف کے خط کشیدہ الفاظ پہ تبصرہ کا حق دور جدید کے انصاف پسند مغربی اہل قلم اور دانشور حضرات کے لیے چھوڑتے ہیں۔

اور معاملہ یہیں تک محدود نہیں، بلکہ بائبل جلانے کی سزا کا اِعلامیہ بھی جاری کرتی ہے۔

اگر مرد ایک عورت اور اس کی بیٹی دونوں سے شادی کرے تو تینوں کو جلا دیا جائے۔ (خروج:۲۰/۱۴)

بائبل کی آتشی سزا پہ مزید تفصیل ''قصاص کی سزا'' کے عنوان میں۔

آہستہ آہستہ مجرموں کے لیے اسلامی سزاؤں کی حقانیت واہمیت غیر مسلموں کے ذہن میں بھی اپنی جگہ بنارہی ہے۔ ۱۶؍دسمبر ۲۰۱۲ء کو ہند کی راجدھانی دہلی میں ہوئے اجتماعی عصمت دری حادثہ کے بعد ہندوستان کے کروڑوں ہندوؤں نے مجرموں سے اسلامی قانون کے مطابق نپٹنے کا مطالبہ کیا۔ سیاسی جماعت راشٹریہ جنتا دل کے سربراہ لالو پرساد یادو اور کانگریسی لیڈر رجنی پاٹل نے تو یہاں تک کہہ دیا: اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ یہاں متحدہ عرب امارات کی طرح قوانین نافذ کیے جائیں۔''

آیئے! اب پورٹ بلیئر، جزائر اَنڈمان نکوبار (ہند) سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ ''Andaman Herald'' کے ۱۸؍ستمبر ۲۰۱۳ء کے اداریہ کا سب سے آخری پیراگراف آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"Hanging is not a punishment. The Muslim law must be followed in the rare of the rarest case is the expectation of even a woman, who is afraiding to kill a bed Buck. The dawn of the day will clear it."

''پھانسی (اس جرم کی) سزا نہیں ہے، اس طرح کے نادر مقدمات میں مسلم قانون (سنگساری) کا نفاذ ضرور ہونا چاہئے، یہی سوچ ہے ان خواتین کی بھی جو بستر کے کھٹملوں کو بھی مارنا گوارا نہیں کرتی ہیں۔ طلوع سحر اس کی حقانیت کو واضح کر دے گا۔''

مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کی رحمدل خواتین بھی اسی بات کی حامی ہیں کہ خون چوسنے والے کھٹمل تو لائق معافی ہیں مگر انسان کی شکل میں رہنے والے یہ درندے صرف پتھر کے حقدار ہیں اور بس۔ یعنی اسلام کے خلاف ہزاروں اندولن کے باوجود غیر مسلموں کی نظر میں بھی اسلامی قوانین کے متعلق تعریف وتحسین کا گراف بڑھ رہا ہے۔ ہمارا چیلینج ہے کہ جو ملک صرف دس سالوں کے لیے اس قانون کو نافذ کرے اور ایمانداری سے کام لے، وہاں اس جرم کی تعداد اس قدر گھٹ جائے گی کہ اس کے لیے ''نہیں'' کے لفظ کا استعمال صحیح معلوم ہوگا۔ خط کشیدہ جملوں کو ایک بار نہیں بار بار پڑھیں، اب تک جس بات پہ ہم چیلینج کرتے تھے، اب غیر مسلم بھائی بھی کرنے لگے ہیں۔

حکومت ہند نے تمام عوامی اور سیاسی مطالبات کو ایک طرف رکھتے ہوئے یورپ و امریکہ کے دباؤ میں سخت ترین سزا کا قانون بنانے سے پرہیز کیا اور عورتوں کو نیم برہنہ رہنے کی

مکمل آزادی دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قانون بننے کے بعد سے دہلی میں عصمت دری کے جرائم دوگنا سے زیادہ اور جنسی جرائم چھ گنا ہو چکے ہیں۔(www.ibnlive.com,March06,2013) اور حالیہ رپورٹ کے مطابق مشاہروں کی طرح عورتوں کے خلاف جرائم میں بھی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، پچھلے دو سالوں کا موازنہ بغور ملاحظہ فرمائیں:

"Police data also revealed that 2,069 cases of rape were registered in 2014 compared to 1,571 casesin 2013. A total of 4,179 molestation cases were reported in 2014 against 3,345 were reported in 2013."
(http://timesofindia.indiatimes.com/city/delhi/crimeagainstwomenrapesupindelhi/articleshow/45732193.cms)

''پولیس ریکارڈ کے مطابق ۲۰۱۳ء کے ۱۵۷۱ عصمت دری مقدمات کی بہ نسبت ۲۰۱۴ء میں ۲۰۶۹ مقدمات رجسٹر ہوئے۔ ۲۰۱۳ء میں جنسی زیادتی کے ۳۳۴۵ حادثات روشنی میں آئے تو ۲۰۱۴ء میں ۴۱۷۹ کا پولیس رجسٹر میں اندراج ہوا۔

اور یہ حال صرف دہلی کا نہیں ہے بلکہ تقریباً ہر صوبہ کی کیفیت یہی ہے۔ مشہور انگریزی روزنامہ ''دی ہندو'' چنئی، انڈیا (۱۹ر جولائی ۲۰۱۴ء) کے مطابق ۱۸ر جولائی ۲۰۱۴ء کو ہندوستان کی کم از کم دو ریاستیں کرناٹک اور راجستھان کے قانون ساز اداروں کی کاروائی اس لیے ملتوی کرنی پڑی کہ اپوزیشن پارٹیاں برسر اقتدار پارٹیوں سے ان ریاستوں میں ہونے والی ''بے حساب آبروریزی'' کا حساب مانگ رہی تھیں۔ اور اتنے پہ بس نہیں ہے بلکہ ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش کے حکمرانوں کو بے بسی میں یہاں تک کہنا پڑا کہ جن لوگوں کو یوپی میں بڑھتی ہوئی عصمت دری پہ تحفظات ہیں وہ یہاں سے جا کر کہیں اور بس سکتے ہیں۔ (آئی بی این لائیوڈاٹ اِن ڈاٹ کام، ۵ر جون ۲۰۱۴ء)
(http://ibnlive.in.com/news/tell-people-raising-questions-on-rapes-in-up-to-stay-in-delhi-mulayam/476889-3-242.html)

کاش آپ اسلامی قانون کو صرف پانچ سال کے لیے آزما لیتے!!! تو ایسی بے بسی نہیں ہوتی کہ اپنے ہی عوام جن کے ووٹ سے اقتدار کی زریں کرسی تک رسائی ہوئی انہیں محبوب آبائی ریاست اور پشتونی خطہ چھوڑنے کا مشورہ دینا پڑتا!!!!

(۸) ہاتھ کاٹنے کی سزا۔

ہاتھ کاٹنے کی سزا بھی تنقید کا نشانہ ہے، لہذا ہم اس پر بھی کچھ تحریر کریں گے۔

سب سے پہلے ایک اہم بات ذہن نشیں رہے کہ اسلام کی نظر میں ایک انسان کا ہاتھ بہت قیمتی ہے۔ اگر کوئی شخص غلطی سے کاٹ دیتا ہے تو اس کی دیت پچاس اونٹ مقرر کی گئی ہے یعنی تقریبا ۴۰ر سے ۵۰ر لاکھ ہندوستانی روپے، مطلب آج کی تاریخ میں ڈیڑھ دو کلو سونا۔ اس ہاتھ کی یہ اہمیت اس وقت ہے جب وہ پر امن ہو جس سے سماج، شہر اور ملک سکون اور راحت محسوس کرتا ہو لیکن اگر یہی ہاتھ ملک وقوم اور سماج کے لیے پریشان کن بن جائے اور صرف دس درہم یعنی تقریبا ایک ہزار روپئے یا اس سے زائد کی چوری کرے تو جس طرح آپریشن کے ذریعہ کینسر سے متاثر عضو انسانی کو کاٹ کر الگ کر دیا جاتا ہے، اسے بھی کاٹ کر الگ کر دیا جائے گا تاکہ سماج وقوم کو پریشانیوں سے نجات ملے اور دوسروں کو سخت پیغام۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ پر امن آدمی اور شریف ہاتھ کی اسلام میں بہت عزت ہے یہی وجہ ہے کہ ایک ہاتھ کی قیمت پچاس اونٹ مقرر کر دی گئی ہے۔ لیکن کینسر کی طرح سر درد بننے والے ہاتھ کی عزت اتنی ہے کہ صرف ایک ہزار روپئے یعنی آدھا گرام سونا سے بھی کم کی چوری میں اسے کاٹ پھینکنے کا حکم ہے۔ اسلام کا یہ حکم سنگدلی پہ نہیں بلکہ نیک ڈاکٹروں کی طرح سماج کی ہمدردی پہ مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن ملکوں نے اس قانون کو اپنے یہاں نافذ کر رکھا ہے وہاں ۷۵ر فیصد جاہل ہونے کے باوجود چوری امریکہ ویورپ کے ۱۰۰ر فیصد تعلیم یافتہ آبادی پہ مشتمل معاشرہ کی بہ نسبت بالکل نہیں ہے۔

چوری کے سلسلہ میں قانون سناتے ہوئے اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝".

''چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹ ڈالو بدلہ اس کا جو انہوں نے کیا، یہ اللہ کی جانب سے عبرت ہے، بے شک اللہ غلبہ اور حکمت والا ہے۔'' (سورۃ المائدۃ: ۳۸)

آیئے! ذرا دیکھیں کہ بائبل نے ہاتھ کاٹنے کی سزا کو اچھا کہا ہے، اس کی تعریف کی ہے اور اس کا حکم دیا ہے؟؟ یا اس کو سنگدلی بتایا ہے؟ ذرا غور سے پڑھیں:۔

جب دو شخص آپس میں لڑتے ہوں اور ایک کی بیوی پاس جا کر اپنے شوہر کو اس آدمی کے ہاتھ سے چھڑانے کے لیے جو اسے مارتا ہوا اپنا ہاتھ بڑھائے اور اس کی شرمگاہ کو پکڑ لے:

"Show her no mercy; cut off her hand."(Deuteronomy: 25/11-12, GNB, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''تو تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنا اور ذرا ترس نہ کھانا۔'' (اِستثنا: ۲۵/۱۱-۱۲)

اس کا مطلب ہے کہ بائبل اس سزا کو صحیح اور درست ٹھہراتی ہے۔ ذرا انداز بیان پہ غور کریں! ترس اور رحم کو کنارے لگا کر سزا سنانے اور نافذ کرنے کا حکم سنایا، بلکہ انگریزی پیراگراف میں تو پہلے ترس کو دل سے نکالنے کا حکم دیا پھر ہاتھ کاٹنے کا قانون۔

قرآن اور بائبل دونوں کے اقتباسوں میں باریکی سے غور کریں! اسلام نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے جبکہ بائبل نے مار کھا رہے آدمی کی بیوی کے ہاتھ کو کاٹنے کا۔ مطلب اسلام نے ظالم ہاتھ کو کاٹنے کا حکم دیا ہے جبکہ بائبل نے مظلوم کے ہاتھ کو کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ پھر بھی ان کا یہ دعوی ہے کہ قرآن ظالموں کا ساتھ دیتا ہے۔ یہ ایک مضحکہ خیز مذاق اور خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟؟

ایک اور اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"Now after the death of Joshua it came to pass, that the children of Israel asked the LORD, saying, Who shall go up for us against the Canaanites first, to fight against them? And the LORD said, Judah shall go up: behold, I have delivered the land into his hand. And Judah said unto Simeon his brother, Come up with me into my lot, that we may fight against the Canaanites; and I likewise will go with thee into thy lot. So Simeon went with him. And Judah went up; and the LORD delivered the Canaanites and the Perizzites into their hand: and they slew of them in Bezek ten thousand men And they found Adoni-bezek in Bezek: and they fought against him, and they slew the Canaanites and the Perizzites. But Adoni-bezek fled; and they pursued after him, and caught him, and cut off his thumbs and his great toes." (Judges: 1/1-6, KJV, TBR, BSI, 2008)

''اور یشوؔع کی موت کے بعد یوں ہوا کہ بنی اِسرائیل نے خُداوند سے پوچھا کہ ہماری طرف سے کنعانیوں سے جنگ کرنے کو پہلے کون چڑھائی کرے؟۔ خُداوؔند نے کہا کہ یہوؔداہ چڑھائی کرے اور دیکھو میں نے یہ مُلک اُسکے ہاتھ میں کر دیا ہے۔ تب یہوؔداہ نے اپنے بھائی شمعوؔن سے کہا کہ تو میرے ساتھ میرے قُرعہ کے حصہ میں چل تا کہ ہم کنعانیوں سے لڑیں اور اِسی طرح میں بھی تیرے قُرعہ کے حصہ میں تیرے ساتھ چلونگا۔ سو شمعوؔن اُسکے ساتھ گیا۔ اور یہوداہ نے چڑھائی کی اور خُداوؔند نے کنعانیوں اور فرزّیوں کو اُنکے ہاتھ میں کر دیا اور اُنہوں نے بزؔق میں اُن میں سے دس ہزار مرد قتل کئے۔ اور اَدونی بزق کو بزؔق میں پا کر وہ اُس سے لڑے اور کنعانیوں اور فرزّیوں کو مارا۔ پر اَدونی بزق بھاگا اور اُنہوں نے اُسکا پیچھا کر کے اُسے پکڑ لیا اور اُسکے ہاتھ اور

پاؤں کے انگوٹھے کاٹ ڈالے۔'' (قضاۃ:۱/۱۔۶)

ان کا جرم اس کے سوا کیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کے دوست نہیں تھے؟؟

بائبل میں اس کے علاوہ بھی ہاتھ / پاؤں کاٹنے کا حکم / ذکر ملتا ہے:

(۳) کسی نے کسی کا ہاتھ پاؤں کاٹ دیا تو بدلے میں اس کا ہاتھ پاؤں بھی کاٹا جائے۔
(خروج:۲۱/ ۲۳۔۲۵، اِستثنا:۱۹/ ۲۱)

(۴) بنی اِسرائیل کے راستباز نبی اور بادشاہ داؤد نے اپنے سالے اِشبوست بن ساؤل کا سر کاٹ کرلانے والوں کو قتل کروایا، ان کے ہاتھ پاؤں کٹوائے پھر ان کو پھانسی پہ چڑھوایا۔
(سموئیل دوم:۴/ ۴۔۱۲)

(۵) کسی پہ اَیسے اِلزام کی تہمت لگانا جس سے ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا لازم ہو۔ (اِستثنا:۱۹/ ۱۵۔۲۱)

چور کے لیے اتنی سخت سزا کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ زندگی میں سو بار کامیابی سے چوری کے باوجود صرف ایک بار پکڑا گیا تو بھی وہ ''سوسنار کا تو ایک لوہار کا'' محاورہ یاد کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

(۹) قصاص کی سزا۔

قصاص یعنی بدلہ کی سزا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کو قتل کر دے، اس کی ناک توڑ دے، کان کاٹ لے وغیرہ، تو مجرم کے ساتھ بھی اسی طرح کیا جائے۔ کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہوگا کہ یہ تو عقل میں نہیں سماتی ہے کہ قانون کسی کی ناک کان کٹوائے۔ اگر کسی آدمی نے کسی کی ناک کاٹ لی تو وہ صرف ایک فرد کی غلطی اور جہالت کہلائے گی مگر قانون ایسا کرتا ہے تو پورا کا پورا ملک مجرم کہلائے گا۔ لیکن اگر گہرائی میں اتر کر دیکھیں اور ایک دو سالوں کے لیے اس قانون کو نافذ کر کے آزمائیں تو یہ اقرار کیے بغیر نہیں رہ پائیں گے کہ ایسے مجرموں کے لیے یہی سب سے بہتر سزا ہے۔ ذرا سوچئے کہ جب آپ کو یہ معلوم ہے کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی، کسی کی ناک کان کاٹنے کے جرم میں آپ بھی ناک کٹے اور کان کٹے کہلائیں گے تو کیا آپ کی عقل ایک لمحہ کے لیے بھی آپ کو اس کی اجازت دے پائے گی......؟؟ اگر امریکہ و یورپ کو یقین نہ ہو تو اپنے ملکوں میں دو سالوں

کے لیے نافذ کر کے دیکھ لیں، انشاءاللہ اسلام کی حقانیت کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

قصاص کا حکم سناتے ہوئے قرآن مقدس میں کہا گیا:

''اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ، وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ، وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ، وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ، وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ، وَالْجُرُوْحُ قِصَاصٌ''.

''جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے قصاص بھی انہی کے مثل ہیں۔'' (سورۃالمائدۃ:٤٥)

بائبل بھی قصاص کی سزا کی پرچارک ہے۔ کہا گیا:

"The payment will be life for life, eye for eye, tooth for tooth, head for head, foot for foot, burn for burn, cut for cut, and bruise for bruise."
(Exodus: 21/23-25, Deuteronomy: 19/21. CEV, ABS, NY, USA, ©1995)

''تو جان کے بدلے جان لے۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔ جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ۔'' (خروج:۲۱/۲۳۔۲۵، اِستثنا:۱۹/۲۱)

یہاں ایک اور خیانت سے پردہ اٹھاتے چلیں کہ امریکن بائبل سوسائٹی نیویارک کے اس ایڈیشن میں جہاں پہ ''bruise for bruise'' اور بائبل سوسائٹی ہند کی اردو بائبل میں ''چوٹ کے بدلے چوٹ'' کا جملہ ہے اس کی جگہ کنگ جیمس ورشن میں '' stripe for stripe'' یعنی کوڑے کے بدلے کوڑا'' ہے۔

ذرا اِسے بھی پڑھ لیں:

"Whoso sheddeth man's blood, by man shall his blood be shed: for in the image of God made he man." (Genesis: 9/6)

''جو آدمی کا خون کرے اُس کا خون آدمی سے ہوگا کیونکہ خُدا نے اِنسان کو اپنی صورت پہ بنایا ہے۔'' (پیدائش:۹/۶)

اس مقام پہ بھی اگر قرآن اور بائبل کے احکام کا موازنہ کیا جائے تو اسلام کی حقانیت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ اسلام دیت کا حکم دیتا ہے، کہ اگر مقتول شخص کے ورثہ دیت (سواونٹ) لینے پر آمادہ ہو جائیں تو دیت لے کر معاملہ ختم، مگر بائبل صرف قتل کا حکم دیتی ہے، بائبل کسی چیز کے عوض کسی قاتل کی جان بخشی کو منظوری نہیں دیتی ہے۔

بائبل قصاص سے بہت آگے بڑھ کر سزائیں نافذ کرتی ہے۔ بائبل کے مطابق کم از کم پانچ موقعوں پہ آگ کی سزا دی جائے گی۔ پہلا اس وقت جب کوئی زنا کرے۔ بنی اسرائیل کے اجداد میں سے ایک یہوداہ کو یہ خبر دی گئی:

"Your daughter in law Tamar has behaved like a prostitute & now she is pregnant, "Drag her out of town & burn her to death" Judha shouted." (Genesis: 38/24, CEV, Pub. by ABS, New York America.1995)

''تیری بہو تمر نے زنا کیا ہے اور اسے چھنالے کا حمل بھی ہے۔ یہوداہ نے کہا (انگریزی لفظ Shouted کے مطابق انتہائی غصے میں چیخ پڑے) کہ اسے باہر نکال لاؤ کہ وہ جلائی جائے۔''
(پیدائش: ۳۸/۲۴)

(۲) انسان کو جلانے کا دوسرا حکم یہ ہے:

"If a priest's daughter becomes a prostitute, she disgraces her father; she shall be burnt to death." (Leviticus: 21/9, GNB, BSI, 2008-2009)

''اور اگر کاہن کی بیٹی فاحشہ بن کر اپنے آپ کو ناپاک کرے تو وہ اپنے باپ کو ناپاک ٹھہراتی ہے۔ وہ عورت آگ میں جلائی جائے۔'' (أحبار: ۲۱/۹)

(۳) کوئی مرد بیوی اور اپنی ساس دونوں سے شادی کرے تو تینوں جلا دیے جائیں۔ (أحبار: ۲۰/۱۴)

(۴) اگر کوئی شخص کسی پہ آتشی سزا کے لائق جرم کی تہمت لگائے تو اسے بھی جلا دیا جائے۔ (استثنا: ۱۹/۱۵۔۲۱)

(۵) خدا کے لیے مخصوص چیز کی چوری کی سزا بھی آگ ہے۔ (یشوع: ۷/۱۵)

اس سلسلے میں ہم اسلام کا موقف واضح کر دیں کہ اسلام نے آگ کی سزا کو مکمل طور پہ منع کر دیا ہے، آگ کی سزا دینے کا حق صرف خدا کو ہے۔

(۱۰) انسانی اعضا پہ تیزاب پھینکنے کی سزا۔

یہ ایک سلگتا ہوا مسئلہ ہے، اور اس زمانہ میں اس کے متعلق سخت قانون کی واضح ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں ہم اسلامی نقطۂ نظر کو بھی واضح کر دیتے ہیں، چونکہ یہ جرم رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں نہیں تھا اس لیے اس کے متعلق نام بنام واضح قانون اسلامی شریعت میں نہیں مل سکتا ہے، البتہ! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کچھ ایسے اصول بنائے ہیں جو دنیا کے ہر قضیہ کے حل کے لیے کافی ہیں۔ یہ عنوان بھی کچھ ایسا ہی

ہے۔قرآن وحدیث میں اس سے متعلق واضح اشارات موجود ہیں۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

''اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ، وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ، وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ، وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ، وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ، وَالْجُرُوْحُ قِصَاصٌ.''

''جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے قصاص بھی انہی کے مثل ہیں۔'' (سورۃالمائدۃ:٤٥)

تیزاب پڑنے سے زخم بنتا ہے اور انسانی عضو تلف اور ناکارہ ہوجاتا ہے اور چونکہ اسلام نے قصاص میں ان دونوں کو بھی شامل کر رکھا ہے، لہذا قرآنی آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تیزاب پھینکنے والے کے عضو پہ بطور قصاص تیزاب ڈالا جائے، اگر تیزاب گلاتا ہو، جلاتا نہ ہو۔اور اگر جلاتا ہو تو قصاص کی بجائے علماے اسلام کی ٹیم اور سلطان اسلام اس کے متعلق کسی دوسرے نتیجہ پہ پہنچیں اور سزا نافذ کریں، جو سب سے بڑی سزا کی شکل میں بھی ممکن ہے۔علاوہ ازیں تیزاب پھینکنے کی سزا میں برابری کا امکان محسوس نہیں ہوتا ہے، ضروری نہیں ہے کہ متاثر کا جتنا حصہ جلا اور اس کو جتنی تکلیف پہونچی اسی طرح مجرم کے ساتھ کیا جاسکے، لہذا اس مقام پہ تعزیر زیادہ انسب ہے، جو بڑی سے بڑی سزا کی شکل میں بھی ہوسکتی ہے۔

صاحب عنایہ وفتح القدیر رقم طراز ہیں:

"وَهُوَ يُنْبِئُ عَنِ الْمُمَاثَلَةِ، فَكُلُّ مَا أَمْكَنَ رِعَايَتُهَا فِيْهِ يَجِبُ فِيْهِ الْقِصَاصُ وَمَا لَا فَلَا۔"

''قصاص نام ہے برابری کا، تو جہاں برابری ممکن ہے وہاں قصاص واجب، نہیں تو منع۔''

(العناية شرح الهداية: باب القصاص فيما دون النفس، فتح القدير: باب القصاص فيما دون النفس)

اب یہ مسئلہ ماہرین علما کی بحث کے بعد ہی طے ہوپائے گا کہ اس میں قصاص ہوگا یا تعزیر، جو دہشت پھیلانے اور لوٹ مار کرنے والے ڈاکو اور دہشت گرد کی سزا کے برابر تک ہوسکتی ہے۔لیکن علما و پارلیمنٹ دونوں صورتوں میں سے جس شق کو بھی اختیار کریں بہر حال سزا 'نصیحت' اور 'سبق' ثابت ہوگی جو جرائم کے سد باب میں حد درجہ معاون ہے۔

قرآن کی طرح بائبل میں ہے:

"The payment will be life for life, eye for eye, tooth for tooth, head for

head, foot for foot, burn for burn, cut for cut, and bruise for bruise."
(Exodus: 21/23-25, Deuteronomy: 18/21, CEV, ABS, NY, USA, ©1995)

''تو جان کے بدلے جان لے۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔ **جلانے کے بدلے جلانا**۔ زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ۔''
(خروج:۲۱/۲۳۔۲۵، استثنا:۱۹/۱۸)

چونکہ بائبل میں جلانے کے بدلے میں جلانے کا حکم ہے جس میں مساوات مشکل ہے، تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تیزاب پھینکنے والے کو تیزاب سے جلایا جا سکتا ہے۔

(۱۱) اہانت رسول ﷺ کی سزا۔

قرآن سے مستنبط اور احادیث طیبہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے فرد کے لیے اللہ جل شانہ نے موت کی سزا متعین فرمائی ہے۔ علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ'' میں ان دلائل کو جمع فرمایا ہے۔ پھر امت کے علما و فقہا اور ائمہ و محدثین کے اقوال اور ان کے عمل کو ذکر کیا ہے۔ آپ امام مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

"مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ أَوْ غَیْرَہُ مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِنْ مُّسْلِمٍ أَوْ کَافِرٍ قُتِلَ۔"
''جو مسلم یا غیر مسلم نبی ﷺ یا دوسرے کسی نبی علیہم السلام کی گستاخی کرے اس کو قتل کیا جائے گا۔''
(الباب الأول فی بیان ما هو فی حقه ﷺ سب أو نقص من تعریض أو نص)

یورپ و امریکہ کی نظر میں اسلام کا یہ حکم صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے انسان کی 'اظہار رائے کی آزادی' (Freedom of Expression) چھینی جا سکتی ہے جو غلط ہے کہ ہر شخص کو اپنی بات رکھنے اور کہنے کا حق ماں کے پیٹ سے ملا ہے جسے اسلامی قانون سے ختم کرنا قطعاً غلط ہے۔

اس سوال کا الزامی جواب دینے سے پہلے انصاف کے ان طلبگاروں سے کچھ سوالات:

(۱) اِظہارِ رائے کی آزادی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟؟ آپ کے نزدیک اس کا مفہوم کیا ہے؟

(۲) کسی کی اظہارِ رائے کی آزادی کا حق محدود ہے یا غیر محدود؟؟

ویسے یورپی و امریکی حکمرانوں کی تقدس مآب کتاب بائبل 'محدود آزادی' کی داعی ہے:

"As free, and not using [your] liberty for a cloke of maliciousness, but as the servants of God. Honour all [men.] Love the brotherhood. Fear God. Honour the king."
(1Peter: 2/16-17)

''اپنے آپ کو آزاد جانو مگر اِس آزادی کو بدی کا پردہ نہ بناؤ بلکہ اپنے آپ کو خُدا کے بندے جانو۔ سب کی عزت کرو۔ برادری سے محبت رکھو۔ خُدا سے ڈرو۔ بادشاہ کی عزت کرو۔'' (پطرس اول:۲/۱۶۔۱۷)

(۳) کیا آپ ہمیں اس بات کی اجازت دیں گے کہ جس لفظ سے امریکیوں کو سخت تکلیف پہونچتی ہو ہم ان کا استعمال کریں؟؟؟ جیسے کمینہ، چور، حرام خور؟؟ اور گالی کے گندے الفاظ؟؟

(۴) اگر کوئی اپنی اظہارِ رائے کی آزادی کا غلط استعمال کرتا ہو تو کیا اس پہ لگام نہیں لگائی جائے گی؟؟

(۵) ایک دہشت گرد جتنے لوگوں کی جان نہیں لیتا ہے اس سے کئی گنا زیادہ خطرناک زہر اگلنے والے افراد ثابت ہوتے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان کی طرفداری کرتے ہیں؟؟

(٦) کیا مسلمانوں کی روح محمد ﷺ کی اہانت و گستاخی ''Hate Speech'' (نفرت انگیز بیان) کے زمرے میں نہیں آتی ہے؟؟ اور کیا ایسے مجرموں پہ ''ہتک عزت'' قانون (Defamation Act) کو چست بنا کر اس کے تحت کاروائی نہیں کی جاسکتی ہے؟؟؟

(۷) آپ کی 'اظہار رائے کی آزادی' کو اس حد کے اندر رکھا گیا ہے کہ اس سے کسی کے نسلی، مذہبی، سماجی یا لسانی جذبات مجروح نہ ہوں، پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھلواڑ کا جرم کرنے والوں کو آپ 'اظہارِ رائے' کے پردے میں حمایت دینے کی بات کرتے ہیں......؟؟

(۸) اِظہارِ رائے کی آزادی (Freedom of Expression) یا بولنے کی آزادی (Freedom to Speech) اور نفرت انگیز بیان (Hate Speech) اور ہتک عزت (Defamation Act) سب کے مطلب کو واضح کریں۔ پھر ان میں مطابقت بنائے رکھتے ہوئے بتائیں کہ 'اہانتِ رسول' کا مجرم 'اِظہارِ رائے کی آزادی' کی سرحد سے نکل کر 'نفرت انگیز بیان' اور 'ہتک عزت' کی سرحد میں داخل ہوتا ہے یا نہیں......؟؟؟

جب تک ایک شخص 'اِظہارِ رائے کی آزادی' کی حد میں ہے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں، مگر جب وہ اس عزت دار حد سے نکل کر خاردار اور قابلِ سزا 'نفرت انگیز بیان' اور 'ہتک عزت' کی سرحدوں میں داخل ہوتا ہے تو ہمیں اس کے خلاف سخت کاروائی کا مطالبہ کرنا پڑتا ہے۔ جن ملکوں میں (Hate Speech) اور ہتک عزت (Defamation Act) جیسے قوانین نافذ

ہیں ان کے حکمرانوں اور عام لوگوں سے ہماری اپیل ہے کہ وہ وہ حق کی حمایت میں آواز بلند کریں اور بقول بائبل 'بدی کے پردہ' یعنی 'نامناسب آزادی' کے خلاف اپنے موقف کو واشگاف کریں۔

واضح رہے کہ بے عیب ذات میں عیب نکالنے یا ان کی شان میں جھوٹی بات بنانے والوں کے لیے موت کی سزا کا اسلامی قانون نیا نہیں ہے۔ بائبل بھی ایسے لوگوں کے لیے موت کی دردناک سزا سنگسار کا اعلان کرتی ہے جو خدا کے نام پہ کفر بکے۔ ملاحظہ ہو:

"And he that blasphemeth the name of the LORD, he shall surely be put to death, and all the congregation shall certainly stone him: as well the stranger, as he that is born in the land, when he blasphemeth the name of the LORD, shall be put to death." (Leviticus: 24/16)

''اور وہ جو خداوند کے نام کفر بکے ضرور جان سے مارا جائے۔ ساری جماعت اسے قطعی سنگسار کرے۔ خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جب وہ پاک نام پر کفر بکے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔''
(اَحبار:۲۴/۱۰۔۱۶)

بائبل کے اس پیراگراف نے مسلم و غیر مسلم ہر طرح کے گستاخِ رسول کے لیے سزائے موت کے اِسلامی قانون کی تصدیق کر دی ہے۔

اہانت رسول کے مجرموں کے لیے کئی اسلامی ملکوں میں موت کی سزا کا پارلیمانی قانون بھی ہے۔ ان میں سے ایک یعنی پاکستان کو نشانہ بنا کر مغربی و امریکی محققین و حکمراں اکثر و بیشتر کہتے ہیں کہ اس قانون کا غلط استعمال ہوتا ہے لہٰذا اِسکو ختم کر دیا جائے۔ اس پر عرض ہے کہ ہم نے بائبل (سلاطین اول:۲۱/۱۔۲۹) میں بھی پایا کہ باغ کے لالچ میں بنی اسرائیل کے بادشاہ اخی اب اور اس کی بیوی ایزبل نے یزرعیلی نبوت کے خلاف ''اہانت خدا'' قانون کا غلط استعمال کیا اور دو شریروں سے اس کے خلاف خدا کی شان میں کفریہ جملہ بکنے کا الزام لگا کر اسے سنگسار کروا دیا۔ وحی کے ذریعہ خدا نے ان مجرموں کو تنبیہ تو دی مگر پھر بھی اس قانون کو ختم کرنے کا کوئی حکم نہیں سنایا گیا۔ البتہ! قانون نافذ کرنے والے ادارے اس قرآنی ہدایت کو ذہن نشیں رکھیں کہ کسی کے جرم کے حتمی ثبوت کے بغیر اسے سزا نہ دی جائے، اور اسی طرح ثبوت کے بعد کوئی نرمی نہ برتی جائے۔

ہمیں صرف ایک سوال کا جواب دے دیا جائے پھر ساری بحث خود بخود بند ہو جائے گی، اگر کوئی شخص دوسرے مذہب کی عظیم ہستیوں کی توہین نہیں کرے گا تو اس کا بڑا نقصان نہیں ہوگا۔ مگر

ان کی مسلم شخصیتوں کے بارے میں ہرزہ سرائی کرنے سے ملک وقوم کا بڑا نقصان ہوسکتا ہے، فسادات ہوسکتے اور خون کی ندیاں بہہ سکتی ہیں۔تو پھر کیا ضروری ہے کہ اس طرح کا کام کیا جائے؟؟

برطانیہ میں ۲۰۰۸ء تک مسیحیت سے متعلق معاملات میں اس طرح کا قانون نافذ تھا جس کے تحت عیسائیت سے متعلق کسی چیز کا مذاق اڑانے یا مسیح کی شان میں گستاخی کرنے کے لیے جیل، جرمانہ سے لے کر پھانسی تک کی سزادی گئی ہے۔کئی میڈیا چینلز اوران کے اہلکاروں کے خلاف بھی اس طرح کی کاروائی کی گئی۔ (www.en.wikipedia.org/wiki/Blasphemy_law)

آیئے !اس سلسلے میں بعض ملکوں کے آئین ونظام کا جائزہ لیں۔

ہندوستانی آئین آرٹیکل 19 کے مطابق ہر شہری کو بولنے، اپنی رائے کا اظہار کرنے، غیر مسلح اور پُر امن طور پر جمع ہونے، تنظیم وتحریک بنانے، ہندوستان بھر میں گھومنے اور جس ریاست وشہر میں چاہے وہاں رہنے کی آزادی حاصل ہے، مگر اسی کے ساتھ ان پر ملک، دوسرے ملکوں سے دوستانہ تعلقات، امن عامہ، وقارِ عدلیہ اور شہریوں کے ناموس کی حفاظت کے لیے ''معقول پابندیاں'' بھی عائد ہوتی ہیں۔

اسی طرح جنوبی اَفریقی آئین آرٹیکل 16 کے مطابق میڈیا، فن کار، آرٹسٹ، علم وتحقیق سے جڑے افراد کو اپنے کام میں ہر طرح کی آزادی ہے بشرطیکہ وہ اپنے قول وفعل کے ذریعہ جنگ کے پروپیگنڈہ اور نسلی، ثقافتی، مذہبی نفرت انگیزی نیز تخریب وفساد کے باعث نہ بنتے ہوں۔ (http://www.gov.za/sites/www.gov.za/files/images/a108-96.pdf)

مطلب 'اِظہارِرَائے کی آزادی' کا حق ''محدود'' رکھا گیا ہے۔

(ا) توہین رسالت کے سلسلے میں ۱۹۲۷ء میں تعزیرات ہند میں ایک دفعہ 295 اور 295A کا اضافہ کیا گیا جس کے مطابق کسی مذہب کی توہین کے مجرم کو زیادہ سے زیادہ تین سال تک کی سزادی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ تعزیرات ہند دفعہ 153A سے بھی یہی واضح ہوتا ہے اور انفارمیشن ٹیکنالوجی ایکٹ ۲۰۰۸ء دفعہ 66 کا بھی یہی کہنا ہے۔کچھ حد تک یہ قانون قابل اطمینان ہے۔کیونکہ اولاً تو جرم کے نتیجہ (فساد، قتل وغارت، ہزاروں انسان

اور اَربوں روپے کی دولت کی بربادی، ملک کی سالمیت کو خطرہ) کے اعتبار سے یہ سزا بہت کم ہے۔ دوسرا یہ کہ بہت سے ممالک میں زہر اُگلنے والوں بہت سے افراد کے خلاف کوئی سخت ایکشن نہیں لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ کھلے عام دنگے فساد کا باعث بنتے رہتے ہیں۔ اس قانون میں اگر زیادہ سختی پیدا کی جائے اور بہت سے قانون کی طرح اس کا غلط استعمال نہ ہوتو بہت اچھا رہے گا۔ چلیئے! پھر بھی 'نہ' سے 'ہاں' اچھا ہے۔

(http://police.pondicherry.gov.in/Information%20Technology%20Act%202000%20-%202008%20(amendment).pdf)(http://en.wikipedia.org/wiki/Hate_speech_laws_in_India)

ہم عالمی حکومتوں سے امید اور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس موضوع کی حساسیت کو سمجھے اور جلد از جلد اس کے حل کے لیے کوئی ٹھوس قدم اٹھائے۔

(۲) فن لینڈ تعزیراتی قوانین چیپٹر 11 سیکشن (5) 3 کے موافق لسانی، مذہبی، جنسی، نسلی اور علاقائی احساسات کو تکلیف پہنچانے اور نفرت انگیز قول وفعل کرنے والے کو ''Crime against Humanity'' انسانیت کے خلاف جرم کی بنیاد پہ کم از کم ۸ سال یا عمر قید کی سزا ہوسکتی ہے۔ (http://www.finlex.fi/en/laki/kaannokset/1889/en18890039.pdf)

(۳) نیدر لینڈ آرٹیکل (c)137، آرٹیکل (d)137 اور آرٹیکل quarter 429 فتنہ انگیز کردار وفعل کو اور لسانی، مذہبی، جنسی، معذوری علاقائی احساسات ٹھیس پہنچانے کو جرم گردانتے ہیں۔ اور اِنٹرنیشنل کرائم اَیکٹ ۱۹/ جون ۲۰۰۳ء آرٹیکل 3 کے مطابق جو شخص دانستہ طور پر کسی مذہبی گروہ یا کسی نسلی گروپ کو کلی یا جزئی نقصان پہنچانے کا مجرم پایا جائے اسے عمر قید (جو تیس سال سے زائد نہ ہو) کی سزا سنائی جاسکتی ہے۔

(http://www.coe.int/t/dghl/monitoring/ecri/legal_research/national_legal_measures/Netherlands/Netherlands_SR.pdf) (http://www.legalproject.org/issues/europeanhatespeechlaws)

(۴) کینیڈائی تعزیراتی قوانین دفعہ 319 کے مطابق جو شہری قابل شناخت گروہ کو اَپنے بیان و عمل کے ذریعہ نقصان پہنچانے کی حرکت کرے اسے دو سال تک کی سزا ہوسکتی ہے۔

(http://lawslois.justice.gc.ca/eng/acts/C46/section319.html)

(۵) اسی طرح ڈنمارک تعزیراتی قوانین دفعہ (b)266 یہ کہتا ہے کہ جو شخص کسی گروپ کے خلاف نسل، رنگ، قومیت، پشتونی علاقائیت، عقیدے یا جنس کی بنیاد پہ علانیہ یا

پھیلانے کی نیت سے دھمکی آمیز، بے عزتی یا توہین آمیز بیان دے یا اس طرح کے پیغام کو پھیلائے اسے دو سال تک کی سزا ہو سکتی ہے۔
(http://www.pedz.uni-mannheim.de/daten/edz-b/ebr/06/AS-Country-DA.pdf)

(۶) سویڈن تعزیراتی قوانین چیپٹر 16 دفعہ 8 کے مطابق نسل، پشتونی علاقہ، زبان، رنگ اور مذہب کی بنیاد پہ کسی کے احساسات کو ٹھیس پہنچانے کے جرم پہ دو سال تک کی سزا ہو سکتی ہے، اور اگر جرم کی شناعت کم ہے تو جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔
(http://www.government.se/content/1/c6/02/77/77/cb79a8a3.pdf)
(http://www.regeringen.se/content/1/c4/15/36/d74ceabc.pdf)

(۷) سوئس تعزیراتی قوانین آرٹیکل 261 (Art. 261 bis 218, Racial discrimination) کے مطابق نسل، آبائی خطہ اور مذہب کی بنیاد پہ کسی کے احساسات کو برسر عام ٹھیس پہنچانے کے جرم پہ تین سال تک کی سزا ہو سکتی ہے یا مالی جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے۔ آرٹیکل 264 کے مطابق جو شخص کسی گروہ کو نسل، علاقہ، مذہب یا قومیت کی بنیاد پہ بالکلیہ یا جزوی طور پہ تباہ کرنا چاہے، اس کے ارکان کا قتل کر دے یا انہیں سخت جسمانی یا ذہنی تکلیف پہنچائے، اسے ۱۰ سال سے عمر قید تک کی سزا دی جا سکتی ہے۔
(http://www.admin.ch/ch/e/rs/3/311.0.en.pdf)

(۸) آئرلینڈ ہتک عزت قانون (Defamation Act 2009) دفعہ 36 کے مطابق جو شخص کفریہ کلمات بکے یا پھیلائے اسے ۲۵۰۰۰ یورو (تقریباً بیس لاکھ ہندوستانی روپے) تک کا جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دفعہ 36(2)(a) کے مطابق جو شخص کسی مذہب کے مقدس امور کی توہین یا مذاق پہ مشتمل باتیں کہے یا ایسی چیزوں کو پھیلائے، جن سے اس مذہب کے ماننے والوں کے درمیان غصہ اور تناؤ پھیل سکتا ہے، یہ بھی اسی جرم کے زمرے میں ہے۔ (http://www.irishstatutebook.ie/pdf/2009/en.act.2009.0031.pdf)

انشاءاللہ اس عنوان پہ مزید تفصیل کے لیے ہماری اگلی تصنیف ''اہانت رسول ﷺ اسلامی اور عالمی قوانین کے تناظر میں'' کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱۲) خود کش حملہ۔

اس دور کے میڈیا کے ذریعہ ہمیں عام طور پہ یہ دکھایا اور سنایا جاتا ہے کہ کسی مسلمان نے

خودکش حملہ کر کے بہت سے انسانوں کو مار دیا اور ساری دنیا میں حملے بالخصوص خودکش حملوں کے لیے دنیا کے تمام مسلمانوں کو ذمہ دار گردانا جاتا ہے۔ ہمارا چیلنج ہے کہ دنیا کی کوئی بھی طاقت اور کوئی بھی محقق اس بات کا ثبوت پیش کر دے کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کسی بھی ایک سچے اور معتبر تو دور ایک عام جاہل مسلمان کے متعلق ہماری کسی معتبر کتاب میں یہ لکھا ہوا دکھا دے کہ اس نے خود کش حملہ کیا یا اس کو جائز کہا ہو۔ مگر مسیحی ارباب قلم کو ہم بتا دیں کہ ان کی مقدس کتاب بائبل میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ ان کے خدا کے ایک سچے پکے اور چنے ہوئے نبی سمسون (جن پر خدا کی روح نازل ہوتی تھی قضاۃ: ۱۴/۱۹، ۱۵/۱۴-۱۶) نے یہ کام کیا ہے۔ جب فلستیوں نے سمسون کی بیوی کو مہرہ بنا کر اسے گرفتار کر لیا اور ان کی دونوں آنکھیں نکال ڈالیں تو ایک جشن کا اہتمام کیا اور اس میں سمسون کو بھی ان کا دل بہلانے کی دعوت دی۔ آگے کیا ہوا وہ خود بائبل کی زبانی:

"And they called for Samson out of the prison house; and he made them sport: and they set him between the pillars. And Samson said unto the lad that held him by the hand, Suffer me that I may feel the pillars whereupon the house standeth, that I may lean upon them. Now the house was full of men and women; and all the lords of the Philistines were there; and there were upon the roof about three thousand men and women, that beheld while Samson made sport. And Samson called unto the LORD, and said, O Lord GOD, remember me, I pray thee, and strengthen me, I pray thee, only this once, O God, that I may be at once avenged of the Philistines for my two eyes. And Samson took hold of the two middle pillars upon which the house stood, and on which it was borne up, of the one with his right hand, and of the other with his left. And Samson said, Let me die with the Philistines. And he bowed himself with all his might; and the house fell upon the lords, and upon all the people that were therein. So the dead which he slew at his death were more than they which he slew in his life." (Judges: 16/25-30)

''سو اُنہوں نے سمسون کو قید خانہ سے بلوایا اور وہ اُنکے لئے کھیل کرنے لگا اور اُنہوں نے اُسکو دو ستونوں کے بیچ کھڑا کیا۔ تب سمسون نے اُس لڑکے سے جو اُسکا ہاتھ پکڑے تھا کہا مجھے اُن ستونوں کو جن پر یہ گھر قائم ہے تھامنے دے تا کہ میں اُن پر ٹیک لگاؤں۔ اور وہ گھر مردوں اور عورتوں سے بھرا تھا اور فلستیوں کے سب سردار وہیں تھے اور چھت پہ قریباً تین ہزار مرد و زن تھے جو سمسون کے کھیل دیکھ رہے تھے۔ تب سمسون نے خداوند سے فریاد کی اور کہا اَے مالک خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے یاد کر اور میں تیری منت کرتا ہوں

کہ اَے خُدا فقط اِس دفعہ اور تو مجھے زور بخش تاکہ میں یکبارگی فسلتیوں سے اپنی دونوں آنکھوں کا بدلہ لوں۔ اور سمسوؔن نے دونوں درمیانی ستونوں کو جن پر گھر قائم تھا پکڑ کر ایک پر دہنے ہاتھ سے اور دوسرے پر بائیں سے زور لگایا۔ اور سمسوؔن کہنے لگا کہ فلستیوں کے ساتھ مجھے بھی مرنا ہی ہے۔ سو وہ اپنے سارے زور سے جھکا اور وہ گھر ان سرداروں اور سب لوگوں پر جو اُس میں تھے گر پڑا۔ پس وہ مُردے جنکو اُس نے اپنے مرتے دم مارا اُن سے بھی زیادہ تھے جنکو اُس نے جیتے جی قتل کیا۔'' (قضاۃ:۱۶/۲۵-۳۰)

شاید خودکش حملہ کرنے والے پہلے آدمی یہی ہیں اور وہ بھی خدائے مسیحیت کی منظوری سے۔ مسیحیوں کو بہت سے چیزوں کی طرح اس ایجاد پہ مبارک باد ملنی چاہئے۔

عالمی تجارتی مرکز (WTC) نیویارک امریکہ پہ خودکش دہشت گردانہ حملہ جس میں ۳/ ہزار لوگ مارے گئے، اسے جس نے بھی انجام دیا وہ یقیناً قابل مذمت ہے، کوئی بھی پر امن مذہب بالخصوص اسلامی قانون ایسے حملوں کو کبھی بھی جائز نہیں گردان سکتا ہے جن میں ایک بھی بے قصور شخص مارا جائے۔ شاید اس حملہ کو خودکش حملہ کی تاریخ کا سب سے بڑا حملہ مانا جاتا ہے مگر ابھی بائبل کا جو پیراگراف ہم نے نقل کیا ہے اس میں کم وبیش آٹھ دس ہزار لوگ جن میں دو چار کو چھوڑ کر سبھی بے قصور تھے، کو سمسون نے پل بھر میں خودکش حملہ کر کے موت کی نیند سلا دیا۔ اب ہم امریکی و برطانوی بھائیوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا ۱۱/ ستمبر ۲۰۰۱ء سے بھی بڑے پیمانے پہ اس دن کی سالگرہ نہ منائی جائے جس دن دنیا کا سب سے بڑا خودکش حملہ فلستیوں پہ ہوا تھا؟؟؟ بائبل میں اس حملہ کا سال اور تاریخ تو مذکور نہیں ہے مگر چونکہ اس حملہ کا تذکرہ مسیحیوں کی کتاب میں ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس کی تاریخ ان کی غیر الہامی دوسری کتابوں یا سینہ بہ سینہ روایت میں موجود ہو۔ لہذا بقیہ تفصیل وہی بتا دیں۔

تمت بالخیر
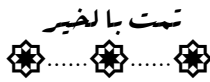
حالات مصنف

ازقلم: عبدالرحیم مصباحی پرڑیاوی

نام ونسب: نام: محمد جاوید احمد، قلمی نام: عنبر مصباحی، تعلیمی نسبتیں: امجدی، مصباحی، والد ماجد محمد عمیر احمد۔ سلسلۂ نسب: محمد جاوید احمد بن سیٹھ عمیر احمد بن سیٹھ صغیر احمد بن محمد نصیر الدین بن محمد۔

ولادت: آپ کی ولادت ۹ ؍صفر المظفر ۱۴۱۰ھ/۱۱؍ستمبر ۱۹۸۹ء بروز دوشنبہ موضع کسیّا پٹّی، تھانہ باچپٹی ضلع سیتامڑھی بہار ہند کے ایک عزت دار گھرانے میں ہوئی، آپ کے پردادا محمد نصیر الدین ایک زمین دار آدمی تھے لیکن برطانوی اقتدار میں آپ کی ساری جائداد ضبط کر لی گئی۔

تعلیم وتربیت: آپ کی تعلیم کا سلسلہ گاؤں کے مکتب سے شروع ہوا اور آپ کے عم محترم و استاذ مکرم مفتی محمد مرتضٰی رضوی مصباحی اور مفتی محمد مشرف رضا مصباحی طال ظلہما کے زیر سرپرستی دار العلوم غریب نواز، نانڈیڑ، مہاراشٹرا اور طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو، یوپی ہوتے ہوئے الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی میں تکمیل فضیلت و تقابل ادیان پر جاکر ختم ہوا۔ پھر مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد، آندھرا پردیش (موجودہ ریاست تلنگانہ) سے ۲۰۱۲ میں بی اے مکمل کیا۔

اِزدواجی حالات: ۵؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ/ ۱۶؍مئی ۲۰۱۳ء بروز جمعرات کو عالمہ عائشہ سلطانہ بنت احمد حسین، بچھارپور، پوپری، سیتامڑھی، بہار (ہند) کے ہمراہ آپ کا عقد مسعود ہوا، خطبۂ نکاح اور ایجاب وقبول کی رسم فقیہ اسلام مفتی عبدالحلیم رضوی اشرفی صاحب قبلہ ناگپور نے ادا کی۔ آپ کے گھر ۲۱؍رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ/۲۰؍جولائی ۲۰۱۴ء کو ایک فرزند کی ولادت ہوئی جس کا نام محمد جواد عنبر رکھا گیا۔ اللھم زدہ علما و فضلا

درس وتدریس: استاذ مکرم حضرت مولانا ناظم علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے حکم پہ فراغت کے بعد کچھ دنوں کے لئے آپ بحیثیت عربک لکچرار دار العلوم امام احمد رضا، رتنا گیری، مہاراشٹر میں رہے۔ پھر کنز الایمان ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ گلبرگہ کرناٹک والوں نے آپ کو ٹرسٹ کا ڈائرکٹر مقرر کیا لیکن کچھ مدت بعد مولانا صابر رضا رہبر

مصباحی کے مشورہ پہ دار العلوم شاہ ہمدان پانپور، کشمیر کے تحت نکلنے والے ماہنامہ ''المصباح'' کے ایڈیٹر اور دار العلوم کے مدرس کی حیثیت سے آپ وہاں تشریف لے گئے۔ جہاں پہلے وائس پرنسپل پھر پرنسپل اور ماہنامہ المصباح کے ایڈیٹر کی حیثیت سے مسلسل ڈھائی سال قیام فرما رہے۔ پھر جزیرۂ اَنڈمان (کالا پانی) سے مفتی شہاب الدین حلیمی مصباحی، مولانا محمد شوکت نعیمی، مولانا محمد یوسف مصباحی اور جناب محمد خالد شافعی صاحبان (اللہ ان کے جذبۂ خدمت دین ومحبت علما کو باقی رکھے) کے اصرار پر اَنڈمان تشریف لائے اور مرکز پبلک انگلش میڈیم اسکول، مرکز نگر، وِمبر لی گنج، جزیرۂ اَنڈمان، ہند کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

تنظیمی وتبلیغی خدمات: انگریزوں کی دریافت نو آباد خطہ انڈمان کے مسلمانوں کی بے راہ روی وگمرہی کو دیکھ کر آپ بہت پریشان تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی ایسی تنظیم بنے جس کے تحت دین وسنت کا کام باضابطہ کیا جا سکے۔ لہذا اسی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ۱۳/ ربیع الاول شریف ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۵/جنوری ۲۰۱۴ء کو علامہ فضل حق خیر آبادی چیرٹیبل فاؤنڈیشن کی بنیاد ڈالی جس کی کفالت میں کئی مکاتب خدمت دین وسنت انجام دے رہے ہیں اور کئی مساجد کے قیام کا مشن قریب بہ تکمیل ہے۔ علاوہ ازیں لوگوں کی شرعی ضرورت کے مدنظر دینی علوم سے نامانوس اس علاقہ میں اولین دار الافتا بنام ''حنفی دار الافتا والقضا'' کی بنیاد کا سہرا بھی آپ ہی کے سر جاتا ہے، اسی طرح فروری ۲۰۱۵ء میں سرزمین اَنڈمان میں پہلی بار ۴/روزہ ''علامہ فضل حق خیر آبادی کانفرنس'' کا کامیاب انعقاد بھی آپ کا تاریخی اِقدام ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اولین مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کے زیر سایہ اہل دین وملت کا کام بحسن وخوبی چل رہا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مولانا کے عزم وحوصلہ کو عقابی پرواز عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ ان سے دین وسنت کا کام لے۔ آمین!

تصنیفی خدمات: مولانا موصوف کی ''اسلامی قوانین بائبل اور دورِ جدید کے تناظر میں'' (اشاعت ۲۰۱۵ء) تیسری تصنیف ہے جبکہ قبل ازیں آپ کی دو اور کتابیں ''اسلام اور عیسائیت ایک تقابلی مطالعہ'' (۲۰۱۱ء) اور ''بائبل میں نقوش محمدی ﷺ'' (۲۰۱۳ء) منظر

عام پر آچکی ہیں اور انشاء اللہ اسی کتاب کے ساتھ مولانا کی چوتھی تصنیف ''استعانت اسلام اور سائنس کی نظر میں'' اور پانچویں تالیف ''Hijab in Modern Perspective'' منظر عام پر آنے والی ہیں۔

تقابل ادیان تو آپ کا خاص موضوع ہے ہی مگر اس کے علاوہ دیگر موضوعات پہ بھی آپ کے اردو، عربی اور انگریزی میں ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل مضامین شائع ہو چکے ہیں اور مزید بر آں کئی کتابیں زیر تکمیل ہیں۔ ع

اللہ کرے زور قلم اور ہی زیادہ

جزیرۂ اَنڈمان آنے کے بعد مولانا عنبر مصباحی صاحب کی محنت، لگن اور فروغِ اہل سنت کے لئے عزم مصمم اور جہد مسلسل کو دیکھ کر استاذی المکرّم خیرالاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ کا شخصیت ساز قول یاد آ گیا کہ ''آدمی میں محنت، جستجو اور اپنی خفیہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی لگن ہو تو بہت ساری سر بفلک چوٹیاں سر ہو سکتی ہیں''۔

صاحب سوانح کے متعلق اکابر کے ارشادات: ذیل میں مولانا موصوف اور ان کی قلمی کاوشوں کے بارے میں اکابر و اساتذۂ ذوی الاحترام کے کچھ تأثرات و دعائیہ کلمات درج کئے جاتے ہیں۔

مفکر اسلام حضرت **علامہ قمر الزماں اعظمی** سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، برطانیہ۔

''ھندوستان میں دینی اجتماعات کانفرنسوں اور سیمینارز میں شرکت کی وجہ سے اتنا مصروف تھا کہ کتاب (اسلام اور عیسائیت ایک تقابلی مطالعہ) پڑھنے کا موقعہ نہ مل سکا، دو روز قبل برطانیہ واپس ہوا تو قدرے فرصت ملی اور میں نے پوری کتاب کو ایک ہی نشست میں پڑھ لیا کتاب کا اسلوب تحریر دلچسپ اور تحقیقی ہے مجھے امید ہے یہ کتاب اسلامی لائبریریوں میں ایک گرانقدر اضافہ ثابت ہوگی ...... بلا شبہ یہ کتاب آج کے دور میں اسلام کے خلاف اعداء اسلام یہود و نصاریٰ کے باطل پروپیگنڈوں کا بہترین جواب ہے میری خواہش ہے کہ یہ کتاب ہر پڑھے لکھے مسلمان کی نظر سے گذرے،

خدا مولانا عنبر مصباحی کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین!'' (ص ۱۴، ۱۹، پاکستانی ایڈیشن)

''اس کتاب (بائبل میں نقوش محمدی) کو کوئی بھی عیسائی عصبیت کی عینک اتار کر مطالعہ کرے گا تو وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی عظمت کا قائل ہوگا اور وہ اسلام نہ بھی قبول کرے تو کم از کم ان کی نبوت مطلقہ اور سیادت عامہ کا انکار نہ کر سکے گا......امید ہے کہ یہ کتاب اسلامی لائبریریوں میں ایک خوبصورت اور وقیع اضافہ ثابت ہوگی، خدائے قدیر مولانا موصوف کو مزید زور قلم سے نوازے اور اس کتاب کو قبول عام کا شرف بھی۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ!

(بائبل میں نقوش محمدی، ص ۳۱۔۳۲)

داعی کبیر حضرت علامہ **مفتی عبد الحلیم رضوی اشرفی** سرپرست دعوت اسلامی۔

''مفتی جاوید عنبر مصباحی نئے قلم کاروں میں الگ شناخت لے کر ابھرے ہیں۔ تقابل ادیان ان کا خاص موضوع ہے۔ اس پر کافی عبور حاصل ہے۔ اس سے قبل ان کی پہلی تصنیف ''**اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ**'' اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ دعا ہے رب عزوجل مصنف کو دین وسنت کی خدمت کا مزید جذبہ عطا فرمائے۔ صحت وسلامتی، علم وفضل کی دولت بے بہا سے خوب خوب نوازے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔'' (نقوش محمدی ص ۳۳)

خیر الاذکیا صدر العلما حضرت **علامہ محمد احمد مصباحی** سابق صدر المدرسین وحالیہ ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی

''یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ جامعہ سے رخصت ہونے کے بعد انہوں نے اپنی علمی و قلمی دلچسپی نہ صرف یہ کہ برقرار رکھی بلکہ اس میں گراں قدر اضافہ بھی کیا۔ ابھی ان کی فراغت کو چار سال پورے نہیں ہوئے مگر ان کے مطبوعہ وغیر مطبوعہ مضامین و کتب کی اچھی خاصی فہرست ہوگئی ہے جو دیگر فارغین کو بھی دعوت عمل دے رہی ہے۔ آدمی میں محنت، جستجو اور اپنی خفیہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی لگن ہو تو بہت ساری سر بفلک چوٹیاں سر ہو سکتی ہیں۔'' (نقوش محمدی ص ۳۵)

ادیب شہیر حضرت **مولانا نفیس احمد مصباحی** استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

''موصوف نے ذہانت کے ساتھ اخّاذ طبیعت بھی پائی ہے، ذوق مطالعہ اور شوق جستجو نے اس میں سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے، یہ اظہار مافی الضمیر پر قدرت کے ساتھ جرأتِ اظہار کی دولت سے بھی بہرہ مند ہیں۔ اور ان تمام اوصاف ومحاسن کے ساتھ تعمیری ذہن اور خدمت دین وعلم کا جذبۂ فراواں بھی رکھتے ہیں۔ اسی لیے الجامعۃ الاشرفیہ سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے برابر اپنا قلمی سفر جاری رکھا۔ اور مختلف اہم موضوعات پر پچاس سے زائد اہم مقالے لکھے جو ملک کے مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوکر قارئین سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ (بائبل میں نقوش محمدی ص ۴۰)

فقیہِ اہل سنت حضرت **مولانا ناظم علی مصباحی** استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

''قابل مبارک باد اور لائق صد ستائش ہیں جناب مولانا محمد جاوید صاحب عنبر مصباحی جو اہل سنت کے عظیم الشان ادارہ ادب کدۂ حافظ ملت جامعہ اشرفیہ مبارک اعظم گڑھ کے لائق وفائق فاضل اور قابل فخر فرزند سعید ہیں جنہوں نے جامعہ اشرفیہ سے فارغ ہونے کے بعد اپنا علمی وقلمی سفر رواں دواں رکھا اور قلمی جمود وتعطل کو بالائے طاق رکھ کر نقوش محمدی ﷺ کو بائبل سے واشگاف فرمایا۔ اور حق کی حقانیت کو عالم کے سامنے پیش فرمایا۔ یہ کام انتہائی قابل قدر ہے، اس پر ان کو جس قدر مبارک باد پیش کی جائے کم ہے اس لیے کہ یہ موضوع انتہائی اہم اور دشوار ہے۔ اس سے دلچسپی قائم رکھنا اور بائبل کا احاطہ واستقصا کرنا اور اس سے نایاب موتیوں کو اخذ کرنا یہ سب دشوار گذار امر ہے۔'' (بائبل میں نقوش محمدی ص ۵۵)

☆☆☆

۹؍ جمادی الاولی ۱۴۳۶ھ — عبدالرحیم مصباحی
۱؍ مارچ ۲۰۱۵ء — خادم مدرسہ عین الہدیٰ دِلانی پور
پورٹ بلیئر، جزیرۂ انڈمان، ہند
E-mail: *razamisbahi@gmail.com*

اِسلام اور عیسائیت ایک تقابلی مطالعہ

اَزقلم: جاوید عنبر مصباحی

صفحات: ۲۰۸ قیمت: ۱۰۰ر روپے ہندوستانی

مفکر اِسلام علامہ **محمد قمر الزماں اَعظمی** دام ظلہ (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، مانچسٹر، برطانیہ):

''مولانا جاوید احمد عنبر مصباحی نے اپنی کتاب اسلام اور عیسائیت ایک تقابلی مطالعہ میں بہت مدلل انداز سے تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے اور نظریہ توحید، رسالت، اسلامی حدود و تعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی روشنی میں، دہشت گردی اور اسلام کے نظریۂ جہاد اور بائبل کے مزعومہ امن پسندی کے عناوین قائم کر کے بائبل اور قرآن کی روشنی میں بہت معیاری مطالعہ پیش کیا ہے۔''

بلاشبہ یہ کتاب آج کے دور میں اسلام کے خلاف اعداءِ اسلام یہود و نصاریٰ کے باطل پروپیگنڈوں کا بہترین جواب ہے میری خواہش ہے کہ یہ کتاب ہر پڑھے لکھے مسلمان کی نظر سے گذرے، خدا مولانا عنبر مصباحی کو بہترین جزا عطا فرمائے۔

مشمولات

☆ توحید، نبوت مسیح اور بائبل
☆ اسلامی حدود و تعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی نظر میں
☆ بائبل اور قرآن کے تصور جنگ اور ان کے اصول و ضوابط کا موازنہ
☆ دہشت گردی کا داعی کون؟ قرآن یا بائبل؟
☆ صحابہ اور حواریین مسیح کے ایمان و ایقان کا ایک تقابلی مطالعہ
☆ قیدیوں اور دشمنوں کے ساتھ نبی ﷺ اور ''پیغمبران بائبل'' کے اخلاق و کردار کا ایک تقابلی جائزہ

ناشر: برکاتی بکڈ پو، خواجہ بازار، گلبرگہ، کرناٹک۔ ہند رابطہ +919945333045

تقسیم کار: مدنی بکڈ پو، مٹیا محل، دہلی۔ ہند رابطہ +918459092924

بائبل میں نقوش محمدی

ازقلم: جاوید عنبر مصباحی

بانی وسربراہ علامہ فضل حق خیرآبادی چیریٹیبل فاؤنڈیشن، جزیرۂ انڈمان۔ ہند

صفحات: ۴۹۶ **قیمت: ۲۵۰/روپے (ہندوستانی)**

مفکر اسلام علامہ **محمد قمرالزماں اعظمی** دام ظلہ (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، مانچسٹر، برطانیہ):

بحمدہ تعالیٰ مجھے مولانا جاوید احمد عنبر مصباحی زاد اللہ علمہ کی کتاب بائبل میں نقوش محمدی کے سرسری مطالعہ کا موقعہ ملا، بلاشبہ مولانا موصوف کی یہ کتاب اردو زبان میں اس موضوع پر اہم ترین کتاب ہے...... مولانا موصوف نے انتہائی جانفشانی اور عرق ریزی سے ان تمام بشارتوں کو حوالہ جات اور ان کی تشریحات کے ساتھ جمع فرمادیا ہے جو بائبل میں موجود ہیں۔ اس طرح انہوں نے عیسائیوں کے اس دعوے کو کہ "من لم تبشر بہ النبوّاتُ فلیس بنبیٍ" خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں دلائل و براھین سے ثابت فرمادیا ہے۔ اس کتاب کو کوئی بھی عیسائی عصبیت کی عینک اتار کر مطالعہ کرے گا تو وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی عظمت کا قائل ہوگا اور وہ اسلام نہ بھی قبول کرے تو کم از کم ان کی نبوت مطلقہ اور سیادت عامہ کا انکار نہ کرسکے گا۔

فقیہ اسلام مفتی **عبدالحلیم رضوی اشرفی** دام ظلہ (سرپرست عالمگیر دعوتی تحریک دعوت اسلامی):

''مفتی جاوید عنبر مصباحی کی تازہ تصنیف ''بائبل میں نقوش محمدی صلی اللہ علیہ وسلم'' کا مسودہ دیکھا۔ چند اوراق کا مطالعہ کیا اسے خوب پایا۔ اہل علم کے لیے عموما اور تقابل ادیان کے طالب علموں کے لیے خصوصا بیش بہا علمی خزانہ ہے۔ قابل قدر مصنف نے موجودہ بائبل کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا اور ایسے پچاس مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آج بھی اپنی تابانی بکھیر رہا ہے باوجودیکہ موجودہ بائبل کو ارباب کلیسا کے ہاتھوں تحریف وتبدیل کے کئی مراحل سے گذارا جاچکا ہے۔''

ناشر: برکاتی بکڈپو، خواجہ بازار، گلبرگہ، کرناٹک۔ ہند رابطہ **+919945333045**

تقسیم کار: مدنی بکڈپو، مٹیا محل، دہلی۔ ہند رابطہ **+918459092924**